سیرتِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم، روایتِ صحابیاتؓ ۔ تخریج و تحقیق

مقالہ برائے پی ایچ ڈی علومِ اسلامیہ

۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء

مقالہ نگار

خاور سلطانہ ۱۲-۰۶

ایم۔فل

نگرانِ مقالہ

ڈاکٹر شبیر احمد منصوری

پروفیسر مسندِ سیرت

تحقیقی مقام

شعبۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

پیش کردہ: ستمبر ۲۰۱۱ء

Telephone: 042-9231232

DEPARTMENT OF ISLAMIC STUDIES
UNIVERSITY OF THE PUNJAB
Quaid-i-Azam Campus, Lahore
E-mail: chairman@is.pu.edu.pk

Ref. No. D/1138/IS

Dated 21-9-11

TO WHOM IT MAY CONCERN

It is certified that Khawar Sultana is a regular student in Department of Islamic Studies and she has completed her Thesis.

Titled: سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، بروایتِ صحابیاتؓ_ تخریج وتحقیق

under my supervision for the award of Ph.D. degree Khawar Sultana is eligible for submission of thesis under the rules & regulation of the Department as well as of the University regarding Ph.D. The material used by her is original and she has shown creativeness in her work. The thesis presents work done by the candidate.

Prof. Dr. Shabbir Ahmad Mansoori
SUPERVISOR

DECLARATION CERTIFICATE

This thesis which is being submitted for the degree of Ph.D. in the University of the Punjab does not contain any material which has been submitted for the award of Ph.D. degree in any University and, to the best of my knowledge and belief, neither does this thesis contain any material published or written previously by another person, except when due reference is made to the source in the text of the thesis.

Khawar Sultana
Ph.D. Scholar
Deptcet. of Islamic Studies.


بسم الله الرحمن الرحيم


بسم الله الرحمن الرحيم
اللهم صل على محمد
وعلى آل محمد كما صليت
على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد
اللهم بارك على محمد وعلى
آل محمد كما باركت على
ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد

انتساب

اللہ ربُّ العزّت کے نام

جس نے قلم کے ذریعے علم سِکھا کر تحقیق و جستجو کی راہیں

میرے لیے آسان کر دیں۔

اظہار تشکر

(﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾) (ابراھیم، ۱۴:۷)

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جس نے مجھے احسنِ تقویم کے اعزاز سے سرفراز کر کے نہ صرف علم کی روشنی سے میرے قلب کو منور کیا بلکہ مجھے تحقیق و جستجو کی راہوں کا مسافر بنا دیا۔ میں اپنے ربِ حقیقی کی بے حد ممنون اور مشکور اس لیے ہوں کہ اس نے مجھے یہ موقعہ فراہم کیا کہ میں سیرتِ طیبہ کے لا متناہی و بے کراں سمندر میں غوطہ زن ہو کر ''روایاتِ صحابیاتؓ کے دُرِ نایاب'' ڈھونڈ کر اپنے مقالے کی زینت بنا لوں۔ اَن گنت درود و سلام ہو۔ محبوب رب العالمین حضرت محمد ﷺ پر جن کی خاطر باری تعالیٰ نے بزمِ کائنات سجائی۔

آپؐ کے فرمان:

﴿من لم يشكر الناس لم يشكر الله﴾ (الترمذی، السنن، كتاب البر والصلة، ۸۹/۲)

کی رو سے ناسپاس گزاری ہو گی اگر میں اپنے مہربان اساتذہ ڈاکٹر شبیر منصوری صاحب اور ڈاکٹر جمیلہ شوکت صاحبہ کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس تحقیقی کام کو مکمل کرنے میں قدم قدم پر میری رہنمائی کی۔ باری تعالیٰ ان کو زندگی، صحت اور آسانیوں سے نوازدے تاکہ وہ تحقیق کے مسافروں کی راہ میں رہنمائی کی قندیلیں روشن کرتے رہیں۔

میں اپنے قابلِ صد احترام والدین کی انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں نے نہ صرف بچپن سے ہی میرے دل میں علم کی محبت ڈالی بلکہ حصولِ علم کے ہر مرحلے پر دعاؤں کا حصار میرے اردگرد باندھے رکھا۔ بنابریں تشکر کا احساس اپنے مخلص جیون ساتھی راؤ افتخار احمد کے لیے بھی ہے کہ انہوں نے اعلیٰ تعلیم کے لیے میری علمی پیاس کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے نہ صرف فراخدلانہ اجازت دی بلکہ ہر لمحے تعاون بھی کیا۔ انہی کے بے پناہ تعاون کی بدولت اس مقالے کی تکمیل ممکن ہو سکی۔

اظہار تشکر ادھورا رہ جاتا ہے اگر میں اپنے پیارے بچوں محمد شارف، محمد فائق عبداللہ اور میرب فاطمہ کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے میری اس طویل مصروفیت کو بہت صبر اور حوصلے سے برداشت کیا اور میری پیاری بہن طاہرہ جس نے میرے اس تحقیقی کام کو مکمل کرنے میں دوا اور دُعا دونوں سے میرا حوصلہ بڑھایا۔ اس کے علاوہ میں اپنے بہن بھائیوں ثمینہ، کوکب، گوشی اور حورب، شہزاد، مسعود، سمیع الرحمٰن، اطیب اور اپنی مخلص دوست صائمہ شمس کے لیے بھی جذباتِ تشکر رکھتی ہوں۔

مقالہ کی تیاری کے سلسلے میں شیخ زاید اسلامک سنٹر، مرکزی لائبریری، شعبہ علوم اسلامیہ لائبریری، محدث لائبریری، قائداعظم لائبریری، کے سٹاف ممبران کی بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے تحقیقی مواد کی فراہمی میں بھرپور تعاون کیا۔ مقالے کی کمپوزنگ کے لیے میں عظیم بھائی کی مشکور ہوں جنہوں نے انتہائی محنت، توجہ اور لگن سے اس کام کو سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

﴿اللهم احسن عاقبتنا في الأمور كلها واجرنا من خزي الدنيا وعذاب الآخرة﴾

مقالہ نگار

خاور سلطانہ

مقدمہ

الحمد لله الكريم الوهاب، الرحيم التواب، منزل الكتاب، سريع الحساب، غافر الذنب وقابل التوب، شديد العقاب، لا اله الا هو عليه توكلت واليه متاب وصلى الله على محمد نبيه ورسوله الاواب، وعلى آله وصحبه افضل الآل والاصحاب-

رسول کریم ﷺ کی تعریف وتوصیف ایسا موضوع ہے جو ہمہ گیر بھی ہے اور وسعت پذیر بھی- ہر دور میں ان گنت انسانوں نے دربارِ رسالت میں اپنی عقیدت ومحبت کے گلدستے پیش کیے- آپؐ کی مقدس زندگی کے ہر پہلو سے اس طرح نقاب اٹھایا کہ سیرتِ نبویؐ کا ہر رُخ صفحۂ قرطاس کی زینت بنا- تصنیف وتالیف کا یہ سلسلہ پہلی صدی سے قیامت تک جاری و ساری رہے گا- اسکی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے سیرتِ نبویؐ کا مطالعہ محض ایک علمی مشغلہ نہیں بلکہ ایک اہم دینی ضرورت ہے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ (﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾) (الاحزاب، ۳۳: ۲۱) کے مطابق اسوۂ حسنہ معلوم کرنے کے لیے ہر مسلمان کو سیرتِ پاک ﷺ کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے-

صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ وہ پُر نور ہستیاں ہیں جن کو آپؐ سے بالمشافہ اصولِ اسلام سیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی کیونکہ اسوۂ حسنہ ان کے سامنے تھا مگر آپؐ کے وصالِ مبارک کے بعد آپؐ کی سیرتِ مبارکہ، احادیث اور روایات ہی کی روشنی میں شمعِ ہدایت کا کام دے سکتی تھی- چنانچہ اس روشنی کو آئندہ آنے والی نسلوں تک منتقل کرنے میں صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ نے بہت اہم کردار ادا کیا- انہوں نے آپؐ کی معاشرت، زہد وعبادت، معمولات، اخلاقِ حمیدہ و اوصافِ حمیدہ کا قریب سے مشاہدہ کیا اور پھر انتہائی ذمہ داری سے اپنے معلّم ومدرّس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے عالم کو روشناس کرا کے امتِ مسلمہ پر احسان فرمایا-

موضوع کی ضرورت واہمیت:

نبی کریم ﷺ کو اس جہان رنگ و بُو سے رخصت ہوئے چودہ صدیاں بیت چکیں- اس دوران بے شمار تغیر وتبدل رونما ہو چکے ہیں اور ان تغیرات نے انفرادی واجتماعی زندگی کے تقاضوں کو بدل دیا ہے- مگر اس کے باوجود دورِ جدید میں بھی آپؐ کی ذاتِ طیبہ اسی طرح نمونہ کمال، قابلِ تقلید اور واجب الاطاعت ہے جیسے چودہ سو سال پہلے تھی- اسکی وجہ یہ ہے کہ:

۱- سیرتِ طیبہ شریعتِ اسلامی کا بنیادی ماخذ ہے- یہ نہ صرف حصولِ ہدایت کا ناگزیر ذریعہ ہے بلکہ انسانیت کے لیے اخلاقِ کمال کا ابدی نمونہ ہے-

۲- قرآن مجید نے اطاعت اللہ کو اطاعتِ رسول ﷺ کے ساتھ مشروط کر دیا ہے- آپؐ کی سیرت طیبہ کی پیروی کے بغیر باری تعالیٰ کی اطاعت وبندگی کی کوئی صورت نہیں- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾) (النساء، ۴: ۸۰)

۳- تاریخی اعتبار سے بھی سیرت طیبہ بہت اہم ہے-

الغرض ہر شعبۂ زندگی سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی قولی وعملی ہدایات سے واقف ہو کر اپنی زندگی کو بامقصد بنانا ہر

مومن اور مومنہ کا فرض ہے۔

سیرتِ طیبہ پر عمل پیرا ہونے کے لیے سب سے اہم یہ ہے کہ سیرتِ طیبہ ﷺ کی کامل صورت ہمارے سامنے ہو اور کامل صورت صرف اس وقت ہی سامنے آ سکتی ہے جب صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ صحابیاتؓ کی روایات سے بھی مستفید ہوا جائے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ:

۱- ازواجِ مطہراتؓ، بناتُ النبی ﷺ اور دیگر صحابیاتؓ سیرتِ طیبہ ﷺ کی عینی شاہدات تھیں۔ آپؐ کے ساتھ شب و روز کی مصاحبت کی وجہ سے وہ آپ ﷺ کے معمولاتِ عبادت، اکل و شرب، نشست و برخاست، مکارمِ اخلاق سے زیادہ واقف تھیں۔ چنانچہ انہیں سے روایت کردہ احادیث سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے یہ سب پہلو اُجاگر ہوتے ہیں۔

۲- صحابیاتِ دینؓ کی راویات اوّل ہیں۔ یہ نبی کریم ﷺ اور اپنے بعد والوں کے درمیان لازمی واسطہ ہیں۔ اگر صحابیاتؓ کی مرویات میں سے پہلی کڑی کو نکال دیا جائے تو ہمارے ایمان کی بنیاد باقی نہیں رہتی۔

۳- صحابیاتؓ اگر آپؐ کے بعض اعمال کو آگے نہ پہنچاتیں تو آپؐ کے بہت سے اعمال اُمت کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے۔ کیونکہ سیرتِ طیبہ ﷺ سے متعلق بعض پہلوؤں پر روشنی ہی صحابیاتؓ کے بیان سے پڑتی ہے گویا کہ رسول اللہ ﷺ کی کتابِ زیست کے اوراق کی تکمیل صحابیاتؓ کی روایات کے بغیر ممکن نہیں۔ صحابیاتؓ کی انہیں مرویات نے سیرتِ طیبہؐ کے بے شمار گوشوں کو روشنی بخش کر امتِ مسلمہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

مقالہ ھذا **"سیرت رسول ﷺ، روایاتِ صحابیاتؓ تخریج و تحقیق"** میں کوشش کی گئی ہے کہ کتب احادیث، کتب سیر و تاریخ سے صحابیاتؓ کی روایاتِ سیرت کے آبدار موتی جمع کیے جائیں تا کہ اس دورِ فتنہ ساماں میں نئی نسل کو اسلامی اقدار کے سانچے میں ڈھالا جائے۔

اہداف و مقاصد:

حال اور مستقبل کی راہیں متعین کرنے کے لیے ماضی سے روشنی مستعار لینا بے حد ضروری ہے۔ خصوصاً اس دورِ پُرفتن میں عشقِ رسول ﷺ سے سرشار ہو کر اور اطاعتِ رسول ﷺ کے راستے پر گامزن ہو کر ہی مسلمان اندرونی و بیرونی فتنوں سے بچ کر اپنے ایمان کو محفوظ کر سکتے ہیں۔ عشقِ رسول ﷺ سے سرشاری اور اطاعت رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہم سیرتِ طیبہ ﷺ کا مطالعہ کریں۔ چنانچہ اس موضوع پر تحقیق کے مندرجہ ذیل مقاصد تھے:

۱- حالات و زمانہ کے بدلتے تناظر میں سیرتِ رسول ﷺ کی اہمیت واضح کرنا۔

۲- روایاتِ صحابیاتؓ، سیرت رسول ﷺ کا اہم ترین حصہ ہیں۔ ان پر بتقاضائے محبت علیحدہ سے تحقیقی نظر ڈالنا اور ان روایات کی روشنی میں حیات طیبہ ﷺ کا حسن اجاگر کرتے ہوئے آپ ﷺ کے تمام آداب و فضائل اور سنتوں کو شعارِ زندگی بنانا تا کہ عند اللہ ہمارا ہر عمل مقبول ہو۔

۳- وہ تمام صحابیاتؓ جن کے بیان سے سیرتِ طیبہؐ وغیرہ نکھر کر ہمارے سامنے آئی انکے احوال وخدمات کا تجزیاتی مطالعہ کرنا۔

۴- ہر روایت کو بیان کرنے والے تمام راویوں کی سوانح حیات اور ہمعصروں کی نظر میں ان کا مقام معلوم کرنا۔

سابقہ کام کا جائزہ:

حضور اکرم ﷺ کی سیرت پاک پر بے شمار تحقیقی و تصنیفی کام ہو چکا ہے۔ تاریخ وسوانح کے میدان میں صرف آپؐ ہی وہ شخصیت ہیں جن کی ولادت سے وفات تک کے عرصۂ حیات کی ہمہ گیر تفصیلات کو اُس کی تمام تر جزئیات کے ساتھ تحقیقی و جامع اسلوب میں نہ صرف پیش کیا گیا بلکہ اُس کو محفوظ بھی رکھا گیا۔ محدثین کرام، مفسرین عظام، تاریخ و مغازی نگار اور خالص سیرت نگاروں نے رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال، تقاریر اور حیات طیبہ ﷺ کے لمحہ لمحہ کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کیا۔ اس سلسلے میں لکھی جانے والی کتب احادیث (موطاء امام مالک، صحاح ستہ، مسند امام احمد بن حنبل، مسند اسحاق بن راھویہ، مسند الحمیدی وغیرہ) میں سیرت طیبہ ﷺ کے موتی بکھرے ہوئے ہیں۔ احادیث کی انفرادیت، امتیاز و ثقاہت اور قطعیت ثابت کرنے والے دیگر علوم جیسے اسماء الرجال، طبقات، تاریخ، کتب جرح و تعدیل وغیرہ نہ صرف راویوں کی سوانح اور سیرت و کردار بیان کرتے ہیں بلکہ سیرتِ طیبہ سے متعلق حقائق و واقعات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

ان تمام کتب میں صحابہ کرامؓ و صحابیاتؓ کی روایات کے مشترکہ بیان سے سیرتِ پاک ﷺ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کتب کے علاوہ صحابیاتؓ کی خدمات پر کچھ مقالات ایم۔اے کی سطح پر لکھے گئے جیسے ۱۹۶۶ میں ''صحابیاتؓ کی اسلامی خدمات''، ۱۹۸۷ میں ''تدوین حدیث میں صحابیاتؓ کی خدمات''، ۱۹۹۴ میں ''صحابیات کا طریق تعلیم وتربیت'' وغیرہ۔

مرویات صحابیاتؓ پر انفرادی طور پر بھی کام ہوا ہے۔ ۱۹۶۴ میں ''اُم المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمات حدیث'' ۱۹۸۹ میں۔ ''حضرت عائشہؓ کی تفسیری روایات'' ۲۰۰۱ء میں ''ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی سیرت و خدمات''، پی ایچ ڈی کی سطح پر ڈاکٹر جمیلہ شوکت صاحبہ کا مقالہ ''مسند عائشہؓ''، کلیہ اعداد المعلمات بالمدینة المنورہ کی استاد ڈاکٹر، صفیہ عبدالرحیم کا مقالہ، ''مرویات امہات المومنین فی شؤن النساء'' عائشہ مرتضٰی شاہ کا مقالہ، ''حضرت عائشہ صدیقہ کی روایات کے موضوعات کا مطالعہ''، وغیرہ شامل ہیں۔

یہ سب تحقیقی کاوشیں قابل قدر ہیں۔ لیکن ضرورت اس امر کی تھی کہ سیرتِ رسول ﷺ کے حوالے سے صرف صحابیاتؓ کا بیان یعنی ان کی نگاہوں نے حیات رسول ﷺ کا نقشہ کیسا کھینچا؟ اس موضوع پر ابھی کام نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ اس ضرورت کو کسی حد تک پورا کرنے کے لیے مقالہ ہذا **''سیرت رسول ﷺ روایات صحابیات تخریج و تحقیق''** میں آپؐ کی سیرتِ پاک کو روایت صحابیاتؓ کی روشنی میں واضح تر انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور روزِ محشر میرا نامۂ اعمال ان ''جگمگاتی سعید ساعتوں'' سے منور کر دے جو میں نے سیرتِ رسول ﷺ کے حوالے سے صحابیاتؓ کی روایات کی تلاش میں گزاریں۔

خاکہ تحقیق

باب اول- سیرت رسول اکرم ﷺ کی عظمت و اہمیت اور فضیلت صحابیاتؓ

یہ باب دو فصول پر مشتمل ہے- پہلی فصل میں سیرت رسول ﷺ کی عظمت و اہمیت بیان کی گئی ہے- سیرت کا معنی و مفہوم، صحابیاتؓ کا مقام و مرتبہ، انکی اطاعتِ رسول ﷺ، اتباع اور حب رسول ﷺ بیان کیا گیا ہے- جبکہ فصل دوم میں روایت صحابیاتؓ کی اہمیت بیان کی گئی ہے- نیز روایت صحابیاتؓ کے ماخذ، (کتب احادیث، تفسیر، تاریخ، کتب اسماء الرجال، کتب دلائل وشمائل) بیان کیے گئے ہیں نیز اس میں وہ جلد نمبر جن میں صحابیاتؓ کی روایات کی تعداد زیادہ ہے، کا تذکرہ بھی کر دیا گیا ہے-

باب دوم- راویات سیرت النبی ﷺ صحابیاتؓ کے احوال و خدمات

اس باب میں ان تمام ''صحابیاتؓ مکرمات'' جن کے بیان سے سیرتِ طیبہ ﷺ پر روشنی پڑتی ہے- نام، نسب، احوال وخدمات، نیز ان سے مروی روایات کی تعداد، سالِ وفات وغیرہ کا ذکر ہے-

حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مکی ومدنی دور) کے اہم پہلو

اس باب میں آپ ﷺ کی زندگی کے اہم ادوار یعنی مکی و مدنی زندگی سے متعلق صحابیاتؓ سے مروی روایات کو مع سند بیان کیا گیا ہے- مکی دور میں اسلام سے قبل عرب کی مذہبی حالت، نسب اقدس، پیدائش، عہد شباب، آغاز وحی، تبلیغ اسلام، مشرکین مکہ کے مظالم، سفرِ طائف وغیرہ جبکہ مدنی دور میں ہجرت مدینہ، غزوات و سرایا، حجۃ الوداع اور وصال نبوی ﷺ سے متعلق روایات ایک ترتیب سے جمع کر کے انکی نہ صرف تخریج کی گئی ہے بلکہ ہر روایت کو سیاق وسباق سے مزین کر کے اس میں تشریح طلب باتیں حواشی میں بیان کر دی گئی ہیں اور ہر فصل کے اختتام پر تمام راویوں کے احوال مع سالِ وفات بیان کر دیے گئے ہیں-

باب چہارم- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب وروز کے معمولات

یہ باب بھی دو فصول پر مشتمل ہے- فصل اول میں نبی کریم ﷺ کے صبح و شام کے معمولات- جن میں معمولاتِ عبادات، دعائیں، پسندیدہ طعام، پسندیدہ مشروب وغیرہ شامل ہیں- جبکہ فصل دوم مکارمِ اخلاق ﷺ پر مشتمل ہے-

باب پنجم- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن معاشرت

اس باب کی فصل اوّل میں ''آنحضور ﷺ بحیثیت سربراہِ خاندان'' سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں- ان میں بحیثیت شوہر، مشفق باپ اور بچوں سے آپؐ کے برتاؤ پر روشنی ڈالی گئی ہے- جبکہ دوسری فصل میں آپ کا خواتین اور غلاموں

سے حسنِ سلوک بیان کیا گیا ہے۔

آخری تینوں ابواب کی ہر فصل کے اختتام پر تمام راویوں کے احوال بیان کیے گئے ہیں اور ان ابواب کے بعد مقالہ کا خلاصہ تحریر کیا گیا ہے۔ نیز احادیث کے پیش نظر، فہرست مصادر و مراجع، مقالہ میں مذکور آیات، احادیث، اعلام، اماکن اور قبائل کا اشاریہ بھی مرتب کیا گیا ہے۔

اسلوبِ تحقیق

اس مقالہ میں تحقیقی اسلوب کو درج ذیل انداز میں آگے بڑھایا گیا ہے۔

۱۔ اس مقالے کے لیے بیانیہ طریق تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔

۲۔ صحابیاتؓ سے مروی احادیث کی جمع و ترتیب کے لیے دستیاب کتب احادیث، کتب سیر و اسماء الرجال، کتب دلائل وشمائل وغیرہ سے مدد لی گئی ہے اور صرف سیرت سے متعلق روایات کی تلاش کے لیے ان کتب میں سے مستند ترین اور معتبر ترین ذخیرۂ کتب کا انتخاب کیا گیا ہے۔

۳۔ زیرِ نظر مقالے میں صحابیاتؓ کی مرویات منتخب کرتے ہوئے سب سے مشکل مرحلہ یہ تھا کہ سیرتِ طیبہ ﷺ کے معطر گلستان میں سے کس کس گلِ شگفتہ سے مقالے کو مزین کیا جائے۔ دل تھا کہ ہر روایتِ سیرت کے لیے مچلتا تھا کہ یہ بھی شامل کی جائے اور وہ بھی۔ مگر حدود و پابندیوں اور طوالت کے خوف سے صرف صحابیاتؓ کی وہی مرویات شامل کی گئی ہیں جن سے نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال پر روشنی پڑتی تھی۔ گویا کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔

۴۔ صحابیاتؓ کی حیات و خدمات پر چونکہ قبل ازیں بہت عمدہ کام ہو چکا ہے۔ اس لیے ان کی حیات و خدمات کا اجمالاً احاطہ کیا گیا ہے اور اس میں صرف انہیں "۶۲" صحابیاتؓ کو شامل کیا گیا ہے جن کے بیان سے سیرتِ طیبہؐ پر روشنی پڑتی ہے۔

۵۔ ہر باب کے آغاز میں مختصراً تعارفِ باب اور فہرست موجود ہے علاوہ ازیں روایاتِ سیرت پر مشتمل آخری تین ابواب کی ہر فصل کے اختتام پر ہر روایت کی سند میں موجود ہر راوی کا نام، کنیت، سالِ وفات، اس کے شیوخ، تلامذہ اور ہمعصروں کی نظروں میں اس کا مقام بیان کیا گیا ہے اس طرح تقریباً "۴۰۰" سے زائد راویوں کے احوال و مقام کا احاطہ کیا گیا ہے اور اس کے لیے کتب رجال سے مدد لی گئی ہے۔ راویوں کے احوال چونکہ حروف تہجی کے اعتبار سے موجود ہیں اس لیے فہارس میں ان کو شامل نہیں کیا گیا۔

۶۔ سیرت سے متعلق روایات میں اگر کہیں کسی شخصیت، مقام، واقعہ یا قبیلہ وغیرہ کا نام آیا ہے۔ اسکی تشریح حواشی میں

کر دی گئی ہے- نیز ہر روایت کا سیاق و سباق بھی بیان کر دیا گیا ہے-

۷- مقالہ لکھتے ہوئے تمام کتب کے حوالوں سے پہلے مصنف کا نام، پھر کتاب کا نام، بعد ازاں جلد نمبر (اگر ہے تو) اور اس کے بعد صفحہ نمبر لکھا گیا ہے- جلد اور صفحے کو "۱/۸" کے انداز میں لکھا گیا ہے-

۸- آیات کے حوالے کے لیے پہلے سورۃ کا نام پھر سورۃ نمبر اور پھر آیت نمبر دیا گیا ہے- مثلاً "البقرۃ،۲:۱۵"

۹- کسی کتاب کا نام پہلی دفعہ آنے پر مصنف کا نام بھی لکھا گیا ہے جبکہ آئندہ ذکر آنے پر کتاب کا نام، جلد نمبر اور صفحہ نمبر بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے- مصنف کا نام دوبارہ نہیں لکھا گیا- البتہ مصادر و مراجع میں مصنف کا مکمل نام، کتاب کا مکمل نام، مطبع اور سالِ اشاعت تحریر کیا گیا ہے-

۱۰- تکرار اور طوالت کے پیشِ نظر ترجمے میں مکمل سند کو بیان نہیں کیا گیا بلکہ ہر روایت کا آغاز صحابیہ کے نام سے کیا ہے اور سند میں محض صحابیہؓ کے نام کو ہی کافی سمجھا گیا ہے- جہاں سے صحابیہؓ کی روایت شروع ہوتی ہے- ﴿ ﴾ نشان سے اسکی وضاحت کر دی گئی ہے-

۱۱- روایت کی تخریج کرتے ہوئے کتاب کا نام، کتاب، باب، حدیث نمبر اور صفحہ و جلد نمبر بھی ذکر کر دیا گیا ہے- اسکو اس طرح بیان کیا گیا ہے- "الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ (حدیث: ۳۴۲۱) ص، ۵۷۱

۱۲- فہارس میں "اشاریہ آیات" کو حروفِ تہجی کی بجائے قرآنی سورت نمبر سے ترتیب دیا گیا ہے-

۱۳- اس تحقیقی مقالے میں کچھ رموز و اختصارات استعمال کیے گئے ہیں جیسے آیات کے لیے (﴿ ﴾)، احادیث کیلئے ﴿ ﴾، ترجمے کے لیے" "صفحہ نمبر کے لیے "ص" اور حوالہ جات میں جن کتب کا ایک سے زائد مرتبہ تذکرہ آیا ہے ان کو مختصر نام دے دیا گیا ہے جیسے الجامع الصحیح المسند المختصر من الامور رسول اللہؐ..... کو الجامع الصحیح للبخاری، المستدرک علی الصحیحین کو "المستدرک" مجمع الزوائد و منبع الفوائد کو "مجمع الزوائد" الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ کو "الاصابۃ" وغیرہ جبکہ مصادر و مراجع میں کتاب کا مکمل نام واضح کر دیا گیا ہے-

دستیاب سہولیات و وسائل

موضوع سے متعلق معلومات کے حصول کے لیے دستیاب سہولیات سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے-

۱- مقالے کی تکمیل کے سلسلے میں مختلف لائبریریوں مثلاً جامعہ پنجاب، شیخ زائد اسلامک سنٹر لائبریری، شعبہ علوم اسلامیہ کی لائبریری اور مرکزی لائبریری، محدث لائبریری، قایدِ اعظم لائبریری، منہاج القرآن لائبریری

وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

ان سہولیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں نے اپنے تحقیقی کام کو تکمیلی مراحل تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ یہ تحقیقی کاوش عالمانہ نہیں بلکہ طالبعلمانہ ہے۔ اس مقالے میں جو خوبی ہے وہ رب رحیم کی عطا ہے اور جو خامی ہے وہ میری خطا ہے اور میں اللہ تعالی سے امید رکھتی ہوں کہ رب مہربان مجھے ناقص الاستطاعت انسان سمجھتے ہوئے ان غلطیوں سے درگزر فرمائے اور میں یہ بھی دعا کرتی ہوں کہ سید المرسلین خاتم الانبیاء رحمت دو جہاں کی سیرت کا یہ تذکرہ و تحقیق اللہ رب العزت کے حضور شرف یاب ہو۔ (آمین)

وما توفیقی الا باللہ

مقالہ نگار

KB

خاور سلطانہ

فہرست ابواب

باب اول:

سیرت رسول اکرم ﷺ کی عظمت واہمیت اور فضیلت صحابیاتؓ

فصل اوّل:

صفحہ نمبر

فصل دوم:

باب دوم:

راویات سیرت النبی ﷺ صحابیاتؓ کے احوال وخدمات

باب سوم:

حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مکی و مدنی دور) کے اہم پہلو

فصل اول: مکی دور

فصل دوم: مدنی دور

باب چہارم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کے معمولات

فصل اول:

فصل دوم:

باب پنجم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ معاشرت

فصل اول:

فصل دوم:

باب اوّل

سیرتِ رسول اکرم ﷺ کی عظمت واہمیت اور فضیلتِ صحابیاتؓ

تعارف باب اوّل

سیرت النبی ﷺ ایک ایسا سرچشمۂ ہدایت ہے جس کے سوتے تا قیامت خشک نہ ہوں گے- آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ تمام انسانیت کے لیے ''اسوۂ حسنہ'' ہے اور آپ ﷺ کی شان سب سے ارفع ہے کیونکہ باری تعالیٰ نے (ورفعنالک ذکرک) (الم نشرح، ۹۴:۴) کہہ کر آپ ﷺ کا ذکر ہمیشہ کے لیے بلند فرما دیا- اس باب میں حضور اکرم ﷺ کی عظمت و رفعت بیان کی گئی ہے- ''سیرت'' کا مفہوم اور اسکی ضرورت و اہمیت کا بیان ہے- ''صحابیاتؓ'' جو صحبتِ پاک ﷺ سے مشرف ہوئیں اور جو آپ ﷺ کی صحبت کے نور سے اپنے ذہن و دل کو منور کر کے اپنی مرقع نور ہستیوں سے آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنیں- ان کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے- نیز انکا عشق رسول ﷺ، اتباع سنت، اور اطاعتِ رسول ﷺ کا تذکرہ ہے-

فصل دوم میں ''روایت صحابیاتؓ'' کی اہمیت بیان کی گئی ہے کیونکہ انہیں سے مروی روایات نے آپ ﷺ کی ذاتِ کاملہ کے بے شمار گوشوں کو تب و تاب بخشی ہے- اس کے علاوہ ''روایتِ صحابیاتؓ کے ماخذ'' (کتب احادیث، کتب اسماء الرجال، کتب سیر و مغازی، کتب دلائل و شمائل) بیان کیے گئے ہیں اور اس میں خصوصاً ان جلدوں کا بیان ہے جن میں روایاتِ صحابیاتؓ بکثرت موجود ہیں-

فصل اوّل:

- ☆ شرف و عظمتِ رسول اکرم ﷺ
- ☆ سیرت کا معنی و مفہوم
- ☆ سیرت رسول ﷺ کی ضرورت و اہمیت
- ☆ صحابیاتؓ: مقام و مرتبہ
- ☆ صحابیہؓ کا مفہوم
- ☆ صحابیاتؓ کی فضیلت
- ☆ اطاعت، اتباع اور حبِ رسول ﷺ

شرف و عظمتِ رسول اکرم ﷺ:

اقوام عالم کی تاریخ کے مطالعے سے بہت سی ایسی شخصیات سامنے آتی ہیں۔ جن کے نام ان کے کارہائے نمایاں کی بدولت سنہرے حروف میں لکھے گئے ہیں۔ ان شخصیات نے اپنے علم و تجربہ، کوشش و تدبر سے اپنی قوم میں ہم آہنگی پیدا کی ان کو سماجی شعور بخشا اور ملکی ترقی کے لیے وہ خدمات سرانجام دیں کہ قوم نے ان کو خراج تحسین پیش کرنے کی خاطر ان کے خوبصورت مجسمے بنوا کر شاہراہوں پر نصب کروا دیئے اور ان کی سوانح عمری اس طرح قلمبند کروائی کہ آئندہ نسلیں ان کی پیروی کرتے ہوئے بام عروج تک پہنچیں۔ یہ شخصیات ان ستاروں کی طرح ہیں جو اندھیروں میں رہنمائی تو کرتے ہیں مگر جونہی سپیدۂ سحر نمودار ہوتا ہے۔ ان کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔

ہدایت و رہنمائی کا سب سے معتبر ذریعہ انبیائے کرام ہیں۔ نبی مہربان ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیاء دنیا میں مبعوث کئے گئے وہ ایک محدود مدت کے لیے مخصوص اقوام کی طرف بھیجے گئے۔ ان سب کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ اپنی قوم کے لوگوں کو شرک کی تاریکیوں سے نکالیں اور ان کے دلوں کو توحید کے نور سے منور کردیں۔ ان تمام انبیاء نے اس مقصد کے حصول کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دی مگر ان کی وفات کے بعد ان کے رہبوں اور احبار نے ان کی تعلیمات میں ردوبدل اور تحریف و تلبیس کر ڈالی۔ جب جب بھی ان انبیاء کی تعلیم اس کے پیروکاروں کے ہاتھوں تلبیس کا شکار ہوتی اور شرک کے اندھیرے زیادہ بڑھ جاتے تو خدائے لم یزل کی طرف سے توحید کا سبق پھر سے یاد دلانے کے لئے نیا رسول بھیج دیا جاتا جو پہلی شریعت منسوخ کر دیتا اور نئی شریعت کا اجراء کرتا۔

رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے رسول اللہ ﷺ کے درمیان پانچ، چھ صدیاں تاریخ انسانی کا پرآشوب دور ہیں اس دور تاریک میں روحانیت دم توڑ چکی تھی۔ گلستان خیر و خوبی کی رعنائیاں شر و فساد کی ظلمتوں میں بدل چکی تھیں۔ شمع توحید بجھ چکی تھی اور انسانیت شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں تھی۔ پھر مشیت ایزدی نے اس سسکتی ہوئی انسانیت پر رحم کیا۔ اس نے چاہا کہ نوع انسانی کو پھر سے شرف بخشا جائے۔ اس کو ایسے دستور زندگی اور مجموعہ قوانین سے نوازا جائے جو عالمگیر، دائمی اور پائیدار ہو۔ اس دستور زندگی کو اس عالم رنگ و بو میں لانے والا وہ نبی ہے جسکی آمد کے چرچے روز ازل سے تھے۔ یہی وہ باری تعالیٰ کا محبوب ہے جسے صحائف ربانی میں کبھی "فارقلیط (۱) کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور کبھی "منحمنا (۲) کے نام سے اور قرآن

۱۔ یوحنا، ۱۶:۷ (عربی بائبل مطبوعہ لندن، ۱۸۲۱ء، ۱۸۳۱ء اور ۱۸۸۴ء میں لفظ "فارقلیط" ہے۔ بعد میں اس لفظ کی جگہ "مددگار" "وکیل" یا "شفیع" لکھا جاتا رہا ہے۔)

۲۔ یحنس (یوحنا) ۱۶، ۱۵:۲۳۔۲۷: الصالحی الشامی، محمد بن یوسف، سبل الهدی والرشاد، ۱/۵۲۲: ابی زید البلخی، احمد بن سهل، کتاب البدء والتاریخ ۱۹/۲۰۱

پاک میں اس ذات اقدس کو "محمد ﷺ" (۱) اور "احمد ﷺ" (۲) کے اسمائے گرامی سے یاد کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں پکارے جانے والے ان ناموں کو باری تعالیٰ نے اپنے پیارے ناموں "حمید" اور "محمود" سے بنایا ہے۔

الخرکوشی نیشاپوری لکھتے ہیں۔

"ذکر الله انبياء ه عليه السلام فلم يقسم لاحدمنهم اسماء مشتقا, من اسمائه تعالیٰ ذکره وشق اسم رسول الله صلى الله عليه وسلم من الحميد والمحمود: "محمد صلى الله عليه وسلم (۳)

آپؐ کے چچا ابو طالب نے آپ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

وشق له من اسمه ليجله

فذوالعرش محمود و هذا محمد ﷺ (۴)

قرآن کریم میں فضیلت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان فضائل ومحاسن سے مزین کیا ہے کہ زبان وقلم اس کو احاطہ تحریر میں لانے سے قاصر ہیں۔ آپؐ کے فضائل میں سے بے شمار فضائل اللہ عزوجل نے قرآن حکیم میں تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ کہیں پر آپ کو رؤف اور رحیم کے لقب سے نوازتے ہوئے فرمایا۔

(﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾) (۵)

تمہارے پاس ایک رسول آیا ہے جو تم ہی میں سے ہے۔ تمہارا رنج وکلفت میں پڑنا اس پر بہت شاق گزرتا ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کا بڑا ہی خواہشمند ہے۔ وہ مومنوں کے لیے شفقت رکھنے والا رحیم ہے۔

ایک اور آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل آپؐ کے اوصاف حمیدہ بیان فرما کر اس طرح سے آپ کی مدح سرائی کرتے ہیں۔

(﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

۱۔ الاحزاب، ۳۳:۴۰، الفتح، ۴۸:۲۹، آل عمران، ۳:۱۴۴، محمد، ۴۷:۲

۲۔ الصف ۶۱:۶

۳۔ الخرکوشی نیشاپوری، عبدالملک بن محمد، مناحل الشفاء ومناهل الصفا بتحقیق کتاب شرف المصطفیٰ، ۲/۲۸

۴۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، التاریخ الصغیر، ۱/۴۰

۵۔ التوبة، ۹:۱۲۸

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (۱)

اللہ تعالیٰ کا مومنین پر بڑا ہی احسان ہے کہ اس نے ایک رسول ان میں بھیج دیا جو انہی میں سے ہے۔ وہ اللہ کی آیتیں سناتا ہے۔ ہر طرح کی برائیوں سے انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

ایک اور آیت مبارکہ میں اسی سے ملتی جلتی خصوصیات ان الفاظ میں بیان کی گئی ہیں۔

(﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾) (۲)

وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں انہی کی قوم میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان پر اسکی آیات پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

قرآن پاک میں کئی مقامات پر آپ کو ''نور ﷺ اور ''سراجاً منیراً ﷺ کہہ کر پکارا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(﴿قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ﴾) (۳)

کہیں آپ کی ذات اقدس کو رشد وہدایت کا روشن چراغ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

(﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً وَدَاعِياً إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجاً مُّنِيراً O﴾) (۴)

یعنی اے نبی ﷺ بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری سنانے والا، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے متنبہ کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اسکی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لیے بے شمار مراتب اور ہمہ جہت تعریفوں کو اکٹھا کر دیا ہے آپ کو امتِ محمدیہ پر گواہ ٹھہرایا ہے کہ آپؐ نے ان تک اللہ عزوجل کا پیغام من وعن پہنچا دیا۔ آپؐ کے دیگر خصائص میں سے اللہ عزوجل نے آپ کو اطاعت گزاروں کے لیے خوشخبری سنانے والا، نافرمانوں کو متنبہ کرنے والا قرار دیا۔

سورۃ احزاب میں فضیلت مصطفیٰ کو بیان کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے ایمان والوں کو ترغیب دیتے ہوئے فرمایا۔

(﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً﴾) (۵)

---

۱. آل عمران، ۱۶۴:۳
۲. الجمعۃ، ۲:۶۲
۳. المائدہ، ۱۵:۵
۴. الاحزاب ۴۵:۳۳، ۴۶
۵. الاحزاب ۵۶:۳۳

سورۂ فتح میں حضورﷺ کے خصائص اور فرائضِ رسالت کو بیان کرنے کے بعد احکامات الٰہیہ کو امت تک پہنچانے کی سعی جمیلہ پر آپ کی گواہی کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

(﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً ۞ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلاً﴾) (۱)

بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری سنانے والا، متنبہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی صبح و شام بیان کرتے رہو۔

رسول پاکﷺ کی شرف و عظمت کا ایک اور مظہر قرآن پاک میں موجود باری تعالیٰ کی وہ قسمیں ہیں جو آپ کی رسالت، محبت، ہدایت اور اخلاق کریمانہ کی گواہی کے لیے موجود ہیں۔

کہیں پر رسولﷺ اللہ کی ہدایت کی قسم کھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى ۞ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى ۞﴾) (۲)

کہیں آپ کی رسالت پر قسم کھا کر گواہی دی:

(﴿يٰسٓ ۞ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۞ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۞﴾) (۳)

قرآن پاک میں ایک مقام پر باری تعالیٰ نے آپ کی محبت کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا۔

(﴿وَالضُّحَى ۞ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى ۞ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى ۞﴾) (۴)

اور کہیں آپؐ کے اخلاقِ کریمانہ کی قسم کھائی ہے:

(﴿ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۞ مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ۞ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْراً غَيْرَ مَمْنُونٍ ۞ وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ ۞﴾) (۵)

رسول اللہﷺ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہ عالم ہے کہ دیگر انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کے نام سے پکارا ہے۔ لیکن محبوبیت کی وجہ سے آپ کو کہیں پیار سے طٰہٰ کہا ہے۔ کہیں ''یٰسین''، کبھی ''مزمل'' کہہ کر پکارا ہے اور کبھی ''مدثر''، کسی مقام پر ''رؤف'' اور کہیں پر ''رحیم'' اور کہیں آپ کو وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین فرما کر کل عالم کے لیے رحمت قرار دیتے ہوئے آپؐ پر اپنی نعمتوں کا اتمام کر ڈالا۔

البیهقی لکھتے ہیں

سمّاه الله تعالىٰ فى القرآن: رسولاً، نبياً امياً، وسمّاه، شاهداً، ومبشراً، و نذيراً وداعياً الى الله باذنه، وسراجاً منيراً، وسمّاه: رؤفاً، رحيماً، وسمّاه: نذيراً، مبيناً، وسمّاه مذكراً:

۱۔ الفتح، ۴۸:۸-۹
۲۔ النجم: ۵۳:۱، ۲
۳۔ یٰسٓ، ۳۶:۱۔۲
۴۔ الضحیٰ، ۹۳:۱-۳
۵۔ ن والقلم، ۶۸:۱-۴

وجعله رحمة، ونعمة وهادياً، وسمّاه، عبداً، صلى الله عليه وآله وسلم كثيراً (۱)

محبوب رب العالمین:

دنیا میں بھیجے گئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے کسی کو اللہ عزوجل نے ''صفی اللہ'' بنایا کسی کو ''کلیم اللہ'' اور کسی کو ''خلیل اللہ'' مگر رسول اللہ کو ''حبیب اللہ'' بنایا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ، ان کی آزمائشیں، ان کی دعائیں اور ان پر کئے گئے انعامات کا کئی مقامات پر ذکر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خلیل بنایا ہے۔ جبکہ رسول اللہ کو اپنا ''خلیل'' بھی بنایا اور ''محبوب'' بھی۔ اور خلیل اور محبوب کا موازنہ کرنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ''دوست'' کا درجہ اور ہوتا ہے اور ''محبوب'' کا مقام و مرتبہ کچھ اور کیونکہ:۔

''خلیل'' وہ ہوتا ہے جو اپنے رب کا ذکر کرے جبکہ ''حبیب'' کا ذکر اسکا رب خود کرتا ہے۔ (﴿ان الله وملائكته يصلون علىٰ النبى﴾) (۲)

☆ ''خلیل'' ''عطا'' کا انتظار کرتا ہے جبکہ حبیب ''لقا'' کا منتظر ہوتا ہے۔

☆ خلیل کسی ''واسطے'' سے اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے۔ جبکہ حبیب ''بلا واسطہ'' باری تعالیٰ سے مل لیتا ہے۔

☆ خلیل باری تعالیٰ سے خود سوال کرتا ہے (﴿واجعل لی لسان صدق فی الآخرين﴾) (۳)

جبکہ حبیب سے باری تعالیٰ بغیر سوال کیے کہتے ہیں۔ (﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾) (۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کو بھی جو چیزیں ان کے سوال کرنے کی بعد عطا کی گئیں آپ کو بنا سوال کئے ان سے نواز دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں۔ (﴿رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِی﴾) (۵) جبکہ رسول اللہ سے باری تعالیٰ نے بن مانگے ہی فرمایا (﴿ أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴾) (۶)

دیگر انبیاء علیہ السلام میں جتنی بھی صفات جیلہ تھیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات اقدس کو ان تمام صفات سے مزین کر دیا۔ ابن عباس فرماتے ہیں:

اعطى الله محمداً صلى الله عليه وسلم خلق آدم عليه السلام، معرفة شيث عليه السلام و شجاعة نوح عليه السلام و صفوة ابراهيم عليه السلام ورضاء اسحاق عليه السلام و حسن يوسف عليه السلام، وشدة موسىٰ عليه السلام، وصبر ايوب عليه السلام، وطاعة يونس عليه السلام، و صوت داؤد عليه السلام وفصاحة صالحٌ وزهد يحيىٰ عليه السلام

۱۔ البيهقى، ابى بكر احمد بن الحسين، دلائل النبوة ۱/۱۶۰

۲۔ الاحزاب، ۵۶:۳۳ ۔ ۳۔ الشعراء، ۸۴:۲۶

۴۔ الم نشرح، ۴:۹۴ ۔ ۵۔ طٰهٰ، ۲۵:۲۰

۶۔ الم نشرح ۱:۹۴

و عصمة عیسیٰ علیه السلام ووقار الیاس علیه السلام وحب دانیال علیه السلام وجهاد یوشع بن نون علیه السلام(۱)

ان انبیائے سابقین کے تمام شمائل، خصائص اور محاسن سے آپ کی ذاتِ جمال آرا کو مزین کر کے سب سے افضل وکامل قرار دے دیا۔

سورۂ انعام کی آیت (﴿أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ﴾) کی تفسیر میں علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ویکون فی الآیة دلیل علی انه صلی الله علیه وسلم افضل منهم قطعاً لتضمنها ان الله تعالیٰ هدی اولئک الانبیاء علیهم السلام الی فضائل الاخلاق و صفات الکمال(۲)

مزید لکھتے ہیں

فاجتمع فیه من خصال الکمال ماکان متفرقاً فیهم، وحینئذ یکون افضل من جمیعهم قطعاً' کمانه افضل من کل واحد منهم (۳)

یعنی وہ تمام خصائص وکمالات جو دیگر انبیاء میں جدا جدا تھے آپؐ نے ان کو اپنی سیرتِ طیبہ کا حصہ بنا لیا۔ اس لیے حضور ﷺ جس طرح ہر نبی سے اس کے انفرادی کمالات کے اعتبار سے افضل ہوئے اسی طرح اجتماعی کمالات کے اعتبار سے بھی افضل ہوئے۔

اسی آیت کی تفسیر میں فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔

احتج العلماء بهذه الآیة علی ان رسولنا صلی الله علیه وسلم افضل من جمیع الانبیاء علیهم السلام (۴)

اہل علم نے اس آیت مبارکہ سے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی آپؐ کے فضائل وخصائل کا موازنہ دیگر انبیاء سے کر کے فرماتے ہیں۔

"خلائق در کمالات انبیاء علیهم الصلوة والسلام حیران، اُنبیاء همه درذات و کمالات، انبیاء دیگر محدود و معین است، اما ایں جایقین و تحدید نگنجد و خیال و قیاس رابدرک کمال دے راته بود (۵)

۱۔ شرف المصطفیٰ، ۲۸/۴

۲۔ آلوسی آفندی، شهاب الدین، روح المعانی ۲۱۷/۸،۷

۳۔ ایضاً ۴۔ الرازی، فخر الدین، تفسیر الکبیر، ۱۳-۱۴/۷۰

۵۔ بحوالہ طاہر القادری، شمائل مصطفےٰ، ص ۳۲، حسن سراپائے رسول ﷺ، ص ۲۶

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات کمالات انبیاء حضور ﷺ کی ذات اقدس میں موجود ہیں۔

دیگر انبیاء ورسل کے کمالات محدود اور متعین ہیں۔ جبکہ حضور ﷺ کے محاسن وفضائل کی کوئی حد ہی نہیں بلکہ ان تک کسی کے خیال کی پرواز ہی نہیں۔

تمام صفات جمیلہ سے مزین کر کے باری تعالیٰ نے آپ کو تمام عالم پر فضیلت دی۔

☆ پہلی فضیلت یہ ہے کہ آپؐ کے اخلاق کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾)(۱)

☆ دوسرے یہ کہ آپ کی عصمت کی بارے میں (﴿وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾) (۲) کہہ کر آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ کر دیا۔

☆ تیسرے آپ کو باری تعالیٰ نے (﴿وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْراً عَزِيزاً﴾)(۳) کہہ کر ہر مشکل گھڑی میں تسلی دی اور آپ کا ساتھ دیا۔

☆ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو (﴿ان فضله كان عليك كبيرا﴾)(۴) کہہ کر فضل عظیم سے نوازا۔

☆ پانچویں آپ کو اپنا محبوب قرار دیا اور اپنی محبت کو آپ کی محبت کے ساتھ مشروط کر دیا۔ قرآن حکیم کی یہ آیت گواہ ہے۔

(﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾) (۵)

☆ اور سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ کو معراج میں بلند ترین مقام پر لیجا کر شرف ملاقات بخشا۔(۶)

انہیں فضائل کے بارے میں بعض عارفین کہتے ہیں:

"لكل نبی فی الأنام فضيلة"

وجملتها مجموعة لمحمد ﷺ (۷)

عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

ہر رتبہ کہ بود در امکاں بروست ختم
ہر نعمتی کہ داشت خداشد بود تمام(۸)

۱۔ القلم، ۶۸:۴

۲۔ المائدہ، ۶۷:۵

۳۔ الفتح، ۳:۴۸

۴۔ بنی اسرائیل ۸۷:۱۷

۵۔ آل عمران، ۳۱:۳

۶۔ بنی اسرائیل، ۱:۱۷

۷۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مقالات سیرت طیبہ، ص، ۹۲

۸۔ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، ۳۶/۱

یعنی عالم امکان میں جو مرتبہ تھا وہ آپ ؐ پر ختم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خزانۂ قدرت میں جو بھی نعمت تھی وہ آپ ؐ پر مکمل ہوگئی۔

رسول اللہ ﷺ کو سارے جہاں میں ممتاز، احسن و اکمل اور شرف و امتیاز بخشنے کے لیے باری تعالیٰ نے بہترین قبیلہ اور بہترین خاندان میں پیدا فرمایا۔ آپ ؐ کے نسب کی شرافت، وطن کی حرمت اور مقام پیدائش (مکہ مکرمہ) کی اہمیت سب پر عیاں ہے۔ والدین کی طرف سے آپ ؐ کا نسب شریف ترین ہے۔ وطن کے اعتبار سے آپ ؐ ام القریٰ (مکہ معظمہ) کے رہنے والے ہیں۔ جو باری تعالیٰ اور اس کے بندوں کے ہاں تمام شہروں سے زیادہ عزت والا شہر ہے اور پھر آپ ؐ کو بہترین زمانے میں مبعوث کیا گیا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔

"رسول ﷺ اللہ نے فرمایا: اولادِ آدم پر جتنے زمانے گزر چکے ہیں ان سب سے بہتر زمانے میں مجھے مبعوث کیا گیا۔" (۱)

حضرت عباسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

﴿انا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب. ان الله خلق الخلق فجعلني في خيرهم ثم جعلهم فرقتين فجعلني في خيرهم فرقةً، ثم جعلهم قبائل فجعلني في خيرهم قبيلةً ثم جعلهم بيوتاً فجعلني في خيرهم بيتاً وخيرهم نفساً﴾ (۲)

اس حدیث سے خود بخود وضاحت ہو جاتی ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ؐ کو مخلوق میں سب سے بہترین بنایا۔ پھر قبائل بنائے تو سب سے بہترین قبیلے (قریش) میں آپ ؐ کو پیدا کیا اور پھر قریش کے سب سے بہترین گھرانے میں پیدا کیا۔

حضرت واثلہ بن الاسقع نبی رحمت ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

﴿ان الله اصطفىٰ كنانة من ولد اسماعيل واصطفى قريشاً من كنانة، واصطفى هاشماً من قريش، واصطفاني من بني هاشم﴾ (۳)

یعنی اللہ عزوجل نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کا انتخاب کیا۔ پھر کنانہ میں سے قریش کو چنا اور قریش میں سے ھاشم کو پسند کیا اور پھر بنو ھاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب: صفة النبیﷺ (حدیث:۳۵۵۵) ص۔ ۲۳۰

۲۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ الجامع، ابواب المناقب، باب: ماجاء فی فضل النبیﷺ، (حدیث:۳۶۰۸) ص ۸۲۵: الکلاعی الاندلسی، سلیمان بن موسیٰ، الاکتفاء بما تضمنه من مغازی رسول اللہ ۱/ ۱۱

۳۔ مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل، باب: فضل نسب نبیﷺ (حدیث:۲۲۸۶) ص، ۱۶۸۲، الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب: ماجاء فی فضل النبیﷺ (حدیث:۳۸۰۵) ص: ۸۲۲

اُم کرزؓ کہتی ہیں کہ میں نے سنا نبی ﷺ فرما رہے تھے:

''میں مومنوں کا سردار ہوں گا جب وہ اٹھائے جائیں گے اور ان سے آگے ہوں گا جب وہ بارگاہ صمدیت میں پیش ہوں گے اور انہیں بشارت دوں گا جب وہ مارے دہشت کے خاموش ہوں گے۔ ان کا امام ہوں گا جب وہ سجدہ کریں گے اور سب سے زیادہ اللہ کے قریب میری جگہ ہوگی جب وہ اللہ کے ہاں اکٹھے ہوں گے۔ میں بات کروں گا تو اللہ میری تصدیق کرے گا۔ شفاعت کروں گا تو وہ قبول کی جائے گی اور سوال کروں گا تو وہ پورا کیا جائے گا''(۱)

آپؐ کے خصائل پر نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپؐ کی شرف وعظمت کا کما حقہ، احاطہ کرنا کسی ذی روح کے بس کی بات نہیں۔ عظمتِ باری تعالیٰ کے سامنے رسول مجتبیٰ کی عظمت ایسے ہے جیسے سورج کے سامنے چاند جو سورج سے روشنی منعکس کر کے سارے عالم کو منور کرتا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

لنا شمس ولافاق شمس　　　وشمسی خیر من شمس السمآ

فان الشمس تطلع بعد فجر　　　وشمسی طالع بعد العشآ (۲)

ہمارا بھی ایک سورج ہے اور آسمان کا بھی ایک سورج ہے اور میرا سورج آسمان کے سورج سے بہتر ہے۔ بے شک آسمان کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج (حضرت محمد ﷺ) عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ ان الفاظ میں رسول ﷺ اللہ کے بارے میں رطب اللسان ہیں۔

روحی الفداء لمن اخلاقہ شھدت

بانہ خیر مولود من البشر

عمت فضائلہ کل العباد کما

عم البریۃ ضوء الشمس والقمر

لولم یکن فیہ ایات مبینہ

کانت بدیھتہ تکفی عن الخبر (۳)

میری جان ان پر فداء کہ جن کے اخلاق گواہ ہیں کہ بنی نوع انسان میں وہ افضل ترین ہیں۔ بلا امتیاز ان کے

۱۔ ابونعیم الاصبہانی، دلائل النبوۃ، ۱/۱۲

۲۔ محمد صادق سیالکوٹی، جمال مصطفیٰ، ص، ۲۸

۳۔ ایضاً

فضائل سب بندوں کے لیے عام ہیں۔ جیسے سورج اور چاند کی روشنی ساری خلقت کے لیے عام ہے اگر ان کی صداقت کو سچا ثابت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں تو خود ان کی روشن شخصیت ان کی صداقت کے لیے کافی ہے۔

علامہ اقبالؒ ثنائے رسول کریم ﷺ کے موتی الفاظ کی لڑی میں یوں پروتے ہیں۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ (۱)

۱۔ علامہ اقبال، بال جبریل، ص ۲۵

سیرت کا معنی ومفہوم:

"سیرت" کی اصطلاح علوم اسلامیہ میں ایک خاص مقام اور متعین مفہوم رکھتی ہے۔ لفظ "سیرت" اپنے لغوی مفاہیم اور معانی کے لحاظ سے لغت العرب میں متعدد معانی رکھتا ہے۔ عربی زبان میں اسے "سیرة یا السیرة" لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے "سیر" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ لغت کی ابجدی ترتیب میں سار، یسیر، سیراً ومسیراً سے تشکیل پانے والا یہ لفظ کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ ظاہری معنوں کے اعتبار سے اس میں "چال چلن، روش، مسافت، ہیئت اور گزشتہ لوگوں کے احوال و واقعات بیان کرنا" جیسے مفاہیم شامل ہیں۔

قرآن پاک میں یہ لفظ "ہیئت و حالت" کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(﴿سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ﴾)(۱)

عنقریب ہم اس کو اسکی پہلی حالت میں لوٹا دیں گے

کتب تفاسیر میں بھی یہ لفظ "ہیئت و حالت" کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔(۲)

لغوی معنی:

ابن منظور "سیرة" کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والسیرة: الطریقة، یقال: سار بهم سیرة "حسنة"، والسیرة: الهیئة (۳)

المعجم الوسیط میں اس کے معنی کچھ یوں بیان کیے گئے ہیں۔

(السیرة): السنة و .الطریقه.و .الحالة التی یکون علیها الانسان وغیره

والسیرة النبویة وکتب السیر ماخوذة من السیرة بمعنی الطریقة، وادخل فیها الغزوات وغیرذلک. ویقال: قرات سیرة فلان. تاریخ حیاته (۴)

سیرت، سنت، طریقے اور انسان کے حالات وغیرہ کو کہتے ہیں۔ سیرت نبویہ ﷺ اور کتب سیرت میں سیرت سے مراد (طرز زندگی کا) طریقہ ہے اور اس میں غزوات وغیرہ شامل ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے فلاں کی سیرت بتائی گئی۔ یعنی اسکی زندگی کی تاریخ، معجم مقاییس اللغہ میں اس کے معنی "الطریقة فی الشی والسنة" بیان کیے گئے ہیں۔(۵)

---

۱. طٰه، ۲۰:۲۱

۲. الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان ۱۶/۱۸۲، ۱۸۳؛ الشوکانی محمد بن علی، فتح القدیر، ۳/۳۸۹

۳. ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، ۶/۴۵۴؛ الصنعانی حسن بن محمد، العباب الزاخر و اللباب الفاخر، ۳/۵۱۰

۴. زیات: احمد حسن واحبابه، المعجم الوسیط، ۱/۴۶۷

۵. ابن فارس، ابی الحسین، معجم مقاییس اللغه ص، ۴۷۸

محمد علی تھانویؒ اس کے معنی تفصیلاً بیان کرتے ہیں۔

الطریقة "السیر بکسر الاول و فتح الثانی جمع سیرة والسیرة معی اسم من السیر ثم نقلت الی الطریقة" ثم غلبت فی الشرع علی طریقة المسلمین فی المعاملة الکافرین والباغین وغیرهما من المستامنین والمرتدین واهل الذمه...... (۱)

"اصل میں سیر (بمعنی چلنا اور جانا) تھا اس سے طریقہ کی طرف انتقال معنی ہوا پھر شرع میں اس پر خاص معنی۔ یعنی کافروں، باغیوں، مستامنین، مرتدین اور اہل ذمہ سے معاملات میں مسلمانوں نے جو طریقہ اختیار کیا غالب آ گئے۔

اس لفظ پر وہ مزید روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قدیرا دبها قطع الطریق، وقدیرا دبها السنة فی المعاملات فقال سّار ابوبکر رضی الله عنه بسیرة رسول الله ﷺ وسمیت المغازی سیراً. اوّل امورها السیرالی الغزو وان المراد بها فی قولنا. کتاب السیر سیر الامام ومعاملاته مع الغزاة والانصار والکفار.(۲)

اور اس کے عام معنی "قطع طریق اور السنۃ فی المعاملات" بھی ہیں۔ پس کہا جاتا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلے۔ مغازی کو سیر اس لیے کہتے ہیں کہ سیرت میں سب سے پہلے غزوات کے متعلق لکھا گیا اور ہمارے قول کے مطابق کتاب سیر سے مراد مسلمان حاکم وقت کا غازیوں، مددگاروں اور کافروں کے ساتھ سلوک اور معاملات و تعلقات۔

مد القاموس میں بھی اس سے ملتے جلتے معنی بیان کے گئے ہیں:۔

A mode or manner of going &c: (M,K) - and the former: A way, course, rule, mode, or manner of acting or conduct or life or the like; Syn.طریقة (S. M. Mgh. Msb'. k) and سنة(M.K) and مذہب.(۳)

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

والسیر جمع سیرة، واطلق ذالک علی ابواب الجهاد لانها متلقاه من احوال النبی ﷺ فی غزواته (۴)

۱۔ محمد علی تھانوی، کشاف اصطلاحات الفنون، ۱/۶۶۳

۲۔ ایضاً

۳۔ Edward william lane. P. 484.

۴۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، کتاب الجهاد والسیر بحواله، اطہر مبارکپوری تدوین سیر و مغازی، ص ۱۳

یعنی سیر لفظ سیرت کی جمع ہے اور اسکا اطلاق جہاد کے ابواب پر ہوتا ہے کیونکہ وہ رسول ﷺ کے ان حالات سے ماخوذ ہوتے ہیں جو غزوات میں پیش آئے۔

امام ابن ہمام اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

السیر جمع السیرۃ، وھی الطریقۃ فی الامورُ فی الشرع تختص بسیر النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی مغازیہ لمن اھل الشرع علی الطرائق المامور بھا فی غزوۃ الکفار. (۱)

سیر لفظ سیرت بمعنی طور طریقہ کی جمع ہے اور اسکا اطلاق شریعت میں مغازی میں رسول اللہ ﷺ کے احوال کے ساتھ خاص ہے مگر علمائے شریعت کے نزدیک اسکا اطلاق عام طور پر ان طریقوں پر ہوتا ہے جنکا حکم کفار سے جنگ میں دیا گیا ہے۔

الکرمانی لکھتے ہیں

(السیر) بکسر السین جمع السیر ۃ وھی الطریقۃ یقال انھا من ساربسیر، وترجموہ بھا لآن الاحکام المذکورۃ فیہ متلقاہ من سیرۃ رسول اللہ ﷺ فی غزواتہ وسیرا صحابہ رضی اللہ عنھم ومانقل عنھم فی ذلک (۲)

بدرالدین عینی لکھتے ہیں۔

السیر .... جمع سیرۃ، وھی الطریقۃ ومنہ: سیرۃ القمرین، ای: طریقتھما، وذکر السیرھنا لأنہ، یجمع سیرالنبی ﷺ و طرقہ فی مغازیہ(۳)

سیر سیرت کی جمع ہے اور وہ طریقہ کار ہے اور اسی سے سیرۃ القمرین یعنی (چاند اور سورج) دونوں کا (اپنے مدار میں گھومنے) کا طریقہ کار اور یہاں سیر سے مراد "نبی کریم ﷺ کا غزوات میں اختیار کردہ طریقۂ کار" ہے۔

اردو لغت کی کتابوں میں اس کے معنی سوانح عمری (۴) طرز زندگی، (۵) عادت، گن وصف اور علمِ تاریخ، (۶) بیان کیے گئے ہیں۔

---

۱. ابن ہمام محمد بن عبدالواحد، شرح فتح القدیر، کتاب السیر، ۲۱۷/۵،

۲. الکرمانی، محمد ابن یوسف، شرح البخاری، ۹۲/۱۱

۳. العینی، بدر الدین، عمدۃ القاری، ۱۰۹/۱۴

۴. خواجہ عبدالمجید، جامع اللغات، ۱۳۰۵/۲

۵. وارث سرہندی، علمی اردو اللغات، ص ۹۳۰

۶. فیروز اللغات، ص ۸۲۷

اصطلاحی مفہوم:

لفظ سیرت مسلمانوں کے ہاں نہایت وسیع معنوں میں مستعمل ہے اس کے اولین اصطلاحی معنی آنحضرت صلعم کے مغازی اور سوانح حیات ہیں۔ محدثین ''کتاب المغازی'' میں رسول اللہ ﷺ کے غزوات وسرایا اور کتاب الجہاد والسیر میں ان کے طور طریقے اور کفار کے ساتھ معاملات کو بیان کرتے ہیں اور فقہا ''کتاب السیر'' میں جہاد وغزوات کے فضائل، وسائل، احکام وقوانین اور اس سلسلہ کے جزئیات فقہی انداز میں لکھتے ہیں اور اہل اخبار وتواریخ کتاب السیرۃ میں رسول اللہ ﷺ کے عام حالات بیان کرتے ہیں۔ جن میں سیر ومغازی بھی شامل ہوتے ہیں۔

''اردو دائرہ معارف اسلامیہ'' میں ''سیرۃ'' کے مفہوم کو نہایت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ:

''سیرۃ: (ع: ج: سیر) لفظ سیرۃ دراصل سار، یسیر، سیراً ومسیراً
سے نکلا ہے اس کے معنی ہیں۔

۱۔ جانا، روانہ ہونا، چلنا	۲۔ طریقہ و مذہب
۳۔ سنت	۴۔ ہیئت
۵۔ حالت	۶۔ کردار

۷۔ کہانی، پرانے لوگوں کے قصے اور واقعات کا بیان

۸۔ خصوصیت سے آنحضرت ﷺ کے طریقے کا بیان جو غیر مسلموں کے ساتھ جنگ (اور صلح) میں آپؐ نے روا رکھا اور آخری صورت میں آپؐ کے تمام حالات کا بیان بمعنی ''سوانح عمری''۔(۱)

یورپ کے علماء اور مصنفین نے سیرت کے لیے Hagiology یا Hagiography کی اصطلاح وضع کی ہے۔ حقیقت میں یہ الفاظ ''سیرۃ الاولیاء'' کے مفہوم میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ یورپی اقوام چونکہ اپنے انبیاء ورسل کی پاکیزہ سیرتوں کی تفصیل یا تو گم کر چکی ہیں یا ان میں تحریف وتلبیس کر چکی ہیں۔ اسی لیے انہوں نے سیرۃ جیسے عظیم موضوع کو محض سیرۃ الاولیاء قرار دیا ہے۔ یورپی لٹریچر کے مغربی مصنفین نے اپنے مذہبی اکابرین کے لیے life یا Biography کی علمی اصطلاحات بھی وضع کی ہیں۔ مگر یہ بھی کسی شخصیت کے محض احوال وسوانح بیان کرنے کے لیے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک سیرت ایک خاص اصطلاح اور ایک الگ فن ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ حدیث کی کتابوں میں آنحضور ﷺ کے اخلاق، عادات اور دیگر سوانح بکھری ہوئی صورت میں ملتے ہیں۔ ان میں کوئی تاریخی ترتیب نہیں ہوتی جبکہ سیرۃ میں ایک خاص ترتیب ملحوظ ہوتی ہے۔

اولین سیرت نگار ابن اسحٰق نے اپنی کتاب ''السیرۃ النبویۃ'' کے آغاز میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔

''ھذا کتاب سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''(۲)

۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۱/۵۰۵

۲۔ ابن اسحاق، (محمد بن اسحق) السیرۃ النبویۃ، ۱،۲/۱۲

''سیرت ابن ہشام'' کو بھی مغازی کی بجائے سیرۃ کہا گیا ہے۔ وستنفلڈ کے مرتبہ مطبوعہ نسخے کے سر ورق پر یہ الفاظ ملتے ہیں''

"هذا كتاب سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم" (۱)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''عجالہ نافعہ'' میں ''سیرت'' کو وسیع مفہوم میں بیان کیا ہے انکا کہنا ہے کہ

''آنچہ متعلق بوجود باجود پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام وآل عظام اوست، واز ابتدای تولد آں جناب تا غایت وفات، آں راسیرۃ نامند''(۲)

رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے متعلق جو کچھ بھی ہے آپؐ کے صحابہ کرام، اہل بیت اور آل عظام سے جو چیز بھی تعلق رکھتی ہے۔ آپ کی ولادت مبارکہ سے وفات تک ان سب کی تفصیل کو اسلامی علوم وفنون کی اصطلاح میں ''سیرت'' کہتے ہیں۔

سیرت رسول ﷺ کی ضرورت و اہمیت:

انسان کو اپنے نفس کی اصلاح اور اخلاقی تربیت کے لیے کسی کامل سیرت کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے۔ تاریخ عالم کے مطالعے کے بعد یہ بات مزید واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کامل سیرت حضرت محمد ﷺ کی سیرت مبارکہ ہے جو انسانیت کی ایمانی، اخلاقی، روحانی اور مابعد الطبیعاتی ضرورتوں کو ہر سطح پر فطری اسلوب میں پورا کرسکتی ہے۔ دیگر مذہبی پیشواؤں کے حالات وسوانح پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

ہندومت اور جین مت کی تمام مذہبی شخصیات ایک افسانوی کردار اور طلسمات کا مجموعہ نظر آتی ہیں۔ زرتشت کے پیروکاروں کے پاس اپنی کتابیں ''ژند'' اور ''پاژند'' تک موجود نہیں۔ ان کے مذہبی پیشواؤں کی سیرت جاننے کا ماخذ صرف فردوسی کا ''شاہنامہ'' ہے۔ جس میں شاعرانہ خوبیاں تو موجود ہیں مگر اس میں ان کی مذہبی شخصیات مبالغہ آمیز روایات کی وجہ سے افسانہ وفسوں دکھائی دیتی ہیں۔ یہودیت کے پاس عہد نامہ قدیم کی حقیقی زبان تک محفوظ نہیں تو اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کے خدوخال کیسے محفوظ رہ سکتے تھے۔ یہی حال عیسائیت کا ہے۔ انسانیت کے پاس صرف رسول مجتبیٰ حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ ہی وہ واحد نمونہ عمل ہے جسکی ایک ایک تفصیل تمام تر جزئیات کے ساتھ محفوظ رکھی گئی ہے۔ قاضی عیاض اندلسی لکھتے ہیں۔

آپ کی سیرت پاک وہ گھنا جنگل ہے جہاں قطاء جیسی چڑیا (جو بہت تیز رفتار، تیز نگاہ ہوتی ہے) بھی

۱۔ ابن ہشام (عبدالملک بن ہشام) السيرة النبوية، ۱/۱

۲۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، عجالعہ نافعہ، ص، ۱۸

حیران وسرگرداں رہ جائے اور تھک ہار جائے۔ آپ کی سیرت پاک کا صحرا وہ صحرا ہے جس میں روشن عقول والے بھی ششدر رہ جائیں البتہ جسے علم کی روشنی اور پاکباز نگاہ حاصل ہوتی ہے وہی کچھ جان سکتا ہے" (۱)

درحقیقت سرور کائنات، خاتم المرسلین، رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس جامع کمالات وصفات ہے۔ آپ کی سیرت طیبہ کے حسن ظاہری اور جمال معنوی کی وسعتیں اور پہنائیاں بیان سے باہر ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں (﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾) (۲) کہہ کر آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو اہل ایمان کے لیے بہترین دستور حیات اور مغفرت کی شاہراہ مستقیم قرار دیا ہے۔ قرآن حق وصداقت کا پیغام ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے داعی اور پیغامبر۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ قرآن حکیم کے بلاکم وکاست بیان ہی کا دوسرا نام ہے۔ آپ کی حیات طیبہ قرآن پاک کی عملی تعبیر وتشریح اور مکمل طور پر قرآنی تعلیمات کی آئینہ دار ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔

"فان خلق نبی الله صلی الله علیه وسلم القرآن (۳)

یعنی آپؐ کے اخلاق وہی ہیں جو قرآن پاک میں تحریر ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحکیم محمود لکھتے ہیں۔

"واذا كان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد تحلى بالقرآن فكان سلوک تفسيراً له، واذا كان قد امتزج بالقرآن فكان نطقه ومانيطق عن الهوىٰ. تفسراً له واذا كانت حياته كلها سلبا و ايجابا، قولا وصمتا، حركة وسكونا وانماهی تفسیر القرآن (۴)

آنحضرت ﷺ کا رویہ اور طریقہ کار گویا قرآن مجید پر عمل کرنے کا طریقہ کار ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رحمت کاملہ سے قرآن کا عملی نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ قرآن نے جو کہا وہ حضور ﷺ نے کیا اور جو حضور ﷺ نے کیا وہ قرآن نے کہا۔

عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

"معنی قرآن غیر متناهی است همچنین آثار و انوار، اوصاف جمیله و اخلاق آنحضرت غیر متناهی" (۵)

۱۔ قاضی عیاض الاندلسی، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۱/۱۱،۱۲

۲۔ الاحزاب، ۳۳:۲۱

۳۔ الحاکم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ، المستدرک، ۳/۶۷۰، البخاری، الادب المفرد، (حدیث:۳۰۸) ص، ۱۱۵

۴۔ عبدالحکیم محمود، القرآن والنبی ﷺ، ص۲۶

۵۔ مدارج النبوۃ، ۱/۳۳

یعنی جس طرح قرآن کے معنی غیر متناہی ہیں اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ جمیلہ اور اوصاف فاضلہ کے آثار و انوار غیر متناہی ہیں۔ ہر لمحہ میں اللہ تعالیٰ آپؐ پر علوم و معارف القا فرماتا ہے اور آپؐ کے اخلاق حسین سے حسین تر انداز میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ آپؐ کے اوصاف حمیدہ کی جزئیات کا احاطہ کرنا قدرت انسانی سے باہر ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی سیرت کی اہمیت ان الفاظ میں اجاگر کرتے ہیں۔

"سیرت ایک لامتناہی اور متلاطم سمندر ہے۔ علم سیرت محض ایک شخصیت کی سوانح عمری نہیں ہے بلکہ یہ ایک تہذیب، ایک تمدن، ایک قوم، ایک ملت اور ایک الٰہی پیغام کے آغاز اور ارتقاء کی ایک انتہائی مفید داستان ہے۔ سیرت ایک ایسا دریائے متلاطم ہے جس کے دریائے ناسفتہ لامتناہی ہیں۔(۱)

سیرت رسول ﷺ کے بارے میں جاننا ہر مسلمان کے لیے فرض اولین ہے کیونکہ سعادتِ دارین رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت اور رہنمائی پر مشتمل ہے۔

مسلمان حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کو ہی قانون اور شریعت کا ماخذ سمجھتا ہے اور اگر وہ ہدایت چاہتا ہے تو اسکا ذریعہ صرف اور صرف اطاعت نبوی ﷺ ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا واحد ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے۔ اسی اطاعت کے ذریعے ایک مومن صراطِ مستقیم پا سکتا ہے آپ کی سیرت پاک ہر طبقے کے انسان کے لیے اسکی زندگی کے ہر شعبے میں مشعلِ ہدایت کا کام دیتی ہے۔

۱۔ محاضراتِ سیرت، ص ۱۵

صحابیاتؓ۔ مقام و مرتبہ:

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ پاک تمام کمالات و صفات کی جامعیت کا نور اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور اسی نور کی کرنوں سے منور و مزین صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ سیرت و کردار کے اعتبار سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ یہ وہ پاک ہستیاں ہیں جنہوں نے رسول پاک ﷺ کے جمالِ جہاں آراء سے اپنے دل اور آنکھیں روشن کیں۔ اس صاحبِ خلقِ عظیم پر سچے دل سے ایمان لائیں اور آپ کی صحبتِ پاک سے فیض حاصل کر کے آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کا شعار بنا کر آپ کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالیں۔ اسی وجہ سے صحابیاتؓ میں مرقع سیرت کے نمونے ملتے ہیں اور ان کے نقوشِ سیرت سے آج تک فوز و فلاح کے چراغ روشن ہیں۔

"صحابیہ" کا مفہوم:

"صحابیہ" کی جمع صحابیات ہے اور صحابیہ، صحابی کی مونث ہے صحابی، صحب: صحبه يصحبه صحبة سے مشتق ہے۔ اسکا باب سلم ہے اور مصدر صحابة اور صحبةٌ ہے، صحبت و صحابہ سے مراد ہم مجلسی، باہمی نشست اور ہم نشینی و ہمراہی ہے۔ قرآن پاک میں یہ لفظ انہیں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

(﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾) (۱)

جب وہ اپنے ساتھی سے کہتا ہے کہ غم نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

احادیث میں بھی یہ لفظ انہیں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں فرمایا۔

﴿ولو كنت متخذاً من اهل الارض خليلاً لا تخذت ابابكر خليلاً: ولكن اخى وصاحبى.........﴾ (۲)

"یعنی اگر میں اہل ارض میں سے کسی کو دوست بناتا تو یقیناً حضرت ابوبکر (صدیقؓ) کو دوست بناتا لیکن وہ میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے۔"

اہل سیر نے بھی اس کو انہیں معنوں میں لیا ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کفار مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر ہجرت کی اجازت آپؐ سے طلب کی تو آپؐ نے فرمایا۔

﴿لا تجعل، لعل الله يجعلك صاحبا﴾ (۳)

۱۔ التوبه، ۱۰:۴۰

۲۔ الجامع الصحيح للبخارى، كتاب مناقب الانصار (حديث:۳۹۰۲) ص ۲۳،۷، الجامع الصحيح للمسلم، كتاب فضائل الصحابة (حديث:۲۳۸۲) ص، ۵۲۱ (الجامع الصحيح للبخارى، كتاب المغازى (حديث:۴۰۹۳) ص، ۶۹۴، میں صحبت ہمراہی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۳۔ ابن كثير، ابوالفداء اسماعيل بن كثير، السيرة النبوية، ۲/۱۹۹، ۲۰۰

جلدی مت کر شاید اللہ تعالیٰ آپؐ کے لیے کوئی ساتھی بنا دے

اور نبی اکرم ﷺ نے اذنِ ربی جب ہجرت کا ارادہ کیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آگاہ کیا تو انہوں نے آپؐ سے عرض کیا: ''الصحبة یا رسول الله'' یعنی کیا میں آپ کا ساتھ دوں گا؟ آپؐ نے فرمایا: ''الصحبة'' یعنی ہاں تم بھی میرے ساتھ ہو گے۔(۱)

صاحب کی جمع صحب اور اصحاب آتی ہے جیسے راکب کی جمع ''رکب'' ہے اور فرخ کی جمع ''افراخ'' ہے۔(۲) صحابہ کا لفظ اصحاب کی کثرت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے(۳)۔ صاحب کی مونث ''صاحبۃ'' ہے اور ''صاحبۃ'' کی جمع صواحب ہے جیسے راکبۃ کی جمع ''رواکب'' آتی ہے۔ حدیث میں ہے:

﴿انکن لانتن صواحب یوسف﴾ (۴)

لغویین کی ان تعریفات سے صحابی/ صحابیہ کی جامع تعریف یہ ہو سکتی ہے'' صحابی/صحابیہ سے مراد ہم نشین، رشتہ یا رفاقت کی بناء پر قربت یا کسی کے ساتھ معاشرت اختیار کرنا''۔

اصطلاحی مفہوم:

اصطلاحی معنوں میں ''صحابی/صحابیہ سے مراد وہ بزرگ ہستیاں ہیں جنہوں نے حالت ایمان میں حضرت محمد ﷺ سے ملاقات کی اور اسلام کی حالت میں وفات پائی'' (۵)

محدثین کے نزدیک صحابی/صحابیہ کی تعریف:

محدثین نے مختلف الفاظ و اسالیب میں ''صحابی'' کی تعریف کی ہے محدثین کے نزدیک ہر وہ مسلمان جس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے وہ صحابی ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں۔

من صحب النبی صلی الله علیه وسلم اوراٰه من المسلمین فهو من اصحابه(۶)

۱۔ السیرة النبویة لابن ہشام، ۹۸/۲؛ ابی البقعا، محمد بن احمد، تاریخ مکة المشرفة والمسجد الحرام، ص۔۲۲

۲۔ لسان العرب، ۲۸۶/۷، الجوهری، اسماعیل بن حماد، الصحاح، ۱۴۵/۱، العباب الزاخر واللباب الفاخر، ۳۴۸/۱

۳۔ عبدالباقی بن نافع البغدادی، معجم الصحابة، ۵۷/۱

۴۔ الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب: مروا ابابکر فلیصل بالناس (حدیث:۳۶۷۲) ص، ۸۳۶

۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۵۴/۱۲

۶۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب، فضائل اصحاب النبی (حدیث:۳۶۴۹) ص، ۶۱۲

یعنی مسلمانوں میں سے جس نے صحبتِ نبوی ﷺ کو پایا یا آپ کو دیکھا پس وہ صحابی/صحابیہ ہے۔
امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"من صحبه سنةً اوشهراً اويوماً اوساعة اورآه من المسلمين فهو من اصحابه" (۱)
جس نے ایک سال، ایک ماہ، ایک دن یا ایک گھڑی اُن ﷺ کی صحبت پائی یا اُن ﷺ کو دیکھا پس وہ صحابی/صحابیہ ہے
لیکن امام احمد بن حنبل نے شرف وامتیاز میں صحبت، سبقت اسلام، آپؐ سے روایات سننے اور آپؐ کے دیدار سے مشرف ہونے کے اعتبار سے ضرور فرق روا رکھا ہے۔

سعید بن المسیب کے نزدیک:

"الصحابی من اقام مع رسول الله سنة اوسنتين، و غزا معه غزوة أو غزوتين" (۲)
یعنی ان کے مطابق صحابی وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک یا دو سال مقیم رہا اور اس نے کسی ایک یا دو غزوات میں شرکت کی ہو۔

"المقدمة" میں ابن الصلاح صحابی/صحابیہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔
اصحاب الحديث يطلقون اسم الصحابة على كل من روى عنه حديثاً او كلمة، ويتوسعون حتى يعدون من رآه رؤية من الصحابة، وهذا شرف منزلة النبیﷺ أعطوا كل من رآه حكم الصحابة (۳)
محدثین لفظ "صحابہ" کا اطلاق ہر اس شخص پر کرتے ہیں جس نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی حدیث یا بات روایت کی ہو اور اس مفہوم کو مزید وسعت دیتے ہوئے وہ ان کو بھی صحابہ میں شمار کرتے ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو اور نبی اکرم ﷺ کے مقام کی فضیلت یہ ہے کہ جس نے بھی نبی کریم ﷺ کو دیکھا اس کو صحابہ میں شمار کیا گیا۔
العراقی بھی اسی کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ان كل مسلم راى رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو من الصحابة" (۴)
یعنی ہر وہ مسلمان جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پس وہ صحابہ میں سے ہے۔

۱۔ العراقی، عبدالرحيم بن الحسين، فتح المغيث شرح الفية الحديث، ص، ۳۳۵
۲۔ السيوطی، جلال الدين، تدريب الراوی، ۳۰۳/۲، الخطيب البغدادی، الكفاية فی علم الرواية، ص ۹۹
۳۔ ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن، المقدمة فی علوم الحديث، ص ۱۳۹
۴۔ العراقی، عبدالرحيم بن الحسين، التقييد والايضاح، ص ۳۲۹

ابن حجر عسقلانی نے "الاصابۃ" کے آغاز میں "صحابی" کی لغوی و اصطلاحی تعریف بہت جامع انداز میں کی ہے لکھتے ہیں۔

"الصحابی لغةً: مشتق من الصحبة، وليس مشتقاً من قدر خاص منها بل هو جارٍ على كل من صحب غيره قليلاً أو كثيراً"

مزید وضاحت کرتے ہیں:

"من لقى النبى صلى الله عليه وسلم فى حياته مسلماً ومات على اسلامه" (۱)

یعنی جس نے آنحضور ﷺ سے بحالت ایمان ملاقات کی اور اسلام کی حالت میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرنے والوں میں وہ شخص بھی شامل ہے جو خواہ زیادہ دیر کے لیے بیٹھا ہو یا تھوڑی دیر کے لیے خواہ اس نے آپؐ کے ساتھ مل کر جنگ کی ہو یا نہ کی ہو اور جس شخص نے آپ کو دیکھا ہو خواہ وہ آپؐ کے ساتھ نہ بھی بیٹھا ہو اور وہ شخص جس نے آپ کو کسی وجہ (اندھے پن) سے نہ دیکھا ہو سب صحابہ/صحابیات کے زُمرے میں آ جاتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے صحابہ کرامؓ میں ان لڑکوں کو بھی صحابہ میں شمار کیا ہے جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے اور آپؐ نے ان کی تحنیک فرمائی، نام رکھا، گھٹی دی یا ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا کی۔ (۲)

اصولیین کے نزدیک صحابی/صحابیہ کی تعریف:

اصولیین کے مطابق صحابی/صحابیہ وہ ہے جس نے نبی ﷺ مہربان کی طویل صحبت پائی ہو۔ کثرت سے آپ کی مجلس میں شریک رہا ہو اور کافی عرصے تک فیضِ نبوی ﷺ سے باریاب رہا ہو ان کا کہنا ہے:

"انه من طالت صحبة وكثرت مجالسته مع طريق التبع له: والآخذ عنه" (۳)

ابن حزم نے عہد رسالت کے مسلمانوں میں سے ہر چھوٹے بڑے کو "صحابی" تسلیم کیا ہے۔

"فهو كل من جالس النبى صلى الله عليه وسلم ولوساعة، وسمع منه ولو كلمة فما فوقها، أوشاهد منه عليه السلام امراً يعيه" (۴)

صحابی وہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے پاس خواہ ایک لمحے کے لیے بیٹھا ہو اور خواہ آپؐ سے ایک جملہ ہی سنا ہو۔ یا آپؐ سے کوئی معاملہ دیکھا ہو پھر اس کو یاد رکھا ہو۔

امام ابونعیم الاصبہانی صحابی کی پہچان کا یہ طریقہ بتاتے ہیں:

۱. ان يثبت بطريق التواتر انه صحابى
۲. ان يثبت بطريق الاستفاضة والشهرة

---

۱. ابن حجر العسقلانى، الاصابة فى تميز الصحابة، ۱/۷
۲. الاصابة، ۱/۸
۳. عينى، بدر الدين، عمدة القارى، ۱۶/۲۳۵؛ التقييد والايضاح، ص ۲۲۳
۴. ابن حزم، على بن احمد، الاحكام فى اصول الاحكام، ۵/۸۶

۳. ان یروی عن احد من الصحابة ان فلاناً له صحبة و كذاعن احادالتابعين بنا على قبول التزكية من واحد

۴. ان يقول هواذاكان ثابت العدالة والمعاصرة أناصحابي (۱)

غرض یہ کہ محدثین واصولیین کی تعریفات کے مطابق کسی نے ایمان کی شرط لگائی ہے۔ کسی نے رؤیت نبوی ﷺ کی۔ کسی نے لقاء وصحبت کوضروری قرار دیا ہے کسی نے طویل ومطلق صحبت کی۔ کس نے غزوات میں شرکت اور کسی نے اتباع واخذ علم کوضروری سمجھا ہے۔ بعض نے بلوغت کی شرط بھی عائد کی ہے۔ گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صحابی/صحابیہ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے وہ رفقائے کار ہیں جنہوں نے حالتِ اسلام میں صحبت وفیضِ نبوی پایا۔ کافر اور منافق اس میں شامل نہیں۔

صحبت نبوی ﷺ سے مشرف لوگوں میں مرد، عورت، آزاد یا غلام، بالغ اور نابالغ سب شامل ہیں۔ صحبت کی کم از کم تعداد ایک ''مرتبہ'' اور کم از کم مدت ایک ''ساعت'' ہے۔ صحبت کی زیادہ سے زیادہ مدت اور عدد کا کوئی تعین نہیں۔ البتہ غزوات میں شرکت، براہ راست تعلیمات کا حصول اور ان پر عمل، آپؑ سے روایات کرنا شرفِ صحابیت میں اضافہ کا سبب ہیں۔ اسی بناء پر محدثین اور آئمہ جرح وتعدیل نے شرفِ صحابیت سے متصف ہونے والے افرادِ اسلام کے طبقات مرتب کر کے کتب تالیف کی ہیں۔

۱- ابو نعيم الاصبهانی، معرفة الصحابه، ۱/۵۹

صحابیاتؓ کی فضیلت:

صحبتِ رسول ﷺ ایک ایسا شرف ہے جس کے برابر کوئی شرف و بزرگی نہیں۔ اسی شرف کی وجہ سے صحابیاتؓ کا مقام و مرتبہ دنیا کی تمام خواتین سے بلند ہے۔ وہ بھی فضیلت کے اعتبار سے اسی مرتبے پر فائز ہیں جس پر صحابہ کرامؓ ہیں کیونکہ ان کے دل میں بھی ایمان کی وہی روشنی تھی جو صحابہ کرامؓ کے دل میں تھی۔ صحابیاتؓ کی وجۂ فضیلت یہ ہے کہ انہوں نے احکام شریعت، عقل، دانش، حکمت اور دانائی اسی ذات پاک سے حاصل کی جسکا منبع علم ذات باری تعالیٰ ہے۔ صحابیاتؓ عقل و فراست کے بلند مقام پر متمکن ہیں کیونکہ انکا ماخذِ علم صاحبِ وحی ہے۔ یہ وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جنھوں نے پیغام الٰہی سنتے ہی لبیک کہا۔ اسی وجہ سے انکا شمار بہترین لوگوں میں ہوا۔

عمران بن حصینؓ سے روایت ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿خير امتى قرنى. ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم﴾ (۱)

میری امت میں بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہیں (یعنی تابعین کا) پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہیں یعنی تبع تابعین کا۔

اسی طرح عبداللہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

﴿خير الناس قرنى، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم﴾ (۲)

فضیلت کے اعتبار سے سرفہرست ازواج مطہرات ہیں۔ جو رحمت دارین کے فیضِ صحبت سے شرفِ انسانی کی جیتی جاگتی تصاویر بن گئی تھیں۔ ازواجِ مطہرات کو آپ کی صحبت سے مشرف ہونے کی وجہ سے وہ حق حاصل ہوا ہے جو اور تمام صحابہ کو ہے۔ لیکن انہیں صحبت میں بھی اختصاص وخصوصیت حاصل ہے۔

ابو محمد کہتے ہیں:

"فهذا فضل ظاهر و بيان لائح فى انهن افضل من جميع الصحابة رضى الله عنهم"(۳)

نبی ﷺ مہربان کے نزدیک ان کی وہ عزت ہے جو صحابہ میں سے کسی کی نہیں۔

ابن حزم الاندلسی لکھتے ہیں:

''صحبت میں انکا درجہ تمام صحابہؓ سے اعلیٰ ہے پھر ایک حق زائد کی وجہ سے انہیں تمام صحابہ پر فضیلت ہے

۱۔ الجامع الصحيح للبخارى، باب فضائل اصحاب النبى ﷺ، (حديث:۳۶۵۰) ص، ۶۱۲

۲۔ ايضاً، (حديث:۳۶۵۱)، ص ۶۱۲، ایسی ہی روایت حضرت ابو ہریرہؓ اور بنت ابی جہل سے مروی ہے، (الهيثمى، نور الدين،مجمع الزوائد، كتاب المناقب، ۹/ ۴۲۱-۴۲۲)

۳۔ ابن حزم الاندلسى، الفصل فى الملل والاهواء النحل، ۴/ ۴۳

جو ماں ہونے کا حق ہے کہ بنص قرآن ان کے لیے واجب ہے" (۱)

ازواج مطہرات اور دیگر صحابیاتؓ کے بے شمار فضائل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ صحابیاتؓ سے راضی ہے:

صحابیاتؓ کی فضیلت اس اعتبار سے اور بڑھ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا انہیں حاصل ہے۔ صحابہ کرامؓ کی طرح انہوں نے بھی خوشنودی خدا کی خاطر اپنے والدین اور اہل و عیال کی جدائی برداشت کی اور دین حق کی سربلندی اور کفر کا علم سرنگوں کرنے کے لیے ہر طرح کے مصائب و آلام برداشت کیے۔ مشرکین مکہ نے قبول اسلام پر جہاں صحابہ کرامؓ کو اپنی مشق ستم کا نشانہ بنایا وہاں صحابیاتؓ کو بھی انسانیت سوز تکالیف دی گئیں لیکن وہ دین اسلام پر قائم رہیں اور ہر طرح کی تکلیف صبر سے برداشت کی۔ ازواج مطہرات کے علاوہ ان صحابیاتؓ میں حضرت سمیہ بنت خباط رضی اللہ تعالیٰ عنھا سرفہرست ہیں جو اسلام میں درجۂ شہادت پر فائز المرام ہونے والی پہلی خاتون ہیں۔ (۲) اسی طرح کی بے شمار صحابیاتؓ اور ہیں جنہوں نے جونہی اسلام کا اعلان کیا مصائب و آلام کے دروازے ان پر کھل گئے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے فاطمہ بنت خطابؓ کو اسلام قبول کرنے پر بے حد مارا مگر انہوں نے اسلام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ان کی یہی ثابت قدمی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا سبب بن گئی۔ (۳)

ہجرتِ حبشہ میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ صحابیاتؓ بھی شامل تھیں اور آپ ؐ کی پیاری صاحبزادی حضرت رقیہؓ وہ پہلی مہاجر خاتون تھیں جو اپنے شوہر حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ حبشہ ہجرت کے ارادے سے نکلیں۔ آپ ؐ نے فرمایا:

"حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے کفار کی ایذا رسانی کے باعث اپنی بیوی کے ساتھ وطن کو خیر باد کہہ کر ہجرت کی" (۴)

ایسے ہی مہاجرین و مہاجرات کے لیے باری تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۝﴾)(۵)

اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مظلوم ہو کر اپنے گھر چھوڑے۔ ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں

۱۔ ابن حزم الاندلسی، الفصل فی الملل والاھواء النحل، ۳۹/۴

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲۸۱/۸

۳۔ الطبقات الکبریٰ، ۲۶۷/۸

۴۔ البلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، ۲۲۵/۱؛ المستدرک، ۵۱/۴، ابن الاثیر، علی بن محمد، اسدالغابۃ، ۴۵۷/۵؛ الاصابۃ، ۳۰۴/۴

۵۔ النحل، ۴۱/۱۶

گے اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کاش وہ جانتے!

اور ایسی ہی صحابیاتؓ سے باری تعالیٰ راضی ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

(﴿ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾)(۱)

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

رحمت دارین کے فیض صحبت سے مشرف ہونے اور اسلام کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں دینے کی وجہ سے باری تعالیٰ نے اپنی رضا اور جنت کی خوشخبری انہیں دنیا میں ہی سنا دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝﴾)(۲)

تم ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے دوستی نہ کرتے پاؤ گے۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمایا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور وہ انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں ہیں اور یہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے خبردار اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

۲۔ قبول اسلام میں سبقت:

صحابیاتؓ کو اسلام میں خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ ان کے بعد کسی اور طبقے کو یہ مقام حاصل نہ ہوا ہوگا دینی اعتبار سے بھی صحابیاتؓ بعض خصائص و امتیازات سے بہرہ ور ہیں اسی لیے قرآن میں انہیں سابقون کہا گیا ہے اور قرب الٰہی کے ساتھ ان سے جنت النعیم کا بھی وعدہ کیا گیا ہے۔

(﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۝أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝﴾)(۳)

اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے۔ وہی مقرب بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں

دنیا میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والی پہلی مومنہ **حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا** صحابیہؓ ہیں سب سے

۱۔ التوبۃ، ۹:۱۰۰

۲۔ المجادلۃ، ۵۸:۲۲

۳۔ الواقعۃ، ۵۶:۱۰-۱۲

پہلے شہادت کے درجے پر فائز ہونے والی حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بھی صحابیہ ہیں اور ہجرت حبشہ میں پہل کرنے والوں میں حضرت رقیہ بنت محمد ﷺ ہیں، دیگر صحابیات نے بھی راہِ حق میں بے شمار مصائب جھیلے۔ شعب ابی طالب کے محاصرے کے دوران صحابیات نے صبروتحمل کا مظاہرہ کیا۔ اس دوران انہیں ایسی ایسی سختیاں جھیلنی پڑیں کہ مضبوط پہاڑ بھی لرز جائیں۔ بعض اوقات درختوں کے پتے کھا کر پیٹ کی آگ کو بجھایا جاتا اور بعض اوقات نوبت بالکل فاقوں تک آ پہنچتی مگر ان مشکل صبر آزما حالات میں بھی صحابیاتؓ مردوں کے شانہ بشانہ تھیں۔

حضرت عمارؓ فرماتے ہیں۔

﴿رأیت رسول الله صلى الله عليه وسلم وما معه الاخمسة اعبدو امرأتان و ابوبكر﴾(۱)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپؐ کے ساتھ صرف پانچ لوگ تھے ایک غلام دو عورتیں اور حضرت ابوبکر صدیق

انہیں قربانیوں کے صلے میں ان کے مقام ومرتبے تک کسی اور کی رسائی ممکن نہیں۔

۳۔ کفر وفسق سے متنفر، راست روصحابیاتؓ:

جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ایمان کے نور سے خود کو منور کرنے والی صحابیاتؓ کے دل کو باری تعالیٰ نے ایمان کی محبت سے سرشار کیا اور کفر وفسق اور نافرمانی سے ان کو متنفر کر دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ﴾)(۲)

اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں بہت سے معاملات میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی تمہیں ناگوار کر دی ہے ایسے لوگ سیدھی راہ پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام وصحابیاتؓ کے دلوں کو نا صرف نعمت ایمان سے آراستہ کیا بلکہ ان کو ہدایت یافتہ اور راست رو قرار دیا۔

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب: قول النبی ﷺ (حدیث:۳۶۶۰) ص، ۶۱۴

۲۔ الحجرات، ۴۹:۷

۴۔ بلندیٔ درجات، کامیاب وکامران:

دنیا وآخرت میں کامیابی کی منازل طے کرنے والی اور بلندیٔ درجات کی حامل صحابیاتؓ ہی ہیں۔ کیونکہ ایمان لانے، ہجرت کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ میں وہ صحابہ کرامؓ کے شانہ بشانہ تھیں۔

صحابیاتؓ نے ناصرف ہجرت کی بلکہ ہجرت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی مدد بھی کی ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنھا قابلِ ذکر ہیں۔ جس رات رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ غارِ ثور کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے اپنا کمربند لے کر اسے بیچ میں سے پھاڑ دیا ایک ٹکڑے سے رسول اللہ ﷺ کا دسترخوان باندھا اور دوسرے ٹکڑے سے آپؐ کے مشکیزہ کا منہ کس دیا لہٰذا آپؓ کا لقب ''ذات النطاق'' پڑ گیا۔ (۱)

روایاتِ سوانح، آثارِ سیرت اور احادیثِ نبویﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول روز ہی سے صحابیات عصر میں روحِ جہاد موجود تھی۔ وہ اپنے مردوں کی طرح اسلامی خدمت، کلمہ الٰہی کی بلندی اور دین ومعاشرت کی مدافعت کے لیے تلوار اٹھا سکتی تھیں۔ صحابہ کرام کی طرح دینِ اسلام کی سربلندی کی خاطر صحابیاتؓ بھی ہر میدان میں پیش پیش تھیں۔ بعض غزوات میں ان صحابیاتؓ نے بطور مجاہدات شرکت کا شرف پایا اور خاص مواقع اور بحرانی صورتوں میں انہوں نے اپنی موجودگی اور حاضری سے مجاہدین کے زخموں پر پھاہا رکھا اور مرہم ہمدردی اور دوائے تسلی کا نسخہ استعمال کیا۔ غزوۂ احد میں صحابیاتؓ پانی کی مشکیں اپنی پیٹھ پر لاد کر لاتیں اور پیاسے زخمی مجاہدین کو پانی پلاتیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر ہٹ گئے تو میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو دیکھا کہ یہ دونوں اپنا دامن سمیٹے ہوئے تھیں میں ان کے پیروں کی جانب دیکھ رہا تھا۔ یہ پانی کی مشکیں اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے لاتی تھیں۔ پیاسے لوگوں کے منہ میں ڈال دیتی تھیں اور پھر واپس چلی جاتی تھیں اور ان کو بھرتی تھیں۔ پھر لاتی تھیں اور ان کو پیاسے لوگوں کے منہ میں ڈالتی تھیں۔ (۲)

اسی طرح ام سلیط انصاریہؓ کے متعلق روایات ملتی ہیں کہ غزوۂ احد کے دن مجاہدین کے لیے وہ میدان جنگ میں مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں۔ (۳)

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب الانصار، باب ھجرة النبیﷺ واصحابه الی المدینة (حدیث:۳۹۰۵) ص ۶۵۷، الطبقات الکبری، ۳۴۵/۸؛ الاصابة، ۱۳/۸؛ اسد الغابة، ۳۹۲/۵

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب غزو النساء وقتالهن مع الرجال (۲۸۸۰) ص ۴۷۶؛ ابو نعیم الاصبهانی، حلیة الاولیاء، ۴۳/۲؛ احمد خلیل جمعه، نساء "من عصر النبوة" ص ۳۷، ۳۸

۳۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب حمل النساء القرب الیٰ الناس فی الغزو (حدیث:۲۸۸۱)

صحابیاتؓ نا صرف زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں بلکہ ان کی مرہم پٹی بھی کرتی تھیں ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنھا کی روایت سے اسکی تائید ہوتی ہے وہ فرماتی ہیں۔

''ہم جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاتے تھے اور پانی پلاتے تھے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے تھے اور زخمیوں اور مقتولوں کو اٹھا کر مدینہ لاتے تھے۔'' (۱)

رسول اللہ ﷺ کی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے متعلق بھی روایات ملتی ہیں کہ:

''غزوۂ احد میں آپؐ کے چہرہ مبارک سے خون دھو رہی تھیں اور علی بن ابی طالبؓ مشک سے زخم پر پانی بہا رہے تھے۔ پس جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی سے خون بہنا بند نہیں ہو رہا تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر اسکی راکھ زخم میں بھر دی جس سے خون بہنا رک گیا'' (۲)

غزوۂ خندق، خیبر اور حنین میں بھی کئی صحابیاتؓ کی شرکت کے شواہد ملتے ہیں۔ غزوۂ خندق میں حضرت سعدؓ کو زخم لگا تو کعیبہ بنت سعد اسلمیہ نے آپؓ کے زخم کا علاج کیا۔ (۳)

غزوۂ خیبر میں بہت سی صحابیاتؓ مثلاً ام سلیطؓ، ام سنانؓ، امیہ بنت قیسؓ ابوالصلت، کعیبہ بنت سعد اسلمیہ وغیرہ رسول اکرم ﷺ سے یہ درخواست کر کے شریک ہوئیں کہ وہ مجاہدین کے لیے مشکیزے بھریں گی، زخمیوں کی مرہم پٹی کریں گی اور مقدور بھر مسلمانوں کی مدد کریں گی۔ (۴)

اسی طرح غزوۂ حنین میں ام سلیم خنجر لے کر شریک ہوئیں تا کہ مشرکین کی گردنیں اڑا سکیں۔ (۵)

ایسی ہی مجاہدات کے لیے اللہ تعالیٰ نے بلندیٔ درجات اور کامیابی و کامرانی کا اعلان کیا۔

ارشاد خداوندی ہے۔

(﴿ٱلَّذِينَ آمَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَاهَدُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ ٱللَّهِ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَآئِزُونَ۝﴾) (۶)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ تعالیٰ کے ہاں

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب مداواۃ النساء والجرحی فی الغزو (حدیث:۲۸۸۲)

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، ما اصاب النبی ﷺ من الجراح یوم احد، (حدیث۴۰۷۵)، ص ۶۹۰

۳۔ الطبقات الکبری، ۸/۲۹۲

۴۔ الطبقات الکبری، ۸/۲۹۱-۲۹۳

۵۔ الطبقات الکبری ۸/۴۳۶، نساء "من عصر النبوۃ، ص ۳۸

۶۔ التوبۃ، ۹:۲۰

ان کا درجہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے۔

۵۔ روزِ قیامت رسوائی سے محفوظ:

صحابیاتؓ کے لیے نا صرف بلندی درجات کا اعلان کیا گیا بلکہ ان کو روزِ قیامت بھی ہر قسم کی رسوائی سے محفوظ کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوشخبری دی:

(﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَى رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾)(۱)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔ قریب ہے تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے دور کر دے اور تمہیں ایسے باغوں میں لے جائے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نبی ﷺ اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو رُسوا نہیں کرے گا انکا نور ان کے آگے اور دائیں طرف دوڑتا ہوگا۔

جس نور نے دنیا میں ان کے سینوں کو منور کیا وہی نور روزِ قیامت ان کے راستے کو منور کر کے ان کو جنت میں لے جائے گا۔

۶۔ صحابیاتؓ کی موافقت میں نزولِ وحی:

صحابیاتؓ کو یہ شرف بھی امتیاز بخشتا ہے کہ بعض صحابیاتؓ کی موافقت میں باری تعالیٰ نے وحی بھیجی۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ واقعہ افک پیش آنے پر باری تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیاتِ مبارکہ کے ذریعے انہیں اس الزام سے بری کر دیا اور ان کی عفت وعصمت، پاکیزگی وطہارت کی وہ گواہی دی جس کو تمام مسلمان تا قیامت اپنی اپنی زبانوں پر دہراتے رہیں گے اور حضرت عائشہؓ کی طہارت کی تصدیق وتقدیس کرتے رہیں گے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ ہی کی بابرکت ذات کے خوشگوار اثرات کی وجہ سے آیت تیمم نازل ہوئی جو امت کے لیے رحمت کا قانون بن گئی اسی سہولت کے نازل ہونے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا۔

"انت المبارکة، انت المبارکة، انت المبارکة" (۲)

امام ابونعیم الاصبہانی حضرت عائشہؓ کے انہیں فضائل کا تذکرہ بہت خوبصورت الفاظ میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الصدیقة بنت الصدیق، العتیقة بنت العتیق، حبیبة الحبیب والیفة القریب، سید

۱۔ التحریم، ۸:۶۶

۲۔ الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر، اعلام النبلاء، ۲/۱۷۱

المرسلین، محمد الخطیب، المبراء ة من العیوب، المعراة من ارتیاب القلوب لرویتها جبریل رسول علام العیوب، عائشة ام المومنین (۱)

صدیقہ صدیق کی بیٹی، عتیقہ (جہنم سے آزاد) عتیق کی بیٹی، اللہ کے محبوب کی محبوب، اللہ تعالٰی کے مقرب کی مقربہ، تمام رسولوں کے سردار خطیب اعظم محمد ﷺ کی محبوب، عیوب سے بری، شکوک قلب سے صاف جس کے دیکھنے کو جبرئیل فرشتے کو علام الغیوب ہستی نے بھیجا۔ یہی ہے مومنین کی ماں حضرت عائشہ صدیقہؓ

اسی طرح قرآن پاک میں نازل شدہ کئی آیات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنھا کے فضائل ومناقب بیان کرتی ہیں۔

(﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝﴾)(۲)

کا نزول آپؓ کے مقام ومرتبے کی طرف اشارہ کرتا ہے اسی طرح سورۂ دہر کی آیت نمبر ۸ ویطعمون الطعام علی حبه ...... کے بارے میں ابن عباسؓ کا قول ہے:

"نزلت هذه الآية فی علی بن ابی طالب و فاطمة بنت رسول الله(۳)

"ظہار" کے بارے میں خولہ بنت ثعلبہؓ کے بار بار سوال کرنے پر سورۂ مجادلہ کی کئی آیات نازل ہوئیں اور حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کے بارے میں سورۂ احزاب (۳۳۔۳۷) میں حکم دیا گیا ہے۔

۷۔ صحابیاتؓ کی مغفرت کی قرآنی شہادت:

صحابیاتؓ کی بے شمار قربانیوں کے صلے میں باری تعالٰی نے دنیا میں ہی ان کو مغفرت کی بشارت دی اور رزق کریم کا وعدہ ان الفاظ میں کیا۔

(﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝﴾)(٤)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے، ہجرت کی اور اللہ تعالٰی کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے انہیں جگہ دی اور مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں اور انہیں کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

بعض صحابیاتؓ کو دنیا میں ہی جنت کی بشارت دی گئی مثلاً حضرت خدیجہؓ کو دنیا ہی میں جنت کے ایسے مکان کی خوشخبری سنائی گئی جو موتیوں کا بنا ہوگا اور اس میں کسی قسم کا کوئی شوروغوغا نہ ہوگا۔

۱۔ ابو نعیم الاصبهانی، حلية الاولياء، ۲/۵۴، احمد خلیل جمعه، نساء اهل البیت، ص، ۱۵۶

۲۔ الاحزاب، ۳۳:۳۳

۳۔ السیوطی جلال الدین، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۲/۲۸۵

۴۔ الانفال ۸:۷۴

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿بشروا خديجةً بيت من الجنة من قصب لاصخب فيه ولا نصب﴾ (۱)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا پر آتا تھا اتنا نبی ﷺ کی کسی بی بی پر نہیں آتا تھا (حالانکہ) وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں اس وجہ سے کہ میں اکثر آپ کو انکا ذکر کرتے ہوئے سنتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہؓ کو (جنت میں) موتی کے محل کی خوشخبری دیں اور آپ بکری ذبح کرتے تو حضرت خدیجہؓ کی ملنے والیوں کو انہیں سے بقدر کفایت بطور تحفہ بھیجتے تھے۔ (۲)

حضرت فاطمہؓ کو جنت کی عورتوں کی سرداری کی خوشخبری سناتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿نزل ملک من السماء فاستاذن الله ان يسلم على لم ينزل قبلها فبشرني ان فاطمة سيدة نساء اهل الجنة﴾ (۳)

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿فاطمة سيدة نساء اهل الجنة﴾ (۴)

حضرت سمیہؓ (آل یاسر کو نبی ﷺ نے راہ حق میں مشکلات جھیلنے اور صبر کرنے کے نتیجے میں جنت کی خوشخبری دی۔ (۵)

۸۔ صحابیاتؓ کی توبہ کی فضیلت:

جس صحابیہؓ سے بتقاضائے بشریت کے تحت کوئی خطا ہوئی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی خطا پر توبہ کی اور معافی چاہی تو یہ توبہ اللہ تعالیٰ کی ہاں بہت فضیلت کی حامل ہوئی۔ جسے قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون نے زنا کیا اور اپنے گناہ کا اقرار کیا

۱۔ السيرة النبوية لابن اسحاق ۱/۲۷۱: الحميدى، عبدالله بن زبير" المسند، ۱/۳۱۲، الجامع الصحيح للبخارى، كتاب العمره (حديث:۱۷۹۲) ص ۲۸۹، الازرقى، محمد بن عبدالله، اخبار مكه، ۲/۲۰۵: ابونعيم الاصبهانى، معرفة الصحابة، ۵/۱۳۸

۲۔ الجامع الصحيح للبخارى، كتاب مناقب الانصار، باب ترويج النبى صلى الله عليه وسلم خديجة وفضلها، (حديث:۳۸۱۷، ۳۸۱۸) ص. ۶۴۰

۳۔ المستدرك، ۳/۱۶۴، معرفة الصحابة، ۵/۱۳۶: الشوكانى، محمد بن على، در السحابة. ص ۲۷۳

۴۔ الجامع الصحيح للبخارى، كتاب فضائل اصحاب النبى ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ، ومبعثه فاطمه عليها السلام (حديث:۳۷۱۱)، ص ۶۲۶

۵۔ درالسحابة، ص، ۵۵۵

اس کو رجم کیا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے انکی توبہ کے بارے میں فرمایا۔

﴿والذی نفسی بیده لقد تابت توبةً لو قسمت علی سبعین من اهل المدینة لوسعتهم وهل وجدت توبة افضل من ان جات بنفسها الله عزوجل﴾ (۱)

قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ ستر اہل مدینہ کے درمیان تقسیم کردی جائے تو کافی ہے۔

اسی طرح قبیلہ غامدیہ کی ایک عورت نے زنا کیا اور اس کو رجم کیا گیا تو انکی توبہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿والذی نفسی بیده لقد تابت توبة لوتابها صاحب مکس تغفر له﴾(۲)

اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ظلم کرنے والا اور لوگوں کے حقوق میں نقصان کرنے والا ایسی توبہ کرے تو انکی بھی مغفرت ہو جائے گی۔

۱۔ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الحدود، باب حدالزنا (حدیث: ۳۳۳۲)، السنن لابوداؤد، کتاب الحدود، باب فی المراة التی امرالنبی ﷺ برجمها من جهینة (حدیث: ۴۴۴۰)، ص ۶۲۵، السنن للنسائی، کتاب الجنائز، باب الصلوٰة علی المرجوم (حدیث:۱۹۵۹) ص، ۲۷۵

۲۔ السنن لابوداؤد، کتاب الحدود، باب فی المرأة التی امر النبی ﷺ برجمها من جهینة (حدیث:۴۴۴۲)

اطاعت، اتباع اور حبِ رسول ﷺ:

اطاعت اتباع اور حب رسول ﷺ ایک مومن اور مومنہ کا گراں بہا مایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد جو ذات ہماری محبت، اطاعت اور اتباع کی مستحق ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ رب کائنات نے بھی تمام محبتوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنی اور اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کی محبت کے غلبے کو بالوضاحت بیان کیا ہے۔

(﴿قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَO﴾)(۱)

فرما دیجئے تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے خاندان اور مال جو تم نے کمایا اور تجارت جس کے جانے کا تمہیں اندیشہ ہے اور مکانات جو تمہیں پسند ہیں اگر یہ ساری چیزیں تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اسکی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ صادر کردے اور فاسقوں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا

حضرت انسؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

﴿لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین﴾ (۲)

تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضرت انسؓ سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلاوت ایمان کی شرائط بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

﴿ثلاث من کان فیہ وجدبھن حلاوۃ الایمان، من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مماسواھا.................﴾ (۳)

تین چیزیں جس میں ہونگی وہ ایمان کی حلاوت پائے گا وہ جس کو اللہ اور اسکا رسول ہر چیز سے محبوب تر ہو۔

۱۔ التوبۃ، ۹:۲۴

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان (حدیث:۱۵) ص،۲: الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ رسول اللہ ﷺ...... (حدیث:۷۰) ص، ۲۱

۳۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان (حدیث:۱۶) ص ۲: الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف بھن وجد حلاوۃ الایمان، (حدیث:۱۶۵) ص ۴۰

دنیا میں عموماً ہم اس چیز سے محبت کرتے ہیں جسکی خوبصورتی ہمیں متاثر کرتی ہے بعض دفعہ یہ قلبی میلان باطنی خوبیوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور بعض اوقات کسی کا احسان ہمیں اسکی محبت میں مبتلا کر دیتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک میں محبت کے یہ جملہ اسباب بدرجہ اتم موجود ہیں۔

امام قسطلانی لکھتے ہیں:

"واذا کان المرء یحب غیره علی ما فیه من صور جمیلة وسیرة حمیدة، فکیف بهذا النبی الکریم والرسول العظیم الجامع المحاسن والتکریم.......... فقد اخرجنا الله به من ظلمات الکفر الی نور الایمان وخلصنا به من نار الجهل الی جنات المعارف والایقان"(۱)

یقیناً کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لانے والی، جہالت کی آگ سے خلاصی دلا کر علم و یقین کی دولت سے نوازنے والی ذات ہی ہماری تمامتر محبت کی مستحق ہے۔

قاضی عیاض بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔

"ان وجوہات کی بنا پر آپؐ اس بات کے مستحق ہیں کہ آپؐ سے شرعاً محبت کی جائے...... انسانی فطرت کی بنا پر آپؐ امت کی محبت کے مستحق ہیں کیونکہ آپؐ کے احسانات عام ہیں"(۲)

امام نووی آپؐ کو مجموعہ ظاہری جمال و باطنی فضائل و کمالات قرار دینے کے بعد آپؐ کے احسانات کی مزید وضاحت فرماتے ہیں۔

"تمام مسلمانوں پر آپؐ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپؐ نے انہیں صراط مستقیم پر چلایا۔ جنت کی ابدی نعمتوں کا مستحق ٹھہرایا اور جہنم کی آگ سے دور کرایا" (۳)

صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کو آپؐ سے والہانہ عشق تھا اور آپؐ سے بڑھ کر انہیں دنیا میں کوئی شے محبوب نہ تھی۔

ازواج مطہراتؓ اور حب رسول اکرم ﷺ

صحابیاتؓ میں سر فہرست ازواج مطہراتؓ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ کی آپؐ کے ساتھ والہانہ محبت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنے کے بعد سیدہ خدیجہؓ نے اپنا سارا مال و اسباب آپؐ کے قدموں میں ڈھیر کر کے آپؐ کو فکرِ معاش سے آزاد کر دیا۔ بعثت کے بعد انہوں نے ہمیشہ آپؐ کی تشفی و دلجمعی کی اور اپنی وفا شعاری و محبت سے قدم قدم پر آپؐ کی ڈھارس بندھائی، خلوص و محبت سے آپؐ کے دل کو تسکین دی اور آپؐ پر اپنی

۱۔ القسطلانی، احمد بن محمد، المواهب اللدنیه ۲/۲۷۳

۲۔ کتاب الشفاء، باب فی لزوم محبة، فصل فی معنی المحبة للنبی ﷺ و حقیقتها، ۲/۲۰

۳۔ النووی، یحییٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم، ۱/۱۳۳

تمام تر چاہتیں نچھاور کر دیں۔

حسین عبداللہ لکھتے ہیں:

"فکانت خدیجة، اعظم امراة عقلاً و دراية وحلماً و حكمةً وصبرةً وارادةً، كانت لرسول الله وزيرة، وصديقه و مشيرة، والسية، فقد واسعةً بمالها وعطفت عليه بكليتها وجزئيها (۱)

حضرت خدیجہؓ الکبریٰ عقل، درایت، حلم، دانش، صبر وجرات اور ارادے کی پختگی کے اعتبار سے عظیم خاتون تھیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی وزیر تھیں اور دوست بھی، مشیر بھی تھیں اور مونس و غمخوار بھی، انہوں نے اپنے مال سے رسول اللہ ﷺ کو فراخی بخشی وہ کلی اور جزوی اعتبار سے رسول اللہ ﷺ پر مہربان تھیں۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد جب حضرت سودہؓ سے آپ ؐ نے نکاح کیا انہیں بھی رسول اللہ ﷺ سے والہانہ پیار تھا۔ اسی پیار کی وجہ سے انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی اور بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی باری کا دن عائشہؓ کو دیتی ہوں۔ (۲)

حضرت زینبؓ بنت جحش کے بارے میں جب سورۂ احزاب کی آیات نازل ہوئیں جس سے ظاہر ہوا کہ انکا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر حضرت محمد ﷺ کے ساتھ کروادیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ خوشخبری سیدہ زینبؓ کو بھجوائی۔ ان کو اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہ تھی۔ انہوں نے پیغام خوشخبری لانے والی خادمہ سلمیٰ کو اپنی قیمتی پازیبیں اتار کر دے دیں پھر شکرانے کے طور پر سجدے میں گر گئیں اور پھر مزید شکرِ الٰہی کے لیے دو ماہ کے نفلی روزے رکھنے کی منت مان لی۔ (۳)

۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو اپنا وکیل مقرر کرتے ہوئے حضرت اُم حبیبہؓ کو پیغام نکاح دیا تو انہوں نے خوشی میں پیغام لانے والی لونڈی ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن، دو جھانجھریں جو آپؓ کے پاؤں میں تھیں اور پاؤں کی انگلیوں میں پہنی ہوئی چاندی کی انگوٹھیاں سب دے دیں۔ (۴)

۱۔ حسين عبدالله بالسلامة، حياة سيد العرب و تاريخ النهضة الاسلاميه مع العلم والمدينة، ۱۹۳،۱۹۳/۱،۲

۲۔ الجامع الصحيح للبخاری، كتاب الهبة فضلها والتحريض عليها، باب هبة المراة لغير زوجها.......... (حديث:۲۵۹۳)ص۔۴۱۹: الطبقات الكبرىٰ، ۲۶۹/۸ ابن عبدالبر، یوسف بن عبدالله، الاستعياب ۴۳۲/۴

۳۔ الطبقات الكبرىٰ، ۲۹۶،۲۹۵/۸: الاصابة ۱۵۳/۸:المستدرك، ۲۵/۴

۴۔ الطبقات الكبرىٰ، ۲۹۲/۸: المستدرك ۲۲/۴، ابن قدامه المقدسی، محمد عبدالله بن احمد، التبيين فى انساب القرشيين، ص ۸۱

شادی کے بعد ان کی والہانہ محبت میں مزید اضافہ ہوا۔ عشق رسول ﷺ کے سامنے ان کے نزدیک دنیاوی رشتوں کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ فتح مکہ سے قبل ان کے والد تجدید صلح حدیبیہ کے لئے مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے اپنی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے جب ابوسفیان سرکار دو عالم ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگے تو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے برہم ہو کر پوچھا، بیٹی! تم نے بستر کیوں لپیٹ دیا؟ کیا تم نے بستر کو میرے قابل نہ سمجھا یا مجھے بستر کے قابل نہ سمجھا؟ سیدہ ام حبیبہؓ نے جواب دیا یہ سرکار دو عالم ﷺ کا بستر ہے۔ اس پر ایک مشرک جو شرک کی نجاست میں ملوث اور آلودہ ہو نہیں بیٹھ سکتا۔ (۱)

ام المومنین حضرت صفیہؓ آپ ؐ پر جان بھی قربان کرنے کو تیار تھیں مرض الموت میں نبی ﷺ کے پاس امہات المومنین جمع ہوئیں تو حضرت صفیہؓ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! اے اللہ کے نبی ﷺ کاش جو کچھ آپ کو ہوا ہے وہ مجھے ہوتا۔ (۲)

ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی آپ ؐ کے عشق سے سرشار تھیں۔ کبھی راتوں کو بیدار ہوتیں تو آپ ؐ کو پہلو میں نہ پا کر بے قرار ہو جاتیں۔ ام المومنین ام سلمہؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ تبرک نبوی ﷺ کے حصول کے لیے بے تاب ہو جایا کرتی تھیں۔ ایک بار سفر کے دوران نبی ﷺ مہربان نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا۔ دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھوئے اور کلی بھی کی پھر بلالؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ سے فرمایا۔ دونوں یہ پانی پیو اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو اور خوش ہو جاؤ۔ دونوں نے پیالہ لے کر ایسا ہی کیا۔ اتنے میں ام المومنین ام سلمہؓ نے پردے کے پیچھے سے پکارا کہ تھوڑا پانی اپنی ماں کے لیے بھی رہنے دو۔ انہوں نے پانی بچا کر ان کو بھی دیا۔ (۳)

بنات النبی ﷺ اور حب رسول ﷺ

امہات المومنینؓ کے علاوہ بنات النبی ﷺ کو بھی رسول اللہ ﷺ سے والہانہ محبت تھی۔ آپ ؐ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب الکبریٰ کے بارے میں حضرت مدرک بن حارث الغامدی بیان کرتے ہیں:

"ایک بار میں ایام جاہلیت میں اپنے باپ کے ہمراہ حج کو گیا تو مقام منیٰ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے گرد لوگ جمع ہیں۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ گمراہ اور بے دین شخص محمد ﷺ ہے جس نے اپنے خاندانی دین کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ کہہ کر میرے والد اونٹنی پر سوار ہو کر اس مجمع کی طرف گئے۔ میں بھی اونٹنی پر ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ وہاں جا کر میں نے دیکھا کہ آپ ؐ ان لوگوں کو نصیحتیں فرما رہے ہیں اور وہ آپ ؐ پر پتھر پھینک رہے ہیں اور خاک ڈال رہے ہیں۔

۱۔ الطبقات الکبری، ۸/۲۹۳، ابن الجوزی، صفة الصلوة، ۲/۴۶

۲۔ الطبقات الکبری، ۸/۳۰۹

۳۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الطائف فی شوال سنة ثمان (حدیث:۴۳۲۸) ص، ۷۳۲

یہاں تک کہ ظالم ایذا رسانی کرتے کرتے تھک گئے اور دھوپ کی تپش سے گھبرا کر ہٹ گئے عین اس وقت ایک خوبصورت لڑکی بے قراری سے دوڑی آئی۔ اس کے ہاتھ میں پانی کا ایک پیالہ تھا۔ اس کے کُرتے کا گریباں کھلا تھا۔ اس معصوم لڑکی کو دیکھ کر لوگوں نے بتایا کہ یہ محمد ﷺ کی بیٹی ہے اور اس کا نام زینب ہے" (۱)

عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے:

ایک دفعہ آپؐ راستے میں جا رہے تھے کہ کسی شریر نے سر اقدس پر بہت سی مٹی ڈالدی، سر انور اور ریش مبارک کے تمام بال آلودہ ہو گئے۔ آپؐ اسی حالت میں گھر تشریف لائے تو آپ کی ایک بیٹی پانی لے کر آئی وہ آپ کا سر مبارک دھوتی جاتی تھی اور زار و قطار روتی جاتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹی! رومت۔ پس اللہ تعالیٰ خود تیرے باپ کی حفاظت کرے گا۔" (۲)

حضرت فاطمہؓ کو رسول اللہ ﷺ سے بے حد پیار تھا رسول اللہ ﷺ جب بھی ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو آپؓ احتراماً کھڑی ہو جائیں۔ محبت سے ان کا ہاتھ چومتیں اور اپنی نشست پر بٹھاتیں۔ (۳)

دیگر صحابیاتؓ اور عشق رسول اکرم ﷺ

تمام صحابیاتؓ کو آپ کی ذات پاک سے والہانہ محبت تھی۔ غزوۂ احد کے دن جب یہ افواہ اڑا دی گئی کہ حضور اکرم ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ تو انصار کی ایک عورت نکل کھڑی ہوئی۔ اسکا سامنا پہلے اپنے بھائی، بیٹے، شوہر اور باپ سے ہوا جو سب کے سب شہید ہو چکے تھے۔ اس نے بے تابی سے کہا کہ مجھے دکھاؤ حضور اکرم ﷺ کہاں ہیں؟ تاکہ میں آپ کو دیکھ تو لوں۔ جب اس خاتون نے حضور ﷺ کا دیدار کر لیا اور آپ کو بخیریت پایا تو اس کے منہ سے نکلا "کل مصیبة بعدک جلل" یارسول اللہ! اگر آپ بخیریت ہیں تو آپ کی سلامتی کے بعد کوئی مصیبت میرے نزدیک وقعت نہیں رکھتی۔" (۴)

حفاظت و دفاع رسول اکرم ﷺ

رسول اکرم ﷺ سے صحابیاتؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ غزوات میں حفاظت و دفاع رسول ﷺ کی خاطر جوانمردی سے میدانِ جنگ میں اتر آئیں۔ حضرت ام عمارہ (نصیبہ بنت کعب) غزوۂ احد میں اپنی شرکت کے حوالے سے بتاتی ہیں۔

۱۔ ابن ابی عاصم النبیل، الآحاد والمثانی، ۵/۳۷۲؛ الاستیعاب ۴/۳۱۲؛ اسد الغابة، ۴/۳۲۰

۲۔ السیرة النبویة لابن ہشام، ۲/۲۰؛ الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۲/۴۵۱؛ السیوطی، جلال الدین، الخصائص الکبریٰ ص ۱۴۸

۳۔ الاجری، محمد بن الحسین، الشریعة، ۳/۲۷۸؛ الاستیعاب، ۲/۴۵۰، سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۱۷

۴۔ سبل الهدیٰ، ۱۱/۴۳، کتاب الشفاء، ۲/۱۵

"میں اس دن صبح صبح پانی کی مشک لے کر نکلی اور میدانِ جنگ میں رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کے پاس پہنچ کر انہیں پانی پلاتی رہی۔ ابتداء میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی مگر بعد میں جب مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر خود بھی جنگ میں شریک ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کا دفاع کرتے ہوئے تلوار سے دشمنوں کو وہاں سے ہٹانے لگی اور تیر پھینکنے لگی حتیٰ کہ اس دوران مجھے ایک زخم بھی لگ گیا۔" (۱)

۲۔ سالمیت کی فکر:

صحابیاتؓ کو ہر لحہ آپ کی سالمیت کی فکر رہتی تھی۔ بعض صحابیاتؓ آپکی جہاد سے بخیریت واپسی کے لیے نذر تک مان لیا کرتی تھیں۔

"بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی جہاد میں نکلے۔ جب واپس آئے تو ایک سیاہ فام (حبشی) لڑکی آئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اللہ آپ کو صحیح وسالم لائے گا۔ تو میں آپؐ کے آگے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔ سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اگر تو نے نذر مانی ہے تو بجا، ورنہ نہیں اور وہ دف بجانے لگی" (۲)

۳۔ بارگاہِ رسالت میں تحائف پیش کرنا:

محبت کا فطری اور لازمی تقاضا ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز محبوب کی خدمت میں پیش کر دی جائے۔ محبت کے اس لازمی تقاضے کے مطابق صحابیاتؓ وقتاً فوقتاً بارگاہِ رسول ﷺ میں مختلف ہدیے وتحائف پیش کر کے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا کرتی تھیں اسی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہوئے ام اوسؓ نے ایک مرتبہ گھی صاف کر کے ایک ڈبے میں ڈالا اور پھر ھدیۃً اسے بارگاہِ نبوی ﷺ میں شرفِ قبولیت کے لیے بھجوا دیا۔

حضرت محمد ﷺ نے اس پرخلوص ہدیے کو قبول کرتے ہوئے ڈبے میں موجودہ گھی لے لیا اور ام اوسؓ کے لیے برکت کی دعا کرتے ہوئے گھی کا ڈبہ واپس بھجوا دیا۔ جب یہ ڈبہ ام اوسؓ کو واپس ملا تو برکت کی خصوصی دعا کی وجہ سے یہ جوں کا توں گھی سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے گمان کیا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے انکا ہدیہ قبول نہیں فرمایا۔ چنانچہ وہ فوراً بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ ہدیہ قبول نہ ہو سکنے کے گمان کے باعث زار وقطار رو رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کی بیقراری وپریشانی کو دیکھا تو حاضرین سے فرمایا کہ اس بیچاری کو اصل واقعہ سے آگاہ کر دو۔ حاضرین نے اسے گھی کے ڈبے کے پہلے کی طرح بھر جانے کے معجزانہ سبب سے آگاہ کیا تو وہ مطمئن ہو گئیں۔ (۳)

۱۔ الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۴۰،۴۴۱: الاصابۃ، ۸/۴۴۲

۲۔ الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب، حفص عمر بن خطاب، (حدیث:۳۹۵۵) ص، ۵۱۲

۳۔ اسد الغابۃ، ۵/۵۱۷: الاصابۃ ۸/۳۵۹

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے اپنی ایک بیوی سے نکاح کیا اور ان کے پاس تشریف لے گئے تو میری والدہ نے حیس (ایک قسم کا کھانا جو کھجور۔ پنیر گھی یا آٹا ملا کر تیار کیا جاتا تھا) بنایا اور اسے تانبے کے برتن میں ڈال کر دیا اور کہا کہ اسے حضور ﷺ کے پاس لے جاؤ کہنا کہ میری اماں نے بھیجا ہے۔ وہ آپ کو سلام کہتی اور عرض کرتی ہیں کہ ہماری طرف سے یہ تھوڑا سا آپؐ کے لیے ہدیہ ہے۔ یارسول اللہ! (۱)

اسی طرح انصار کی ایک خاتون (صحابیہؓ) نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں آپؐ کے لیے کوئی چیز بنوا دوں جس پر آپؐ بیٹھا کریں کیونکہ میرا ایک بڑھئی غلام ہے۔ آپؐ نے فرمایا جیسا تم چاہو۔ (۲)

حُبِّ رسول ﷺ میں سرشار بعض صحابیاتؓ خود چیزیں بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کرتی تھیں۔ ایک عورت ایک چادر لے کر خدمتِ رسول ﷺ میں آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ! میں نے اس چادر کو اپنے ہاتھ سے بنا ہے۔ تاکہ میں اسے آپ کو پہناؤں پس رسول اللہ ﷺ نے وہ چادر اس سے لے لی۔ (۳)

ذاتِ نبویہ ﷺ سے برکت کا حصول:

صحابیاتؓ آپؐ سے وابستہ ہر چیز کو بابرکت سمجھتی تھیں ایک بار نبی کریم ﷺ ام سلیم کے گھر میں دوپہر کو چمڑے کے ایک گدّے پر سوئے- آپ کو سوتے میں پسینہ آیا پھر آپؐ اس حال میں بیدار ہوئے کہ ام سلیم آپ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر جمع کر رہی تھیں۔ پوچھا: اسے کیا کرو گی؟ بولیں میں اس میں سے برکت حاصل کروں گی جو آپؐ سے نکلی ہے۔ (۴)

ایک بار آپ پھر ان کے گھر تشریف لے گئے۔ گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا جس میں پانی تھا۔ آپؐ نے اسے لے کر اس کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا "ام سلیمؓ" نے مشکیزے کا منہ کاٹ لیا اور اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا (کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہونٹوں نے چھوا تھا) (۵)

صحابیاتؓ کا اتباع و اطاعت رسول ﷺ

حُبِّ رسول ﷺ کا ایک اہم تقاضا اطاعت و اتباع ہے۔ قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر اطاعت اللہ کے ساتھ اطاعتِ رسول ﷺ کو بھی لازم و ملزوم قرار دیا ہے کہیں پر مومنین کو (﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾) (۶) کا درس

۱۔ الجامع الصحيح للمسلم، كتاب النكاح، باب زواج زينبؓ بنت جحش و نزول الحجاب، واثبات وليمة العرس (حديث:۳۵۰) ص ۶۱۷؛ الجامع للترمذي، ابواب التفسير، تفسير سورة احزاب (حديث:۳۲۱۸)، ص، ۷۳۰

۲۔ الجامع الصحيح للبخاري، كتاب البيوع، باب النجّاري، (حديث:۲۰۹۵)ص.۳۳۶

۳۔ الجامع الصحيح للبخاري، كتاب البيوع، (حديث:۲۰۹۳) ص، ۳۳۹

۴۔ الطبقات الكبرىٰ، ۸/۴۲۸، الطبراني، المعجم الكبير، ۲۵/۱۱۹

۵۔ الطبقات الكبرىٰ، ۸/۴۲۸ ۶۔ محمد، ۴۷:۳۳

دے کر کہہ دیا گیا کہ اگر ایسا نہ کیا تو تم اپنے اعمال ضائع کرلو گے۔ کہیں (﴿وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾) (۱) اور کہیں (﴿مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾) (۲) کہہ کر خالقِ کائنات نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ صحابیات حضور اکرم ﷺ کی اطاعت واتباع کی ہر ممکن کوشش کیا کرتی تھیں۔ ان کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی تھی کہ کوئی سنت رہ نہ جائے اور کوئی کام حضور ﷺ کے فرمان اور عمل کے خلاف نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کے فرمودات غور سے سنتیں اور ان پر عمل فرماتی تھیں۔

ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص دن رات میں بارہ رکعات پڑھ لے تو اللہ جل شانہ اس کو جنت میں محل عطا فرمائیں گے۔ اس ارشاد کے سننے کے بعد بعض صحابیاتؓ نے زندگی میں کبھی بارہ نوافل نہیں چھوڑے۔

حجۃ الوداع کے سال حضور ﷺ نے ازواج مطہرات کے ساتھ حج کیا۔ پھر فرمایا۔

''یہ حج ہے پھر بوریا پڑا رہنا ہے''

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

''کہ (نبی ﷺ کی وفات کے بعد) تمام ازواج مطہرات حج کیا کرتی تھیں مگر حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا حج نہیں کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ ''رسول اللہ'' کے بعد کوئی جانور ہمیں حرکت نہ دے'' (۳)

رسول اللہ ﷺ کی پسند و ناپسند کا خیال رکھنا:

صحابیاتؓ رسول اللہ ﷺ کی پسند و ناپسند کا بہت خیال رکھا کرتی تھیں۔ بنی اسد کی ایک خاتون بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ سیدہ زینبؓ کے پاس تھی اور ہم ان کے کپڑے گیرو سے رنگ رہی تھیں۔ تو اس دوران (جبکہ ہم کپڑے رنگ رہی تھیں) اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے مگر جب گیرو (سے رنگے کپڑے) دیکھا تو واپس تشریف لے گئے۔ یہ دیکھ کر سیدہ زینبؓ جان گئیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کام کو ناپسند فرمایا ہے۔ جو انہوں نے کیا ہے (یعنی گیرو سے کپڑے رنگے ہیں) تو انہوں نے وہ کپڑے پکڑے اور ان کو دھو ڈالا علاوہ ازیں ہر قسم کی سرخی چھپا دی پھر رسول اللہ ﷺ لوٹ کر تشریف لائے اور جھانک کر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی لہٰذا اندر تشریف لے آئے۔'' (۴)

حضرت عائشہؓ محض اس لیے مہندی نہیں لگایا کرتی تھیں کہ حضور ﷺ کو مہندی کی بو ناپسند تھی۔ چنانچہ ایک عورت نے جب حضرت عائشہؓ سے مہندی لگانے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا ''لا بأس بہ'' (اسمیں کوئی حرج نہیں) مگر میں خود اس کو ناپسند کرتی ہوں جسکی وجہ یہ ہے کہ میرے محبوب (رسول اللہ ﷺ) اسکی بو ناپسند فرماتے تھے۔ (۵)

۱۔ النور، ۲۴:۵۴ ۔ ۲۔ النساء، ۴:۸۰

۳۔ الطبقات الکبری، ۸/۲۷۰، محمد سعید مبیض، موسوعة حیاة الصحابیات، ص ۲۰۹

۴۔ السنن لابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی الحمرة (حدیث: ۴۰۷۱) ص ۵۲۰: الآحاد والمثانی، ص ۹۷۷

۵۔ السنن لابوداؤد، کتاب الترجل، باب فی خضاب النساء (حدیث: ۴۱۶۴) ص ۵۸۵

حضورﷺ کی لاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو ایک بار حضرت علیؓ نے سونے کا ایک ہار دیا جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا!

''اے فاطمہؓ کیا تم لوگوں سے یہ کہلوانا چاہتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی آگ کا ہار پہنتی ہے۔
حضرت فاطمہؓ نے اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ نبیﷺ نے فرمایا:
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے فاطمہؓ کو آگ سے نجات دی۔'' (۱)

صحابیاتؓ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک یا طرزِ عمل سے آپ کی ناپسندیدگی کا اندازہ لگایا کرتی تھیں اور پھر اسکا مداوا کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ اس طرزِ عمل سے باز رہتی تھیں۔ آپؐ ایک مرتبہ ایک غزوہ سے واپس آئے تو حسبِ عادت حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے انہوں نے دروازے پر بطور خیر مقدم عمدہ قسم کا پردہ لٹکا رکھا تھا اور دونوں بچوں کو چاندی کے کنگن پہنا رکھے تھے آپؐ اندر داخل ہوئے پھر واپس لوٹ گئے۔ حضرت فاطمہؓ فوراً سمجھ گئیں کہ آپ کس وجہ سے اندر تشریف نہیں لائے لہٰذا اسی وقت پردہ ہٹا دیا اور کنگن اتار لیے۔'' (۲)

رسول اللہ ﷺ سے صحابیاتؓ کی والہانہ عقیدت:

نبیﷺ مہربان کی ذاتِ پاک سے صحابیاتؓ کی والہانہ عقیدت ومحبت ان کی رگ رگ میں سرایت کئے ہوئے تھی۔ مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ کی تکلیف کی شدت محسوس کرتے ہوئے حضرت فاطمہؓ نے بے ساختہ کہا۔ ''واکرب ابتاه'' (ہائے اباجان کی تکلیف) اس پر نبی اکرمﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تیرے باپ پر کسی قسم کی تکلیف نہ رہے گی (۳) اور جب رسول اللہ نے وفات پائی۔ تو رونے لگیں اور فرمایا:

''یاابتاه! الی جبرائیل ننعاه! یا ابتاه! اجاب دعاه! یا ابتاه! جنة الفردوس ماواه'' (۴)

آپ کی تجہیز وتکفین کے بعد جب صحابہ کرامؓ فارغ ہو کر حضرت فاطمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؓ کو تسلی دینے لگے۔ آپؓ نے بے قرار ہو کر حضرت انسؓ سے پوچھا اے انس! رسول اکرمﷺ کے جسدِ اطہر کو مٹی میں دبا کر تمہارے دل کو کیسے قرار آ گیا۔'' (۵)

حضور اکرمﷺ کے ساتھ دیگر صحابیاتؓ کی والہانہ عقیدت اور شدتِ محبت کا یہ عالم تھا کہ وصالِ نبویﷺ کے بعد جب آپ کا پیارا نام ان کی زبان پر آتا یا آپ کا تذکرہ ہوتا تو وہ اپنے جذبات پر قابو نہ پاسکتیں اور آپ کی یاد میں زارو قطار رونے لگتیں۔ ام ایمنؓ نے رسول اللہﷺ کو گود میں کھلایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے

۱۔ المستدرک، ۳/۱۲۵، سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۳۳
۲۔ سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۲۳
۳۔ السنن لابن ماجه، (حدیث:۱۶۲۹) ص، ۲۳۳
۴۔ السنن لابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ذکرو فاته (حدیث:۱۶۳۰) ص ۲۳۳؛ ابن الجوزی، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ۲/۲۸۳
۵۔ المنتظم، ۲/۲۸۳، اسد الغابة، ۵/۵۲۲، صفة الصفوة، ۱/۸۵

آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی یہ وضع قائم رکھی- چنانچہ ایک دن وہ اور حضرت عمرؓ وہاں پہنچے تو ام ایمنؓ ان کو دیکھتے ہی رونے لگیں۔ ان دونوں نے پوچھا؟ روتی کیوں ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ کے لیے بہتر یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ سے قُرب ہو جائے۔ حضرت ام ایمنؓ نے کہا: یہ تو میں بھی جانتی ہوں۔ لیکن صدمہ اس بات کا ہے کہ اب وحی کا آنا بند ہو گیا ہے یہ سن کر حضرت ابوبکر وحضرت عمرؓ دونوں پر یہ اثر ہوا کہ بے ساختہ ان کے ساتھ رونے لگے۔ (۱)

بعض صحابیاتؓ ایسی بھی تھیں جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کا صدمہ برداشت نہ کر سکیں- ایک عورت حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: مہربانی فرما کر حضور اقدسؐ کے مزار مبارک سے پردہ ہٹا کر مجھے زیارت کروا دیجئے۔ حضرت عائشہؓ نے پردہ ہٹایا تو اس عورت پر گریہ طاری ہو گیا اور اتنا روئیں کہ روح پرواز کر گئی۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کی محبت صحابیاتؓ کی رگ رگ میں سرایت کئے ہوئے تھی اور آپؐ کے رحلت فرمانے کے بعد بھی ان کے دل آپ کی یاد میں بے قرار رہتے تھے۔ زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت عمرؓ مدینہ کی گلیوں میں نکلے۔ ایک گھر میں چراغ جلتے دیکھا، وہاں ایک عورت اون دھن رہی تھی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

علی محمد صلاۃ الابرارِ
صلی علیه الطیبون الاخیار

قد کنت قوا مابکاء بالاسحار
یالیت شعری والمنایا اطوار

هل تجمعنی وحبیبی الدار ...... (۳)

نیک اور پاک لوگوں کا درود وسلام حضور ﷺ پر ہو۔ پاک لوگ اور نیک لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپؐ ساری رات عبادتِ الٰہی میں کھڑے ہونے والے اور سحری کے وقت گریہ وزاری کرنے والے تھے۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ موتیں کس طرح مختلف ہوتی ہیں۔ کیا کوئی ایسا وقت آئے گا جب میں اور میرا محبوب (رسول اللہ ﷺ) ایک مکان میں جمع ہوں گے۔"

حضرت عمرؓ اس عورت کے اشعار سن کر رونے لگے۔

۱۔ السنن لابن ماجه، ابواب الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه (حدیث: ۱۳۳۵)

۲۔ کتاب الشفاء: ۱۹/۲

۳۔ کتاب الشفاء، ۱۵/۲: سبل ۳۳/۱۱، المواهب اللدنیه، ۳۰۷/۳

فصل دوم:

☆ روایتِ صحابیاتؓ کی اہمیت

☆ مہبط وحی کی عینی شاہدات

☆ سیرتِ نبویہ کی عینی شاہدات

☆ دین کی راویاتِ اول

☆ روایتِ صحابیاتؓ کے ماخذ (کتبِ احادیث، کتبِ اسماء الرجال، کتبِ سیر و مغازی، کتبِ شمائل، کتبِ دلائل، کتبِ تفاسیر، کتبِ تاریخ)

روایت صحابیاتؓ کی اہمیت

سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کو بزمِ کائنات سجائے چودہ صدیاں بیت چکی ہیں۔ اس دوران اس جہانِ رنگ و بو میں بے شمار تغیر وتبدل رونما ہو چکے ہیں اور ان تغیرات نے انفرادی و اجتماعی زندگی کے تقاضوں کو بدل دیا ہے مگر علوم وفنون اور نظریات وانکشافات میں ترقی کے باوجود آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اسی طرح قابلِ تقلید اور واجب الاطاعت ہے۔

تاریخ کا جائزہ لینے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ سیرتِ طیبہ سے مسلمانوں کو شروع دن سے ہی خصوصی شغف تھا۔ عہدِ نبوی ﷺ میں رسول اکرم ﷺ کی مبارک زندگی کے ہر پہلو اور گوشے سے عقیدت ومحبت کے ساتھ جستجو اور روایت کے ثبوت ملتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ نا صرف آپؐ کے ہر عمل اور ہر ادا کرحرزِ جاں سمجھتے ہوئے اپنانے کی کوشش کرتے بلکہ آپؐ کے اخلاق حمیدہ کو تمام تر جزئیات کے ساتھ محفوظ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ مجلس، مسجد، سفر، حضر، تبلیغ کے دوران کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جسے صحابہ کرام وصحابیاتؓ احاطہ تحریر میں نہ لائے ہوں۔ خصوصاً عائلی زندگی کے معمولات، محاسن اخلاق واعمال ازواج مطہرات نے ملتِ اسلامیہ تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ نے اپنے معلم ومدرس حضور ﷺ کی حیاتِ اقدس کے بارے میں ایک ایک حقیقت آنے والی نسلوں تک پہنچائی ہے۔ اسکی تصدیق ابن حجر عسقلانی کے اس قول سے ہو جاتی ہے۔

> "توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و من راہ وسمع منہ زیادۃ علی مائۃ الف انسان من رجل وامراۃ کلھم قدروی منہ سماعا ورویۃ" (۱)

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان لوگوں کی تعداد جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کو سنا تھا ایک لاکھ سے زیادہ تھی ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ سب آپؐ سے سن کر اور دیکھ کر روایت کرتے تھے۔

حاکم نیشاپوری لکھتے ہیں:

> قدروی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصحابۃ اربعۃ الاف رجل وامراۃ
>
> رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کی جماعت میں سے روایت کرنے والوں کی تعداد چار ہزار ہے۔ جن میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی۔ (۲)

ان بیانات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جہاں صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے شمائل، خصائل اور فضائل کو بیان کیا وہاں صحبتِ رسول کے شرف سے فیض یاب ہونے والی صحابیاتؓ بھی پیچھے نہ رہیں۔

مہبطِ وحی کی عینی شہادات:

روایات صحابیاتؓ کی اہمیت اس حوالے سے اور بڑھ جاتی ہے کہ سیرتِ طیبہ کے حوالے سے بعض اہم ترین مواقع تو

۱۔ الاصابۃ، ۱/۴

۲۔ المستدرک علی الصحیحین، ۱/۲۱

ایسے ہیں کہ صحابیاتؓ ہی کے بیان سے ان پر روشنی پڑتی ہے۔ جیسے غارِ حرا میں آنحضور ﷺ کو پہلی مرتبہ جب تحفہ نبوت سے سرفراز کیا گیا اور آپؐ (نبوت کے بوجھ سے) لرزتے کانپتے گھر تشریف لائے تو سب سے پہلے آپؐ نے اپنی مونس و غمخوار بیوی حضرت خدیجہؓ کو ہی محرم بنایا۔ یہ اسلام میں پہلی مومنہ بھی ہیں اور صحابیہؓ بھی۔ وحی کے آغاز کے متعلق حضرت عائشہؓ کی روایت تقریباً تمام کتب سیرت و احادیث میں موجود ہے اور اس موقع پر حضرت خدیجہؓ کے وہ الفاظ جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کے حوالے سے بیان فرمائے ان سے سیرت مطہرہ اور نکھر کر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ فرماتی ہیں:

﴿ابشر، فوالله! مایخزیک الله ابداً، انک لتصل الرحم، وتصدق الحديث وتحمل الكل، وتقری الضيف، وتعين علی نوائب الحق﴾ (۱)

آپ کو مبارک ہو۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بے آبرو نہیں کرے گا آپؐ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ ہمیشہ حق گوئی سے کام لیتے ہیں۔ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے کسی پر کوئی مصیبت آجائے تو آپؐ اس کی دستگیری فرماتے ہیں۔

آپؐ کی بعثت کے اولین زمانے کے متعلق برہ بنت ابی تجراۃ بیان فرماتی ہیں:

"آپؐ جب وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاشِ خلوت میں جاتے تھے تو جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتے وہ آپ کو سلام پیش کرتا آپؐ دائیں اور بائیں اور پیچھے مڑ کر دیکھتے تو کچھ نظر نہ آتا۔" (۲)

دیگر ازواج مطہرات نے بھی آپؐ کی معاشرت، زہد و عبادت اور معمولات کا نہایت قریب سے مشاہدہ کیا اور کمال دیانت اور انتہائی ذمہ داری سے آپؐ کی بے مثال اور پاکیزہ عائلی و خانگی زندگی کے پوشیدہ گوشوں سے تمام عالم کو روشناس کرا کے امتِ مسلمہ پر احسان فرمایا۔ تقویٰ و طہارت میں لاثانی بنات النبی ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو مشفق باپ، عمات النبی ﷺ نے بھتیجے اور دیگر صحابیاتؓ نے آپؐ کی ذاتِ کامل کو جس جس روپ میں دیکھا، بیان کیا ان روایات نے سیرتِ طیبہ کے بے شمار گوشوں کو تب و تاب بخشی ہے۔

مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:

"راویوں میں صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتوں کی بھی ایک بڑی جماعت شریک تھی اگر آنحضور ﷺ کی زندگی کے مورخین صرف مرد ہوتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ ہم تک حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کے محض وہی واقعات پہنچتے جنکا تعلق گھر کے باہر کی زندگی سے ہے خلوت یا گھریلو زندگی کے حالات پر پردہ پڑا رہتا اور ایسے بہت سے مسائل جنکا تعلق صرف عورتوں سے ہے ان سے متعلق کوئی واضح ہدایت نامہ ہمارے پاس نہ ہوتا لیکن کون نہیں جانتا کہ محمد ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو خواہ جلوت کا ہو یا خلوت کا کسی راز میں نہیں رکھا گیا۔ (۳)

۱۔ الجامع الصحيح للبخاری، كتاب بدء الوحی (حديث:۳) ص، ۱

۲۔ الطبقات الكبریٰ، ۸/۲۷۲

۳۔ محمد طفیل (مدیر) نقوش، رسول نمبر ۶/ ۷۲

اسی لیے باسورتھ سمتھ کا کہنا ہے:

یہاں پورے دن کی روشنی ہے جو ہر چیز پر پڑ رہی ہے اور ہر ایک تک پہنچ سکتی ہے۔ (۱)

سیرتِ نبویہ کی عینی شاہدات:

صحابیاتؓ نبی اکرم کی سیرت طیبہ کی عینی شاہد تھیں چنانچہ ان ہی کے بیان سے آپؐ کی ولادت، طفولیت، عہد شباب، ازدواجی زندگی، اسفارِ ہجرت، غزوات وسرایا، معاہدات اور مدنی دور کے بعض اہم واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ ازواجِ مطہرات کی چونکہ آپؐ کے ساتھ شب وروز کی مصاحبت تھی اور وہ آپؐ کے روزمرہ کے معاملات سے زیادہ باخبر تھیں۔ آپؐ کے معمولاتِ عبادت، وضو کا طریقہ، مختلف (فرضی ونفلی) عبادات کی ادائیگی، رمضان المبارک کے معمولات، مناسکِ حج کی ادائیگی، دعا کا طریقہ کار، خشوع وخضوع آپ کا اکل وشرب، نشست وبرخاست، لباس، مکارمِ اخلاق، اپنوں بیگانوں سے رویے کے بارے میں انہیں کے بیانات سے روشنی پڑتی ہے۔ دراصل انہوں نے نبی اقدس ﷺ کی ذات پاک کا نہایت قریب سے مشاہدہ کیا تھا۔ شرعی نصوص کی عملی تطبیق، زمانہ امور، حالت جنگ، فرحت وانبساط اور غم کی کیفیتوں میں تحمل، خانگی امور، ریاستی نظم ونسق، حالت نیند، عالم بیداری غرض یہ کہ صحابیاتؓ نے آپ کی حیاتِ پاک کے ہر پہلو کا قریب سے مشاہدہ کیا اور پھر ان معمولات کا اپنی زندگیوں میں التزام کیا۔

دین کی راویاتِ اوّل:

صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ نبی اکرم اور اپنے بعد والوں کے درمیان لازمی واسطہ ہیں ان کی شہادت اور روایتِ سیرت بعد والوں کے لیے ایمان کا ذریعہ بنی ہے۔ صحابیاتؓ کی مرویات میں سے اگر پہلی کڑی کو بیچ سے نکال دیا جائے تو ہمارے ایمان کی بنیاد ہی باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ قیامت تک کے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔ اگر صحابیاتؓ آپؐ سے سن کر، آپؐ کے عمل کو دیکھ کر ویسے ہی آگے نہ پہنچاتیں تو بہت سے عمل امت کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے کیونکہ آنحضور ﷺ کے بعض عمل تو ثابت ہی صحابیاتؓ کی روایات سے ہوتے ہیں۔ مثلاً

☆ آغاز وحی اور ابتدائے نبوت کے مفصل حالات، ہجرت کے تفصیلی واقعات، قرآن پاک کا نزول، آپؐ کے مرض الموت کی کیفیت، حضرت عائشہؓ سے معلوم ہوتے ہیں۔ بدر کے بعض واقعات، غزوۂ احد کی کیفیت، غزوۂ خندق کے بعض واقعات، غزوۂ بنی قریظہ کی بعض جزئیات، غزوۂ ذات الرقاع میں نماز خوف کی کیفیت، فتح مکہ میں عورتوں کی بیعت، حجۃ الوداع کے واقعات کے ضروری اجزاء بھی حضرت عائشہؓ نے ہی بتائے ہیں۔ (۲)

☆ نمازِ چاشت کے متعلق روایت صرف ام ہانی بنت ابی طالبؓ سے ہی مروی ہے۔ (۳)

☆ نمازِ برکت کا ثبوت ہمیں انس بن مالکؓ کی نانی حضرت ملیکۃؓ کے بیان سے ملتا ہے۔ (۴)

---

۱. نقوش، رسول نمبر ۶/ ۷۲ ۲. المسندلامام، احمد بن حنبل، ۷/ ۴۷۸

۳. الاصابۃ، ۸/ ۳۲۰

۴. المسند احمد بن حنبل، ۷/ ۵۸۷؛ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الشمائل النبویہ، ص ۲۷۳

☆ بیٹھ کر پانی پینے کی فضیلت کئی احادیث سے ثابت ہے مگر بعض اوقات آپؐ نے کھڑے ہو کر بھی پانی نوش فرمایا۔ حضرت ام سلیمؓ اور کبشہؓ کی روایت کہ آپؐ نے ان کے گھر ایک آویزاں مشکیزے سے پانی کھڑے کھڑے نوش فرمایا۔ (۱)

☆ متعدد صحابیاتؓ کے ہاں آپؐ نے گوشت، خزیرہ، کھجور اور سبزیاں وغیرہ کھائیں اور ان کے آدابِ طعام بھی بتائے۔ جیسے ام المنذر کی روایت کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو بیماری کی بنا پر کھجوریں نہیں تناول کرنے دیں البتہ کھانے میں شریک ٹھہرایا کہ وہ مفیدِ صحت تھا۔ (۲)

آدابِ معاشرت کے تعلق سے زیاراتِ خواتین نے بہت سی احادیث نبویہ کو تحریک دی اور وجود بخشا ہے۔

روایتِ صحابیاتؓ کے ماخذ

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے بارے میں مستند معلومات کا سرچشمہ قرآن مجید ہے۔ آپؐ کی زندگی کے تمام تحقیق طلب امور اس کے ذریعے معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ تمام سیرت نگار متفق ہیں:

"اگر دنیا سے تمام مصادرِ سیرت محو ہو جائیں اور صرف قرآن مجید کا ایسا ہی متن برقرار رہے تو آپؐ کی سیرتِ مطہرہ کا ہر پہلو اور ہر باب محفوظ چلے گا" (۳)

تمام مسلم اور غیر مسلم اس بات کی توثیق کرتے ہیں کہ محمد ﷺ کی سیرت اور ان کا کردار معلوم کرنے کے لیے قرآن ایک ایسا شفاف آئینہ ہے جس میں ہمیں سب کچھ صاف صاف نظر آجاتا ہے۔ قرآن مجید میں آپؐ کی زندگی کے اہم پہلو، آپؐ کے اخلاق و کردار کی تمام خصوصیات اور آپؐ کے عہد کے بعض وقائع پر بحث موجود ہے۔ مگر قرآن کریم کیونکہ صرف تاریخ و سیرت ہی کی کتاب نہیں ہے اسی لیے آپؐ کی پیدائش سے وفات تک لمحہ لمحہ کی مکمل معلومات تسلسل کے ساتھ ہمیں فراہم نہیں ہوتیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہمیں دیگر ذرائع سے بھی کام لینا پڑتا ہے اور اگر خصوصاً صحابیاتؓ کی روایات کو ہی زیر بحث لانا ہو تو اس کے لیے کتبِ احادیث، کتبِ شمائل، کتبِ دلائل، کتب اسماء الرجال، کتبِ سیر و مغازی، کتبِ تواریخ اور کتبِ تفاسیر کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

کتبِ احادیث:

روایات صحابیاتؓ کا سب سے بڑا ماخذ احادیث نبویہ ہیں جو دین میں بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ قرآن مجید میں آپؐ کی ذاتِ پاک کو امت کے لیے (﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾) (۴) کہہ کر بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔

۱۔ الشمائل النبویہ، ص ۲۳۹، ۲۴۰

۲۔ السنن لابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الحمیة (حدیث:۳۸۵۶) ص، ۵۴۹

۳۔ تدوین سیر و مغازی، ص ط۔

۴۔ الاحزاب، ۲۱:۳۳

گویا امت محمدیہ کو آدھا دین ازواج مطہرات اور صحابیاتؓ کی وساطت سے ملا ہے۔

قرآن کے مطابق آپ مبلغ قرآن بھی ہیں اور معلم کتاب و حکمت بھی۔ تحلیل و تحریم کا منصب بھی آپؐ کے پاس ہے اور امت کے تمام معاملات اور فیصلوں پر قاضی بھی آپ ہی ہیں۔ اسی لیے مسلمانوں کی ہدایت کو آپؐ کی اطاعت اور اتباع سے وابستہ کر دیا گیا ہے حکم ربی ہے:

(﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾) (۱)

جو کچھ رسول اللہ ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع فرما دیں اس سے باز آ جاؤ

رسول اللہ ﷺ کی اپنی بھی خواہش تھی کہ آپؐ کے ارشادات صحیح طریقے سے امت مسلمہ تک پہنچ جائیں۔ اسکی توثیق آپؐ کے اس قول سے ہو جاتی ہے۔

﴿............ لیبلغ الشاھد الغائب﴾ (۲)

(چاہیے کہ جو موجود ہے وہ غیر موجود لوگوں تک پہنچا دے)

ایک اور حدیث سے اسکی مزید وضاحت ہو جاتی ہے فرمایا:

﴿نضر الله امرأ سمع مقالتی فوعوھا فرب حامل فقه لافقه له ورب حامل فقه الی من ھوا افقه منه﴾ (۳)

اللہ تعالیٰ اس شخص کو رونق و تابندگی عطا کرے جس نے میری بات سنی اور یاد رکھی یہاں تک کہ وہ بات اس شخص تک پہنچا دی جس نے اسے نہیں سنا۔

یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ جب گفتگو فرماتے تو آہستہ آہستہ اور خوب وضاحت کے ساتھ الفاظ کی ادائیگی فرماتے تاکہ سننے والا آپ کی بات اچھی طرح سمجھ لے اور اسکو یاد رکھ سکے۔ ضروری امور کو آپ تین تین بار دہراتے۔ تاکہ سامعین بخوبی ذہن نشین کر لیں۔

روایت حدیث کی ترغیب کے لیے آپؐ نے فرمایا:

﴿تسمعون ویسمع منکم ویسمع ممن سمع منکم﴾ (۴)

تم مجھ سے سنتے ہو دوسرے لوگ تم سے سنیں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے۔

روایت حدیث کی ترغیب کے ساتھ ساتھ آپؐ نے ہر شخص کو حدیث روایت کرنے کی اجازت نہیں دی بلکہ تنبیہ فرما دی:

﴿من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار﴾ (۵)

---

۱. الحشر، ۵۹:۷

۲. الجامع الصحیح للبخاری، کتاب العلم باب قول النبی ﷺ (رب مبلغ اوعی من سامع) (حدیث: ۶۷) ص ۲۰

۳. مجمع الزوائد، کتاب العلم (حدیث:۵۸۴) ص، ۳۵۴

۴. السنن لابوداؤد، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم (حدیث:۳۶۵۹)

۵. الجامع الصحیح للبخاری، کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ (حدیث:۱۰۷) ص، ۲۹

جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اسی فرمان کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام وصحابیات ؓ احادیث کی روایت میں بے حد احتیاط سے کام لیتے تھے اور صحابہ کرام ؓ نے آپؐ کے اقوال، اعمال اور احوال دور نبوی میں ہی جمع کرنا شروع کر دیئے تھے بعد میں آنے والے محدثین نے کتب احادیث کو بے حد محنت اور احتیاط کے ساتھ مرتب کر کے سیرت رسول ﷺ کے لیے ایسا بے مثال ریکارڈ قائم کیا جسکی نظیر دنیا میں ملنا مشکل ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے لے کر صحیح احادیث کے تمام مجموعوں میں جو مستند احادیث ہیں ان میں سیرت رسول ﷺ کے بارے میں اہم ترین واقعات موجود ہیں بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ سیرت کے اصل وقائع اور اساسی مسائل و معلومات ہمیں معلوم ہی کتب احادیث اور احادیث صحیحہ سے ہوتے ہیں۔

''روایت صحابیات ؓ'' کی روشنی میں ''سیرت رسول اکرم ﷺ'' معلوم کرنے کے لیے ویسے تو حدیث کی ساری کتب اپنے اپنے درجہ استناد کے مطابق مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں لیکن جو کتابیں روایت صحابیات کے وقیع مواد پر مشتمل ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ الجامع الصحیح:

یہ امام **''ابو عبداللہ محمد اسماعیل بخاری''** (م ۲۵۶ھ) کی وہ عظیم الشان تصنیف ہے جسے اہل اسلام کلام اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب کا درجہ دیتے ہیں اس کے بارے میں یہ مقولہ زبان زد عام ہوگیا:

اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری الجامع الصحیح للبخاری

چھ لاکھ احادیث کے عظیم مجموعہ کو کانٹ چھانٹ کر کڑی شرائط کے ساتھ یہ مجموعہ 16 سال میں مکمل کیا گیا۔ اس میں صحابیات ؓ کی مرویات کی تعداد **''۱۳۵۶''** ہے۔

۲۔ الجامع الصحیح:

اس کے مولف **''امام مسلم بن حجاج قشیری''** (م ۲۶۱ھ) ہیں صحیح بخاری کے بعد صحیح مسلم کو دوسرا درجہ حاصل ہے۔ اسکی تصنیف و تالیف میں امام مسلم نے حد درجہ کاوش اور عرق ریزی سے کام لیا اور تین لاکھ احادیث میں سے بارہ ہزار کا انتخاب کیا اور ۱۵ سال میں اسکو مکمل کیا گیا۔ اس میں صحابیات ؓ کی مرویات کی تعداد **''۹۱۳''** ہے۔

۳۔ السنن:

یہ کتاب **''ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی''** (م ۲۷۵ھ) کی تالیف ہے۔ اس کتاب میں فقہی احادیث کا

بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔صحابیات کی مرویات ''۵۸۰'' ہیں۔

۴۔ الجامع:

''الجامع'' کے مولف کا اسم گرامی ''ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ الترمذی'' ہے۔ یہ کتاب حدیث حسن کے لیے اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔اس میں صحابیات کی ''۳۷۴'' روایات موجود ہیں۔

۵۔ السنن:

یہ کتاب ''ابو عبداللہ محمد بن قزوینی'' (م ۲۷۳ھ) جو ابن ماجہ کے نام سے مشہور ہیں۔انکی تصنیف ہے۔اس کتاب کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق نہایت حسن و خوبی کے ساتھ دی گئی ہے۔اس میں صحابیات کی ''۵۵۴'' روایات ہیں۔

۶۔ السنن:

یہ ''ابو عبدالرحمٰن نسائی'' (م ۳۰۳ھ) کی تالیف ہے یہ کتاب صحیحین کے بعد بلحاظ صحت آتی ہے۔ اس میں صحابیات کی مرویات کی تعداد ''۸۹۴'' ہے۔

۷۔ موطا (امام مالک):

اس کتاب کے مصنف ''امام مالک بن انسؒ'' ہیں۔بعض علماء اسے صحاح ستہ میں شمار کرتے ہیں اسی کتاب کی ترتیب ابواب فقہ کے لحاظ سے لکھی گئی ہیں۔اس میں صحابیاتؓ کی ''۲۲۳'' مرویات موجود ہیں۔

۸۔ المسند (امام احمد بن حنبل):

یہ مستند احادیث کا سب سے بڑا مجموعہ ہے اور تقریباً ۳۰ ہزار احادیث پر مشتمل ہے انکی ساتویں جلد میں مرویاتِ صحابیاتؓ موجود ہیں۔

۹۔ مصنف عبدالرزاق:

یہ بہت مفصل اور جامع کتاب ہے۔اس میں بھی صحابیاتؓ کی مرویات موجود ہیں۔

۱۰۔ کتاب المصنف (ابن ابی شیبہ)

یہ بھی جامع اور مبسوط کتاب ہے اور روایت صحابیاتؓ کے لئے معلومات کا خزانہ بھی ہے ''محمد بن ابی شیبہ'' (م ۲۳۵ھ) نے تالیف کی۔اس میں ''۶۲۷'' مرویات صحابیاتؓ موجود ہیں۔

۱۱۔ السنن الدار القطنی:

اس کتاب کے مصنف امام "علی بن عمر الدار القطنی" (م ۳۸۵ھ) ہیں انہوں نے جو احادیث مختلف ابواب کے تحت جمع کی ہیں ان میں صحابیات ؓ سے مروی روایات بھی موجود ہیں۔

بعض اہل علم نے صحیحین کی بنیاد پر سیرت کے مجموعے مرتب کیے ہیں۔ جیسے "فتح الباری" سے سیرت سے متعلق مواد نکال کر "السیرۃ النبویۃ فی فتح الباری" مرتب کی گئی ہے۔ اسی طرح اکرم ضیاء العمری کی کتاب "السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ" اور ڈاکٹر سلیمان بن حمد کی کتاب "السیرۃ النبویۃ فی الصحیحین و عند ابن اسحق"، اسی منہج پر مرتب کی گئی ہے۔

کتب اسماء الرجال:

روایات صحابیات ؓ کے حوالے سے سیرت رسول ﷺ کے لیے کتب اسماء الرجال کا عظیم الشان سرمایہ بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ قدیم محدثین اور مصنفین نے بے حد محنت کے بعد ان کو مرتب کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے حالات زندگی، صحابہ کرام ؓ وصحابیات ؓ نے روایت کیے۔ ان سے سن کر تابعین احاطۂ تحریر میں لائے۔ ان کے بعد تبع تابعین نے سن کر محفوظ کیا۔ اس لیے ضروری یہ تھا کہ سلسلہ روایت میں آنے والے اشخاص کی تحقیق کی جائے۔ ان کا سلسلہ نسب، مشاغل، چال چلن، حافظہ، سمجھ بوجھ، ثقاہت وعلم کے بارے میں معلومات اکٹھی کی جائیں۔

شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"سینکڑوں محدثین نے اپنی عمریں اسی کام میں صرف کر دیں۔ ایک ایک شہر میں گئے، راویوں سے ملے، ان کے متعلق ہر قسم کی معلومات بہم پہنچائیں۔ جو لوگ اس زمانے میں موجود نہ تھے۔ ان کے دیکھنے والوں سے حالات دریافت کیے۔ ان تحقیقات کے ذریعے سے اسماء الرجال (بیوگرافی) کا وہ عظیم الشان فن تیار ہو گیا۔ جس کی بدولت آج کم از کم لاکھوں اشخاص کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں اور اگر ڈاکٹر اسپرنگر کے حسن ظن کا اعتبار کیا جائے۔ تو یہ تعداد پانچ لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔" (۱)

جن کتب میں یہ حالات جمع کیے گئے ہیں انہیں کتب "اسماء الرجال" کا نام دیا گیا ان کتب میں صحابہ کرام و صحابیات ؓ کے ساتھ ساتھ آنحضور ﷺ کی سیرت طیبہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اسماء الرجال، طبقات، تاریخ اور کتب الجرح والتعدیل کی چند مستند کتابیں جو روایت صحابیات کا بھی اہم ترین ماخذ ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ الطبقات الکبریٰ: (محمد بن سعد منیع الزہری (م ۲۳۰ھ)

یہ کتاب ۸ جلدوں پر مشتمل ہے اس کتاب کی پہلی اور دوسری جلد سیرت نبوی ﷺ پر مشتمل ہے۔ آٹھویں جلد میں

۱۔ علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ (مقدمہ) ۱/ ۳۷، ۳۸

صحابیاتؓ کے تذکرے میں سیرت رسول ﷺ کا ذکر موجود ہے۔ جو سیرت کے لیے اہم ترین مواد ہے۔

۲۔ **معرفۃ الصحابہ:** (حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی (م ۴۳۰ھ)

اسکی جلد نمبر ۵ میں صحابیاتؓ کی روایات موجود ہیں۔

۳۔ **کتاب الثقات:** (ابی حاتم محمد بن حبان احمد البستی (م ۳۵۴ھ)

اسکی جلد نمبر ۱ میں روایات صحابیاتؓ ہیں۔

۴۔ **المستدرک علی الصحیحین:** (حاکم نیشاپوری (م ۴۳۰ھ))

جلد نمبر ۴

۵۔ **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب:** (ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ (م ۴۶۳ھ)

جلد نمبر ۴

۶۔ **اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ:** (ابن الاثیر، ابوالحسن علی بن محمد الشیبانی (م ۶۳۰ھ)

جلد نمبر ۵

۷۔ **تہذیب الکمال فی اسماء الرجال:** (المزی، ابو الحجاج جمال الدین یوسف (م ۷۴۲ھ)

جلد نمبر ۲۲

۸۔ **میزان الاعتدال فی نقد الرجال:** (الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان (م ۷۴۸ھ)

۹۔ **تذکرۃ الحفاظ:** (الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان (م ۷۴۸ھ)

۱۰۔ **سیر اعلام النبلاء:** (الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان)

جلد نمبر ۲

۱۱۔ **الاصابۃ فی تمییز الصحابہ:** (ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ)

جلد نمبر ۸

۱۲۔ **تہذیب التہذیب:** (ابن حجر عسقلانی)

جلد نمبر ۱۲

۱۳۔ تقریب التہذیب: (ابن حجر عسقلانی)

جلد نمبر ۲

یہ تمام کتب سیرت رسول سے متعلق روایات صحابیاتؓ کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ ان کتب میں صحابیاتؓ کے تذکرے کے ساتھ ساتھ بالواسطہ طور پر رسول اللہ ﷺ کے حالات وواقعات بھی موجود ہیں جو سیرت کا اہم ترین ماخذ ہیں۔

کتب سیر ومغازی

کتب سیر ومغازی روایات صحابیات کا اہم ترین ماخذ ہیں۔ تدوین سیرت کا آغاز تو نبی کریم ﷺ کی ولادت سے بہت پہلے "علم الانساب" کی صورت میں شروع ہو چکا تھا۔ آپؐ کے اجداد، خاندان، آپؐ کی امہات اور دادیوں، نانیوں کے متعلق معلومات جمع کرنے کا عمل آپؐ سے پہلے ہی جاری وساری تھا اور صحابہ کرامؓ کی وفات تک جاری وساری رہا۔

طبقۂ صحابہ میں عبداللہ بن عباس سیر ومغازی کے مشہور عالم ومعلم تھے۔ ان کا بیان ہے۔

كنت الزم الاكابر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من المهاجرين والانصار فاسالهم عن مغازى رسول الله صله عليه وسلم وما نزل من القرآن فى ذلك (۱)

میں مہاجرین اور انصار میں سے رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہؓ کی خدمت میں حاضر باش رہا کرتا تھا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے مغازی کے بارے میں اور ان کے بارے میں قرآن میں جو کچھ نازل ہوا ہے پوچھا کرتا تھا۔

کتب سیر کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اس کا آغاز کتب مغازی سے ہوا۔ مدینہ منورہ میں عروہ بن زبیر، ابان بن عثمان، محمد ابن شہاب زہری نے اپنی صوابدید اور احوال وظروف کے پیش نظر اپنی کتاب "کتاب المغازی" لکھی۔ لیکن یہ کتابیں اپنی ابتدائی شکل میں باقی نہ رہ سکیں، البتہ انکی روایتیں حدیث اور سیر ومغازی کی کتابوں میں آ گئی ہیں۔

محمد بن شہاب زہری کی "کتاب المغازی" کا اکثر وبیشتر حصہ ان کے تلامذہ موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحٰق اور معمر بن راشد نے لے لیا۔

سیر ومغازی میں محمد بن اسحٰق (م ۱۵۱ھ) کی جامعیت اور شہرت کا یہ حال تھا کہ ان کے شیخ ابن شہاب زہری سے ان کے مغازی کے باری میں سوال کیا گیا۔ تو استاد نے یہ شہادت دی۔

هذا اعلم الناس بها (۲)

یعنی یہ مغازی کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

۱۔ الطبقات الكبرى، ۲/۳۷۱

۲۔ المزى، يوسف بن عبدالرحمن، تهذيب الكمال ۲۴/۴۱۳

عبدالملک بن ہشام (م۲۱۸ھ) نے محمد بن اسحٰق کے شاگرد زیاد بن عبداللہ بکائی کوفی کی ابن اسحٰق سے روایت کردہ کتاب المغازی کو اصل قرار دے کر اس میں اضافہ کیا اور اسکی تنقیح کی۔

ذہبی لکھتے ہیں:

ابو محمد عبدالملک بن ھشام البصری النحوی صاحب المغازی الذی ھذب السیرة ونقلھا عن البکائی صاحب ابن اسحق (۱)

ابو محمد عبدالملک بن ہشام البصری، النحوی صاحب المغازی ہیں۔ جنہوں نے کتاب السیرۃ کو بہترین انداز میں مرتب کیا اور اس کو ابن اسحٰق کے شاگرد بکائی سے نقل کیا۔

ابن خلکان ابن ہشام کے بارے میں رقمطراز ہیں:

ھذا ابن ھشام ھوالذی جمع سیرة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المغازی والسیر لابن اسحق وھذبھا ولخصھا وشرحھا السھیلی، وھی الموجودة بایدی الناس المعروفة بسیرة ابن ھشام (۲)

یہی ابن ہشام ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مغازی وسیر ابن اسحٰق کو جمع کر کے اسکو کانٹ چھانٹ کر اسکی تلخیص کی جس کی شرح سہیلی نے کی ہے اور یہی کتاب سیرت ابن ہشام کے نام سے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔

گویا تدوین و ترتیب کا مرحلہ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں مکمل ہو چکا تھا اور یہ علم ایک فن کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ آپؐ کے خاندان، جغرافیہ اور قبیلے کے بارے میں دستیاب معلومات کو موضوع وار مرتب کرنا شروع کر دیا گیا تھا تاکہ آپؐ کی سیرت پاک مکمل طور پر ہمارے سامنے آ جائے۔ تصنیف و تالیف کے تیسرے دور میں جمع شدہ مجموعوں سے مفصل و مکمل کتب تیار کی گئیں یہ دور اسلامی علوم و فنون کے شباب کا دور ہے۔ اسی دور کا سرمایہ بعد کے علماء و مصنفین کا سرمایہ علم و فن ٹھہرا۔

روایت صحابیاتؓ کے لیے کتب سیرت بھی ایک اہم ماخذ ہیں۔ جن کتب سے ہم صحابیات کی روایات لے سکتے ہیں ان میں۔

۱۔ السیرۃ النبویۃ:

از ''محمد بن اسحٰق'' (م۱۵۱ھ) یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

۲۔ السیرۃ النبویۃ:

از ''عبدالملک بن ہشام'' (م۲۱۸ھ) یہ چار جلدوں میں ہے اور روایتِ صحابیاتؓ کا اہم ترین ماخذ بھی ہے۔

۱۔ الذھبی، محمد بن عثمان، کتاب العبر، ۱/۲۹۵

۲۔ ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان، ۱/۳۱۵

۳۔ الروض الانف:

از "امام سہیلی" (م۵۸۱ھ)

۴: صفة الصفوة:

"ابن الجوزی" (م۵۹۷ھ)

۵۔ عیون الاثر:

"ابن سید الناس" (م۷۳۲ھ)

۶۔ زادالمعاد:

"ابن قیم الجوزیہ" (م۷۵۱ھ) ۵ جلدیں

۷۔ السیرة النبویہ:

"ابن کثیر" (م۷۷۴ھ) ۴ جلدیں

۸۔ المواھب اللدینہ بالمنح المحمدیہ:

"القسطلانی" (م۹۲۳ھ)

۹۔ السیرة الحلبیة:

"علی بن برھان الدین، حلبی" (م۱۰۴۴ھ)

بعض اہل علم نے حدیث یا اسماء الرجال کی کتب میں سے نبی کریم ﷺ کی سیرت کے واقعات کو نکال کر علیحدہ سے قلمبند کر دیا ہے جیسے ابن سعد کی الطبقات الکبریٰ سے عبدالسلام بن محمد بن عمر علوش نے "سنن النبی ﷺ وایامہ" کو مرتب کیا ہے شروع میں سیرت میں اصول حدیث کے کڑے اصولوں کی روشنی میں کام نہیں ہوا۔ مگر موجودہ دور میں بعض اہل علم نے "فقہ السیرة" کے نام سے اصول سیرت کو مرتب کرنے اور وقائع سیرت کا جائزہ لینے کی کامیاب کوشش کی ہیں ایسی کتابیں بھی روایت صحابیاتؓ کے سلسلے میں مدد دے سکتی ہیں۔ جیسے

۱۔ السیرة النبویة الصحیحة	د۔ اکرم ضیاء العمری
۲۔ الرحیق المختوم	صفی الرحمٰن مبارکپوری
۳۔ السیرة النبویة	د۔ مہدی رزق اللہ

۴۔ السیرۃ النبویۃ فی الصحیحین وعند ابن اسحٰق — الدکتور سلیمان بن حمد العردہ

۵۔ جوامع السیرۃ — ابن حزم

۶۔ مختصر سیرۃ النبی ﷺ — محمد بن عبدالوہاب

کتب شمائل:

رسول اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف ہر دور میں ہوتی رہی ہے۔ ان گنت انسانوں نے دربارِ رسالت میں اپنی عقیدت ومحبت کے گلدستے پیش کئے۔ مقدس زندگی کے ہر پہلو سے نقاب اٹھایا اور اس طرح شمائل کا ہر رخ صفحۂ قرطاس کی زینت بنا۔ شمائل نبوی کے بکھرے موتیوں کو نئے نئے انداز میں جمع کیا جاتا رہا اور اہل علم و دانش مختلف ومنفرد انداز میں یہ موتی پروتے رہے۔

کتب شمائل نبی ﷺ مہربان کے بشری احوال کی تفصیلات کا ایک قیمتی ذریعہ ہیں۔ ان کتب میں رسول اللہ ﷺ کے احوال، افعال، وضع قطع، شکل و شباہت، رفتار و گفتار، مذاق طبیعت، اندازِ گفتگو، طرزِ زندگی، طریق معاشرت، کھانے پینے، چلنے پھرتے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، ہنسنے بولنے، کی ہر ہر ادا محفوظ کی گئی ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں:

وهو موضوع اهم به علماء الاسلام منذ القدم، فقد كان أحد اغراض كتب الحديث التى تهتم فى المقام الاول باحوال الرسول العملية فى عبادته وخلقه وهديه و معاملة باعتبار الأسوة الحسنة، باعتبار صفاته واحواله جانبا من جوانب سنة الشريفة وفى هنا نجد كتب الصحاح والسنن والمسانيد تحوى شمائل الرسول منشورة بين ابواب العبادات والمعاملات واخلاق والآداب والزهد والرقاق ثم افرد المحدثون والعلماء موضوع الشمائل بكتب مستقلة (۱)

ابتدائی کتب احادیث مثلاً صحاح ستہ، السنن اور مسانید میں شمائل نبوی ﷺ کا علیحدہ سے باب موجود ہے مگر بعض کتب میں شمائل ہی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ان کتب میں آپ ؐ کے حلیہ مبارک (قد و قامت، رنگ، بال، بدن، سر، ناک، ہاتھ، پاؤں، چہرہ مبارک، دھانہ، چشم، ابرو، چال، مانگ داڑھی، دانت، رخسار، گردن وغیرہ) کی واضح تفصیلات ملتی ہیں۔ آپ ؐ کے خوردونوش (مرغوب سالن، پھلوں، سبزیوں، جانوروں اور پرندوں کا گوشت، پسندیدہ مشروبات) آپ ؐ کے سونے، جاگنے کے معمولات، عادات و خصائل اور عبادت وغیرہ کے متعلق معلومات ملتی ہیں۔ کتب شمائل کی ابتداء امام عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ) نے کی جب انہوں نے اپنی کتاب "الشمائل النبوية والخصائل المصطفوية"، لکھی۔

۱۔ ابن كثير، اسماعيل، شمائل الرسول و دلائل النبوة و فضائله و خصائله، ص ب

ابن کثیر لکھتے ہیں:

قد صنف الناس فی هذا قدیما و حدیثا، کتب مفرده و غیر مفردة ومن احسن من جمع فی ذلک ما جاء والفاد ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورة الترمذی رحمه الله، افردلی هذا المعنی کتابه المشهور بالشمائل (۱)

شمائل نبوی ﷺ پر ایک اور اہم کتاب ''کتاب الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ'' ہے۔ جو قاضی عیاض الاندلسی (م ۵۴۴ھ) کی تالیف ہے۔جسکی شرح شہاب الدین خفاجی نے ''نسیم الریاض'' کے نام سے لکھی۔ الخرکوشی نیشاپوری کی ''شرف المصطفیٰ'' ابن العاقولی (م۷۹۷ھ) کی کتاب ''الرصف مماروی عن النبی ﷺ من الفعل والوصف۔ ابن کثیر الدمشقی (م ۷۷۴ھ) کی کتاب ''شمائل الرسول و دلائل النبوۃ وفضائلہ وخصائصہ'' وغیرہ اس موضوع پر اہم کتب ہیں اور روایت صحابیاتؓ کا ایک اہم ماخذ بھی ہیں۔

کتب دلائل:

روایتِ صحابیاتؓ کا ایک اہم منبع کتب دلائل النبوۃ ہیں۔ ان کتب میں رسول پاک ﷺ کے معجزات کو سیرت نگاری کا موضوع بنایا گیا ہے۔ان کتب میں

۱۔ دلائل النبوۃ: حمیدی عبداللہ بن زبیر (م ۲۱۹ھ)
۲۔ دلائل النبوۃ: ابی اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی (م ۲۸۵ھ)
۳۔ دلائل النبوۃ: ابی زرعۃ الرازی (م ۲۶۴ھ)
۴۔ دلائل النبوۃ: ابی بکر الفریابی (م ۳۰۱ھ)
۵۔ دلائل النبوۃ: ابی القاسم الطبرانی، (م ۳۶۰ھ)
۶۔ دلائل النبوۃ: الخرکوشی نیشاپوری عبدالملک بن محمد بن ابراہیم (م ۴۰۷ھ)
۷۔ دلائل النبوۃ: ابونعیم الاصبہانی
۸۔ دلائل النبوۃ: البیہقی (م ۴۵۸ھ)
۹۔ دلائل النبوۃ: ابوالقاسم اسمٰعیل اصبہانی (م ۵۳۵ھ)
۱۰۔ اعلام النبوۃ: الماوردی، امام ابی الحسن علی بن محمد، (م ۴۵۰ھ)
۱۱۔ وفاء الوفا: السمہودی (م ۹۱۱ھ)
۱۲۔ الخصائص الکبریٰ: جلال الدین السیوطی (۹۱۱ھ)

زیادہ مشہور ہیں۔

۱۔ ابن کثیر، اسماعیل، شمائل الرسول و دلائل نبوة و فضائله و خصائله، ص ب

الخصائص الکبریٰ میں آنحضورﷺ کے ایک ہزار سے زائد معجزات جمع کیے گئے ہیں۔ امام سیوطی نے اس سلسلے میں دستیاب احادیث کو بلاتبصرہ راویوں کے حوالوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

ان کتب دلائل میں صحابیاتؓ سے ملاقات کے دوران جو معجزات ان کے سامنے پیش آئے اور انہوں نے اسکو بیان کیا وہ موجود ہیں۔ جیسے ام معبدؓ کے خیمے میں بوڑھی بکری کو دوھنے سے دودھ کے برتنوں کا بھر جانا یا نبوت سے پہلے آپؐ کے سامنے ہر پتھرہ کا سجدہ کرنا وغیرہ۔

کتب تفاسیر

روایت صحابیاتؓ کا ایک اور اہم سرچشمہ کتب تفاسیر ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت محمدﷺ کے حالات جاننے کا سب سے مستند ذریعہ قرآن پاک ہے۔ چنانچہ وہ مقامات سیرت رسولﷺ کی نسبت زیادہ اہمیت کے حامل ہو جاتے ہیں جہاں باری تعالیٰ نے رسول اللہﷺ کو مخاطب کیا ہے یا آپ کی حیات پاک کے مختلف واقعات کی طرف اجمالی اشارے کیے گئے ہیں۔ ان کتب تفاسیر سے رسول اللہﷺ کی حیات طیبہ پر روشنی پڑتی ہے۔ تفسیر قرآن کا سلسلہ تو نبی اکرمﷺ کی زندگی میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ رسول اللہﷺ کے ہم نشین تھے۔ آپؐ سے براہ راست استفادہ کرنے والے، وحی اور تنزیل کے شاہد، اسباب نزول کے عارف اور فصاحت و بیان کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔

مفسرین صحابہؓ اگرچہ زیادہ نہیں لیکن ان کی بیان کردہ تفسیری روایات اس وجہ سے بہت اہم ہیں کہ انہوں نے جو کچھ رسول اکرمﷺ سے سنا وہ اسے احاطہ تحریر میں لے آئے۔ مفسرین صحابہ کے علاوہ بعد میں آنے والے مفسرین نے اپنی کتب تفاسیر میں جہاں تفصیل وضرورت محسوس کی روایت صحابیاتؓ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ سیرت رسولﷺ جاننے میں کتب تفاسیر بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

کتب تاریخ

روایتِ صحابیاتؓ کا ایک اور ماخذ اسلامی کتب تاریخ ہیں۔ یہ کتب تاریخ سیرت رسولﷺ جاننے کا اہم ذریعہ ہیں۔ ان کتابوں میں اسلامی دنیا کے حکمرانوں، اہم شخصیتوں اور مسلمان ممالک کے احوال کے بیان کے ساتھ ساتھ بانی اسلام حضرت محمدﷺ کی حیات طیبہ کا تذکرہ کہیں مختصراً اور کہیں تفصیلاً موجود ہے۔ ان قدیم اسلامی کتب تاریخ میں اکثر روایات تو وہی ہیں۔ جو کتب احادیث، مغازی وسیر کی مشہور کتب میں محفوظ ہیں۔ لیکن ابتدائی دور کی تاریخی کتب میں بعض روایات ایسی ہیں جو صرف انہیں کتب میں موجود ہیں۔

ان کتب میں

۱۔ تاریخ خلیفہ بن خیاط (م ۲۴۰ھ)

۲۔ تاریخ ابوزرعہ الدمشقی (م۲۱۱ھ)

۳۔ کتب البدء والتاریخ، ابی زید احمد بن سھل البلخی، (م۳۲۲ھ)

۴۔ تاریخ الرسل والملوک، از ابن جریر طبری (م۳۱۰ھ)

۵۔ مروج الذھب، از المسعودی (م۳۴۵ھ)

۶۔ المنتظم فی تواریخ الامم والملوک، ازابن الجوزی (م۵۹۷ھ)

۷۔ الکامل فی التاریخ، از ابن الاثیر الجزری، (م۶۳۰ھ)

۸۔ البدایہ والنھایہ، از عماد الدین ابن کثیر (م۷۷۴ھ)

وغیرہ اہم ہیں۔

باب دوم

راویات سیرت النبی ﷺ صحابیات ؓ کے احوال و خدمات

فہرست صحابیات (راویاتِ سیرت النبی ﷺ)

۱. ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ
۲. ام المومنین حضرت ام سلمہؓ
۳. حضرت اسماءؓ بنت یزید بن السکن
۴. ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث
۵. ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ
۶. ام المومنین حضرت حفصہؓ
۷. حضرت اسماءؓ بنتِ عمیس
۸. حضرت اسماءؓ بنتِ ابی بکر
۹. حضرت ام ہانیؓ بنت ابی طالِب
۱۰. حضرت ام عطیہؓ انصاریہ
۱۱. حضرت فاطمہؓ بنت قیس
۱۲. حضرت ام الفضلؓ بنت الحارث
۱۳. حضرت ام قیسؓ بنتِ محصن
۱۴. حضرت ربیعؓ بنتِ معوذ بن عفراء
۱۵. حضرت فاطمۃ الزہراؓ
۱۶. حضرت خولہؓ بنت حکیم
۱۷. حضرت ام سلیمؓ بنت ملحان
۱۸. حضرت الشفاءؓ بنت عبداللہ العدویہ
۱۹. حضرت سبیعہ اسلمیہؓ
۲۰. ام المومنین سیدہ زینبؓ بنت جحش
۲۱. سیدہ ضباعۃؓ بنت زبیر
۲۲. حضرت بسرہؓ بنت صفوان
۲۳. ام المومنین حضرت صفیہؓ بنت حی

۲۴. حضرت ام کلثومؓ بنتِ عقبه

۲۵. حضرت ام کرزؓ الخزاعیه ثم الکعبیه

۲۶. سیده ام هشامؓ بنتِ حارثه بن النعمان

۲۷. حضرت خدیجهؓ بنتِ خویلد

۲۸. حضرت شفاؓ بنتِ عوف

۲۹. حضرت زینبؓ بنتِ ابی سلمة

۳۰. حضرت ام خالدؓ بنتِ خالد

۳۱. حضرت ام ایوبؓ

۳۲. حضرت ام معبدؓ خزاعیه

۳۳. حضرت ام منذرؓ بنت قیس

۳۴. حضرت کبشهؓ انصاریه

۳۵. حضرت ام ایمنؓ

۳۶. حضرت حلیمه سعدیهؓ

۳۷. حضرت عزیزهؓ بنتِ ابی تجراة

۳۸. حضرت ام الحصینؓ الاسلمیة

۳۹. حضرت عمرةؓ بنت عبدالرحمن

۴۰. حضرت برّهؓ بنت ابی تجرأة العبدریة

۴۱. حضرت حبیبهؓ بنت ابی تجراة

۴۲. حضرت سراءؓ بنتِ نبهان

۴۳. حضرت الشموسؓ بنتِ نعمان

۴۴. حضرت ام الضحاکؓ بنتِ مسعود

۴۵. حضرت ام سلیمانؓ بنت عمرو بن الاحوص

۴۶. حضرت ام ابانؓ بنت الوداع بن زارع

۴۷. حضرت ام زیادؓ الاشجعیه

۴۸. حضرت عائشهؓ بنتِ طلحه

۴۹. حضرت صفیہؓ بنت شیبہ

۵۰. حضرت فاطمہؓ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب

۵۱. حضرت معاذہؓ بنت عبداللہ العدویۃ

۵۲. حضرت سمعیۃؓ البصریۃ

۵۳. حضرت بنانۃؓ بنت یزید العبشیمۃ

۵۴. حضرت سلمیٰؓ ام رافع

۵۵. حضرت ام عامرؓ والدہ ابی الطفیل بن واثلۃ

۵۶. حضرت ام مالک الانصاریۃؓ

۵۷. حضرت ام سعدؓ بنتِ سعد الربیع

۵۸. حضرت عمیرہؓ بنت عبید اللہ بن کعب بن مالک

۵۹. حضرت نفیسۃؓ بنت منیہ

۶۰. حضرت جہدمۃؓ

۶۱. حضرت فاطمہؓ بنتِ عبداللہ

۶۲. حضرت ام سالمؓ الراسبیۃ

راویاتِ سیرت النبی ﷺ صحابیاتؓ کے احوال وخدمات

سیرت نگاری کی ابتداء قرآن کریم کی کتابت کے ساتھ ہوگئی تھی۔ کتابتِ قرآنِ حکیم کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن آپ ﷺ کے اقوال، افعال، تقاریر اور حیاتِ طیبہ کے لحہ لحہ کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر رہے تھے ان اقوال وافعال کے ساتھ ساتھ سیرتِ طیبہ کے آبدار موتی کتب احادیث وسیرت میں بکھرے ہوئے ملتے ہیں اور کتب احادیث وسیر کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان اقوال، افعال اور سیرتِ طیبہ کے آبدار موتیوں کی لڑی صحابیاتؓ کی روایات کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ کی زندگی کے بے شمار گوشے ایسے ہیں جن سے صرف امہات المومنین ؓ، بنات النبی ﷺ، عمات النبی ﷺ اور دیگر صحابیاتؓ واقف تھیں۔ نیز متعدد سنتیں، احکام شرعی اور لطائف زندگی صرف وہ ہی جانتی تھیں۔ ان صحابیاتؓ کی مرویات کو اگر کتب احادیث وسیر سے نکال دیا جائے تو نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے بہت سے گوشے نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں گے اور کامل سیرتِ طیبہ ہمارے سامنے نہیں آسکے گی۔

صحابیاتؓ نے آپ ﷺ کے شمائل خصائل اور فضائل کو بیان کیا۔ ان میں آپ ﷺ کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت عائشہؓ حضرت ام سلمہؓ، حضرت میمونہؓ وغیرہ ہیں۔ جنھوں نے کمال دیانت اور انتہائی ذمہ داری سے نبی اطہر ﷺ کی مثالی عائلی وخانگی زندگی کے پوشیدہ گوشوں سے تمام عالم کو روشناس کروا کے امتِ مسلمہ پر احسان فرمایا۔

ان صحابیاتؓ کو محدثین کرام نے روایتِ حدیث کے لحاظ سے طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ ان میں سے کچھ صحابیاتؓ کثیر الروایۃ ہیں اور کچھ قلیل الروایۃ۔

۱. مکثرات صحابیاتؓ:

وہ صحابیاتؓ جن کی مرویات ایک ہزار یا اس سے زیادہ ہیں۔ انکا شمار "کثیـــر الـــروایۃ" میں کیا جائے گا۔ جیسے حضرت عائشہؓ، انکی مرویات "۲۲۱۰" ہیں۔

۲۔ بعض صحابیاتؓ جنکی مرویات ایک سو سے زیادہ مگر ۵۰۰ سے کم ہیں ان میں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ شامل ہیں۔

۳۔ محدث صحابیاتؓ میں سے بعض صحابیاتؓ ایسی ہیں جن کی مرویات کی تعداد "۵۰" سے زائد مگر ایک سو سے کم ہیں۔ جیسے اسماء بنتِ یزید بن السکنؓ، ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث، ام المومنین ام حبیبہؓ، ام المومنین حضرت حفصہؓ، حضرت اسماء بنت عمیسؓ، حضرت اسماء بنتِ ابی بکرؓ وغیرہ۔

۴۔ بعض صحابیاتؓ کی روایات "۱۲" سے زائد اور "۵۰" سے کم ہیں ان صحابیات کی تعداد "۵۵" ہے ان میں ام ہانی بنتِ ابی طالبؓ، ام عطیہ الانصاریہؓ، حضرت فاطمہ بنتِ قیسؓ، حضرت ام الفضلؓ، حضرت ام قیس بنت محصنؓ، حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ، حضرت خولہ بنتِ حکیمؓ، حضرت ام سلیم بنتِ ملحانؓ، حضرت شفاء بنتِ عبداللہ العدویہؓ، حضرت سبیعہ الاسلمیہؓ

وغیرہ شامل ہیں۔

۵. قلیل الروایۃ صحابیاتؓ:

اس میں وہ صحابیاتؓ ہیں جن سے "۱۲" سے کم روایات مروی ہیں۔ ان میں ام المومنین سیدہ زینب بنتِ جحشؓ، سیدہ ضباعۃ بنت الزبیرؓ، ام المومنین حضرت صفیہؓ، ام کلثوم بنت عقبہؓ، ام کرز الخزاعیہؓ، ام معقل الانصاریہؓ، حضرت امیمہ بنت رقیقہؓ، ام المومنین حضرت جویریہ بنت الحارثؓ، حضرت ام العلاء انصاریہؓ، حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ، حضرت اُم خالد بنت خالدؓ حضرت صفیہ بنت شیبہؓ، حضرت خدیجہ الکبریٰؓ، وغیرہ شامل ہیں۔

کل رواۃ صحابہ کی تعداد ایک ہزار سات (۱۰۰۷) ہے جن میں "۱۲۵" صحابیاتؓ مکرمات ہیں۔ عہد رسالت کی خواتین کا روایتِ حدیث اور نشر حدیث میں کردار کا تناسب 1/8 (یعنی ہر آٹھ(۸) صحابہؓ میں سے ایک راوی صحابیہ ہیں) جبکہ شرح فیصد 12.41% ہے۔

اگر کتبِ احادیث میں مرویات صحابیاتؓ کا جائزہ لیا جائے۔ تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ان مرویات کے بغیر سنت وسیرت کا ادراک ناممکن ہے۔

	کتاب کا نام	کل روایات	صحابیات کی مرویات	شرح فیصد
۱۔	الجامع الصحیح للبخاری	۷۵۶۳	۱۳۵۶	۱۸فیصد
۲۔	الجامع الصحیح للمسلم	۷۵۶۳	۹۱۳	۱۲.۷فیصد
۳۔	السنن للنسائی	۵۷۶۱	۸۹۰	۱۵.۴۸فیصد
۴۔	السنن لابوداؤد	۳۵۷۴	۵۸۰	۱۰.۹۹فیصد
۵۔	السنن للترمذی	۳۹۵۶	۳۷۲	۹.۸۰فیصد
۶۔	السنن لابن ماجہ	۴۳۴۱	۵۵۴	۱۲.۷۴فیصد
۷۔	الموطا	۱۶۲۳	۲۳۳	۱۴.۳۵فیصد
۸۔	السنن للدارمی	۳۵۰۴	۳۰۷	۸.۷۶فیصد
۹۔	المسند امام احمد بن حنبل	۲۷۷۱۶	۴۳۳۴	۱۵.۶۳فیصد
۱۰۔	مسند اسحٰق بن راھویہ	۹۸۰	۲۲۸	۲۳.۲۶فیصد
۱۱۔	مسند حمیدی	۱۳۰۰	۲۱۰	۱۶.۱۵فیصد
۱۲۔	مسند ابی یعلی	۷۵۵۵	۸۸۳	۱۱.۸۰فیصد

	کتاب کا نام	کل روایات	صحابیات کی مرویات	شرح فیصد
۱۳۔	المستدرك على الصحيحين	۸۸۰۳	۷۷۷	۸.۸۲فیصد
۱۴۔	سبل الهدى والرشاد	۱۱۷۸۱	۱۳۹۲	۱۱.۸۱فیصد

ان کتب میں موجود صحابیاتؓ کے بیان سے آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں بے شمار معلومات ملتی ہیں ان صحابیاتؓ نے آپ ﷺ کے قول، فعل، تقریر غرض یہ کہ ہر گوشۂ زندگی کو اجاگر کیا مگر طوالت کی وجہ سے صرف انہیں "۶۳" صحابیاتؓ مکرمات کے احوال وخدمات کا بیان ہے۔ جنہوں نے آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ خصوصاً (افعال) کو بیان کیا ہے۔

۱۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ:

آپؓ کا نام "عائشہؓ"، لقب "صدیقہ"، خطاب "ام المومنین" اور کنیت "ام عبداللہ" تھی۔ نسب: "عائشہ بنت عبداللہ بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم" ...... اور والدہ "ام رومان بنتِ عامر بن عویمر بن عبد شمس تھیں"۔ (۱)
ہجرتِ مدینہ سے دو سال قبل ماہ شوال میں انکا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہوا اور رخصتی ہجرتِ مدینہ کے بعد شوال ۱ھ میں ہوئی۔ حضور ﷺ آپؓ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ ان کی دلجوئی فرماتے۔ ایک ہی برتن میں کھانا تناول فرماتے، دوڑ میں ان کے ساتھ مقابلہ کرتے۔

واقعہ افک کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انکی برأت میں آیات نازل کیں جو قیامت تک انکی پاکدامنی کی گواہی دیں گی۔ آپؓ ہی کی وجہ سے آیاتِ تیمم نازل ہوئیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو مبارک قرار دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے انکو دوسری عورتوں پر ایسی فضیلت دی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر (۲) حضور اکرم ﷺ نے آپؓ کے حجرے میں آپؓ ہی کی گود میں انتقال فرمایا اور آپؓ کے حجرہ میں ہی مدفون ہوئے۔ (۳)

آپؓ کے دل میں خشیت الٰہی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ فصاحت و بلاغت اور خطابت و ذہانت میں بھی آپؓ دوسری تمام عورتوں سے افضل تھیں۔ علم القرآن، علم الفرائض، حلال وحرام کے علم میں فقہ، طب، شعر، حدیث اور انساب کے علم میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہ تھا۔ (۴)

کثیر الروایۃ تھیں۔ آپؓ سے "۲۲۱۰" احادیث مروی ہیں۔ کیونکہ آپؓ نے آنحضور ﷺ کو جلوت وخلوت میں دیکھا اور آپ ﷺ کی ایک ایک ادا اور قول کو اپنی فطری ذہانت اور قوتِ حافظہ سے کوزۂ ذہن میں محفوظ رکھا تھا۔ اس وجہ سے

۱۔ مصعب زبیری، نسب قریش، ۲۷۶/۸، التبیین، ص ۷۳-۷۵، محمد بن حبیب، کتاب المحبر، ص- ۸۱،۸۰: الطبقات الکبریٰ، ۲۷۱/۸-۲۸۴

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب فضل عائشہ (حدیث: ۳۷۷۵) ص - ۱۰۷۳

۳۔ الجامع الصحیح للبخاری- کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته، (حدیث: ۴۴۴۰) ص، ۷۵۵

۴۔ المستدرك على الصحيحين، ۱۱/۴: الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ۱۸۴/۲۳، ابن العماد الحنبلی، شذرات الذهب، ۱۱۶/۱

آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد زیادہ ہے۔ انہوں نے اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاطمۃ الزہرہؓ، سعد بن ابی وقاص، اسید بن حضیرؓ وغیرہ سے روایت کیا اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زید بن خالد، سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ (۱)

۱۷ رمضان ۵۸ھ میں امیر معاویہ کے عہد میں وفات پائی۔ (۲)

۲۔ وہ صحابیاتؓ جنکی مرویات ایک سو سے زیادہ مگر ۵۰۰ سے کم ہیں

۲۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ

نام "ہند"، کنیت "ام سلمہ" ہے۔ نسب: "ہند بنت ابی امیۃ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر"۔ جبکہ والدہ "عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک" تھیں۔ قریش کے مشہور خاندان "بنو مخزوم" سے تعلق رکھتی تھیں (۳) پہلا نکاح عبداللہ بن عبدالاسد سے ہوا جو "ابو سلمہ" کے نام سے مشہور تھے اور دونوں السابقون الاولون میں سے تھے۔ اسلام لانے کے بعد دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شرکت کی۔ پھر مدینہ ہجرت کی۔ یہ پہلی خاتون تھیں جو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئیں۔ یہاں کچھ عرصہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ گزارا۔ غزوۂ احد میں ابو سلمہؓ کو زخم لگا اور زہر پھیلتا چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے وفات پائی۔ حضور ﷺ نے پیغام نکاح دیا اور شوال ۴ھ میں آپ ﷺ سے نکاح ہوا۔ (۴) اس کے بعد صلح حدیبیہ، غزوۂ خیبر اور حجۃ الوداع میں حضور ﷺ کے ہمراہ رہیں۔ حضور ﷺ کے آرام و آسائش کا بے حد خیال رکھتی تھیں۔

حضرت ام سلمہؓ نہایت فضائل و کمالات کی مالک تھیں۔ قرآن کریم نہایت اچھا پڑھتی تھیں۔ ان سے **"۳۸۷"** احادیث مروی ہیں۔ ان سے مروی احادیث سے نبی کریم ﷺ کی زندگی کے کئی پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔

ام المومنین ام سلمہؓ کامل العقل اور صائب الرائے تھیں۔ علمی ثقاہت و فقاہت کے علاوہ زہد و تقویٰ اور اخلاق و مروت کی اعلیٰ بلندیوں پر فائز تھیں۔ ہر وقت اجر و ثواب کی متلاشی رہتی تھیں۔

انکا انتقال ۵۹ھ میں یزید بن معاویہ کے عہد خلافت میں ہوا۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۸۴ سال تھی۔ (۵)

۱- تہذیب ۱۲/۳۸۲-۳۸۴، نساء "اھل البیت فی ضوء القرآن و الحدیث ص، ۱۰۳

۲- سیر اعلام النبلاء ۲/۱۳۵-۲۰۱: حلیۃ الاولیاء، ۲/۵۴-۶۱، الاصابۃ-۸/۲۳۱-۲۳۵: مجمع الزوائد، ۹/۲۴۳

۳- ابن حزم الاندلسی، محمد علی بن احمد، جمھرۃ انساب العرب، ص ۱۴۶: التبیین، ص ۷۶،۷۷

۴- الطبقات الکبریٰ ۸/۲۸۷-۲۹۴: المستدرک، ۴/۱۷

۵- کتاب المحبر ص ۸۳، تاریخ الصحابۃ، ص ۲۵۹: مجمع الزوائد، ۴/۱۷: ابن عبدربہ، العقد الفرید، ۴/۸۲، الیافعی الیمنی، عبداللہ بن اسد، مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان، ۱/۱۳

۳۔ وہ صحابیاتؓ جنکی روایات پچاس سے زائد اور ایک سو سے کم ہیں

۳. حضرت اسماء بنت یزید بن السکن:

ان کا تعلق بنی عبدالاشہل سے تھا۔ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی زاد بہن تھیں، نسب: "اسماء بنت یزید بن السکن بن رافع بن امری ءالقیس بن زید بن عبدالاشہل" ....(۱)

یہ "خطیبۃ النساء" کے نام سے مشہور و معروف تھیں۔ ان کی گفتگو بڑی جچی تلی اور کلام میں جادو سا اثر تھا۔ حضرت اسماء بنت یزید انصاری خواتین میں آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے والی پہلی خواتین میں شامل تھیں۔ غزوۂ خندق میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا جس میں باری تعالیٰ نے بے شمار برکت ڈال دی۔ صلح حدیبیہ میں شرکت کا اعزاز حاصل کیا۔ جنگ یرموک میں اپنی لاٹھی سے نو رومی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا (۲) علم و فضل کے اعتبار سے بڑے ممتاز مقام پر فائز تھیں۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کے بعد روایتِ حدیث میں ان کا نام آتا ہے۔ ان سے "۸۱" احادیث مروی ہیں۔ یزید بن معاویہ کے عہد میں لمبی عمر پا کر وفات پائی۔ دمشق میں ان کو دفن کیا گیا۔ (۳)

۴. ام المومنین حضرت میمونہ بنت الحارثؓ

اصل نام "برہ" تھا حضور ﷺ نے ان کا نام "میمونہ" رکھا۔ نسب: "میمونہ بنت حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر....." اور والدہ کی طرف سے "ہندبنتِ عوف بن زہیر بن الحارث بن حماط بن حمیر....." ہے۔ (۴)

پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے ہوا۔ علیحدگی کے بعد "ابورہم بن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود" سے دوسرا نکاح ہوا"۔ شوال ۷ھ میں سرکار دو عالم کے حبالہ عقد میں آئیں۔ (۵)

نبی کریم ﷺ کے احکام کی تعمیل ہر وقت ان کے پیش نظر رہتی تھی۔ یہ سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔ غلام آزاد کرنے کا انہیں بے حد شوق تھا۔

ان سے "۷۶" احادیث مروی ہیں ان سے روایت کرنے والوں میں ابراہیم بن عبداللہ بن معبد، عبداللہ بن سلیط، عبداللہ بن شداد، عبداللہ بن عباس، عمران بن حذیفہؓ، یزید بن الاصم وغیرہ شامل ہیں۔ ۵۱ھ میں مقامِ سرف پر انتقال ہوا۔ (۶)

۱- الطبقات الکبری، ۸/۳۱۹؛ الاستیعاب، ۴/۳۵۰، نساء من عصر النبوۃ، ص ۷۷-۸۴، تاریخ الصحابۃ- ص -۴۰

۲- اسد الغابۃ، ۷/۱۷، ۱۸؛ الاصابۃ، ۸/۲۱، ۲۲

۳- سیر اعلام النبلاء، ۲/۲۹۶، ۲۹۷؛ مجمع الزوائد، ۹/۲۲۱؛ ابنِ حبان البستی، کتاب الثقات، ۱/۲۶۱

۴- جمہرۃ انساب العرب، ص، ۲۷۴؛ التبیین، ص ۸۴، ۸۵،

۵- الطبقات الکبریٰ، ۸/۳۱۱-۳۱۲، مجمع الزوائد، ۹/۴۰۰-۴۰۱

۶- سیراعلام النبلا، ۲/۲۳۸-۲۴۵؛ مجمع الزوائد ۹/۴۰۰-۴۰۱، المزی، تہذیب الکمال ۲۲/۴۳۴، ۴۳۵؛ تہذیب، ۲/۴۰۲؛ ابن ابی حاتم الرازی، کتاب الجرح والتعدیل، ۲/۱۲۸۸، ۱۲۸۹

۵. ام المومنین ام حبیبہؓ:

نام ''رملہ'' کنیت ''ام حبیبہ''۔ نسب: ''رملہ بنتِ ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف......'' والدہ کا نام ''صفیہ بنتِ ابی العاص'' تھا۔(۱)

بعثتِ نبوی ﷺ سے ۱۷ سال قبل پیدا ہوئیں۔ ابتداء ہی میں مسلمان ہوئیں۔ حبشہ کی طرف اپنے شوہر عبید اللہ بن جحشؓ کے ہمراہ ہجرت کی۔ شوہر کچھ عرصے کے بعد مرتد ہو کر عیسائی ہو گئے لیکن ام حبیبہؓ اسلام پر قائم رہیں۔ شوہر کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کے ذریعے پیغام نکاح دے کر شاہ حبشہ نجاشی کے پاس بھیجا تو سیدہ حبیبہؓ نے اس پیغام کو بخوشی قبول کر لیا۔ نجاشی نے خود خطبۂ نکاح پڑھا اور آپ ﷺ سے نکاح کر دیا۔(۲) آپؓ بے حد خوبصورت اور نیک سیرت تھیں۔ دین سے بے پناہ محبت کرتی تھیں۔

آپؓ سے ''۶۵'' احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں مشہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و صحابیاتؓ اور تابعین و تابعیات شامل ہیں۔ آپؓ کے تلامذہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زینب بنت ابی سلمہؓ، صفیہ بنت شیبہؓ، عروہ بن زبیرؓ، ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سالم بن شوال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر لوگ شامل ہیں۔(۳)

ام حبیبہؓ نے ۴۴ھ میں مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔ وفات کے وقت عمر ۷۳ برس تھی۔(۴)

۶. ام المومنین حضرت حفصہؓ:

نام ''حفصہ''، سلسلہ نسب: ''حفصہ بنت عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح......'' والدہ کا نام: ''زینب بنت مظعون بن حبیب بن وھب'' تھا۔

بعثت نبوی ﷺ سے ۵ سال قبل مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں، جب قریش مکہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔(۵) جوان ہونے پر خنیس بن حذافہ سہمی سے نکاح ہوا۔ جنہوں نے غزوۂ بدر میں کاری زخم کھانے کے بعد جام شہادت نوش کیا۔ شعبان ۳ھ میں نبی کریم ﷺ کے حبالۂ عقد میں آئیں۔(۶) ان کے مزاج میں کچھ تیزی تھی اس لئے نبی کریم ﷺ نے ان کو طلاق دی۔

۱- التبیین، ص ۸۰، ۸۲: نسب قریش، ۱۲۲/۴

۲- السنن لابی داؤد، کتاب النکاح، باب: الصداق (حدیث: ۲۱۰۷) ص - ۳۰۲: الطبقات الکبریٰ، ۲۹۲/۸-۲۹۵: شذرات الذھب ۱۲۵/۱

۳- تھذیب الکمال، ۴۳۳/۲۲، ۴۳۵

۴- سیر اعلام النبلاء، ۲۱۸/۲-۲۲۲: کتاب المجر، ص ۸۸، خلیفہ بن خیاط، تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص - ۷۹

۵- الطبقات الکبریٰ، ۲۸۲/۸-۲۸۷: التبیین، ص ۷۵، ۷۶

۶- سیر اعلام النبلاء، ۲۳۱/۲-۲۲۷: شذرات الذھب، ۱۱۹/۱

حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم دیتے ہیں کہ حضرت حفصہؓ سے رجوع کرلیں۔(۱)

حضرت حفصہؓ نہایت عبادت گزار اور دینی امور کی سختی سے پابندی کرتی تھیں عبادت سے خاص شغف تھا۔ صائم النہار اور قائم اللیل تھیں۔

ان سے "۶۰" احادیث مروی ہیں۔ دین میں تفقہ کا انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپؓ نے رسول اکرم ﷺ اور اپنے والد عمر بن خطاب سے روایت حدیث کی ہے۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے عبداللہ بن عمر، حمزہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حمزہ کی بیوی صفیہ بنتِ ابی عبید کے علاوہ تابعین میں سے مسیب بن رافع، سواء الخزاعی، حارثہ ابن وھب اور ام مبشر انصاریہ وغیرہ شامل ہیں۔(۲)

۷۔ حضرت اسماءؓ بنت عمیس:

یہ صحابیہؓ "السابقون الاولون" کی مقدس جماعت میں شامل ہیں۔ سلسلۂ نسب: "اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قحافہ......" والدہ کا نام: "خولہ بنت عوف بن زہیر" تھا اور قبیلہ "کنانہ" سے ان کا تعلق تھا۔(۳)

ان کا پہلا نکاح حضرت جعفر بن طیار بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرا نکاح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکی وفات کے بعد تیسرا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوا۔ "ذوالہجر تین" ہیں۔ ۶ نبوی ﷺ میں انہوں نے حبشہ اور محرم ۷ھ میں مدینہ منورہ ہجرت کی۔(۴) تعبیر الرویا کا علم اللہ تعالیٰ نے انہیں ودیعت فرما رکھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر ان سے تعبیر پوچھا کرتے تھے۔(۵)

ان سے "۶۰" احادیث مروی ہیں۔ حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپؓ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے عظیم محدث صحابہ آپؓ کے رواۃ میں سے ہیں اور آپؓ کے تلامذہ میں عبداللہ بن جعفر، قاسم بن محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن شداد بن الہاد، ام عون بنت محمد جعفر اور عروہ بن زبیر وغیرہ شامل ہیں۔(۶) ۴۰ھ میں حضرت علیؓ کے انتقال کے بعد وفات پائی۔(۷)

۱۔ السنن لابوداؤد، کتاب الطلاق، باب المراجعة (حدیث:۲۲۸۳) ص- ۳۲۱؛ السنن للنسائی، کتاب الطلاق، باب: الرجعة (حدیث:۳۵۹۰) ص- ۵۰۱-۵۰۲

۲۔ تہذیب، ۳۶۱/۱۲، ۳۶۲؛ الاصابة، ۸۲/۸-۸۵، نساء اهل البیت فی ضؤ القرآن و الحدیث ص،۱۹۸

۳۔ الطبقات الکبریٰ، ۲۸۰/۸، اسد الغابة، ۱۲/۵، ۱۳

۴۔ الطبقات الکبریٰ، ۲۸۱/۸-۲۸۵، الاستیعاب، ۳۲۷/۴، ۳۲۸

۵۔ الاصابة، ۱۶/۸، ۱۷

۶۔ تہذیب، ۳۹۹/۱۲؛ تاریخ الصحابه، ص، ۴۰؛ سیر اعلام النبلاء، ۲۸۲/۲-۲۸۷؛ کتاب الثقات، ۲۶۲/۱

۷۔ اسد الغابة، ۱۲/۷، ۱۳؛ نساء "من عصر النبوة، ص، ۳۷۳-۳۸۰

۸. حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر:

نام: "اسماءؓ"، لقب: "ذات النطاقین" اور نسب: "اسماء بنت عبداللہ (ابوبکر صدیق) بن عثمان ابو قحافہؓ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ......" جبکہ والدہ کا نام "قتیلہ بنت عبدالعزیٰ" ہے جو بنی عامر بن لوئی سے تھیں۔(۱)

آپؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہمشیرہ حضرت زبیر بن العوامؓ کی رفیقہ حیات اور جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ ہجرت سے ستائیس سال پہلے پیدا ہوئیں۔ ہجرت مدینہ کے موقع پر آپؓ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر غار ثور تک آپ ﷺ اور اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق کو کھانا پہنچانے جاتیں۔ اسی موقع پر جب انہوں نے کوئی کپڑا نہ ملنے پر ایک کمر بند سے توشہ دان باندھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ان کو "ذات النطاقین" کے لقب سے مشرّف کیا۔(۲)

ہجرت مدینہ کے فوراً بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے تو رسول اکرم ﷺ نے اہل خانہ کو مبارکباد دی اور کھجور اپنے دہن مبارک میں چبا کر نومولود کو گھٹی دی۔ اور انکا نام "عبداللہ" تجویز کیا۔(۳)

حضرت اسماءؓ نہایت فیاض، ذی فہم و عقل، راست گو، باہمت اور مضبوط دل کی مالک تھیں۔ زہد و پارسائی میں مشہور تھیں۔ آپ ﷺ سے "۵۸" احادیث مروی ہیں۔ مسند احمد بن حنبل میں آپؓ کی ۸۶ اور ابن کثیر نے ۹۰ روایات جمع کی ہیں۔

آپؓ ایک عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔ آپؓ نے نا صرف آپ ﷺ کی احادیث یاد کیں بلکہ انہیں منتقل کرنے کا سامان بھی کیا۔ آپ ﷺ کے رواۃ میں عبداللہ بن زبیرؓ، عروہ بن زبیرؓ، عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر، فاطمہ بنت المنذر بن زبیر، صفیہ بنت شیبہؓ، عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ شامل ہیں۔ آپؓ کی روایات اہم موضوعات پر مشتمل ہیں اور زندگی کے مختلف اسالیب پر روشنی ڈالتی ہیں۔(۴) سو سال عمر پانے کے بعد جمادی الاولیٰ ۷۳ھ میں وفات پائی۔(۵)

وہ صحابیاتؓ جن کی روایات ۱۲ سے زائد اور پچاس سے کم ہیں:

۹. حضرت ام ھانیؓ بنت ابی طالب:

انکا نام "فاختہ"، کنیت "ام ہانی" تھی۔ آنحضور ﷺ کے چچا ابو طالب کی صاحبزادی تھیں۔ نسب: "فاختہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف......" جبکہ والدہ کا نام "فاطمہ بنت اسد بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی......"

۱- سیر اعلام النبلاء، ۲/۲۸۷-۲۹۲: الاستعیاب، ۴/۳۳۵،۳۳۶

۲- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجھاد والسیر: باب: حمل الزاد فی الغزو (حدیث: ۲۹۷۹) ص، ۴۹۲: ابی البقا محمد بن احمد، تاریخ مکۃ المشرفۃ، ص ۲۰۰-۲۲۴

۳- الجامع الصحیح للبخاری، مناقب الانبیاء، باب ھجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ، (حدیث:۳۹۰۹)

۴- سیر اعلام النبلاء، ۲/۵۹۶: تھذیب، ۱۲/۳۲۸،۳۲۹، تاریخ الصحابۃ، ص، ۳۰

۵- الاستعیاب، ۴/۳۳۵،۳۳۶: الفاسی المکی،تقی الدین محمد بن احمد، العقد الثمین، ۹/۲۶۶،۲۶۷

تھا۔(۱)

آپ حضرت علیؓ اور حضرت جعفر طیارؓ کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ انکا نکاح "ہبیرہ بن عمرو بن عائذ مخزومی" سے ہوا۔ ۸ھ میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ فصاحت و بلاغت ان کو اپنے والد سے ورثے میں ملی تھی۔(۲)

آپؓ سے کبھی کبھی مسائل دریافت کر لیا کرتی تھیں۔ آپ کو ان سے بہت محبت تھی۔ انؓ سے "۴۶" احادیث مروی ہیں۔ انکا اعزاز یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز چاشت پڑھنے کی روایت صرف انہیں سے مروی ہے اور تقریباً تمام محدثین نے اسکو بیان کیا ہے۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپؓ کے صاحبزادے، جعدہ المخزومی پوتے یحییٰ اور ہارون، آپ کے موالی ابومرہ، ابوصالح علاوہ ازیں، عبداللہ بن عباسؓ، عروہ بن زبیرؓ، عطاء کریب وغیرہ شامل ہیں۔(۳)

۵۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔(۴)

۱۰۔ حضرت ام عطیہ الانصاریہؓ:

نام، "نسیبہ بنت حارث" تھا۔ انصار کے قبیلہ "ابی مالک بن النجار" سے تھیں۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ عہد رسالت کے سات معرکوں میں شریک ہوئیں۔ ان غزوات میں وہ کھانا پکاتیں۔ سامان کی حفاظت کرتیں، مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ ۸ھ میں حضور ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے انتقال پر حضرت ام عطیہؓ اور چند اور صحابیاتؓ نے ان کو غسل دیا۔ آخری عمر میں بصرہ سکونت اختیار کر لی۔(۵)

آپؓ سے تقریباً "۴۰" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ نے حضور ﷺ سے بلاواسطہ روایت کیا۔ آپؓ نے حضرت عمرؓ سے بھی روایت کی ہے۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں عبدالملک بن عمر، اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عطیہ، انس بن مالک، محمد بن سیرین اور حفصہ بنت سیرینؒ شامل ہیں۔(۶)

۱۱۔ حضرت فاطمہؓ بنت قیس:

آپؓ قبیلہ قریش کے فہری خاندان کی نامور خاتون ہیں۔ "السابقون الاولون" میں شامل ہیں۔ آپؓ حدیث اور فقہ میں ممتاز اہمیت کی حامل تھیں۔ آپؓ سے "۳۴" احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے "۳۱" احادیث آپؓ بلاواسطہ بیان فرماتی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرتے والوں میں ممتاز محدث شعبی، نخعی، ابوسلمہ، قاسم بن محمد بن ابوبکر، سعید بن المسیب اور عروہ

۱- نسب قریش، ۳۹/۲

۲- سیر اعلام النبلاء، ۲/۳۱۱-۳۱۲؛ العقد الثمین، ۴۶۳/۴

۳- تہذیب، ۴۲۹/۱۲

۴- کتاب المحبر، ص، ۴۰۶

۵- الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۵۵،۴۵۶، اسد الغابۃ، ۳۵۶/۷

۶- الاستیعاب، ۴/۵۰۱،۵۰۲، ابن قدامہ المقدسی، الاستبصار، ص، ۳۵۵، نساء من عصر النبوۃ، ص، ۱۱۵، تہذیب الکمال، ۳۱۶/۳۵

بن زبیرؓ وغیرہ شامل ہیں۔ آپؓ سے اہل مدینہ فتویٰ لیتے تھے۔(۱)

۱۲. حضرت ام الفضلؓ:

نام: "لبابہ" کنیت "ام الفضل" اور "کبریٰ" لقب تھا۔ نسب: "لبابۃ الکبریٰ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہرام بن رویبہ....." والدہ کا نام "ہند بنت عوف" تھا۔ انکا نکاح حضور ﷺ کے عم محترم حضرت عباسؓ سے ہوا۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ بے حد عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں۔ ہر دو شنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھتی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ سے بے حد محبت فرماتی تھیں۔ آپ ﷺ اکثر ان کے ہاں تشریف لے جاتے اور دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے۔(۲)

رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں بھی شریک ہوئیں۔ انکا شمار قریش کی فصیح اللسان خواتین میں ہوتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ کو ام الفضل نے ہی غسل دیا تھا۔ ذہبی کا کہنا ہے کہ "کانت ام الفضل من علیۃ النساء" فقیہ صحابیاتؓ میں سے تھیں۔ آپؓ کی مرویات کی تعداد "۳۰" ہے۔ یہ احادیث اہم احکام میں کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔(۳)

آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی جبکہ آپؓ سے عبداللہ بن عباس، عمیر بن الحارث، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قابوس بن ابی المخارق، عبداللہ بن الحارث بن نوفل اور ابنِ عباس کے مولیٰ کریب شامل ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکی نماز جنازہ پڑھائی۔(۴)

۱۳. حضرت ام قیسؓ بنت محصن:

اصل نام "آمنہ"، کنیت "ام قیس بنت محصن بن حرثان الاسدیہ"۔ قبیلہ "اسد" سے ان کا تعلق تھا۔ مشہور صحابی عکاشہ بن محصن کی بہن تھیں۔ ام قیس بنتِ محصن نے بہت جلد اسلام قبول کر لیا تھا اور رسول اللہ کی اجازت ملنے کے بعد اپنی قوم کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کر لی تھی۔(۵)

ان سے "۲۴" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپؓ کے مولیٰ عدی بن دینار، ابو الحسن، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، وابصہ بن معبد الاسدی وغیرہ شامل ہیں۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتی تھیں۔(۶)

۱- تہذیب، ۱۲/ ۳۹۳،۳۹۴، الاصابۃ، ۸/ ۲۶۹

۲- الاستیعاب، ۴/ ۵۰۴، اسد الغابۃ، ۷/ ۲۳۶

۳- سیر اعلام النبلاء، ۲/ ۳۱۴، ۳۱۵

۴- تہذیب ۱۲/ ۳۹۹؛ سیر اعلام النبلاء ۲/ ۳۱۴، ۳۱۵

۵- الاصابۃ، ۸/ ۴۵۳؛ نساء "من عصر النبوۃ" ص ۹۶-۱۰۱

۶- ایضاً

۱۴. حضرت ربیعؓ بنتِ معوذ بن عفراء:

نام ونسب: ''ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد......'' والدہ کا نام ''ام تزید'' تھا۔ ''بنی عدی بن نجار'' سے تعلق تھا۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ شادی ''ایاس بن بکیر لیثی'' سے ہوئی۔ جس میں نبی کریم ﷺ نے خود شرکت کی۔(۱) یہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں مرغوب کھانا پیش کیا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے ان کو تحائف عطا فرمائے۔(۲)

آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے جاتے۔ وضو کرتے نماز ادا کرتے۔ کھانا کھاتے اور قدرے آرام فرمایا کرتے تھے۔ یہ کئی جنگوں میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ جنگ میں شریک ہوتیں۔ مجاہدین کو پانی پلاتیں۔ مقتولین اور زخمیوں کو میدان سے اٹھا کر مدینہ منورہ پہنچاتیں اور انکی مرہم پٹی کرتی تھیں بیعت رضوان کے تاریخی موقعہ پر بھی یہ موجود تھیں۔(۳)

آپؓ اہل مدینہ کی حدیث میں استاد تھیں۔ آپؓ سے بیان کردہ "۲۱" روایات بہت اہم مسائل پر مبنی ہیں۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست روایت کی۔ مشہور محدثین وتابعین آپؓ کے تلامذہ رہے ہیں۔ ان میں عائشہ بنتِ انس بن مالک، خالد بن ذکوان، سلیمان بن یسار، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، نافع مولیٰ ابن عمر، ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، عبداللہ بن محمد بن عقیل وغیرہ نمایاں ہیں۔(۴)

طویل عمر گزارنے کے بعد ۴۵ھ میں امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں وفات پائی۔(۵)

۱۵. حضرت فاطمۃ الزہراءؓ:

رسول اکرم ﷺ کی سب سے چھوٹی لاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، علم وفضل اور روایتِ حدیث میں اہم مقام رکھتی ہیں۔ نسب: ''فاطمہ بنت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ....''(۶) اور والدہ کی طرف سے ''فاطمہ بنت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی''(۷) حضرت فاطمہ الزہراؓ نے تقویٰ وطہارت کے گہوارے میں آنکھیں کھولیں اور بچپن ہی میں اپنی والدہ محترمہ اور بہنوں کے ہمراہ اسلام قبول کیا۔(۸)

۱- الاستیعاب، ۲۹۶/۴؛ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ (حدیث:۵۱۴۷) ص - ۱۱۱۷

۲- الشمائل النبویۃ، (حدیث:۲۰۲) ص - ۲۱۲

۳- سیر اعلام النبلاء، ۱۹۸/۳

۴- الاصابۃ، ۱۳۲/۸

۵- نساء من عصر النبوۃ، ص ۱۴۹-۱۵۲

۶- نسب قریش ۲۱/۲، جمھرۃ انساب العرب، ۱۲/۱، محب الطبری، السمط الثمین: ص - ۲۵۸

۷- الطبقات الکبریٰ، ۲۵۲/۸؛ الاستیعاب، ۳۴۷/۱

۸- البدء والتاریخ ۱۱۲/۲؛ سبل الھدیٰ ۲۹/۱۱

آپ ﷺ کا بچپن نہایت خطرناک ماحول اور اسلام کے ابتدائی زمانے میں گزرا۔ شعب ابی طالب میں گزارے گئے تین سال اور ان کے بعد والدہ کی وفات نے آپؓ کو بہت غمگین اور حساس بنا دیا۔ ہجرت نبوی ﷺ کے چھ ماہ بعد آپ نے بھی مدینہ منورہ ہجرت کی۔ (۱) ہجرت کے دوسرے سال آپؓ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ ان کے ساتھ حضرت فاطمہؓ نے بہترین ازدواجی زندگی بسر کی۔ آپؓ گھر کے تمام کام خود سرانجام دیتیں (۲) آپؓ کی اولاد۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زینبؓ، ام کلثومؓ اور محسن (جو بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے) شامل ہیں (۳) حضرت فاطمہؓ نہایت متقی، پرہیزگار اور دیندار خاتون تھیں۔ آپؓ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ آپؓ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ (۴) رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو عازم فردوس بریں ہوئیں۔ (۵) حضرت فاطمہؓ جنت البقیع میں دفن ہیں۔ (۶)

۱۶. حضرت خولہؓ بنت حکیم:

نام ''خولہ'' کنیت ''ام شریک'' قبیلہ ''بنو سلیم'' سے تعلق تھا۔ نسب: ''خولہ بنتِ حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص بن مرہ بن ہلال......'' نکاح مشہور صحابی ابو السائب عثمان بن مظعون سے ہوا۔ (۷) ہجرت مدینہ کا شرف حاصل ہوا۔ خواتین میں اسلام کی تبلیغ کے لیے کوشاں رہتی تھیں۔ ۲ھ میں عثمان بن مظعون کی وفات کے بعد دوسرا نکاح نہیں کیا۔ قائم اللیل اور صائم النہار تھیں۔ (۸) زہد وتقویٰ میں بے مثال تھیں۔ قرآن میں ان کو ''وامرأۃ مومنۃ'' کہا گیا ہے۔ (۹) شعر وشاعری میں بھی درک رکھتی تھیں۔

حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے احادیث کو سنا، یاد رکھا اور آگے پہنچایا۔ آپؓ نے آنحضور ﷺ سے **''۱۵''** احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، سعید بن المسیبؓ، ربیع بن مالک، عروہ اور بشر بن سعید جیسے جلیل القدر محدثین آپؓ کے شاگرد رہے ہیں۔ آپؓ سے مروی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں۔ (۱۰)

۱- السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۲/۲۱۰

۲- حلیۃ الاولیاء، ۲/۵۱؛ صفۃ الصفوۃ، ۲/۵

۳- انساب الاشراف، ۲/۴۱۱؛ سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۱۹

۴- المستدرک، ۳/۱۶۳

۵- الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۷۵، ابن الجوزی، تلقیح فھوم الاثر، ص، ۳۲

۶- محمد الیاس عبدالغنی، بیوت الصحابۃ رضی اللہ عنھم حول المسجد النبوی الشریف، ص ۱۷۳

۷- اسد الغابۃ، ۷/۹۳

۸- کتاب المحبر، ص، ۴۰۷، الاصابۃ، ۸/۱۱۲، مجمع الزوائد، ۹/۲۱۸

۹- الاحزاب، ۳۳:۵۰

۱۰- تھذیب، ۱۲/۴۱۵، تاریخ الصحابۃ، ص ۹۲، نساء من عصر النبوۃ، ص ۱۶۵-۱۷۱

۱۷۔ حضرت ام سلیمؓ بنت ملحان:

سہلہ یا رمیلۃ نام، "ام سلیم" کنیت، "غمیصا اور رمیصا" لقب ہے۔ سلسلہ نسب: "ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب......" والدہ کا نام "ملیکۃ بنتِ مالک" تھا۔ (۱) پہلا نکاح مالک بن نضر سے ہوا۔ ان کے بعد "ابوطلحہ" سے نکاح ہوا۔ مواخاتِ مدینہ کا مجمع ان کے مکان میں ہوا۔ غزوۂ احد، غزوۂ خیبر اور غزوۂ حنین میں شریک ہوئیں۔ (۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ مشک خالی ہو جاتی تو پھر جا کر بھر لاتی تھیں۔ حضور ﷺ سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ (۳) آپ ﷺ اکثر ان کے مکان تشریف لے جاتے اور دوپہر کو آرام فرماتے۔ جب آپؐ بستر سے اٹھتے تو آپ ﷺ کے پسینے اور ٹوٹے ہوئے بالوں کو ایک شیشی میں جمع کرتی تھیں۔ (۴)

آپ محدثہ، فقیہ، عالمہ، فاضلہ، مبلغہ اور مجاہدہ تھیں۔ آپؓ سے کتب احادیث میں "۱۴" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمرو بن عاصم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ شامل ہیں (۵)۔ ان کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت میں گیا تو مجھ کو آہٹ معلوم ہوئی۔ میں نے کہا کہ کون ہے؟ تو پتہ چلا کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ غمیصا بنت ملحان ہے۔ (۶)

۱۸۔ حضرت الشفاؓ بنتِ عبداللہ العدویہ:

حضرت شفا کا نام "الشفا بنت عبداللہ بن عبد شمس بن خلف بن شداد بن عبداللہ ہے" آپؓ سلیمان بن ابی حثمہ کی والدہ محترمہ ہیں۔ آپؓ کی والدہ فاطمہ بنت وھب، بنی مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپؓ ہجرت سے قبل اسلام لائیں۔ مہاجراتِ اول ہیں۔ صاحب عقل و فضل ہیں۔ آپؓ سے آپ کے بیٹے سلمان کے علاوہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ام المومنین حضرت حفصہؓ نے روایت ذکر کی ہے۔ (۷)

۱- الاستعیاب، ۴/۴۹۲، الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۲۵-۴۵۱

۲- سیر اعلام النبلاء، ۲/۳۰۴-۳۳۱

۳- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب غزو النساء وقتالهن مع الرجال (حدیث:۲۸۸۰)؛ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب: غزوة النساء مع الرجال، (حدیث: ۴۶۸۴)

۴- الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۲۵-۴۵۱؛ اسد الغابة، ۷/۲۰۷

۵- تهذیب، ۱۲/۴۱۹، الباجی، سلیمان بن خلف، التعدیل والجرح، ۳/۱۴۸۴

۶- الاصابة، ۸/۴۰۸-۴۱۰، کنز العمال، ۱۲/۶۶،۶۷، مجمع الزوائد، ۹/۴۲۱-۴۲۳

۷- الاصابة، ۸/۲۰۱،۲۰۲، محمد راجی حسن کناس، صحابیاتؓ حول الرسول ﷺ، ص ۱۴۲،۱۴۳

۱۹. حضرت سبیعہ اسلمیہ ؓ:

آپ ؓ بھی مہاجرات المبایعات کی فہرست میں شامل ہیں۔ پڑھی لکھی تھیں کتابت جانتی تھیں۔ آپ ؓ کی شادی سعد بن خولہ ؓ سے ہوئی۔ (۱) آپ ؓ سے "۱۴" احادیث مروی ہیں۔ آپ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بلاواسطہ روایت کیا ہے۔ آپ ؓ سے روایت کرنے والوں میں مدینہ اور کوفہ کے فقہا میں عمر بن عبداللہ بن ارقم، مسروق بن الاجدع، ازفر بن اوس وغیرہ شامل ہیں۔(۲)

قلیل الروایہ صحابیات ؓ

اس میں وہ صحابیات ؓ شامل ہیں جن سے "۱۴" سے کم روایات مروی ہیں۔

۲۰. ام المومنین سیدہ زینب ؓ بنت جحش:

نام "زینب"، کنیت "ام الحکم"، قبیلہ قریش کے خاندان "اسد بن خزیمہ" سے ہیں۔ سلسلہ نسب: "زینب بنت جحش بن ودئاب بن یعمر بن مرہ بن کبیر......" والدہ کا نام "امیمہ بنت عبدالمطلب" تھا۔ نبی کریم ﷺ کی سگی پھوپھی تھیں۔ (۳) پہلے آپکا نام "برۃ" تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کر کے "زینب" رکھا۔ (۴) آنحضورﷺ سے نکاح سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان سے طلاق کے بعد عدت کی مدت پوری ہونے کے بعد ذی قعدہ ۵ ہجری میں اللہ تعالیٰ نے انکا نکاح حضورﷺ سے کر دیا۔ ان کا ولیمہ رسول اللہ ﷺ نے اہتمام سے کیا اور اسی دعوتِ ولیمہ میں آیت حجاب اتری۔ (۵)

حضرت زینب بنت جحش بے حد دیندار، متقی، سچی، صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔ عبادت کا خاص ذوق تھا نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی تھیں اور بہت زیادہ روزے رکھتی اور تہجد گزار تھیں (۶) جو کماتی تھیں سارا مساکین پر خرچ کرتی تھیں۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت زینب ؓ سے زیادہ دیندار، پرہیزگار، راست گفتار، فیاض، سخی، اور خدا کی رضا جوئی میں سرگرم نہیں دیکھی۔ (۷) صرف مزاج میں ذرا سی تیزی تھی۔ جس پر ان کو بہت زیادہ ندامت بھی

۱- الاصابۃ، ۱۲۱/۸　　۲- تھذیب، ۴۲۵/۱۲

۳- نسب قریش، ۱۹/۱، جمہرہ انساب العرب، ص ۱۹۱، التبیین، ص۷۷-۷۹

۴- الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الآداب، باب: استحباب تغیر الاسم، (حدیث: ۲۱۴۲)ص،۹۵۵: الادب المفرد، (حدیث: ۸۲۱)

۵- الجامع الصحیح للمسلم، کتاب النکاح، باب زواج زینب بنت جحش و نزول الحجاب، (حدیث-۱۴۲۸) ص - ۶۰۲، الجامع الصحیح البخاری، کتاب التوحید، وکان عرشه علی الماء، (حدیث-۷۴۲۰) ص - ۱۲۸۷-

۶- سیر اعلام النبلاء ۲۱۱/۲-۲۱۸: المستدرک، ۲۳/۴-۲۶، الطبقات الکبریٰ، ۲۹۵/۸-۳۰۲

۷- اسد الغابة، ۱۲۸/۷، الاصابة، ۱۵۳/۸-۱۵۵: مراۃ الجنان ۱۵/۱

ہوتی تھی۔

ان سے کتب احادیث میں "۱۱" احادیث مروی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں محمد بن عبداللہ بن جحش، زینب بنتِ ابی سلمہؓ، ام حبیبہ بنت ابوسفیانؓ وغیرہ شامل ہیں۔ (۱) سیدہ زینبؓ کا انتقال ۲۰ ہجری میں ہوا۔ اس وقت آپؓ کی عمر ۵۳ سال تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (۲)

۲۱. سیدہ ضباعۃؓ بنت الزبیر:

یہ صحابیہؓ "بنو ہاشم" میں سے تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ نسب: "ضباعۃ بنت الزبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم......" جبکہ والدہ کا نام "عاتکہ بنت ابی وھب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم" تھا۔(۳)

ان کے والد زبیر بن عبدالمطلب کو ان سے بے حد پیار تھا۔ ظہور اسلام کے وقت ہی انہوں نے اسلام قبول کیا۔

انکا نکاح مقداد بن عمرو الاسود سے ہوا اور ان سے دو بچے ہوئے عبداللہ اور کریمہ۔ عبداللہ یوم الجمل کو حضرت عائشہؓ کے ہمراہ لڑتے ہوئے قتل ہوئے۔ (۴) رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لے جاتے تو یہ آپ ﷺ کی خاطر مدارت کرتیں۔

آپؓ نے نبی اکرم ﷺ اور اپنے خاوند مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ جبکہ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں ابن عباسؓ، حضرت عائشہؓ، کریمہ بنت مقدادؓ، ابن مسیب، عروہ اور اعرج وغیرہ شامل ہیں۔ (۵) یہ عہد خلافتِ راشدہ تک زندہ رہیں اور ۴۰ ہجری میں وفات پائی۔ (۶)

۲۲. بسرۃؓ بنت صفوان:

آپؓ قریش کے مشہور خاندان "بنو اسد" سے تھیں۔ نسب: "بسرۃ بنتِ صفوان بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی"۔ (۷)

آپؓ ان مہاجرات صحابیاتؓ میں سے ہیں۔ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ آپؓ سے کتب احادیث میں "۱۱" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے آپؓ کی بھتیجی۔ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیطؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، مروان بن حکم، عروہ بن زبیر اور حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ نے احادیث بیان کی ہیں۔ (۸)

۱- تهذيب، ۱۲/۲۱۷: تاريخ الصحابة، ص، ۱۱۰، التعديل و الجرح ۱۲۸۵/۳

۲- الطبقات الكبرىٰ، ۸/۲۹۵-۳۰۲- الاصابة، ۸/۱۵۳-۱۵۵

۳- الطبقات الكبرىٰ، ۸/۳٦٦- تاريخ الصحابة، ص-۱۳۳

۴- سير اعلام النبلاء، ۲/۲۷۴، ۲۷۵

۵- تهذيب، ۱۲/۳۸۳: كتاب الثقات، ۱/۲۵۳

٦- نساء من عصر النبوة- ص، ۳۴۸-۳۵۴

۷- تهذيب، ۱۲/۳۵۴، ۳۵۵

۸- ايضاً

۲۳. ام المومنین حضرت صفیہؓ بنت حیی:

نام "زینب"، کنیت، "ام یحیٰ"، سلسلہ نسب: "صفیہ بنت حی بن اخطب بن شعبۃ بن ثعلبہ بن عبید بن کعب الخزرج......" والدہ کا نام "ضرہ یا برہ بنت سموئل" ہے۔(۱)

انکا پہلا نکاح سلام بن مشکم سے ہوا۔ اس نے طلاق دی۔ تو دوسرا نکاح کنانہ بن ابی الحقیق سے ہوا۔ جو جنگِ خیبر میں مارا گیا۔ خود گرفتار ہوئیں۔ حضور ﷺ نے آزاد کر کے نکاح کر لیا اور ولیمہ کیا۔ واپسی پر آپ ﷺ نے سیدہ صفیہؓ کو اونٹ پر سوار کروایا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا تا کہ کوئی دیکھ نہ سکے۔(۲)

آپؓ نہایت بردبار، عقلمند، عالمہ و فاضلہ، محدثہ اور فقیہہ تھیں۔ آپؓ سے کتب احادیث میں "۱۰" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں کنانہ، یزید بن معتب، علی بن حسین بن علی، مسلم بن صفوان، اسحاق بن عبداللہ بن الحارث وغیرہ شامل ہیں۔(۳)

حضرت صفیہؓ بہت سلیقہ شعار تھیں۔ کھانا نہایت عمدہ پکاتی تھیں۔ آنحضور ﷺ سے بے حد پیار تھا۔ امیر معاویہ کے عہد میں رمضان ۵۰ ہجری میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔(۴)

۲۴. حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ:

کنیت سے مشہور ہیں۔ قریش کے خاندان "بنو عبد شمس" میں سے تھیں۔ نسب: "ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس" ہے۔ والدہ کا نام "اروی بنت کریز" ہے جنکا پہلا نکاح "عفان بن ابی العاص" سے ہوا۔ ان سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ عفان کے انتقال کے بعد انکا نکاح "عقبہ بن ابی معیط" سے ہوا۔ حضرت ام کلثومؓ اسی کی صلب سے تھیں۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اخیافی بہن ہیں۔ نامساعد حالات میں اسلام قبول کیا۔ اور صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کی۔(۵)

یہاں آنحضور ﷺ نے ان کو حضرت زید بن حارثہؓ سے بیاہ دیا۔ انکی شہادت کے بعد بالترتیب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عمرو بن العاصؓ سے نکاح ہوا۔ اس نکاح کے ایک ماہ کے بعد انہوں نے وفات پائی۔(۶)

۱- التبیین، ص- ۸۳،۸۲: کتاب المحبر، ص ۹۰: سیر اعلام النبلاء ۲/۲۳۱-۲۳۸

۲- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی باب غزوہ خیبر، (حدیث:۴۲۱۱)ص،۷۱۵، السنن، لابوداؤد، کتاب الخراج باب ماجا، فی سھم الصیفی (حدیث:۲۹۹۵-۲۹۹۸) ص، ۴۳۸، الطبقات الکبریٰ، ۸/۳۰۵-۳۱۰

۳- الاستیعاب، ۴/۴۲۶، ۴۲۷: تہذیب، ۱۲/۳۸۰-۳۸۱، تاریخ الصحابۃ، ص ۱۳۹: العقد الفرید، ۴/۸۳: الجرح والتعدیل ۳/۱۲۸۹

۴- کتاب المحبر، ص ۹۰: تاریخ خلیفہ، ص، ۸۶، سیر اعلام النبلاء، ۲/۲۳۱-۲۳۸

۵- الاصابۃ، ۸/۴۶۲،۴۶۳: اسد الغابۃ، ۷/۳۸۶ ۶- الاصابۃ، ۸/۴۶۲،۴۶۳

حضرت ام کلثومؓ نے آنحضورﷺ سے "۱۰" احادیث روایات کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت متفق علیہ ہے۔ آپ سے آپؓ کے دونوں بیٹے حمید اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔(۱)

۲۵. ام کرز الخزاعیہ ثم الکعبیہؓ:

آپؓ محدثہ صحابیہؓ ہیں۔ آپ کا تعلق بنو خزاعہ اور بنو کعب سے ہے۔ اس لیے آپؓ کو ام کرز الخزاعیہ ثم الکعبیہ لکھا گیا ہے۔ (۲) آپؓ حدیبیہ کے دن مسلمان ہوئیں۔ آپؓ سے عبداللہ بن عباسؓ، عطا بن ابی رباح، طاؤس، مجاہد، سباع بن ثابت اور عروہ بن زبیر روایت کرتے ہیں۔(۳)

۲۶. سیدہ ام ھشامؓ بنت حارثہ بن النعمان:

سیدہ ام ہشام بنت حارثہ حافظہ ہیں۔ انہوں نے انصاری خواتین کے ساتھ رسول اللہﷺ سے بیعت کی تھی۔ ان سے چند احادیث مروی ہیں۔ ان سے ان کی بہن عمرہ، محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد، یحییٰ بن عبداللہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔(۴)

۲۷. حضرت خدیجة الکبریٰؓ:

نام ونسب: "خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ "(۵) تھا۔ والدہ کا نام: "فاطمہ بنت زائدۃ بن الاصم بن رواحۃ ......" تھا۔ (۶) آپؓ رسول اکرمﷺ کی سب سے پہلی زوجہ ہیں۔ شادی سے قبل بھی آپؓ کا معاشرے میں بلند مقام تھا۔ آپؓ کی پہلی شادی "عتیق بن عائذ مخزومی" جبکہ دوسری شادی "ابوھالہ مالک بن نباش" سے ہوئی۔(۷) شوہر کی وفات کے بعد آپﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔ اس وقت انکی عمر ۴۰ سال جبکہ رسول اللہﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی۔(۸) رسول اللہﷺ کی زوجیت میں آنے کے بعد آپؓ نے اپنا سارا مال واسباب رسول اللہﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ تختہ نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد نبی کریمﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کو ہی محرمِ راز بنایا۔ (۹) انہوں نے آپﷺ کو تسلی و تشفی دی اور مزید تسلی کے لیے آپ

۱- الاصابة، ۸/۴۱۲،۴۱۳ ۲- ایضاً

۳- تہذیب، ۱۲/۴۲۵؛ العقد الثمین، ۶/۴۶۱

۴- الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۵۳، تہذیب، ۱۲/۴۴۰

۵- نسب قریش، ۱/۲۱؛ انساب الاشراف، ۲/۵۲۵؛ کتاب المحبر، ص ۷۷؛ السیرة النبویة لابن اسحاق، ۱/۱۲۹

۶- السیرة النبویة لابن ہشام، ۱/۲۲۶؛ نسب قریش، ۱/۲۱، الروض الانف، ۱/۳۲۳

۷- الروض الانف، ۱/۳۲۸، ابن سید الناس، عیون الاثر، ۱/۹۳

۸- الطبقات الکبریٰ، ۱/۱۳۲، محمد الغزالی، فقه السیرة، ص ۸۰

۹- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الوحی، باب: کیف کان بدء الوحی الی رسول الله، (حدیث:۳) ص ۱، محمد علی قطب، زوجات النبی ﷺ ص ۹

ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں: انہوں نے آپ ﷺ کے نبی ہونے کی تصدیق کی۔ (۱)

تمام محدثین اور اہل سیر متفق ہیں کہ عورتوں میں مشرف بہ اسلام ہونے والی پہلی خاتون حضرت خدیجہ الکبریٰؓ ہیں۔(۲)

رسالت کی عظیم ذمہ داری ملتے ہی آپ ﷺ کی مشکل ترین زندگی کا آغاز ہوا۔ حالات کی تیز آندھیوں اور مخالفت کے خطرناک طوفانوں میں سیدہ خدیجہ الکبریٰ آپ ﷺ کے شانہ بشانہ اور قدم بہ قدم ساتھ رہیں۔ (۳)

وقت کے ساتھ ساتھ قریش مکہ کی سختیاں اور مظالم بڑھتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ محرم الحرام ۷ نبوی میں قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف ایک معاہدہ کیا کہ نہ تو وہ ان سے کوئی خرید وفروخت کریں گے۔ نہ شادی بیاہ کے معاملات طے کریں گے۔(۴) چنانچہ بنو ہاشم اور بنی عبدالمطلب شعب بن ہاشم میں محصور ہو گئے۔ یہ محاصرہ تین سال تک جاری رہا۔ حصار سخت تکلیف دہ تھا۔ ۱۰ نبوی میں قریش کے اندرونی باہمی اختلافات کی وجہ سے اس محاصرہ کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن اس محاصرے کی تکالیف ومصائب نے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی صحت پر بڑے اثرات مرتب کئے اور نکاح کے ۲۵ سال بعد ماہ رمضان ۱۰ نبوی میں ہجرت مدینہ سے تین سال قبل انتقال فرمایا(۵) آپ ﷺ ان کی قبر میں خود اترے اور اپنی غمگسار بیوی کو قبر کی آغوش میں رکھا۔ آپؓ کی قبر جنت المعلی حجون میں ہے۔(۶)

حضرت خدیجہؓ کا شمار عقل، بزرگی، عزت و پرہیزگاری کے حوالے سے کامل ترین خواتین میں ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے اور تمام امہات المومنین میں سے ان کو سب پر فضیلت دیتے تھے۔(۷)

حضرت خدیجہؓ پر حضرت جبرائیلؑ نے سلام بھیجا۔ (۸)

۱- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الوحی، باب: کیف کان بدء الوحی الی رسول الله، (حدیث:۳) ص ۱، محمد علی قطب، زوجات النبی ﷺ ص ۹

۲- السیرة النبویة لابن ہشام، ۱/۲۷۷: کنز العمال، ۱۳/۲۹۸: سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۱۲

۳- مصطفیٰ محمد الطحان، امہات المومنین فی مدرسة النبوة، ص - ۲۷

۴- التبیین، ص ۹۲

۵- انساب الاشراف، ۲/۳۵: سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۱۷

۶- الطبقات الکبریٰ، ۸/۱۸، انساب الاشراف، ۱/۲۷۳: عمر رضا کحاله، اعلام النساء، ۱/۳۳۱، یاقوت الحموی، حجون کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ مکہ سے بلند ایک پہاڑی کا نام ہے- جہاں حضرت خدیجہؓ دفن ہوئیں- (المعجم البلدان، ۲/۲۶۰)

۷- سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۱۰: السمط الثمین، ص ۲۹، الاستیعاب، ۴/۲۸۴

۸- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی ﷺ خدیجة وفضلها رضی الله عنها- ص ۶۲۱، امہات المومنین فی مدرسة النبوة، ص ۲۹

حضرت خدیجہ کو ﴿خیر نسائها مریم بنت عمران وخیر نسائها خديجة بنت خويلد﴾ (۱) کہہ کر نا صرف امتِ محمدی کی تمام خواتین پر فضیلت بخشی گئی بلکہ دنیا میں ہی ان کو جنت کی خوشخبری دی گئی۔ (۲)

۲۸. شفاؓ بنتِ عوف:

نام: ''شفاء'' نسب: ''شفا بنت عوف بن عبد بن الحارث بن زهرة'' والدہ کا نام ''سلمٰی بنت عامر'' تھا۔ عوف بن عبد عوف زہری سے نکاح ہوا۔ ان سے عبدالرحمٰن بن عوف پیدا ہوئے جو اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے ہیں (۳) شفاءؓ سابقین اولین کی جماعت میں سے ہیں۔ ہجرت کرنے والوں میں شامل تھیں۔ ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت چند دوسری خواتین کے علاوہ یہ بھی حضرت آمنہؓ کے پاس موجود تھیں۔ آنحضور ﷺ کی زندگی میں ہی انہوں نے وفات پائی۔ (۴)

۳۰. زینبؓ بنت ابی سلمہ:

ام المومنین حضرت ام سلمہ کی صاحبزادی ہیں۔ سلسلہ نسب: ''زینب بنتِ ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی......'' حضرت ام سلمہ کو ۴ ہجری میں جب ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ تو حضرت زینبؓ ابھی شیر خوار تھیں (۵) سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد انکی شادی عبداللہ بن زمعہ بن اسود سے ہوئی۔ ۶۳ ہجری میں اپنے دو لڑکوں یزید بن عبداللہ اور کثیر بن عبداللہ کی شہادت کا صدمہ جانکاہ جھیلا اور ۷۳ ہجری میں وفات پائی۔ (۶)

حضرت زینبؓ بہت عالمہ، فاضلہ اور فقیہہ تھیں۔ آپؓ سے کتبِ احادیث میں ''۷'' احادیث مروی ہیں۔ آپؓ اپنی والدہ محترمہ ام سلمہؓ، سیدہ عائشہؓ، سیدہ زینبؓ بنت جحش اور حضرت ام حبیبہؓ سے روایت کرتی ہیں اور آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپؓ کے بیٹے ابوعبیدہ، محمد بن عمرو، حمید بن نافع مدنی، عراک بن مالک، عروہ بن زبیر ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، کلیب بن وائل اور ابو قلابہ الجرمی وغیرہ شامل ہیں (۷)

۳۰. ام خالدؓ بنتِ خالد:

آپؓ کا نام ''امت'' ہے۔ آپؓ ''خالد بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس'' کی صاحبزادی ہیں۔ آپؓ کی والدہ

۱- الجامع الصحيح للمسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل خديجه، ص - ۱۰۲۹

۲- الجامع للترمذی، کتاب المناقب، باب فضل خديجةؓ، ص ۸۷۵: اخبار مکه ۲/۲۰۵

۳- اسد الغابة، ۷/۱۶۳

۴- الاستيعاب، ۴/۳۲۴، ۳۲۵: الاصابة، ۸/۲۰۳

۵- الطبقات الكبرىٰ- ۸/۱۳۲'۱۳۳

۶- نساء ''من عصر النبوة، ص - ۳۶۷-۳۷۱

۷- تهذيب، ۱۲/۳۷۴

"ہمیمہ بنت خلف بن اسعد بن عامر" (۱) ہیں۔ خالد بن سعید اپنی بیوی کے ہمراہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ حبشہ ہی میں ان کے ہاں امت بنتِ خالد پیدا ہوئیں۔ یہ حبشہ ہی میں رہیں حتیٰ کہ مہاجرین دو کشتیوں میں واپس آئے۔ اس وقت یہ بالغ و عاقل ہو چکی تھیں۔(۲)

آپؓ سے کتبِ احادیث میں "۷" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں موسیٰ بن عقبہ، ابراہیم بن عقبہ وغیرہ شامل ہیں۔(۳)

۳۱. حضرت ام ایوبؓ:

انکا اصل نام معلوم نہیں۔ "ام ایوب" کے نام سے مشہور تھیں۔ نسب: "قیس بن سعید بن قیس بن عمرو بن امرئ القیس......" "خزرج" سے تعلق تھا۔(۴) میزبان رسول ﷺ ابو ایوب انصاریؓ کی اہلیہ تھیں۔ ہجرت نبوی ﷺ سے قبل اپنے شوہر کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ تشریف لانے کے سات ماہ بعد تک حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر قیام فرمایا۔ اس دوران حضرت ام ایوبؓ ہی کھانا تیار کرتی تھیں اور آپ ﷺ کی خدمت کرتی تھیں۔ ان سے چند احادیث مروی ہیں۔ ان کے سالِ وفات کے بارے میں کتبِ سیر خاموش ہیں۔(۵)

۳۲. ام معبد خزاعیہؓ:

انکا اصل نام "عاتکہ بنتِ خالد" تھا۔ مگر کنیت "ام معبد" سے مشہور تھیں۔ نسب: "عاتکہ بنت خالد بن خلیف بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس......" شوہر کا نام اکثم بن ابی خزاعی...... تھا۔ دونوں کا تعلق بنو خزاعہ کی شاخ "بنی کعب" سے تھا۔(۶) ام معبد بہت عالی حوصلہ، شریف اور مہمان نواز تھیں سفرِ ہجرتِ مدینہ کے دوران نبی کریم ﷺ نے ان کے خیمے میں قیام کیا اور گھر میں کوئی اور چیز موجود نہ ہونے کی وجہ سے ایک مریل سی بکری سے آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے دودھ دوہا۔ اور سب نے سیر ہو کر پیا۔ حضور ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اسکا شوہر جب گھر آیا اور دودھ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے نہایت تفصیل سے تمام واقعہ اور نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیا۔ جو تمام تر جزئیات کے ساتھ تاریخ نے اپنے صفحات میں محفوظ رکھا ہے۔(۷) ایک روایت کے مطابق انہوں نے اسی وقت اسلام قبول کیا اور دوسری روایت کے مطابق دونوں میاں بیوی ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ پہنچے اور سعادتِ ایمان سے بہرہ مند ہوئے۔ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی

۱- الطبقات الکبریٰ، ۸/۲٦۷، المستدرک، ۴/۲۲

۲- اعلام النساء، ۱/۳۱۳؛ الاصابۃ، ۸/۲۸۸

۳- الاصابۃ، ۸/۲۸۸

۴- الاستیعاب، ۴/۴٦۹، اسد الغابۃ، ۷/۲۹۱

۵- الاصابۃ، ۸/۳٦۲؛ در السحابۃ، ص - ۵۵۸

٦- اسد الغابۃ، ۷/۱۸۰؛ الاصابۃ، ۸/٤٧٦، ٤٧٧

۷- الآحاد والمثانی، ص، ۲۸۳، ۳۸۳، مجمع الزوائد، ۲/۲٦۹

اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک زندہ رہیں۔ (۱)

۳۳. حضرت ام منذرؓ بنت قیس:

نام "سلمٰی بنی مازن بن النجار" سے تعلق تھا، آپؓ "قیس بن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار" کی دختر اور "سلیط بن قیس بدری"، شہید جنگ جسر ابی عبید کی سگی بہن ہیں۔ والدہ: "رغیبة بنت زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ" ہیں۔ (۲) آپؓ نے "قیس بن صعصة بن وهب بن عدی" سے شادی کی۔ جس سے منذرؓ پیدا ہوئے۔ ام منذرؓ نے بھی مسلمان ہوکر نبی کریم ﷺ سے بیعت کی۔ (۳)

۳۴. حضرت کبشہ الصاریہؓ:

نام: "کبشہ، کبیشہ"، کنیت، "ام ثابت"، نسب: "کبشہ بنت ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ......" (۴) قبیلہ خزرج سے تھیں۔ شاعر رسول ﷺ حسان بن ثابت کی بہن تھیں۔ انکا تعلق بنی مالک بن النجار سے تھا۔ انہیں حضور ﷺ سے بے حد پیار تھا (۵) ان سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔ (۶)

۳۵. ام ایمنؓ:

نام "برکۃ"، کنیت، "ام ایمن" سلسلہ نسب: "برکۃ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حسن بن مالک بن سلمۃ"۔ ابتدائی وطن حبشہ تھا۔ رسول اقدس ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی کنیز تھیں۔ (۷) انکا پہلا نکاح "عبید بن زید خزرجی" سے ہوا۔ دوسرا "زید بن حارثہؓ" سے جن سے "حضرت اسامہ بن زیدؓ" تھے۔ آپؓ کو نبی کریم ﷺ احترام سے "میری ماں" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ (۸) آپ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو ام ایمنؓ بے حد خوشی کا اظہار کرتیں۔ یہ انتہائی پاکیزہ سیرت، خوف خدا کی خوگر، روزے دار اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ (۹) واقعۂ افک پر انہوں نے برملا حضرت عائشہؓ

۱- تاریخ الصحابة، ص ۲۰۲؛ نساء، من عصر النبوة، ص - ۶۳-۶۹، تاریخ مكة المشرفة، ص ۲۲۶،۲۲۵

۲- الطبقات الكبرىٰ، ۸/ ۳۲۵،۳۲۴؛ الاستيعاب، ۴/ ۵۱۶، اسد الغابة: ۷/ ۳۸۸

۳- الاصابة، ۸/ ۳۸۰، مجمع الزوائد، ۹/ ۳۲۴، المعجم الكبير، ۲۵/ ۱۹

۴- الاستيعاب، ۴/ ۴۶۰

۵- اسد الغابة، ۷/ ۲۴۰، المعجم الكبير، ۲۵/ ۱۵

۶- تهذيب، ۱۲/ ۳۹۷

۷- الطبقات الكبرىٰ، ۸/ ۳۶۱-۳۶۳، اسد الغابة: ۷/ ۳۵

۸- الاستيعاب ۴/ ۳۵۶، ۳۵۷؛ المستدرك، ۴/ ۷۰

۹- سير اعلام النبلا ۲/ ۲۲۳-۲۲۷

کی پاکیزگی کا برملا اظہار کیا۔ حضورﷺ کی وفات پر بے حد سوگوار ہوئیں کئی غزوات میں شریک ہوئیں اور مالِ غنیمت میں سے حصہ پایا۔(۱) ان سے "۵" احادیث مروی ہیں۔(۲)

ابن حجر اور ذھبی کے قول کے مطابق نبی کریمﷺ کی وفات کے ۵ ماہ بعد انہوں نے وفات پائی۔(۳)

۳۶. حضرت حلیمہ سعدیہؓ:

نام "حلیمہ"۔ نسب: "حلیمہ بنت عبداللہ بن حارث بن شجنہ ابن ازام بن ناصرۃ بن سعد بن بکر بن ھوازن" (۴) شوہر کا نام "الحارث بن عبدالعزی بن رفاعۃ السعدیؓ" (۵) تھا۔

علماء کے نزدیک ان کے اسلام لانے میں کوئی شک نہیں۔ انہوں نے نا صرف اسلام قبول کیا بلکہ ہجرت بھی کی اور مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہیں۔

بعض روایات کے مطابق وہ حضور اکرمﷺ کی زندگی میں ہی وفات پا گئی تھیں۔(۶)

بچپن میں رضاعت کے لیے حضورﷺ کو ان کے حوالے کیا گیا اور آپﷺ نے تقریباً بچپن ان کے ساتھ گزارا۔(۷)

۳۷. حضرت عزیزۃؓ بنت ابی تجراۃ:

یہ "عزہ" اور "حبیبہ بنتِ ابی تجراۃ" کی بہن تھیں۔ بلاذری نے انکا ذکر کیا ہے۔(۸)

۳۸. حضرت ام الحصین الاسلمیہؓ:

صحابیاتؓ میں سے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہﷺ سے "۷" احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے عیزار بن حریث اور یحیٰی بن الحصین روایت کرتے ہیں۔(۹)

۳۹. حضرت عمرۃؓ بنتِ عبدالرحمن:

یہ "عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار" کی دختر ہیں۔ والدہ: "سالمہ

۱- الاصابة، ۸/۳۵۸-۳۶۰، نساء من عصر النبوة، ص ۲۳-۲۵
۲- تهذيب، ۱۲/۴۰۸، كتاب الثقات، ۱/۲۹۹؛ مجمع، ۹/۴۱۸، ۴۱۹
۳- الطبقات الكبرى، ۸/۳۶۱-۳۶۳، تاريخ صحابه، ص ۲۹، كنز العمال، ۱۲/۶۶
۴- التبيين ص ۵۸، ۵۹، الاصابة، ۸/۸۸، ۸۷
۵- مجمع الزوائد، ۹/۴۱۹
۶- نساء من عصر النبوة، ص ۱۷
۷- مجمع الزوائد، ۹/۴۱۹، ابن الوردی، عمر بن مظفر، تاریخ ابن الوردی، ۱/۹۵-۹۶
۸- الاستعياب، ۴/۳۳۹
۹- الطبقات الكبرىٰ، ۸/۳۰۵، اعلام النساء، ۱/۲۶۶

بنت حکیم بن ہاشم بن قوالہ'' ہیں۔ آپؓ سے ''عبدالرحمٰن بن حارثہ بن نعمان بن نفع بن زید بن عبید'' نے شادی کی۔ جن سے ابوالرجال محمد بن عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔(۱)

عمرہ صاحب علم تھیں اور یہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتی ہیں۔ جبکہ ان سے زہری، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم اور یحییٰ بن سعید انصاری وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ یہ ''کثیر الحدیث اور ثقہ'' ہیں۔ ۱۰۶ ہجری میں وفات پائی۔(۲)

۴۰+۴۱. برہ بنت ابی تجراۃ العبدریۃ+ حبیبہ بنت ابی تجراۃ:

یہ دونوں بہنیں برہؓ اور حبیبہ شرف صحابیات سے بہرہ ور تھیں۔ زبیر کا کہنا ہے کہ بنی تجراۃ ''کندہ'' کی قوم میں سے تھے جو مکہ آئے۔ یہ بنی عبدالدار کی مولاۃ ہیں۔ انہوں نے حبشہ ہجرت کی ان کے والد ''ابو تجراۃ ابن ابی فکیھہ'' تھے۔ جنکا اصل نام یسار تھا۔(۳) ان سے چند احادیث مروی ہیں۔(۴)

۴۲. سراۃؓ بنت نبہان:

انکا شمار محدث صحابیاتؓ میں ہوتا ہے۔ ان سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔(۵)

۴۳. الشموسؓ بنت نعمان:

نام شموس، نسب: ''الشموس بنت نعمان بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبعیۃ بن زید''۔(۶)

انکا تعلق انصار قبیلے سے تھا، والدہ کا نام: ''سالمہ بنت مطرف بن الحارث بن زید'' تھا انکی شادی ''ابوسفیان بن حارث بن قیس'' سے ہوئی۔ یہ مسلمان ہوئیں اور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت لی۔(۷)

۴۴. ام الضحاکؓ بنت مسعود:

محدث صحابیہؓ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی تھی۔ غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئیں اور مال غنیمت میں حصہ پایا۔(۸)

۱- تہذیب الکمال، ۳۵/۲۴۱، تہذیب، ۱۲/۴۳۸،۴۳۹

۲- تہذیب، ۱۲/۴۳۹، الذھبی، محمد بن احمد، الکاشف، ۳/۴۳۱

۳- تاریخ الصحابۃ، ص ۸۳،۲۹؛ اسد الغابۃ ۷/۶۱،۷/۳۶، العقد الثمین، ۶/۳۷۶، ۶/۳۷۳

۴- المستدرک، ۴/۴۳۸

۵- محمد سعید مبیض، موسوعۃ حیاۃ الصحابیاتؓ، ص ۴۴۸

۶- الاصابۃ، ۴/۳۴۳

۷- الاستبصار، ص: ۳۵۵

۸- الاستبصار، ص ۴۴۵؛ الاصابۃ، ۴/۴۶۹

۴۵. ام سلیمانؓ بن عمرو بن الاحواص الازدیہ:

انکی کنیت ''ام جندب'' تھی۔ محدث صحابیہ ہیں۔ ان سے انکا بیٹا سلیمانؓ روایت کرتا ہے۔ (۱)

۴۶. ام ابانؓ بنت الوداع بن زارع:

یہ بھی محدث صحابیہؓ ہیں۔ وہ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتی ہیں اور ان سے ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔ (۲)

۴۷. ام زیاد الاشجعیہؓ:

صحابیہؓ ہیں۔ ان سے رافع بن سلمہ بن زیاد اور حشرج بن زیاد روایت کرتے ہیں۔ (۳)

۴۸. عائشہؓ بنتِ طلحہ بن عبید اللہ:

انکی والدہ ''ام کلثوم بنت الصدیق'' تھیں۔ انہوں نے اپنی خالہ حضرت عائشہؓ سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ یحیٰ بن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔

۱۱۰ ہجری تک مدینہ میں زندہ رہیں۔ (۴)

۴۹. صفیہؓ بنت شیبہ بن عثمان حاجب الکعبۃ:

انکا تعلق ''بنی کندہ'' قوم سے تھا جو حبشہ سے ہجرت کر کے مکہ آئے۔ (۵)

''تابعہ اور ثقہ'' ہیں۔ ابن حبان نے صحابیاتؓ میں انکا تذکرہ کیا ہے۔ (۶)

۵۰. فاطمہؓ بنتِ الحسین بن علی بن ابی طالب. الهاشمیہ المدنیہ:

انکی والدہ ''ام اسحاق بنتِ طلحہ'' تھیں۔ انکی شادی ''حسن بن الحسن بن علیؓ'' سے ہوئی اور ان کے بعد عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے۔ ابنِ حبان نے ثقات میں انکا تذکرہ کیا ہے۔ (۷)

۵۱. معاذہؓ بنتِ عبداللہ العدویہ:

نسب: ''معاذہ بنتِ عبداللہ بن عمرو بن مرۃ بن قیس بن عدی.................'' اور انکی کنیت ''ام الصہباء'' تھی۔ یہ بصرہ

۱- اسد الغابة، ۳۳۴/۷، ۳۳۵؛ الاصابة، ۱۸۸/۱۳

۲- اعلام النساء ۲۲/۱

۳- الاصابة، ۲۱۴/۱۳، تہذیب، ۴۱۷/۱۲

۴- الکاشف، ۴۳۰/۳، موسوعة حیاة الصحابیات، ص ۵۷۳

۵- الاستیعاب، ۴۲۸/۴، الاصابة، ۴۱۳/۸

۶- تاریخ الثقات، ص ۵۲۰

۷- الکاشف، ۴۳۲/۳، تہذیب، ۴۴۲/۱۲، ۴۴۳

کی رہنے والی تھیں۔فصاحت و بلاغت، تفقہ فی الدین اور زہد میں لاثانی تھیں، تمام دن رات عبادت میں گزارتی تھیں۔۴۰ سال تک انہوں نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف نہیں اٹھائیں۔معاذۃ ؓ نے حضرت عائشہ ؓ،ہشام بن عامر ؓ۔ام عمر بنت عبداللہ بن زبیر وغیرہ سے روایت کی ہے۔جبکہ ان سے ابوقلابہ،قتادہ، یزید ارشد، عاصم الاحول وغیرہ نے روایت کی ہے۔"ثقہ حجت" تھیں۔۸۳ھ میں وفات پائی۔(۱)

۵۲. سمعیة البصریة ؓ:

یہ حضرت عائشہ ؓ سے اور ان سے ثابت البنانی روایت کرتے ہیں۔

۱۲۷یا۱۲۳ ہجری میں وفات پائی۔(۲)

۵۳. بنانۃ ؓ بنت یزید العبشمة:

ان کو "نبالۃ" بھی کہا جاتا ہے۔یہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت کرتی ہیں۔جبکہ ان سے عاصم الاحول نے روایت کی ہے۔۱۴۲ ہجری میں وفات پائی۔(۳)

۵۴. حضرت سلمی ؓ ام رافع:

یہ ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں۔گھریلو کام کاج اور بچوں کی تربیت میں حضرت خدیجہ ؓ کی مدد کیا کرتی تھیں۔حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے پر بے حد خوش ہوئیں۔یہ رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگایا کرتی تھیں۔(۴) غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھیں(۵)

۵۵. حضرت ام عامر ؓ والدہ ابی الطفیل بن واثلة:

یہ "عامر بن واثلہ" کی والدہ اور مشہور صحابی "واثلہ بن عبداللہ" کی زوجہ تھیں۔ان سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔(۶)

۵۶. ام مالک الانصاریہ ؓ:

ام مالک الانصاریہ صحابیہ ؓ تھیں اور نبی کریم ﷺ کو تحائف بھیجا کرتی تھیں۔ان سے تین احادیث مروی ہیں۔(۷)

۱- الطبقات الکبری، ۳۶۵/۸؛ اعلام النساء، ۶۱،۶۰/۵، موسوعة حیاة الصحابیات، ص-۷۰۲، الکاشف، ۴۲۵/۳

۲- اعلام النساء، ص، ۲۶۱

۳- تهذیب الکمال، ۱۳۸/۳۵؛ اعلام النساء، ۱۴۹/۱

۴- محمود طلحه جلی، المائة الاوائل من صحابیات الرسول، ص، ۳۱۹،۳۱۸

۵- الاستعیاب، ۱۸۶۲/۴، ۱۸۶۳

۶- الاصابة، ۴۴۷/۸، تقریب، ۱۴۴/۲

۷- اسد الغابة، ۳۷۹/۷، الکاشف، ۴۴۴/۳؛ موسوعة حیاة الصحابیات، ص ۱۹۵

۵۷. حضرت ام سعدؓ بنت سعد الربیع:

انکا اصل نام ''جمیلہ'' تھا۔ بنی حارث بن الخزرج سے تعلق تھا۔ صحابیہ تھیں...........نسب: ''ام سعد بنت الربیع بن ابی زہیر بن مالک......'' والدہ کا نام ''خلادہ بنت انس بن سنان'' تھا۔ (۱)

۵۸. حضرت نفیسہؓ بنت منیہ:

نسب: ''نفیسہ بنت امیہ بن ابی عبید بن حمام بن الحارث بن بکر بن زید..................'' اور والدہ ''منیہ بنت جابر بن وھب بن نسیب بن زید بن مالک'' ہے۔ مشہور صحابی ''یعلی بن امیہ'' کی بہن ہیں۔ نفیسہ نے اسلام کی سعادت حاصل کی اور حضور ﷺ سے حضرت خدیجہؓ کا نکاح کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔ (۲)

۵۹. حضرت عمیرہؓ بنت عبداللہ بن کعب:

یہ مشہور صحابی اور شاعر رسول ﷺ ''کعب بن مالک'' اور ''صحابیہ عمیرہ بنت جبیر بن صخر بن امیہ'' کی پوتی ہیں۔ نسب: ''عمیرہ بنت عبید اللہ بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین الانصاری'' ہے۔ (۳)

۶۰. حضرت جہدمہؓ:

انکا یہ نام نبی کریم ﷺ نے بدل کی ''لیلیٰ'' رکھ دیا تھا۔ یہ ''بشیر بن خصاصیہ'' کی بیوی تھیں اور ''بنی شیبان'' سے انکا تعلق تھا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ۲ یا ۳ احادیث روایت کی ہیں۔ (۴)

۶۱. حضرت فاطمہؓ بنت عبداللہ:

حضرت فاطمہ بنت عبداللہ عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ کی والدہ ہیں اور وہ آنحضور ﷺ کی ولادت کے وقت حضرت بی بی آمنہؓ کے پاس موجود تھیں۔ (۵)

۶۲. ام سالم الراسبیہؓ:

ام سالم بنت مالک الراسبیۃ البصریۃ صحابیہ ہیں۔ ان سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔ (۶)

۱- الاستیعاب، ۳۱۵/۲؛ اسد الغابۃ، ۳۲۷/۷؛ الاصابۃ، ۲۰۱/۸

۲- الطبقات الکبریٰ، ۳۷۱/۸؛ الاستیعاب، ۳۷۱/۴؛ اسد الغابۃ، ۲۷۲/۷؛ الاصابۃ، ۳۳۱/۸

۳- الطبقات الکبری، ۴۳۸/۸، التاریخ الکبیر، ۱۰۵/۷؛ تھذیب الکمال، ۲۰۲/۱۵

۴- الاستیعاب، ۳۶۲/۲، الاصابۃ، ۷۲/۸

۵- موسوعۃ حیاۃ الصحابیات، ص ۲۵۱، المواھب اللدنیہ، ۱۲۷/۱، الاستیعاب، ۴۵۳/۲

۶- الکاشف، ۴۴۱/۳، تھذیب، ۴۹۷/۴

باب سوم

حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مکی و مدنی دور) کے اہم پہلو

فصل اول: مکی دور

☆ اسلام سے قبل عرب کی مذہبی حالت

☆ تورات وانجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی پیشن گوئیاں

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کی شرافت

☆ نسب اقدس ☆ پیدائش

☆ رضاعت ☆ عہد شباب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ معاشی جدوجہد ☆ حضرت خدیجہؓ سے شادی

☆ قبل از اسلام شرک سے دوری ☆ قبل از بعثت علامات نبوت

☆ آغاز وحی ☆ تبلیغ اسلام اور قریش کے مظالم

☆ سفرِ طائف

☆ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

فصل دوم: مدنی دور

☆ ہجرتِ مدینہ ☆ مسجد قبا کی تعمیر

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی ☆ غزوۂ خندق

☆ غزوۂ بنو قریظہ ☆ غزوۂ خیبر

☆ فتح مکہ ☆ عام الوفود

☆ حجۃ الوداع ☆ مرض الموت

☆ وصال

تعارف باب سوم

باب سوم میں صحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض یاب ہونے والی صحابیاتؓ کی ان روایات کو جمع کیا گیا ہے۔ جن سے آپ کی مکی اور مدنی زندگی پر روشنی پڑتی ہے۔ ان روایات کا پس منظر، وضاحت طلب باتوں کی تشریح، تخریج اور فصل کے اختتام پر روایت بیان کرنے والے تمام راویوں کے مختصر احوال، سال وفات، اور ان کا علم اسماء الرجال و جرح و تعدیل کے مطابق متعین درجہ بیان کیا گیا ہے۔

فصل اول: مکی دور

- ☆ اسلام سے قبل عرب کی مذہبی حالت
- ☆ تورات وانجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی پیشن گوئیاں
- ☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کی شرافت
- ☆ نسب اقدس
- ☆ پیدائش
- ☆ رضاعت
- ☆ عہد شباب نبوی
- ☆ معاشی جدوجہد
- ☆ حضرت خدیجہؓ سے شادی
- ☆ قبل از اسلام شرک سے دوری
- ☆ قبل از بعثت علامات نبوت
- ☆ آغاز وحی
- ☆ تبلیغ اسلام اور قریش کے مظالم
- ☆ سفر طائف
- ☆ حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے شادی

اسلام سے قبل عرب کی مذہبی حالت:

عرب کے تمام لوگ پہلے پہل دین ابراہیمی کے پیروکار تھے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے تھے ان میں دین ابراہیمی کے شعائر باقی تھے۔ مگر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد عمرو بن لحیی (۱) ملک شام گیا۔ تو اس نے وہاں بتوں کی پوجا ہوتے دیکھی کیونکہ ملک شام پیغمبروں کی سرزمین اور آسمانی کتابوں کی نزول گاہ تھی۔ چنانچہ وہ اس سے متاثر ہوکر ''ہبل'' نامی بت اپنے ساتھ لایا اور اسے خانہ کعبہ کے اندر نصب کر دیا۔ اہل مکہ اس پر لبیک کہتے ہوئے اس کے نقش قدم پر چل پڑے (۲) اس طرح عرب میں بت پرستی کا آغاز ہوا۔ رفتہ رفتہ اس بت پرستی نے اس قدر مقبولیت حاصل کر لی کہ بہت سے جانوروں کو ان بتوں کی نذر کر کے آزاد چھوڑ دیا جاتا۔

حدثنی محمد بن أبی یعقوب ابو عبداللہ الکرمانی حدثنا حسان بن ابراھیم حدثنا یونس عن الزھری عن عروہ ﴿ان عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: رأیت جھنم یحطم بعضھا بعضا ورأیت عمراً یجر قصبہ وھو اوّل من سیب السوائب﴾ ج

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کو دیکھا کہ اپنے آپ کو کچل رہی تھی اور میں نے اس میں عمرو بن لحیی کو اپنی آنتیں کھینچتے ہوئے دیکھا۔ اس نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر سانڈھ چھوڑے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب ماجاء اللہ من بحیرۃ ولاسائبۃ (حدیث:۴۶۲۴)، ص ۷۹۱

دین حنیف:

اسلام سے قبل عرب میں اگرچہ ہر طرف شرک کی تاریکیوں کا راج تھا مگر اس ماحول میں کچھ لوگ ایسے تھے جو توحید کے پرستار اور شرک بت پرستی سے بیزار تھے۔ ان ہی خوش نصیبوں میں زید بن عمرو بن نفیل (۳) سر فہرست ہیں۔ یہ

۱۔ ''عمرو بن لحیی بن قمعۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان''، اس کا اصلی نام ''ربیعہ ابن حارثہ'' تھا۔ عرب کا مشہور قبیلہ خزاعہ اسی کی نسل سے ہے (معجم البلدان ذکر اللات، ۴/۵، عمر رضا کحالہ، معجم قبائل العرب، ۱/۳۳۸)

۲۔ لات اور منات نامی بتوں کی پوجا بھی اہل عرب نے اسی کے ایماء پر شروع کی تھی۔ لات کے معنی ''ستو گھولنے والا'' ہے۔ یہ وہ شخص تھا جو حاجیوں کو ستو پلایا کرتا تھا۔ طائف میں بنو ثقیف نے اس کا بت بنا کر پرستش شروع کر دی۔ اور ''منات'' قدیم ترین بت تھا۔ جو بحیرہ احمر کے ساحل پر قدید کے قریب مشلل میں نصب تھا۔ (معجم البلدان، ذکر مناۃ، ۲۰۴/۵، ڈاکٹر شوقی عبدالخلیل، اٹلس سیرت نبوی، ص ۵۹)

۳۔ ''زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی''، مشہور صحابی سعید بن زید کے والد تھے اور قبل از اسلام دین حنیف پر قائم تھے اور بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل وفات پا چکے تھے۔ (جمھرۃ انساب العرب، ص ۱۵۰، ۱۵۱: اسد الغابۃ ۳۰۶/۲، سیر اعلام النبلاء ۱/۱۳۴)

حضرت عمر فاروقؓ کے چچا زاد بھائی تھے۔ اور دین حنیف (جو حضرت ابراہیمؑ کا دین تھا) پر قائم تھے۔ یہ علی الاعلان شرک، بت پرستی سے انکار اور جاہلیت کی مشرکانہ رسوم و روایات سے نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ نبوت سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زید بن عمرو بن نفیل سے خاص تعلق تھا کبھی کبھی ملاقات بھی ہو جایا کرتی تھی۔(۱)

قال الليث كتب الى هشام عن ابيه ﴿عن اسماء بنت ابى بكر رضى الله عنها قالت: رايت زيد بن عمرو بن نفيل قائماً مسنداً ظهره الى الكعبة يقول: يا معاشر قريش! والله ما منكم على دين ابراهيم غيرى و كان يحيى المولودة يقول للرجل اذا اراد ان يقتل ابنته لا تقتلها أنا اكفيكها مئونتها فياخذها فاذا ترعرعت قال لأبيها ان شئت دفعتها اليک وان شئت كفيتك مئونتها﴾

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ سے اپنی پشت لگائے کھڑا ہوا دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے: "اے جماعت قریش! میرے علاوہ تم میں سے کوئی بھی دین ابراہیم پر نہیں ہے" اور وہ موودۃ (یعنی وہ نوزائیدہ لڑکی جسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا) کو بھی بچا لیتے تھے وہ اس آدمی سے جو اپنی لڑکی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا یہ فرماتے کہ اسے قتل نہ کرو اور میں تمہارے بجائے اس کی خدمت کروں گا تو وہ اسے (پرورش کے لیے) لے جاتے۔ جب وہ بڑی ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے اگر تم چاہو تو میں یہ لڑکی تمہارے حوالہ کر دوں اور تمہاری منشا ہو تو میں ہی اس کی خدمت کرتا رہوں۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب مناقب الانصار، باب حديث زيد بن عمرو بن نفيل (حديث:۳۸۲۸) ص، ۶۴۲، الاصابة ۱/ ۵۶۹

تورات وانجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی پیشن گوئیاں:

تورات (۲) اور انجیل (۳) میں نبی موعود کا تذکرہ وضاحت کے ساتھ موجود تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اہل کتاب ہر دور

۱۔ الجامع الصحيح للبخارى، كتاب مناقب الانصار، باب حديث، زيد بن عمرو بن نفيل (حديث:۳۸۲۸)ص، ۶۴۲، جمهرة انساب العرب،ص ۱۵۰،۱۵۱، سير اعلام النبلاء ۱/ ۱۲۷: الاصابة، ۱/ ۵۶۹

۲۔ تورات میں آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے۔
"خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے، یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے، میری مانند ایک نبی تیرے لیے برپا کرے گا تم اس کی سننا" (کتاب استثنا ۱۸:۱۵) ص۔۲۰۰

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی علامات اور خصوصیات بیان کیں۔ مثلاً "اب سے میں تم سے بہت باتیں نہ کروں گا، کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور اس کا مجھ میں کچھ نہیں" (یوحنا ۱۴: ۳۰، ص، ۱۲۰)
"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں یہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ وکیل تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر میں جاؤں تو میں اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور صداقت اور عدالت کے بارے میں تقصیر وار ٹھہرائے گا"۔(یوحنا ۱۶: ۷، ۸، ص ۱۲۱)

میں اس آخری نبی کی آمد کے انتظار میں چشم براہ رہے اور جب قصر نبوت کی تکمیل کے لیے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی اسماعیل میں پیدا کیا گیا۔ تو یہودیوں کے لیے قریش میں نبی موعود کی بعثت کا معاملہ سوہانِ روح بن گیا۔

اخبرنا علی بن محمد عن ابی عبیدة بن عبدالله بن ابی عبیدة بن محمد بن عمار بن یاسر وغیرہ عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة قالت: سکن یهودی بمکة (۱) یبیع بها تجارات، فلما کان لیلة وُلد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، قال فی مجلس من مجالس قریش: هل کان فیکم من مولود هذه اللیلة؟ قالوا: لا نعلمه، قال: أخطات والله حیث کنت اکره، انظروا یا معشر قریش واحصوا ما أقول لکم: وُلد اللیلة نبی هذه الامة أحمد الآخر، فان اخطاکم فبفلسطین، به شامة بین کتفیه سوداء صفراء فیها شعرات متواترات، فتصدع القوم من مجالسهم وهم یعجبون من حدیثه، فلما صاروا فی منازلهم ذکروا لاهالیهم، فقیل لبعضهم وُلد لعبد الله بن عبدالمطلب اللیلة غلام فسمّاه محمداً، فالتقوا بعد من یومهم فاتوا الیهودی فی منزله فقالوا: اعلمت انه ولد فینا مولود؟ قال: ابعد خبری ام قبله؟ قالوا: قبله واسمه احمد، قال: فاذهبوا بنا الیه، فخرجوا معه حتی دخلوا علی امه، فاخرجته الیهم، فرای الشامة فی ظهره، فغشی علی الیهودی ثم افاق، فقالوا: ویلک! مالک؟ قال: ذهبت النبوة من بنی اسرائیل وخرج الکتاب من ایدیهم، وهذا مکتوب یقتلهم ویبز اخبارهم، فازت العرب بالنبوة، افرحتم یامعشر قریش؟ اما والله لیسطون بکم سطوة یخرج نبوها من المشرق الی المغرب﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

"مکہ میں ایک یہودی رہتا تھا جو وہیں تجارت کرتا تھا۔ جب وہ شب ہوئی جس میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو اس نے قریش کی ایک مجلس میں کہا: کیا آج کی شب تم لوگوں میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمیں اس کا علم نہیں ہے اس نے کہا: میں نے غلطی کی، واللہ جہاں میں ناپسند کرتا تھا (وہیں ولادت ہوئی) اے گروہ قریش! دیکھو جو میں تم سے کہتا ہوں اس کی جانچ کرو۔ آج کی شب کو اس امت کے نبی احمد، جو سب سے آخر میں پیدا ہوئے ہیں۔ اگر میں غلطی کرتا ہوں تو

۱۔ مکہ: مکہ کا قدیم نام "بکہ" ہے۔ (آل عمران ۔۳:۹۶) پہلا متبرک گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہ مکہ تھا۔ یہ شہر شام کے مشرق میں جدہ سے تقریباً ۶۴ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اس کو "بلد الامین، بیت العتیق اور بیت الحرام" بھی کہا جاتا ہے۔ (معجم البلدان، ۵/۱۸۱،۱۸۲، اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۷۹)

وہ فلسطین میں (پیدا) ہوئے ہیں۔ ان کے دونوں شانوں کے درمیان ایک سیاہ و زرد مسا ہے۔ جس میں برابر بال ہیں" ساری قوم اپنی نشست گاہ سے منتشر ہوگئی اور وہ لوگ اس کی بات پر تعجب کر رہے تھے۔ جب یہ لوگ اپنے اپنے گھر گئے تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے اس کا تذکرہ کیا۔ ان میں سے بعض کو کہا گیا کہ آج کی شب کو عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا ہے۔ اس روز کے بعد یہ سب لوگ ملے اور اس یہودی کے پاس گئے۔ اس سے کہا "کیا تمہیں علم ہے کہ ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔" اس نے پوچھا میری خبر دینے سے پہلے یا بعد میں۔ انہوں نے کہا پہلے اور اس کا نام احمد ہے۔ اس نے کہا مجھے اس (بچے) کے پاس لے چلو۔ پس وہ سب اس یہودی کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کے پاس آئے۔ انہوں نے اس بچے کو ان لوگوں کے پاس باہر بھیج دیا۔ اس یہودی نے وہ مسا بچے کی پیٹھ پر دیکھا۔ تو اس پر غشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو لوگوں نے کہا کہ تیری بربادی تجھے کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی اور کتاب الہی (بھی) ان کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو قتل کرے گا اور ان کے احبار پر غالب آ جائے گا۔ عرب نبوت پر فائز ہوئے۔ اے گروہ قریش! کیا تم خوش ہوئے۔ خبردار! واللہ وہ تم کو ایسا غلبہ دے گا جسکی خبر مشرق سے مغرب تک جائے گی"۔

تخریج:

الطبقات الکبری، ۱/۷۷-۷۸، المستدرك میں اس کی سند یہ ہے "ابو محمد عبدالله بن جعفر، ثنا، یعقوب بن سفیان، ثنا ابو غسان محمد بن یحییٰ الکنانی، حدثنی ابی، عن ابن احساق قال: كان هشام بن عروه یحدث عن ابیه عن عائشة" اور حاکم نیشاپوری آخر میں لکھتے ہیں۔ "هذا احدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه" (۲/۱۵۷) جبکہ ذہبی لکھتے ہیں: "صحیح (قلت) لا" تلخیص المستدرك ۲/۶۰۲، ابن الجوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ، ص، ۵۰، سبل الهدیٰ، ۱/۳۳۹: المواهب اللدنیه، ۱/۱۳۰-۱۳۱، الدیار البکری، محمد بن الحسن، تاریخ الخمیس، ۱/۱۹۷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کی شرافت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باری تعالیٰ نے حسب ونسب کے اعتبار سے نجیب الطرفین اور شریف النسب پیدا

کیا تھا۔ آپؐ کے خاندان کا ہر فرد عزت وحشمت اور عفت وعصمت کا بہترین نمونہ تھا۔ آپؐ کے ددھیال ونھیال کے آباؤ اجداد نیک نامی میں مراجع انام رہے۔ آپؐ کے والد محترم حضرت عبداللہ کے اخلاق حمیدہ، اوصاف جمیلہ اور پاکبازی کا پورے مکہ میں شہرہ تھا۔

ب　عمر بن محمد بن جعفر قال ثنا ابراهيم بن السندى ثناء النضر بن سلمة قال ثنا احمد بن محمد بن عبدالعزيز عن ابيه قال حدثنى ابن شهاب عن ابى بكر بن عبدالرحمن ﴿عن ام سلمة و عامر بن سعد عن ابيه سعد قال: اقبل عبدالله بن عبدالمطلب ابو رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وكان فى بناء له وعليه اثر الطين والغبار فمر بامرأة من خثعم وقال عامر بن سعد عن ابيه فيحديثه فمر بليلى العدوية فلمارأته ورأت ما بين عينيه دعته الى نفسها وقالت له ان وقعت بى فلك مائة من الابل فقال لها عبدالله بن عبدالمطلب حتى اغسل عنى هذا الطين الذى على وارجع اليك فدخل عبدالله بن عبدالمطلب على آمنة بنت وهب فواقع بها فحملت برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الطيب المبارك ثم رجع الى الخثعمية وقال عامر الى ليلى العدوية فقال هل لك فيما قلت قالت: لا ياعبدالله قال: ولم قالت: لانك مررت بى وبين عينيك نورثم رجعت الى وقد انتزعته آمنة بنت وهب منك فحملت آمنة برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم﴾

حضرت ام سلمہؓ اور عامر بن سعد اپنے والد سعدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبداللہ اپنا مکان تعمیر کر رہے تھے۔ آپ ادھر سے واپس آئے چہرے پر گردوغبار تھا (یمنی قبیلہ) بنوخثعم کی ایک عورت کے پاس سے گزرے اور روایت عامر بن سعد میں ہے کہ لیلیٰ عدویہ پر آپ کا گزر ہوا۔ اس نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور دیکھا۔ تو جنسی خواہش کی تکمیل کی دعوت دی اور کہا: ”اگر آپ میری خواہش پوری کر دیں تو میں آپ کو سو اونٹ دوں گی۔“ آپ نے کہا میں نے ابھی غسل کرنا ہے پھر تیری بات سنوں گا اس کے بعد حضرت عبداللہ اپنی زوجہ آمنہ بنت وهب کے پاس گئے اور ان سے مباشرت فرمائی اور یوں حضرت آمنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ وجود سے حاملہ ہو گئیں۔ بعد ازاں حضرت عبداللہ کا اس خثعمی عورت پر اور بقول عامر بن سعد

لیلیٰ عدویہ پر گزر رہوا آپ فرمانے لگے: ابھی تیری خواہش باقی ہے؟ کہنے لگی اے عبداللہ! نہیں!! فرمایا کیوں؟ کہنے لگی اس لیے کہ جب آپ پہلی مرتبہ میرے پاس سے گزرے تھے تو اس وقت آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نورِ نبوت چمک رہا تھا اب جو آپ واپس آئے ہیں تو وہ نور آمنہ بنتِ وھب نے آپ سے لے لیا ہے۔ پس حضرت آمنہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ وجود سے حاملہ ہو گئیں۔" (۱)

تخریج:

دلائل النبوۃ (ابونعیم) ۱/۳۸، شرف المصطفیٰ ۱/۳۴۵ میں پوری سند موجود نہیں۔ بلکہ یہ روایت "رُوِی عن ام سلمۃ" (صیغہ مجہول) میں موجود ہے اور السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام ۱/۱۶۵ میں یہ روایت ابن اسحاق بن یسار سے مروی ہے۔ تاریخ الخمیس، ۱/۱۸۴

نسبِ اقدس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلۂ نسب شرافت، نجابت اور عزت و نیک نامی کا مظہر ہے۔ آپؐ کے سلسلۂ نسب میں وہ تمام محترم اور نامور بزرگ ہیں۔ جو اپنے اپنے دور میں قائد رہے۔ آپ کا نسب مبارک یہ ہے:

﴿محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ ابن کعب بن لؤی بن غالب بن فھر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان﴾ (۲)

آپ کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا جو مسلمان قبیلہ تھا۔ (۳)

۱۔ محمد ادریس کاندھلوی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں "یہ روایت دلائل ابی نعیم میں چار طریقوں اور طبقات ابن سعد میں تین طریقوں سے مذکور ہے۔ جس کے بعض راوی ضعیف بھی ہیں۔ لیکن جو روایات اس قدر مختلف طریقوں سے مروی ہو بالفرض اس روایت کی ہر سند کا ہر راوی بھی فرداً فرداً ضعیف ہو تب بھی محدثین کے نزدیک مقبول ہے۔ مختلف طریقوں سے مروی ہونے کی وجہ سے حسن لغیرہ کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ چہ جائیکہ جس روایت کے صرف بعض راوی ضعیف ہوں اور روایت مختلف طریقوں سے مروی ہو۔ اس کے مقبول اور معتبر ہونے میں کیا تردد ہو سکتا ہے یہ روایات تاریخ طبری میں بھی سند کے ساتھ مذکور ہے (۲/۱۷۴) جس کے اکثر راوی بخاری کے راوی ہیں۔ (سیرت المصطفیٰ، ۱/۴۰، ۴۱)

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (باب ۲۸) ص، ۲۳۶: التاریخ الکبیر، ۱/۵، السیرۃ النبویۃ لابن اسحاق، ۱/۱۷: الطبقات الکبریٰ، ۱/۲۳۔۲۴، البدء والتاریخ، ۲/۴۴ الاستیعاب، ۱/۱۳۳: التبیین، ص ۵۵: الانساب للسمعانی، ۱/۲۴: شذرات الذھب، ۱/۱۵

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لا تسبوا مضر و ربیعۃ فانھما قد اسلما، یعنی مضر اور ربیعہ (قبیلے) کو برا بھلا مت کہو کیونکہ وہ دونوں مسلمان تھے۔ (انساب الاشراف، ۱/۳۷)

حدثنا قیس بن حفص حدثنا عبدالواحد حدثنا کلیب بن وائل قال ﴿حدثتنی ربیبة النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم زینبؓ بنت ابی سلمة قال: قلت لها أرایت النبی صلی الله علیه وآله وسلم أکان من مضر؟ قالت فممن کان انا من مضر من بنی النضر(۱) بن کنانة(۲)﴾

''کلیب بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے زینبؓ بنت ابی سلمہ ربیبہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا کہ میں نے ان سے دریافت کیا تھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مضر کے قبیلہ میں سے تھے یا کسی اور قبیلہ میں سے؟ انہوں نے کہا ہاں! قبیلہ مضر میں سے تھے جو نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہے''۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب المناقب (حدیث:۳۴۹۱) ص، ۵۸۸: المستدرک، ۲/۶۶۱، میں ایسی ہی روایت محمد بن صالح بن مانی، سری ابن خزیمہ اور عفان سے مروی ہے۔ عبدالواحد سے آگے سند یہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب اقدس پر مزید روشنی ام سلمہؓ کی اس روایت سے پڑتی ہے۔

قال عبدالعزیز: وحدثنی موسیٰ بن یعقوب الزمعی. من بنی اسد بن عبدالعزی. قال: اخبرنی عمی ابوالحویرث، عن ابیه، ﴿عن ام سلمة: زوج النبی صلی الله علم وسلم، قالت: سمعت رسول الله، صلی الله علیه وآله وسلم، یقول: "معد بن عدنان، بن أدد، بن زند بن یری، بن اعراق" فقالت ام سلمة، فمعد: معد، وعدنان: عدنان، وأدد: أدد، وزند: همیسع، ویری: نبت، واسماعیل بن ابراهیم: أعراق الثری﴾

''ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ معد بن عدنان بن ادد، بن زند، بن یری، بن اعراق، ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ معد کو معد، عدنان، عدنان اور ادد، ادد

۱۔ نضر، ان کے چہرے کی نضرت (تروتازگی) اور خوبصورتی کے باعث ان کا یہ نام پڑا۔
جمہور نسابین کا اعتقاد اس بات پر ہے کہ نضر بن کنانہ بن خزیمہ.......... معد بن عدنان ہی ابا قریش ہے اور نضر بن کنانہ کی والدہ کا نام ''برہ بنت مر بن اد بن طابخہ'' تھا۔ جو تمیم بن مر کی بہن تھیں۔ (نسب قریش، ص،۱۰، الطبقات الکبری، ۱/۶۲، معجم قبائل العرب القدیمة والحدیثة، ۳/۹۴۷-۹۵۰، محمد احمد جاد، ایام العرب فی الجاهلیة، ص ۳۲۳)

۲۔ کنانہ کے معنی ہیں ''ترکش'' کنانہ ترکش کی طرح اپنی قوم کے لیے پردہ اور مامن تھے۔ یہ بہت معزز اور علم وفضل والے تھے۔ (اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص،۵۱)

اور زند کو ھمیسع اور یری کو نبت اور اسماعیل بن ابراہیم کو "اعراق الثریٰ" کہا گیا ہے۔

تخریج:

دلائل النبوۃ (البیہقی)، ۱/۱۷۷، ۱۷۸: الروض الانف، ۱/۳۲، میں یہ روایت موسیٰ بن یعقوب سے مروی ہے، آگے سند یہی ہے۔

پیدائش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے ساتھ بہت سے معجزات منسوب کیے جاتے ہیں۔ مثلاً

وروی ابو نعیم عن عبدالرحمن بن عوف (۱) رضی الله تعالیٰ عنه ﴿عن امه الشفاء بنت عمرو بن عوف رضی الله تعالیٰ عنها قالت: لما ولدت آمنة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وقع علی یدی فاستهل، فسمعت قائلاً یقول: رحمک الله او رحمک ربک فاضاء ما بین المشرق والمغرب حتی الی نظرت الی بعض قصور الروم. قالت: ثم ألبسته وأضجعته فلم انشب ان غشیتی ظلمة ورعب وقشعریرة عن یمینی فسمعت قائلاً یقول: این ذهبت به. قال: الیٰ المغرب واسفر عنی ذلک ثم عاودنی ذلک الرعب والقشعریرة عن یساری فسمعت قائلاً یقول: این ذهبت به؟ قال: الی المشرق. قالت: فلم یزل الحدیث منی علی بال حتی بعثه الله تعالیٰ﴾

حضرت شفا بنت عمر بن عوفؓ فرماتی ہیں:

"جب حضرت آمنہؓ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا تو آپؐ میرے ہاتھوں پر تشریف لائے۔ آپؐ نے کچھ گریہ کیا۔ تو میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا کہ اللہ آپؐ پر رحمت کرے۔ یا تیرا رب تجھ پر رحمت کرے۔ پس اس وقت مشرق سے مغرب تک سب کچھ روشن ہوگیا اور میں نے روم کے محلات دیکھ لیے"۔

مزید فرماتی ہیں:

"پھر میں نے آپ کو لباس پہنایا اور بستر پر لٹا دیا۔ کچھ لمحوں کے بعد مجھ پر تاریکی اور رعب وخوف طاری ہوگیا۔ پھر میرے دائیں طرف روشنی ہوئی۔ پس میں سنا کوئی پوچھ رہا تھا "تم انہیں کہاں لے

۱۔ "عبدالرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زهرة بن کلاب"، (م ۳۳ھ) انکی کنیت "ابو محمد الزهری" تھی۔ انکی والدہ "شفا بنت عوف" تھیں۔ عام الفیل کے دس برس بعد پیدا ہوئے۔ دونوں ہجرتیں کیں۔ عہد جاھلیہ میں ان کا نام "عبدالکعبہ" تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمن رکھا۔ غزوات میں شریک ہوئے۔ عشرہ مبشرہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۱۷/۳۲۴-۳۲۹)

گئے تھے؟ جواب ملا: میں اسے مغرب میں لے گیا تھا۔ پھر مجھ پر بائیں طرف سے تاریکی اور رعب طاری ہوا۔ پھر روشنی ہوئی اور میں نے کسی کی آواز سنی: تم انہیں کہاں لے گئے تھے؟ کہا: میں اسے مشرق لے گیا تھا۔ وہ فرماتی ہیں۔ یہ واقعہ ہمیشہ میرے دل میں تازہ رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا رسول بنا کر مبعوث فرمایا"۔

تخریج:

۱۔ سبل الھدیٰ، ۱/۳۴۴، دلائل النبوۃ (ابونعیم)، ۱/۴۰ (فکنت فی اول الناس اسلاماً) کا اضافہ ہے۔ اس میں سند اس طرح ہے "عمر بن محمد بن جعفر قال ثنا ابراہیم بن السندی قال ثنا النضر بن سلمۃ قال ثنا احمد بن محمد بن عبدالعزیز الزہری عن ابیہ محمد بن عبدالعزیز الزہری و عبدالرحمن بن حمید بن عبدالرحمن بن عوف کلاھما یحدثان عن حمید بن عبدالرحمن بن عوف عن ابیہ عبدالرحمن بن عوف"۔ الوفاء، ص ۱۰۹، المواھب اللدنیہ، ۱/۱۳۰

پیدائش سے متعلق معجزات میں سے ایک روایت حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہؓ سے مروی ہے:

واخبرنا محمد بن عبداللہ الحافظ، قال: حدثنا محمد بن اسماعیل، قال: حدثنا محمد بن اسحاق، قال: حدثنا ابو [بشر] مبشر ابن الحسن، قال: حدثنا یعقوب بن محمد الزہری، قال: حدثنا عبدالعزیز ابن عمران، قال: حدثنا عبداللہ بن عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم، عن ابیہ، عن ابن ابی سوید الثقفی، عن عثمان بن ابی العاص(۱)، قال: ﴿حدثتنی امی(۲): انھا شھدت ولادۃ آمنۃ بنت وھب رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیلۃ ولدتہ، قالت: فما شی انظر الیہ فی البیت الا نور، وانی

۱۔ **"عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ"،** (م ۵۱ھ) عثمان بن ابی العاص ثقفی وفد ثقیف کے ساتھ خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو طائف کا عامل مقرر فرمایا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت تک برابر طائف کے عامل رہے۔ پھر ۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے بجائے طائف کے عمان اور بحرین کا عامل مقرر فرمایا۔ قبیلہ ثقیف کو مرتد ہونے سے عثمان بن ابی العاصؓ نے بچایا اور اس وقت اپنی قوم کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ اے ثقیف! تم سب سے آخر میں اسلام لائے۔ لہٰذا سب سے پہلے پھرنے والے نہ ہو۔ اخیر عمر میں عثمانؓ نے بصرہ کی سکونت اختیار کی اور حضرت معاویہ کے زمانے خلافت ۵۱ھ یا ۵۵ھ میں بصرہ ہی میں انتقال فرمایا۔ (الاستیعاب، ۳/۱۵۳: اسد الغابۃ، ۳/۳۷۳)

۲۔ تمام کتب میں **"عثمان بن ابی العاص کی والدۃ"** کا نام مذکور نہیں ہے۔ البتہ الاصابۃ (۴/۳۸۳) اور شرح مواھب اللدنیہ (۱/۲۷) میں ان کی والدہ کا نام **"فاطمہ بنت عبداللہ"** مذکور ہے اور موسوعۃ حیاۃ الصحابیات، ص، ۶۵۱ پر ان کا تذکرہ موجود ہے۔

لانظر الی النجوم تدنوا حتی انی لاقول: لیقعن علی﴾

عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ مجھے میری والدہ نے بتلایا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی رات انکی والدہ آمنہ بنت وھب کے پاس موجود تھیں (جب ان پر ولادت کا وقت ہوا) وہ کہتی ہیں مجھے ہر طرف گھر میں نور ہی نور نظر آ رہا تھا۔ اور جب میں نے ستاروں کی طرف دیکھا تو وہ میری طرف جھکنے لگے۔ یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ مجھ پر آ گریں گے"۔

تخریج:

"دلائل النبوۃ (البیہقی)، ۱/۱۱۰، ۱۱۱، "الآحاد المثانی، ص ۶۳۱: میں یہ حدیث محمد بن یحییٰ ابوعمرو الباحلی سے مروی ہے "دلائل النبوۃ (ابو نعیم) ۱/۴۰۔ اس میں "فلما وضعت خرج منها نور اضاء له البیت والدارحتی جعلت لاارى الانور" کا اضافہ ہے: (تاریخ الخمیس، ۱/۲۰۳، سبل الھدی ۱/۳۴، میں بھی یہی اضافہ ہے، مجمع الزوائد، ۸/۲۰۳)

رضاعت

پیدائش کے بعد سب سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ نے تقریباً سات روز تک دودھ پلایا۔ اس کے بعد چند دنوں تک ابولہب کی لونڈی ثویبہ(۱) نے دودھ پلایا۔ اس وقت ثویبہ کی گود میں ان کا بیٹا مسروح تھا۔

اخبرنا محمد بن احمد بن الحسن قال ثناء الحسن بن الجهم قال ثنا الحسین بن الفرج قال ثناء محمد بن عمر الواقدی قال حدثنی موسی بن شیبة ﴿عن عمیرة بنت عبدالله بن کعب بن مالک عن عزیزة بنت ابی تجراة قالت: اول من ارضع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ثویبة مولاة ابی لهب بلبن ابن لها یقال له مسروح ایا ماقبل ان تقدم حلیمة وکانت قدارضعت قبله حمزة بن عبدالمطلب وارضعت بعده اباسلمة بن عبد الاسد المخزومی﴾

"عزیزہ بنت ابی تجراۃ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔ کیونکہ وہ اپنے بیٹے مسروح کے پیدا ہونے کی وجہ سے اپنی چھاتی میں دودھ

۱۔ "ثویبہ" ابولہب کی لونڈی تھیں۔ قیام مکہ کے دوران جب بھی وہ آپؐ سے ملنے آتیں۔ تو آپؐ اور حضرت خدیجہؓ ان کی بے حد تکریم کرتے۔ ہجرت کے بعد بھی آپؐ اپنی اس رضاعی ماں کے بارے میں جو مکہ میں تھیں۔ اکثر دریافت فرماتے رہتے اور تحفے بھی بھیجتے۔ ۷ھ میں خیبر سے واپسی پر آپ کو ان کی وفات کی خبر ملی۔ ان کا بیٹا مسروح پہلے ہی وفات پا چکا تھا۔ ان کے اسلام لانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ (الطبقات الکبریٰ ۱/۵۱، الاصابة ۸/۶۰)

رکھتی تھیں۔ یہ حضرت حلیمہ سعدیہ کے آنے سے چند دن پہلے کی بات ہے۔ ثویبہؓ نے آپؐ سے پہلے (آپؐ کے چچا) حضرت حمزہؓ کو بھی دودھ پلایا تھا اور آپؐ کے بعد ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو پلایا''۔

تخریج:

دلائل النبوۃ (ابونعیم) ۱/۴۷؛ الطبقات الکبری، ۱/۵۱ (محمد بن عمر بن واقد، موسیٰ بن شیبه سے روایت کرتے ہیں)؛ الاصابة، ۸/۶۰؛ انساب الاشراف، ۱/۱۰۲

عرب کے شہری باشندوں کا یہ دستور تھا کہ امراض سے دور رکھنے اور خالص عربی زبان سکھانے کی خاطر اپنے بچوں کو بدوی عورتوں کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے آپؐ کو رضاعت کی خاطر حضرت حلیمہؓ بنت ابی ذویب کے حوالے کیا:

قال ابن اسحاق: وحدثنی جهم بن ابی جهم مولی الحارث بن حاطب الجمحی، عن عبدالله بن جعفر بن ابی طالب، اوعمن حدثه عنه (۱) قال: ﴿كانت حليمة بنت ابی ذويب السعدية. ام رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم التی ارضعته، تحدث: انها خرجت من بلدها (۲) مع زوجها، وابن لها صغير ترضعه فی نسوة من بنی سعد بن بكر، تلتمس الرضاء. قالت: وذلک فی سنة شهباء، لم تبق لنا شيئا. قالت: فخرجت علی أتان لی قمراء، معنا شارف لنا، والله تبض بقطرة، ومانتام لی لنا اجمع من صبينا الذی معنا، من بكائه من الجوع، ما فی ثدی ما يغنيه، وما فی شارفنا ما يغذيه. قال ابن هشام: ويقال: يغذيه. ولكنا كنا نرجو الغيث والفرج فخرجت علی اتانی تلک فلقد ادمت بالركب حتی شق ذلک عليهم ضعفا وعجفاً، حتی قدمنا مكه نلتمس الرضاء، فما منا امرأة الاوقد عرض عليها رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم الفتاء باه، اذ قيل لها انه يتيم، وذلک انا انما كنا نرجو المعروف من ابی الصبی، فكنا نقول: يتيم! وما عسی ان تصنع امه وجده! فكنا نكرهه لذلک، فما بقيت امراة قدمت معی الا اخذت رضيعاً غيری، فلما أجمعنا الانطلاق قلت لصاحبی: والله انی لاكره ان ارجع من بين صواحبی

۱۔ اس حدیث میں ''عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اوعمن حدثہ عنہ'' کے الفاظ قابل غور ہیں، جہم کا اس روایت کا خود عبداللہ بن جعفر سے سننا یقینی نہیں۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ عبداللہ بن جعفر یا کسی نے ان سے سن کر مجھ سے کہا، معلوم نہیں ''وہ'' کون تھا؟ اور کیسا تھا؟ جبکہ ذہبی ''جہم'' کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''لا یعرف'' (میزان الاعتدال، ۲/۱۵۹)

۲۔ حضرت حلیمہؓ کا تعلق ''شظمہ'' نامی پہاڑی گاؤں سے تھا۔ جو سڑک کے راستے مکہ سے تقریباً ۱۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ (اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص، ۹۸)

ولم اخذ رضیعاً والله لأذهبن الی ذلک الیتیم فلاخذنه: قال: لاعلیک ان تفعلی، عسی الله ان یجعل لنا فیه برکةً، قالت: فذهبت الیه فاخذته وما حملنی علی اخذه الا انی لم اجد غیره. قالت: فلما اخذته، رجعت به الی رحلی، فلما وضعة فی حجری اقبل علیه ثدی ای بماشاء من لبن، فشرب حتی روی، وشرب معه اخوه حتی روی، ثم ناما، وما کنا ننام معه قبل ذلک، وقام زوجی الی شارفنا تلک، فأذا انها لحافل، فحلب منها ما شرب، وشربت معه حتی انتهینا ریا وشبعاً فبتنا بخیر لیلةَ، قالت: یقول صحبی حین أصبحنا: تعلمی والله یاحکیمة، لقد اخذت نسمة مبارکة. قالت: فقلت: والله انی لأرجوذلک قالت: ثم خرجنا ورکبت (انا) أتانی، وحملته علیها معی، فوالله لقطعت بالرکب ما یقدر علیها/شیء من حمرهم، حتی ان صواحبی لیقلن لی: یابنة ابی ذویب، ویحک! اربعی علینا، ألیست هذه اتانک التی کنت خرجت علیها؟ فأقول لهن: بلی والله، انها لهی هی: فیقلن: والله ان لها لشاناً. قالت: ثم قدمنا منازلنا من بلاد بنی سعد وما اعلم ارضاً من ارض الله اجدب منها، فکانت غنمی تروح علی حین قدمنا به معنا شباعاً لبناً، لبناً، فنحلب ونشرب، وما یحلب انسان قطرة لبن، ولا یجدها فی ضرع، حتی کان الحاضرون من قومنا یقولون لرعیانهم: ویلکم اسرحوا حیث یسرح راعی بنت ابی ذویب، فتروح اغنامهم جیاعاً ماتبض بقطرة لبن، وتروح غنمی شباعاًلبناً، فلم نزل نتعرف من الله الزیادة والخیر حتی مضت سنتاه وفصلته، وکان شباباً لایشبه الغلمان، فلم یبلغ سنتیه حتی کان غلاماً جفراً. فکلمنا امه وقلت لها: لوترکتِ بنی عندی حتی یغلظ، فانی أخشی علیه وبا مکه، قالت: فلم نزل بها حتی ردّته معنا.

حضرت حلیمہ بنت ابی ذویب السعدیہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی والدہ فرماتی ہیں کہ وہ اپنے شوہر اور اپنے چھوٹے بچے جس کو وہ دودھ پلاتی تھی اور بنی سعد کی چند عورتوں کے ہمراہ اپنے شہر سے اس تلاش میں نکلی تھی کہ کہیں سے کوئی بچہ دودھ پلانے کے واسطے حاصل ہو اور وہ سال خشک سالی کا تھا۔ سب لوگ بارانِ رحمت کے منتظر تھے۔ حلیمہ فرماتی ہیں ”میں اپنی مادہ خر پر سوار ہوئی۔ وہ بھی بھوک پیاس سے اس قدر کمزور تھی کہ ایک قدم راہ طے نہ کر سکتی تھی اور میرے پستانوں میں دودھ بھی بالکل خشک ہو گیا تھا کہ میرا بچہ بھوک کے مارے سونے نہ دیتا تھا۔ اور ہمارے ساتھ جو دودھ دینے والا جانور تھا

اسکے بھی دودھ نہ رہا تھا کہ اس کا دودھ ہی بچے کو پلاتی۔ غرض یہ کہ بہ ہزار خرابی مکہ میں پہنچی اور ساتھ کی جس قدر عورتیں تھیں وہ سب مجھ سے پہلے ہی جا کر بچوں کو لے آئیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی عورت نے قبول نہ کیا کیونکہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ آپ یتیم ہیں اور یتیم کے سبب کچھ یافت کی امید نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ بچہ کا باپ مرضعہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ ماں یا دادا زیادہ بہتر سلوک نہیں کرتے۔ اسی سبب سے کسی عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی رضاعت میں نہیں لیا تھا۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں بھی اسی خیال سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ آئی تھی۔ مگر رات کو میں نے اپنے شوہر سے مشورہ کیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ صبح کو ہمارا قافلہ جانے والا ہے۔ اور میرے ہاتھ کوئی بچہ نہیں آیا صرف ایک وہ یتیم بچہ باقی ہے تم کہو تو میں اسی کو لے آؤں تاکہ بغیر بچہ کے نہ رہوں جس کے سبب سے مجھ کو اپنے ہمراہیوں میں ایک قسم کی شرمندگی ہے۔ میرے خاوند نے کہا: ضرور جاؤ اور اس دریتیم کو لے آؤ۔ مجھ کو امید ہے کہ اس کے آنے ہمارے ہاں برکت ہو جائے۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں اسی وقت گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی گود میں لے کر آئی۔ جس وقت میں نے آپ کو اپنی گود میں لٹایا اسی وقت میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ آپ کا بھائی بھی آپ کی برکت سے ہی شکم سیر ہوا۔ اور دونوں نے خوب آرام فرمایا اور ہمارا جو دودھ دینے والا جانور تھا اس نے بھی اس قدر دودھ دیا کہ ہم دونوں میاں بیوی نے خوب پیٹ بھر کے دودھ پیا اور خیر و عافیت کے ساتھ ہم نے رات گزار دی۔

صبح کو جب میں چلنے کے واسطے اپنی مادہ خر پر سوار ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اپنی گود میں لیا تو اس مادہ خر کو اس قدر تیز رو پایا کہ تمام قافلہ سے آگے آگے جاتی تھی۔ میری ہمراہی عورتیں یہ حالت دیکھ کر کہنے لگیں حلیمہ کیا یہ تیری وہ مادۂ خر نہیں ہے جو پہلے تھی۔ میں نے کہا: وہی ہے۔ وہ کہنے لگیں اب تو یہ بہت تیز ہو گئی ہے۔

حلیمہؓ کہتی ہیں۔ غرض یہ کہ اسی برکت اور فرحت کے ساتھ ہم اپنے وطن پہنچے۔ اور باوجود خشک سالی کے کہ جنگل میں گھاس کا پتہ نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابرکت قدم سے ہماری بکریاں جنگل سے پیٹ بھر کے آتیں اور خوب دودھ دیتی تھیں۔ حالانکہ ہماری ساری قوم کی بکریاں بھوکی جنگل سے آتیں اور ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھیں۔ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم بھی اپنی بکریاں وہیں کیوں نہیں چراتے جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔ مگر پھر بھی ان کی بکریاں بھوکی اور

میری پیٹ بھری آتیں۔ غرض یہ کہ ہم نے اسی طرح کی برکتیں خدا کی طرف سے بہت سی مشاہدہ کیں۔ یہاں تک کہ دو سال پورے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دودھ چھڑایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشوونما ایسی تھی کہ کوئی بچہ آپ کی برابری نہ کرسکتا تھا۔ جب آپؐ دو سال کے ہوئے تو ایک ہوشیار لڑکے جیسے تھے۔

حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر آپ کی والدہ شریفہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتوں کو دیکھ کر مجھ کو یہی حرص تھی کہ آپؐ میرے پاس ہی رہیں۔ چنانچہ اسی واسطے میں نے آپ کی والدہ سے عرض کیا کہ اگر آپ اپنے فرزند کو میرے ہی پاس رہنے کی اجازت دیں تو بہتر ہے کیونکہ مجھے مکہ کی آب و ہوا سے ان کے واسطے اندیشہ ہے جب یہ خوب استوار ہو جائیں گے۔ اس وقت اندیشہ نہ رہے گا اور میں نے اس قدر بضد ہو کر ان سے یہ سوال کیا کہ آخر انہوں نے اجازت دے دی اور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ لے آئی۔

تخریج:

السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ۱/۱۹۹۔۲۰۱: السیرۃ النبویہ، لابن اسحاق ۱-۲/۱۰۰-۱۰۲، المسند (ابو یعلی الموصلی، ۲/۱۷۱، مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوۃ، ۸/۲۰۳-۲۰۶۔ الھیثمی لکھتے ہیں۔ "فیہ انقطاع جھم بن ابی جھم لم یسمع عبداللہ بن جعفر و عبداللہ بن جعفر لم یدرک حلیمۃ وجھم لم یوثقہ غیر ابن حبان"، دلائل النبوۃ (ابونعیم)، ۱/۴۶،۴۷۔ "یہ سلیمان بن احمد سے روایت کرتے ہیں۔ علی بن عبدالعزیز۔ محمد بن سعید الاصبہانی، عبدالرحمن بن محمد المحاربی، محمد بن احمد، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، مسروق بن المرزبان اور زکریا بن ابی زائدہ سے آگے سند یہی ہے"۔

عہد شباب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت سے قبل بھی اپنی زندگی فطرت سلیم پر گزاری۔ اور شرک کے مرکز میں رہنے کے باوجود شرک کی پرچھائیں بھی آپؐ پر نہ پڑیں۔

اخبرنا محمد بن عمر قال: حدثنی ابو بکر بن عبداللہ بن ابی سبرۃ عن حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن العباس عن عکرمۃ عن ابن عباس قال: ﴿حدثتنی ام ایمن قالت: کان ببوانۃ صنم تحضرہ قریش تعظمہ، تنسک لہ النسائک، ویحلقون رؤوسھم عندہ،

ويعكفون عنده يوماً الى الليل، وذلك يوماً في السنة، وكان ابو طالب يحضره مع قومه، وكان يكلم رسول الله، صلى الله عليه وآله وسلم، ان يحضر ذلك العيد مع قومه فيابى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، ذلك، حتى رايت ابا طالب غضب عليه، ورأيت عماته غضبن عليه يومئذ اشد الغضب، وجعلن يقلن: انا لنخاف عليك مما تصنع من اجتناب الهتنا، وجعلن يقلن: ما تريد يا محمد ان تحضر لقومك عيداً ولا تكثر لهم جمعاً، قالت: فلم يزالوا به حتى ذهب فغاب عنهم ماشاء الله، ثم رجع الينا مرعوباً فزعاً، فقالت له عماته: مادهاك؟ قال: انى اخشى أن يكون بي لمم، فقلن: ما كان الله ليبتليك بالشيطان وفيك من خصال الخير ما فيك، فما الذى رأيت؟ قال: انى كلما دنوت من صنم منها تمثل لى رجل ابيض طويل يصيح بى وراء ك يا محمد لا تمسه! قالت: فما عاد الى عيد لهم حتى تنبأ. ﴾

حضرت ام ایمنؓ سے روایت ہے: بوانہ (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بستی) میں ایک بت تھا۔ قریش اس کے پاس حاضر ہوتے اور اس کی تعظیم کرتے تھے۔ قربانی کرتے تھے اور وہیں اپنے سر منڈواتے تھے۔ ایک دن رات اسی کے پاس معتکف رہتے تھے اور یہ تمام رسمیں سال میں ایک دن ہوا کرتی تھیں۔ ابو طالب بھی اپنی قوم کے ہمراہ اس تقریب میں شریک ہوتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ آپ بھی اس تہوار میں شرکت فرمائیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکار ہی کرتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ ابو طالب آپؐ سے ناخوش ہو گئے اور آپ کی پھوپھیاں سخت غضبناک ہو کر کہنے لگیں: ''تو جو ہمارے دیوتاؤں سے اجتناب کر رہا ہے تو اس وجہ سے ہمیں خود تجھ پر خوف ہے''۔ یہ بھی کہنے لگیں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ارادہ ہے؟ کہ تم اپنی قوم کے کسی میلے میں نہ شریک ہوتے ہو اور نہ انکی جمعیت بڑھاتے ہو''۔

ام ایمنؓ کہتی ہیں کہ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درپے رہے۔ ناچار آپ ﷺ کو جانا پڑا۔ تو جب تک خدا نے چاہا انکی نظروں سے غائب رہے واپس آئے تو مرعوب و دہشت زدہ تھے۔ پھوپیوں نے پوچھا۔ تجھے کیا ہو گیا ہے آپؐ نے فرمایا۔ مجھے ڈر ہے کہ مجھے جنون نہ ہو۔ ان سب نے کہا۔ تم میں جو نیک خصلتیں ہیں ان کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ تمہیں شیطان کے ابتلاء میں نہ پھنسائے گا۔ آخر تم نے کیا دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: ان بتوں میں سے جس بت کے پاس میں جاتا۔ ایک سفید رنگ بلند و بالا آدمی دکھائی دیتا۔ جو للکارتا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پیچھے ہٹ جا اسے نہ

چھو۔ام ایمنؓ فرماتی ہیں اس واقعہ کے بعد قریش کے کسی تہوار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرکت نہ کی حتیٰ کہ نبوت سے سرفراز ہوئے۔

تخریج:

الطبقات الکبریٰ، ۱/۷۵؛ دلائل النبوۃ (ابونعیم) ۱/۵۹ الوفا۲،۱/۱۳۸،۱۳۹؛ سبل الھدیٰ، ۲/۱۴۹

معاشی جدوجہد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر جب معاشی جدوجہد میں باقاعدہ حصہ لینے کی ہوئی تو آپؐ نے بھی مضاربت کے اصول پر دوسرے کے سرمایہ کے ساتھ اپنی محنت شامل کر کے آغاز کیا۔آپ قافلوں کے ساتھ شہر کے تاجروں کا مال لے کر دوسری منڈیوں میں جاتے اور مال بیچ کر منافع میں سے اپنا حصہ وصول کر لیتے۔اس کام میں آپ کو معاملہ فہمی، صداقت، امانت اور دیانت کے باعث اتنی شہرت ملی کہ مکہ میں آپ کو "صادق" اور "امین" کہا جانے لگا۔آپؐ ہر معاملہ پوری ذمہ داری سے طے فرماتے

> اخبرنا محمد بن عمر، اخبرنا موسی بن شیبة عن عمیرة بنت عبید الله بن کعب بن مالک ؓعن ام سعد بنت سعد عن نفیسة بنت منیة اخت یعلی بن منیة قالت: لما بلغ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، خمساً وعشرین سنة ولیس له بمکة اسم الا الامین، لما تکامل فیه من خصال الخیر، فقال له ابو طالب: یا ابن اخی انا رجل لا مال لی وقد اشتد الزمان علینا والحت علینا سنون منکرہ ولیست لنا مادة ولا تجارة، وهذه عیر قومک قد حضر خروجها الی الشام، وخدیجة ابنة خویلد تبعث رجالا من قومک فی عیراتها، فلو تعرضت لها، وبلغ خدیجة ذلک فارسلت الیه واضعفت له ما کانت تعطی غیره، فخرج مع غلامها میسرة (۱) حتی قدما بصری من الشام، فنزلا فی سوق بصری فی ظل شجرة قریباً من صومعة راهب من الرهبان یقال له نسطور، فاطلع الراهب الی میسر ة، وکان یعرفه قبل ذلک، فقال: یا میسر ة! من هذا الذی نزل تحت هذه الشجرة؟ فقال میسرة: رجل من قریش من اهل الحرم، فقال له الراهب: ما نزل تحت هذه الشجر ة قط الانبی، ثم قال: فی عینیه حمرة؟ قال میسرة: نعم لاتفارقه، قال

۱۔ ظاہر یہ ہے کہ میسرہ بعثت سے پہلے ہی وفات پا گئے۔حافظ ابن حجر عسقلانی "اصابہ" میں فرماتے ہیں کہ کسی صحیح روایت سے اب تک میسرہ کا صحابی ہونا ثابت نہیں ہوا۔(۶/۱۸۹)

الراھب: ھو ھو آخر الانبیاء، یالیت انی ادرکہ حین یومر بالخروج! ثم حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سوق بصری فباع سلعتہ التی خرج بھا واشتری غیرھا، فکان بینہ وبین رجل اختلاف فی شیء، فقال لہ الرجل: احلف باللات والعزی، فقال رسول اللہ، ما حلفت بھما قط وانی لامر فاعرض عنھما، قال الرجل: القول قولک، ثم قال لمیسرۃ، وخلابہ: یا میسرۃ ھذا واللہ نبی! والذی نفسی بیدہ انہ لھو تجدہ احبارنا فی کتبھم منعوتاً، فوعی ذلک میسرۃ، ثم انصرف اھل العیر جمیعاً، وکان میسرۃ یری رسول الل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اذا کانت الھاجرۃ واشتد الحریری ملکین یظلانہ من الشمس وھو علی بعیرہ (۱) قالوا: کان اللہ قد القی علی رسولہ المحبۃ من میسرۃ، فکان کانہ عبدالرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فلما رجعوا فکانوا بمر الظھران (۲) قال: یا محمد انطلق الی خدیجۃ فاسبقنی فاخبرھا بما صنع اللہ لھا علی وجھک، فانھا تعرف ذلک لک، فتقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حتی قدم مکۃ فی ساعۃ الظھیرۃ وخدیجۃ فی علیۃ لھا معھا نساء فیھن نفسیۃ بنت منیۃ، فرأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حین دخل وھو راکب علی بعیرہ وملکان یظلان علیہ، (۳) فارتہ نسائھا فعجبن لذلک، ودخل علیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فخبرھما بما ربحوا فی وجھھم، فسُرت بذلک، فلما دخل میسرۃ علیھا اخبرتہ بما رأت، فقال میسرۃ: قدرأت ھذا منذخرجنا من الشام، واخبرھا بقول الراھب نسطور، ما قال الآخر الذی خالفہ فی البیع وربحت فی تلک المرۃ ضعف ما کانت تربح، واضعفت لہ ضعف ماسمت لہ﴾ (۴)

۱۔ میسرہ کا بطور خرقِ عادت فرشتوں کو دیکھنا ممکن ہے۔ جیسے قرآن کریم میں مذکور ہے کہ حضرت مریم علیہ السلام نے جبریل امین اور دیگر ملائکہ کو دیکھا (سورہ مریم: ۱۹: ۱۷) حضرت ہاجرہؑ کا فرشتہ کو دیکھنا (الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، باب یزخون النسلان فی المشی (حدیث: ۳۳۶۴) ص، ۵۶۱، عمران بن حصین کا اپنے کراماً کاتبین کو دیکھنا، الاصابۃ، ۳/۵۸۵)

۲۔ "مرالظہران"۔ مکہ سے ایک مرحلے کے فاصلے پر ایک مقام ہے اصمعی کے بقول "مر" بستی ہے اور ظہران وادی ہے۔ اس میں کئی چشمے اور نخلستان ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ص ۴۷)

۳۔ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ پر ابر سایہ کرتا تھا۔ مگر ہمیشہ ایسا نہ ہوتا تھا۔ عز بن جماعہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ آپؐ پر ابر کا سایہ کرنے کی حدیث محدثین کے نزدیک درست نہیں تو ان کا یہ قول لغو اور باطل ہے۔

۴۔ ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں، یہ روایت محمد بن اسحاق اور واقدی دونوں سے مروی ہے اور محمد بن اسحاق کی روایت محدثین کے نزدیک معتبر ہے۔ حسن سے کم نہیں اور واقدی کی روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن حدیث حسن کے لیے بلاشبہ مؤید اور شاہد بن سکتی ہے۔ (سیرت المصطفےٰ ۱/۹۷)

نفیسہ بنت منیہؓ فرماتی ہیں:

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچیس برس کے ہو گئے۔ تو (اپنی امانت کی وجہ سے) مکہ میں "امین" کے نام سے پہچانے جانے لگے۔ اور آپ تمام خوبیوں سے مزین تھے۔ پس ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اے بھتیجے! میں ایسا شخص ہوں۔ جس کے پاس مال نہیں، زمانہ ہم پر سخت گزر رہا ہے۔ اور ہم تنگی میں گزر بسر کر رہے ہیں۔ کیونکہ نہ مال ہے نہ تجارت۔ اور یہ تمہاری قوم کے قافلے ہیں۔ جن کے سفر شام کا وقت آ گیا ہے۔ خدیجہ بنت خویلدؓ اپنے تجارتی قافلوں میں تمہاری قوم کے کچھ لوگوں کو بھیجا کرتی ہیں بس تم اپنی خدمات انہیں پیش کر دو۔ یہ گفتگو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ ﷺ کے چچا کے درمیان ہوئی تھی۔ حضرت خدیجہؓ کو اس کی خبر پہنچی۔ تو انہوں نے آپ کو پیغام بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہلایا کہ آپ کی قوم کے کسی شخص کو میں جتنا (معاوضہ) دیتی ہوں آپ کو اس کا دوگنا پیش کروں گی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے غلام میسرہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ملک شام کے شہر بصریٰ پہنچے۔ پس بصریٰ کے بازار کے قریب ایک درخت کے سائے میں قیام کیا جو نسطور راہب کی خانقاہ سے قریب تھا پس راہب میسرہ کے پاس جسے وہ پہلے سے جانتا تھا۔ آیا اور اس نے پوچھا: اے میسرہ! یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے اترا ہے۔ پس میسرہ نے کہا۔ اہل حرم کے قریش میں سے ایک فرد ہے۔ پس راہب نے اس سے کہا: اس درخت کے نیچے بجز پیغمبر کے اور کوئی نہیں اترا۔ پھر پوچھا کیا اس کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے کہا ہاں اور یہ سرخی کبھی اس سے جدا نہیں ہوتی۔ نسطور نے کہا۔ وہی خاتم النبیین ہے۔ کاش میں اس وقت ہوتا جب اس نبی کو نبوت سے سرفراز کیا جائے گا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بصریٰ کے بازار میں تجارتی مال و اسباب فروخت کیا۔ اس دوران ایک شخص سے کسی چیز میں اختلاف ہو گیا۔ اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لات وعزیٰ کا حلف اٹھانے کو کہا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے کبھی ان دونوں کی قسم نہیں کھائی۔ اور میں تو ان سے منہ موڑ لیا کرتا ہوں۔ اس شخص نے کہا: بات تو وہی جو جو آپؐ نے فرمائی۔ پھر تنہائی میں میسرہ سے کہا۔ اے میسرہ! خدا کی قسم یہ تو وہی پیغمبر ہے۔ جسکی صفت ہمارے علماء کتابوں میں مذکور پاتے ہیں۔ پس میسرہ نے یہ بات گرہ سے باندھ لی۔

پھر جب تمام اہل قافلہ واپس آتے گئے اور میسرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تھا کہ سفر کے دوران جب دوپہر ہوتی اور گرمی بڑھتی تو دو فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دھوپ سے سایہ کر رہے ہیں۔ جبکہ آپؐ اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

وہ کہنے لگے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میسرہ کے دل میں ایسی ڈال دی۔ پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام بن گیا۔ واپس پہنچے تو مرالظہر ان میں پہنچ کر میسرہ نے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ حضرت خدیجہؓ کے پاس چل دیجئے اور آپ کے باعث اللہ تعالیٰ نے خدیجہؓ کو جو نفع پہنچایا ہے۔ اس کی اطلاع دیجئے۔ خدیجہؓ آپ کا یہ حق ہمیشہ یاد رکھیں گی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ ظہر کے وقت مکہ میں پہنچے اور خدیجہؓ چند عورتوں کے ہمراہ جن میں نفیسہؓ بنت منیہ بھی تھیں۔ اپنے ایک بالا خانے میں بیٹھی تھیں۔ پس انہوں نے دیکھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ پر سوار تشریف لاتے ہیں اور دو فرشتے ان پر سایہ کیے ہوئے ہیں پس انہوں نے یہ نظارہ خواتین کو دکھایا تو انہیں تعجب ہوا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور منافع کا حال بیان کیا۔ تو خدیجہؓ خوش ہوئیں اور جو کچھ دیکھا تھا۔ میسرہ کے آنے پر ان سے بیان کیا تو میسرہ نے کہا میں تو ملک شام سے واپس آیا ہوں یہی دیکھتا آیا ہوں۔ میسرہ نے وہ باتیں بھی کہہ دیں جو نسطور راہب نے کہی تھیں اور اس شخص کی بات بھی بتا دی جس نے مال بیچنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی تھی اور اس دفعہ دوگنا منافع ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جو معاوضہ طے کیا تھا اسکو بھی خدیجہؓ نے دوگنا کر دیا

تخریج:

الطبقات الکبریٰ، ۱/۷۷،۷۸: السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۱/۱۹۸-۲۰۰ (ابن اسحق سے روایت ہے): دلائل النبوۃ (ابونعیم)، ۱/۵۴ (محمد بن سعد، محمد بن عمر الواقدی سے روایت کرتے ہیں) السیرۃ النبویۃ (ابن کثیر): ۱/۳۱۳،۳۱۴، عیون الاثر ۱/۶۰

حضرت خدیجہؓ سے شادی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک جب ۲۵ برس ہوئی اور آپ ایک تاجر کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں اپنا مقام بنا چکے تھے۔ اس وقت آپؐ نے قریش کی ایک معزز ترین خاتون ''خدیجۃ الکبریٰ'' سے شادی کی۔

قال: اخبرنا محمد بن عمر بن واقد الاسلمی، اخبرنا موسی بن شیبة عن عمیرة بنت عبید الله بن کعب بن مالک ﴿عن ام سعد بنت سعد بن الربیع عن نفیسة بنت منیة قالت: کانت خدیجة بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی امرأة حازمة، جلدة، شریفة، مع ما أراد الله بها من الکرامة والخیر، وهی یومئذ اوسط قریش نسباً، واعظمهم

شرفاً، واكثرهم مالاً، وكل قومها كان حريصاً على نكاحها لو قدر على ذلك، قد طلبوها وبذلوا لها الأموال، فارسلتني دسيساً الى محمد بعد ان رجع في عيرها من الشام، فقلت: يا محمد ما يمنعك ان تزوج؟ فقال: ما بيدي ما أتزوج به، قلت: فان كفيت ذلك ودعيت الى الجمال والمال والشرف والكفاءة ألا تجيب؟ قال: فمن هي؟ قلت: خديجة، قال: وكيف لي بذلك؟ قالت قلت: علي، قال: فانا افعل، فذهبت فاخبرتها، فارسلت اليه ان ائت لساعة كذا وكذا، وارسلت الى عمها عمرو بن اسد لي زوجها، فحضر ودخل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، في عمومته، فزوجه احدهم، فقال عمرو بن اسد: هذا البضع لا يقرع أنفه، وتزوجها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وهو ابن خمس وعشرين سنة، وخديجة يومئذ بنت اربعين سنة، وولدت قبل الفيل بخمس عشرة سنة۔﴾

حضرت نفیسہ بنت منیہ کہتی ہیں کہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اس بزرگی اور بھلائی کے ہوتے بھی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے چاہی تھی۔ حقیقتاً ایک عاقبت اندیش، مستقل مزاج اور شریف خاتون تھیں۔ اور اس وقت تمام قریش میں بہ اعتبار خاندان کے سب سے زیادہ شریف، عزت و شرف کے اعتبار سے اور مال و دولت کے حوالے سے سب سے بڑھ کر تھیں۔ (یہی وجہ تھی کہ) انکی قوم کے سب افراد ان سے نکاح کے خواہشمند تھے۔ یہ سب درخواست بھی کر چکے تھے اور سب نے ان کے لیے مال و زر بھی پیش کیے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تجارتی قافلے سے شام سے واپس آئے تو چپکے سے خدیجہؓ نے مجھے ان کے پاس بھیجا اور میں نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو نکاح کرنے میں کیا امر مانع ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میرے ہاتھ میں وہ سامان نہیں جس سے نکاح کرسکوں'' میں نے عرض کی: اگر سامان ہو جائے اور آپ کو حسن و جمال، مال اور شرف کفأت کی جانب دعوت دی جائے تو کیا آپ قبول فرمائیں گے؟

آپؐ نے فرمایا: اچھا تو کون ہے؟

میں نے عرض کیا: ''خدیجہؓ''۔ فرمایا۔ وہ میرے لیے کیونکر (راضی ہوسکتی ہیں)؟ میں نے عرض کی۔ یہ میرا ذمہ ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ تو میں (یہ شادی) کروں گا۔ میں نے جا کر خدیجہؓ کو خبر دی۔ تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ فلاں وقت تشریف لائیں اور اپنے چچا عمرو بن اسد کو بلا بھیجا کہ وہ آ کر ان کا نکاح کردیں چنانچہ وہ حاضر ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچاؤں کے ساتھ تشریف لائے جن میں سے ایک نے رسم نکاح ادا کی۔ عمرو بن اسد

نے اس موقع پر یہ کہا۔ یہ وہ نکاح ہے، جس پر نکتہ چینی ممکن نہیں (یعنی دونوں ہم پلہ ہیں) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ نکاح کیا تو آپؐ ۲۵ برس کے تھے اور خدیجہؓ اس وقت چالیس برس کی تھیں۔ کیونکہ اصحاب الفیل کے واقعے سے ۱۵ سال پہلے وہ پیدا ہو چکی تھیں۔

تخریج:

الطبقات الکبری، ۱/ ۶۲، عیون الاثر، ۱/ ۶۲، (یہ ابن سعد سے روایت کرتے ہیں بقیہ سند وہی ہے۔ مگر "عمیرہ بنت عبید اللہ" کی بجائے "عمیرہ بنت عبداللہ" درج ہے) صفة الصفوة، ص، ۴۴، سند موجود نہیں۔ صرف نفیسہ بنت منیہ سے روایت بیان کی گئی ہے۔

قبل از اسلام شرک سے دوری

قبل از بعثت رسول اللہ شرک کی آلودگیوں سے پاک رہے اور آپؐ نے غیر اللہ کے نام پر ذبح شدہ گوشت کبھی نہ کھایا۔

محمد بن علی الفقیه فی کتابه قال ثنا عبدالله بن ابی داؤد قال ثنا اسحاق بن وهب العلاف قال ثنا یعقوب بن محمد الزهری قال ثنا عبدالله بن محمد بن یحیی بن عروة عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم سمعت زید بن عمر و ابن نفیل یعیب اکل ماذبح لغیر الله فما ذقت شیئا ذبح علی النصب حتیٰ اکرمنی الله عزوجل بما اکرمنی به من رسالته﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے سنا تھا کہ زید بن عمرو بن نفیل غیر اللہ کے نام پر ذبح کیئے جانے والے جانور کا گوشت نہ کھاتے تھے۔ چنانچہ میں نے بھی ایسا گوشت کبھی نہ کھایا تا آنکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے مقام نبوت سے سرفراز کر دیا۔

تخریج:

دلائل النبوة (ابونعیم) ۱/ ۵۹، اس کی تائید میں "الخطابی" لکھتے ہیں۔ "وقد کان رسول الله لا یاکل من ذبائحهم (التی) کانوا یذبحونها لأصنامهم" (الخطابی، حمد بن محمد، اعلام الحدیث فی شرح صحیح البخاری، ۲/ ۱۶۵۸)

قبل از بعثت علامات نبوت ﷺ

اللہ تعالیٰ نبوت کے اسرار و رموز سے انبیاء کرام کو مانوس کرانے کے لیے کچھ غیر معمولی حالات سے دو چار کرتا ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک کو وحی کے حصول کے لیے ساز گار بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاص

اہتمام فرمایا۔

اخبرنا محمد بن عمر قال: حدثني علي بن محمد بن عبيد الله بن عبدالله بن عمر بن الخطاب عن منصور بن عبدالرحمن عن امه ﴿عن برة ابنة ابي تجراة قالت: ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، حين أراد الله كرامته وابتداء ه بالنبوة، كان اذا خرج لحاجته أبعد حتى لا يرى بيتاً ويفضي الى الشعاب وبطون الاودية، فلا يمر بحجر ولا شجرة إلا قالت: السلام عليك يا رسول الله، فكان يلتفت عن يمينه وشماله وخلفه فلا يرى احداً﴾(۱)

حضرت برۃ بنت ابی تجراۃؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکرام اور نبوت کی ابتداء منظور ہوئی تو یہ کیفیت پیش آنے لگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے نکلتے۔ تو اتنی دور نکل آتے کہ کوئی گھر نظر نہ آتا۔ غاروں، دروں اور دیواروں میں چلے جاتے۔ مگر وہاں جس پتھر اور جس درخت کے پاس سے گزرتے وہ کہتا۔ "السلام علیک یا رسول اللہ"۔ داہنے، بائیں اور پیچھے دیکھتے تو کوئی نظر نہ آتا۔

تخریج:

الطبقات الكبرى، ۱/۷۵، المستدرك، ۴/۷۹، تلخيص المستدرك، ۴/۷۰

ابن ملقن اس حدیث پر حکم لگاتے ہیں کہ "الحديث ضعيف جداً بهذا الاسناد لشدة ضعف الواقدي" کیونکہ محمد بن عمر الواقدی کو "متروک الحدیث" کہا گیا ہے۔ (مختصر استدراك الحافظ الذہبی على مستدرك ان عبدالله الحاكم ۵/۲۴۴۶: الضعفاء والمتروكين، ص ۱۵۳)

ابتدائے نبوت کی دوسری نشانی یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خواب دیکھتے وہ روز روشن کی طرح سچا ہو جاتا۔

حدثنا الانصاري اسحق بن موسىٰ حدثنا يونس بن بكير اخبرنا محمد بن اسحق حدثني الزهري عن عروة ﴿عن عائشة انها قالت: اول ما ابتدى به رسول الله صلى الله عليه وسلم من النبوة حين أراد الله كرامته ورحمة العباد به ان لا يرى شيئا الا جاءت مثل فلق الصبح فمكث على ذلك ما شاء الله ان يمكث وحبب اليه الخلوة فلم يكن شيء احب اليه من ان يخلو﴾

۱۔ اس سے ملتی جلتی ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لما اوحى الي، او: نبئت، او: كلمة نحوها، جعلت لا آمر بحجر ولا شجر الاقال: "السلام عليك يا رسول الله" (مجمع الزوائد، ۸/۳۳۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ ابتدائے نبوت میں جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت اور رحمت ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو ایسا ہوتا کہ آپؐ کا ہر خواب روزِ روشن کی طرح واضح اور سچا ہوتا اور پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا یہ حال رہا۔ ان دنوں آپ ﷺ خلوت (تنہائی) کو ہر چیز سے زیادہ پسند کیا کرتے تھے۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب: فی ذکر الرؤیا الصادقة عند بدء النبوة، (حدیث:۳۶۳۲) ص، ۸۲۸، (ابوعیسیٰ کے نزدیک یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔) السیرة النبویة لابن اسحٰق، ۱/۱۶۷

آغازِ وحی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 40 سال ہوئی تو آپ خلوت نشینی کی طرف مائل ہو گئے۔

حدثنا یحیی بن بکیر قال اخبرنا اللیث عن عقیل عن ابن شھاب عن عروة بن الزبیر، ﴿عن عائشة ام المومنین رضی الله عنها انها قالت: اول ما بدی به رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من الوحی الرویا الصالحة فی النوم فکان لا یری رویا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیه الخلای وکان یخلو بغار حرای فیتحنث فیه وهو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اهله یتزودلذلک ثم یرجع الی خدیجة فیتزود لمثلها حتی جاله الحق وهو فیغار حرای فجائه الملک فقال: اقرا! فقلت: ما أنا بقاری قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال: اقراء قلت: ما انا بقاری فاخذنی فغطنی الثانیة حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال: اقراء فقلت: ما انا بقاری قال فاخذنی فغطنی الثالثة ثم ارسلنی فقال اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرا وربک الاکرام، فرجع بها رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یرجف فواده فدخل علی خدیجة بنت خویلد رضی الله عنها فقال: زملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع فقال لخدیجة واخبرها الخبر لقد خشیت علی نفسی فقالت خدیجه: کلا والله! ما یخزیک الله ابدًا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق فانطلقت به خدیجة حتی أتت به ورقة بن نوفل بن اسد

بن عبدالعزی(۱) ابن عم خدیجة وکان امرا تنصر فی الجاهلية وکان یکتب الکتاب العبرانی فیکتب من الانجیل بالعبرانية ما شاء الله ان یکتب وکان شیخا کبیراً قد عمی فقالت له خدیجة: یا ابن عم اسمع من ابن اخیک فقال له ورقه یا ابن اخی ماذا تری فاخبره رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم خبر ما رأی فقال له ورقه: "هذا الناموس الذی نزل الله علی موسی یا لیتنی فیها جذعاً یا لیتنی اکون حیا اذ یخرجک قومک فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: اومخرجی هم قال: نعم لم یات رجل قط بمثل ما جئت به الا عودی وان یدرکنی یومک انصرک نصرا موزراً ثم لم ینشب ورقه ان توفی وفتر الوحی.﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترنی شروع ہوئی وہ اچھے خواب تھے، جو بحالت نیند آپؐ دیکھتے تھے، چنانچہ جب بھی آپؐ خواب دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا، پھر تنہائی سے آپ کو محبت ہونے لگی اور غار حرا میں تنہا رہنے لگے اور قبل اس کے کہ گھر والوں کے پاس آنے کا شوق ہو وہاں تحنث کیا کرتے، تحنث سے مراد کئی راتیں عبادت کرنا ہے اور اس کے لئے توشہ ساتھ لے جاتے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس آتے اور اسی طرح توشہ لے جاتے، یہاں تک کہ جب وہ غار حرا میں تھے، حق آیا، چنانچہ ان کے پاس فرشتہ آیا اور کہا پڑھ، آپ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، آپؐ بیان کرتے ہیں کہ مجھے فرشتے نے پکڑ کر زور سے دبایا، یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، پھر دوسری بار مجھے پکڑا اور زور سے دبایا، یہاں تک کہ میری طاقت جواب دینے لگی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ تیسری بار پکڑ کر مجھے زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ! اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھ اور تیرا رب سب سے بزرگ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دہرایا اس حال میں کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا چنانچہ آپ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اڑھا دو، تو لوگوں نے کمبل اوڑھا دیا، یہاں تک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا،

۱۔ **ورقہ بن نوفل:** حضرت خدیجہؓ کے چچا زاد بھائی تھے ان کا سلسلہ نسب: "ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ" ہے۔ یہ دور جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے۔ اور عبرانی لکھنا جانتے تھے اور عبرانی زبان میں حسب توفیق انجیل لکھا کرتے تھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی کے وقت بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے کچھ ہی عرصے کے بعد یہ وفات پا گئے۔

(الاصابة، ۶/۴۷۵،۴۷۶، ۴۷۷، فتح الباری، ۱/۳۳، ۳۵)

حضرت خدیجہؓ سے سارا واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، حضرت خدیجہؓ نے کہا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو لے کر ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کے پاس گئیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے، زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عبرانی کتاب لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ انجیل کو عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ جس قدر اللہ چاہتا، نابینا اور بوڑھے ہو گئے تھے، ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے میرے چچا زاد بھائی! اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ آپؐ سے ورقہ نے کہا: اے میرے بھتیجے! تم کیا دیکھتے ہو؟ تو جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تھا، بیان کر دیا، ورقہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ یہی وہ ناموس ہے، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا، کاش میں نوجوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا، جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا، ہاں! جو چیز تو لے کر آیا ہے اس طرح کی چیز جو بھی لے کر آیا اس سے دشمنی کی گئی، اگر میں تیرا زمانہ پاؤں تو میں تیری پوری مدد کروں گا، پھر زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ ورقہ کا انتقال ہو گیا، اور وحی کا آنا کچھ دنوں کے لیے بند ہو گیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الوحی باب، کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ(حدیث۔۳) کتاب احادیث الانبیاء، باب واذکر فی الکتب موسیٰ، (حدیث:۳۳۹۲) ص، ۵۶۸، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الایمان، باب بدء الوحی الی رسول اللہ (حدیث:۱۶۰)ص،۸۰، الطبقات الکبری، ۹۳/۱،۹۴، الطبری، تاریخ الامم والملوک، ۲۱۸/۲،۲۱۹، عمدۃ القاری، ۸۸/۱، جامع البیان، ۲۵۱/۳۰، الخازن، محمد بن ابراہیم: لباب التاویل فی معانی التنزیل، ۴۴۶/۴، عبدالرزاق، المصنف، ۳۲۱/۵، المقریزی، امتاع الاسماع ۱۱۳/۳،۱۱۰، ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۲۰۵/۳، الکامل فی التاریخ، ۶۴۸/۱/۶۴۹، الذہبی، تاریخ الاسلام ۱۱۷/۱، ابن الجوزی، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم ۱۱۰/۲،۱۱۱، عیون الاثر، ۱۰۲/۱، الزرقانی، محمد، شرح العلامۃ الزرقانی، ۳۹۰/۱،۴۰۱، علی بن بلبان الفارسی، الاحسان صحیح ابن حبان، کتاب الوحی، (حدیث:

۳۳)، ۸۶/۱، سعود بن عبدالله، مرویات ام المومنین فی التفسیر، ص۔ ۴۵۴

فترۃ الوحی

غارِ حرا میں پہلی وحی کے نزول کے بعد کچھ عرصے تک وحی کا سلسلہ رکا رہا(۱)۔ جس کا آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ اس موقعہ پر سورۃ الضحیٰ کی یہ آیات نازل ہوئیں۔(۲)

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب، ثناء احمد بن عبدالجبار، ثناء یونس بن بکیر عن هشام بن عروة، عن ابیه، ﴿عن خديجة رضي الله عنها انها قالت: لما أبطاعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الوحي جزع من ذلک جزعاً شديداً / فقلت مما رأيت من جزعه: لقد قلاک ربک لما يرى من جزعک فأنزل الله: (﴿ما ودعک ربک وما قلى﴾)

حضرت خدیجہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آنے میں دیر ہوئی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ بیقرار ہو گئے۔ پس میں نے جب ان کی بیقراری دیکھی تو کہا۔ ''یقیناً تیرا رب تیری بے قراری دیکھے گا تو کم کر دے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ ''تم کو تمہارے رب نے نہیں چھوڑا اور نہ ہی تجھ سے اس نے اپنی محبت اٹھائی۔

تخریج:

المستدرک، ۲/۲۶۷: امام حاکم کہتے ہیں۔ ''هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه لارسال فيه'' جبکہ ذہبی تلخیص میں فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح مرسل ہے۔

کیفیت وحی

وحی (۳) مکالمہ الٰہی کی متعدد صورتوں میں سے ایک اہم صورت ہے اسی لیے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب وحی آتی تھی تو آپؐ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

۱۔ امام سہیلی کے مطابق یہ وقفہ اڑھائی سال تھا (الروض الانف، ۱/۲۳۰)، جبکہ ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ عرصہ صرف ۴۰ دن کا تھا (المواهب اللدنیه، ۱/۲۱۲)

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر میں سورۃ والضحیٰ کا شانِ نزول یہ بتایا گیا ہے کہ آپ ایک بار بیمار تھے۔ چند روز راتوں کو اٹھ کر عبادتِ الٰہی میں مصروف نہ ہو سکے تو ایک ہمسایہ عورت نے طعن سے کہا۔ کہ ایسا معلوم ہوا ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا۔ میں نے اس کو تمہارے پاس دو یا تین راتوں سے آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''ما ودعک ربک وما قلی'' نازل فرمائی۔ (حدیث: ۴۹۵۰) ص ۱۰۷۳

۱۔ وحی کے لغوی معنی خفیہ اشارہ کرنا۔ چپکے سے دل میں ڈال دینا۔ اصطلاحاً وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے اپنے انبیاء تک بھیجتا ہے وہ وحی ہے۔ (لسان العرب، ۱۵/۲۲۰)

دورانِ وحی سخت سردی کے دنوں میں بھی آپ کی جبین عرق آلود ہو جاتی تھی (۱) چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا اور جسم مبارک بھاری ہو جاتا۔

حدثنا فروہ حدثنا علی بن مسھر عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا ان الحارث بن ھشام سال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کیف یاتیک الوحی؟ قال: کل ذاک یاتینی الملک احیانا فی مثل صلصلۃ الجرس فیفصم عنی وقد وعیت ما قال وھو اشدہ علی ویتمثل لی الملک احیاناً رجلاً فیکلمنی فاعی ما یقول﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے کہا کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہر کسی وحی میں فرشتہ آتا ہے۔ کبھی گھنٹہ جیسی آواز میں۔ جب وہ وحی ختم ہوتی ہے تو میں اسے جو فرشتہ نے کہا یاد کر چکا ہوتا ہوں اور یہ وحی میرے اوپر بہت سخت ہے اور کبھی فرشتہ انسان کی شکل میں آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے تو میں اس بات کو یاد کر لیتا ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ صلوات اللہ علیھم (حدیث:۳۲۱۵)ص،۱۵۸: الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل، باب:عرق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی البرد، وحین یاتیہ الوحی (حدیث:۲۳۳۳) ص،۱۰۱۵: الجامع للترمذی، کتاب المناقب، باب: ماجاء کیف ینزل الوحی علی النبی (حدیث:۳۶۳۴) ص،۸۲۸، ۸۲۹، اس میں "یاتینی فی" کا اضافہ ہے۔

تبلیغ اسلام اور قریش کے مظالم

۶۱۰ء میں آفتابِ نبوت کے نمودار ہونے کے بعد تبلیغ اسلام کا آغاز آپ ﷺ نے اپنے مبارک گھرانے سے کیا۔ آپ ﷺ کی بیوی حضرت خدیجہؓ اور بیٹیاں فوراً مشرف بہ اسلام ہو گئیں (۲)۔ دوستوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، بچوں میں حضرت علیؓ اور غلاموں میں زید بن حارثہؓ اسلام لائے۔ آپ ﷺ نے خفیہ تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر جب آیت (﴿وانذر عشیرتک الاقربین﴾) (۳) نازل ہوئی۔ تو آپ نے اعلانیہ تبلیغ کا آغاز کیا۔

۱۔ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل باب: عرق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی البرد و حین یاتیہ الوحی ،(حدیث: ۲۳۳۳) ص، ۱۰۲۸

۲۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ۱/ ۲۰۶، الاصابۃ، ۲/ ۲۵۰

۳۔ الشعراء، ۲۶: ۲۱۴

اپنے بیگانے ہو گئے (۱) کیونکہ اسلام ان کے صدیوں کے عقائد و رسوم کو باطل کر رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ہر طرح سے رسول اللہ ﷺ اور اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔ ابولہب جو آپ ﷺ کا چچا تھا اور ہمسایہ بھی۔ انکی مخالفت و عداوت اپنی انتہا پر تھی۔

وروی ابن ابی زناد، عن هشام بن عروه عن ابيه، ﴿عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كنت بين شر جارين: بين أبی لهب وعقبه بن أبی معيط، ان كان ليأتيان بالفروث فيطرحونها فی بابی. قالت عائشة: فكان النبی صلى الله عليه وسلم يقول: يا بنی عبد مناف، ای جوار هذا؟ ثم يميطه عن بابه﴾

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں دو بُرے ہمسایوں کے درمیان گھرا ہوا تھا۔ ابی لہب اور عقبہ بن ابی معیط (یعنی ان دونوں کے درمیان میرا گھر تھا) یہ دونوں غلاظت لاتے اور میرے دروازے پر پھینک دیتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔ اے بنی عبد مناف! یہ کیسی ہمسائیگی ہے؟ پھر وہ اسے اپنے دروازے سے ہٹا دیتے۔

تخریج:

انساب الاشراف، (حدیث:۲۶۵)، ۱/۲۱

سفر طائف

مشرکین مکہ کا ظلم و ستم روز بروز بڑھتا گیا- ان سے مایوس ہو کر ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ۲۰ شوال ۱۰ نبوت (جون ۶۱۹ء) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف (۲) تشریف لے گئے۔ یہ مکہ سے تقریباً ساٹھ میل

۱۔ اہل عرب نے آپ ﷺ کی دعوت دین کو روکنے کے لیے کئی حربے استعمال کیے۔ آہستہ آہستہ ان کا جور و ستم اتنا بڑھا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو مارنے تک کا ارادہ کر لیا۔ مگر باری تعالیٰ نے اس مشکل وقت میں اپنے محبوب ﷺ کی حفاظت خود کی۔ **ابن حنیف ابی الحکم** فرماتی ہیں: "میں نے اپنے دادا حکم سے کہا! اے گروہ بنو امیہ میں نے تم سے زیادہ عاجز تر کوئی قوم نہیں دیکھی اور نبی کریم ﷺ کے متعلق تمہاری رائے سے بدتر کوئی رائے نہیں پائی۔ دادا نے کہا: اے پوتی! ہمیں ملامت نہ کر، میں تجھے اپنی آنکھوں دیکھا واقعہ بتاتا ہوں: ہم قریش کو ایک عرصہ دیکھتے رہے کہ وہ اس مسجد میں نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر آپ ﷺ پر آوازیں کستے تھے پھر انہوں نے اتفاق کر لیا کہ آپ ﷺ کو پکڑ کر مارا جائے۔ ہم اتفاق رائے کرنے کے بعد آپ کو پکڑنے آئے ہم نے اچانک ایک دہشت ناک آواز سنی۔ ہمیں یوں لگا جیسے مکہ کا ہر پہاڑ پھٹ رہا ہے اور آتش فشاں بن گیا ہے۔ ہم پر بے ہوشی طاری ہوئی اور جب ہوش آیا جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھر جا چکے تھے۔ دوسری رات ہم نے پھر وہی مذموم ارادہ کیا۔ جب آپ ﷺ مسجد میں آئے تو ہم آپ ﷺ کو مارنے کے لیے لپکے۔ اچانک صفا اور مروہ دونوں پہاڑ آپس میں مل گئے۔ ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان حائل ہو گئے۔ خدا کی قسم! ہم نے اس واقعہ سے کچھ نفع نہیں اٹھایا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے دولت اسلام سے سرفراز کر دیا۔ (دلائل النبوۃ، (ابو نعیم) ۱/۶۷)

۲۔ **طائف** وادی "وج" ہے۔ جو اہل ثقیف کا مرکز تھی اور مکہ اور اس کے درمیان ۱۲ فرسخ کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان، ۴/۹)

دور ہے۔ آپؐ کے ہمراہ آپؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ تھے۔ یہاں ان دنوں عمرو بن عمیر ثقفی کے تین بیٹے عبدیالیل،(۱) مسعود اور حبیب برسر اقتدار تھے۔ آپؐ طائف میں دس دن قیام پذیر رہے۔ اس دوران آپؐ ان کے ہر سردار کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ مگر نا صرف ان کا حوصلہ شکن رویہ برقرار رہا۔ بلکہ انہوں نے اپنے شہر کے اوباشوں کو شہ دی۔ انہوں نے پتھر مار مار کر آپ کو زخمی کر دیا۔ کثرت سے خون نکلنے کی وجہ سے آپ ﷺ کے جوتے پاؤں کے ساتھ چپک گئے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے طائف سے تین میل دور ایک باغ میں پناہ لی جو فرزندان ربیعہ، عتبہ اور شیبہ کی ملکیت تھا۔ انہوں نے اپنے ایک غلام عداس (جو نینوئی کا رہنے والا ایک عیسائی تھا) کے ہاتھ ایک انگوروں کا گچھا بھیجا۔ وہ غلام آپؐ سے بے حد متاثر ہوا۔ کچھ دیر ٹھہر کر آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو شدت غم سے نڈھال تھے۔ قرن الثعالب (۲) پہنچے تو باری تعالی کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام پہاڑوں کے فرشتے کے ساتھ تشریف لائے اور گزارش کی کہ اگر آپ حکم دیں تو وہ اہل مکہ کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالے۔ اس واقعے کی تفصیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے اس بیان سے ملتی ہے۔

حدثنا عبدالله بن یوسف اخبرنا ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب قال حدثنی عروه ﴿ان عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه و آله وسلم حدثته انها قالت للنبی صلی الله علیه و آله وسلم: هل اتی علیک یوم کان اشد من یوم احد، قال: لقد لقیت من قومک ما لقیت و کان اشد ما لقیت منهم یوم العقبة اذ عرضت نفسی علی ابن عبد یالیل بن عبد کلال فلم یجبنی الی ما اردت فانطلقت و انا مهموم علی وجهی فلم استفق الا و انا بقرن الثعالب فرفعت راسی فاذا انا بسحابة قد اظلتنی فنظرت فاذا فیها جبریل فنادانی فقال ان الله قد سمع قول قومک لک وما ردوا علیک وقد بعث الیک ملک الجبال لتامره بما شئت فیهم فنادانی ملک الجبال فسلم علی ثم قال: یا محمد! فقال ذلک فیما شئت ان شئت ان اطبق علیهم الاخشبین(۳) فقال النبی صلی الله علیه و آله وسلم بل ارجو ان یخرج الله من اصلابهم من یعبد الله وحده لا یشرک به شیئا﴾

۱۔ **ابن عبدیالیل بن عمرو بن عمیر الثقفی،** تبوک سے واپسی پر رمضان ۹ھ میں یہ اپنے قبیلے کے ۵ افراد کے ہمراہ قبول اسلام کے لیے آئے اور حبیب بن عمرو بن عمیر الثقفی اور مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفی بھی مسلمان ہو گئے تھے۔ (الطبقات الکبری، ۱/۳۱۳، الاصابة ۱/۳۰۷، ۳/۴۱۲)

۲۔ **قرن الثعالب،** ان کو "قرن المنازل" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اہل یمن اور طائف کا میقات ہے۔ (معجم البلدان، ۴/۳۳۲)

۳۔ **اخشبین،** مکہ کے دو مشہور پہاڑوں "ابو قبیس اور قیقعان" پر بولا جاتا ہے۔ یہ دونوں پہاڑ علی الترتیب حرم کے جنوب وشمال میں آمنے سامنے واقع ہیں۔ اس وقت مکہ کی عام آبادی ان ہی دو پہاڑوں کے بیچ میں تھی۔ (معجم البلدان ۱/۱۲۲)

عروہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا یوم احد سے بھی سخت دن آپؐ پر آیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری قوم کی جو جو تکلیفیں اٹھائی ہیں وہ اٹھائی ہیں اور سب سے زیادہ تکلیف جو میں نے اٹھائی وہ عقبہ کے دن تھی جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبدکلال کے سامنے پیش کیا تو اس نے میری خواہش کو پورا نہیں کیا پھر میں رنجیدہ ہو کر سیدھا چلا ابھی میں ہوش میں نہ آیا تھا کہ قرن الثعالب میں پہنچا میں نے اپنا سر اٹھایا تو بادل کے ایک ٹکڑے کو اپنے اوپر سایہ فگن پایا میں نے جو دیکھا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے آپؐ کی قوم کی گفتگو اور ان کا جواب سن لیا ہے اب پہاڑوں کے فرشتہ کو آپؐ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپؐ ایسے کافروں کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی اور سلام کیا پھر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب کچھ آپؐ کی مرضی ہے اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین نامی دو پہاڑوں کو ان کافروں پر لا کر رکھ دوں۔
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اسی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ بالکل شرک نہ کریں گے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الخلق، باب: ذکر الملائکة صلوات الله علیهم (حدیث:۳۲۳۱) ص، ۶۶۰،۶۶۱، الجامع الصحیح للمسلم، باب کتاب الجهاد والسیر، : مالقی النبی من اذی المشرکین والمنافقین (حدیث:۱۷۹۵) ص،۳/ ۱۴۲۰

حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تزویج

شعب ابی طالب سے نکلنے کے چند روز بعد ماہ رمضان یا شوال ۱۰ نبوی میں ابو طالب نے اور پھر تین یا پانچ دن کے بعد حضرت خدیجہؓ نے انتقال فرمایا۔ ان دونوں کے انتقال کے بعد آپ کو کوئی تسلی دینے والا غمخوار نہ رہا۔ تو آپؐ نے حضرت سودہؓ سے شادی اور حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا۔

حدثنا سعید بن یحیی بن سعید، نا ابی عن محمد بن عمرو عن یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب ﴿عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: خولة بنت حکیم بن امیة ابن الأوقص امراة عثمان بن مظعون رضی الله تعالیٰ عنهما وذلک بمکة: ای رسول الله الا تتزوج

قال: ومن؟ قالت: ان شئت بكراً ان شئت ثيباً، قال: فمن البكر؟ قالت: بنت أحب خلق الله اليك عائشة بنت ابى بكر رضى الله عنه، قال: ومن الثيب؟ قالت: سودة بنت زمعة بن قيس آمنت بك واتبعتك على ما أنت عليه، قال: فاذهبى فاذكريهما على قالت: فجاء ت فدخلت بيت ابى بكر رضى الله عنه فوجدت أم رومان ام عائشة قالت: أى أم رومان ماذا أدخل الله عزوجل عليكم من الخير والبركة؟ قالت: وما ذاك؟ قالت: أرسلنى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اخطب عليه عائشة، قالت: وددت انتظرى ابا بكر رضى الله عنه فانه آت فجاء ابوبكر رضى الله عنه فقالت: ياأبابكر ماذا أدخل الله عزوجل عليكم من الخير والبركة أرسلنى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اخطب عليه عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قال: وهل تصلح له انما هى ابنة اخيه؟ فرجعت الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فذكرت له فقال: ارجعى اليه فقولى له: أنت أخى فى الاسلام وأنا اخوك وابنتك تصلح لى فأتت ابابكر رضى الله عنه فقال لخولة: ادعى لى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فجاء ه فانكحه وهى يومئذ ابنة ست سنين.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: ''عثمان بن مظعونؓ کی اہلیہ محترمہ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن الاوقصؓ مکہ میں فرماتی ہیں کہ (انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ آپؐ نے فرمایا: کس سے؟ انہوں نے عرض کیا۔ اگر آپ چاہیں تو کنواری سے اور اگر چاہیں تو بیوہ سے۔ آپؐ نے فرمایا: کنواری کون ہے؟ کہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے آپؐ کے سب سے محبوب ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی۔ آپؐ نے فرمایا: اور بیوہ کون؟ کہنے لگیں: سودہ بنت زمعہ بن قیس جو آپؐ پر ایمان لا چکی ہیں اور آپ کی تعلیمات پر بھی۔ آپؐ نے فرمایا: پس جاؤ اور ان دونوں کو میرا پیام دو''۔

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ابوبکر کے گھر گئی اور وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ام رومانؓ سے کہا: اللہ تعالیٰ نے کس قدر بھلائی اور بہتری کا سامان تم لوگوں کے لیے بہم پہنچایا۔ انہوں نے یہ سن کر کہا ''وہ کیا''؟ میں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ابوبکرؓ کا انتظار کرو۔ پس جب حضرت ابوبکرؓ آئے تو میں نے کہا: اے ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے خیر اور برکت کا سامان کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتے کے لیے بھیجا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: کیا تم صحیح کہہ رہی ہو؟ یہ تو انکی بھتیجی ہے۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئی اور انہیں اس جواب سے مطلع فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابو بکرؓ سے جا کر کہو کہ تم میرے دینی بھائی ہو۔ اور تمہاری بیٹی بھی (دینی بھتیجی ہے نسبی نہیں)

پس وہ ان کے پاس آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا اور اس دن انکی بیٹی کی عمر چھ سال تھی۔

تخریج:

الآحادوالمثانی، ص ۵۹۵، سیر اعلام النبلا ۱۴۹/۲، المسند لامام احمد بن حنبل، ۲۰۱/۷، (اسمیں ابو سلمہ اور یحییٰ سے روایت بیان کی گئی ہے۔)

راویوں کے احوال

۲۔ ابی عبیدہ بن عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد عمار بن یاسرؓ یہ مشہور صحابی عمار بن یاسرؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ محدثین نے ان کو "مقبول" کہا ہے ان کے دادا ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر تھے۔ (التاریخ الکبیر، ۳۶۳/۸، تھذیب، ۱۶۰/۱۲)

☆ ابراہیم بن السندی بن علی بن بہرام، (م۳۱۳ھ) کنیت "ابو اسحاق" تھی، "کثیر الحدیث" تھے۔ "صاحب اصول اور ثقہ" تھے۔ محمد بن ابی عبدالرحمٰن المقری اور محمد بن زیاد الزیادی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (محمود مغراوی، منهج النقد عندالحافظ ابی نعیم الا صبهانی، ۳۹۸/۱، ابو نعیم الاصبهانی، کتاب تاریخ اصبهان، ۲۳۲/۱، محمد بن جعفر بن حبان، طبقات المحدثین باصبهان والواردین علیها، ۱۴۰/۴)

☆ ابن ابی سوید الثقفی، ابن ابی سوید الثقفی کا اصل نام "محمد بن ابی سوید الثقفی" تھا یہ زیادہ تر عمر بن عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں۔ (تهذیب الکمال، ۴۵۰/۳۴)

☆ ابن شہاب زہری، (م۱۲۴ھ) ان کا نام "محمد بن مسلم" کنیت "ابوبکر" اور "اعلم الحفاظ" لقب تھا۔ ۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ان سے ۲۲۰۰ احادیث مروی ہیں ان میں سے نصف "مسند" ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں۔ "زہری سے بڑھ کر صحیح احادیث کو جاننے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا" (الطبقات الکبریٰ، ۲۲۲/۵)

☆ ابو العباس محمد بن یعقوب الاصم، (م۳۴۶ھ) حاکم نیشاپوری کے شیوخ میں سے ہیں۔ ۲۴۷ھ میں پیدا ہوئے۔ "ثقہ" ہیں (سیر اعلام النبلاء، ۱۶۳/۱۷: تذکرة الحفاظ ۸۶۰/۳-۸۶۴)

☆ ابو نعیم، احمد بن عبداللہ بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران الاصبہانی، (م۴۳۰ھ) رجب، ۳۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اعلام المحدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ کئی کتابوں مثلاً، حلیۃ الاولیاء، تاریخ اصبہان، معرفۃ الصحابۃ، دلائل النبوۃ، وغیرہ کے مصنف ہیں۔ (وفیات الاعیان، ۹۱/۱، ۹۲)

☆ ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرۃ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ، اس کا نام "عبداللہ" تھا۔ ابو حاتم رازی نے اس کا نام "محمد" بتایا ہے۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں وفات پائی۔ احمد بن حنبل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر محمد بن عبداللہ احادیث گھڑتا اور جھوٹ بولتا تھا۔ علی بن المدینی نے کہا ہے "کان ضعیفاً فی الحدیث" انہیں "منکر الحدیث" بھی کہا گیا ہے۔ (تهذیب الکمال، ۸۶/۲۱-۸۷، العلل، والمعرفة الرجال، ۵۱۰/۱، الضعفا والمتروکین، ص ۱۸۳، تهذیب، ۲۵/۱۲، ۲۶)

☆ ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام، (م۹۳ھ) قریشی تھے۔ خلافت عمر میں پیدا ہوئے۔ (العلل ومعرفة الرجال: ۳۸۵/۲، القزوینی، احمد بن خلیل الخلیلی، الارشاد فی معرفة علماء

الحدیث، ۱/۱۸۷)

☆ احمد بن محمد بن عبدالعزیز، یہ محمد بن عبدالعزیز کے صاحبزادے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور نامعتبر ہیں۔ (سیرت النبی، ۳۔۴/۳۱۹)

☆ اسحاق بن موسیٰ انصاری، ابوموسیٰ المدنی، نیشاپور کے ''قاضی'' رہے۔ ''ثقہ'' ہیں۔ (تقریب، ۱/۷۳)

☆ اسحاق بن وھب بن زیاد العلاف، (م۲۵۵ھ) کنیت ''ابویعقوب'' تھی یہ عمر بن یونس، ولید بن قاسم، یعقوب بن محمد الزہری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم نے ان کو ''صدوق'' کیا ہے۔ (تھذیب، ۱/۲۳۰،المقدسی، ابن القیسرانی، الجمع بین رجال الصحیحین ۱/۳۳)

☆ البیہقی، احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ، (م۴۵۸ھ) شعبان، ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔ مختلف علوم وفنون کے ماہر تھے۔ مگر شہرت علم حدیث میں پائی۔ علم حدیث کی طلب میں عراق، حجاز اور خراسان کے علماء سے استفادہ کیا۔ نیشاپور میں وفات پائی۔ (وفیات الاعیان، ۱/۷۵، ۷۶)

☆ الحاکم نیشاپوری، (م۴۰۵ھ) ان کا نام ''محمد بن عبداللہ بن حمدویہ بن نعیم'' تھا۔ نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ اھل العلم والمعرفۃ اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں ''ثقہ'' ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۷/۱۶۳۔۱۶۶، ذھبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳/۱۰۳۹)

☆ الحویرث، عبدالرحمٰن بن معاویۃ الزرقی بن الحویرث، (م۱۰۳ھ) انصاری تھے۔ مدینہ کے رہنے والے تھے اپنی کنیت ''ابوالحویرث'' سے زیادہ مشہور ہوئے۔ بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف تھے۔ کچھ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار نہیں دیا۔ جبکہ یحییٰ بن معین لکھتے ہیں۔ ''ابوالحویرث لیس یحتج بحدیثہ'' (تھذیب الکمال، ۱۷/۴۱۴-۴۱۷: تقریب، ۱/۳۵۰، تھذیب، ۶/۲۷۲)

☆ النضر بن سلمہ بن شاذان، کنیت، ''ابومحمد'' تھی، مکہ کے رہنے والے تھے۔ ابوحاتم لکھتے ہیں ''کان یفتعل الحدیث ولم یکن بصدوق'' مدنی لکھتے ہیں: ''لا تحل الراویۃ عنہ الاعتبار'' ۔ (ابن ابی حاتم الرازی، الجرح والتعدیل، ۸/۴۸۰: الذھبی، میزان الاعتدال، ۴/۲۵۶، ۲۵۷)

☆ جہم بن ابی الجہم، مولی الحارث بن حاطب قرشی۔ ان کو ''ابن الجہم'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور مسور بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں۔ ان کا شمار ان صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سماعت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۲/۲۱۱، الجرح والتعدیل ۲/۵۲۱)

☆ حسان بن ابراہیم بن عبداللہ الکرمانی، (م۱۸۶ھ) انکی کنیت ''ابوھشام'' تھی اور لقب ''الکرمانی'' تھا۔ کوفہ

کے رہنے والے تھے۔ کرمان کے قاضی بھی رہے۔ یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقہ" جبکہ ابوزرعہ نے ان کو "لا باس بہ" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۸/۶: تقریب، ۱/۱۱۲)

☆ حسن بن الجہم بن جبلۃ بن مصقلۃ التیمی، (م۳۰۹ھ) کنیت "ابوعلی" تھی۔ اصبہان کے ایک قریہ کے رہنے والے تھے۔ واقدی سے مروی "کتاب المغازی" ان کے پاس تھی۔ (طبقات المحدثین، ۳/۱۵۲)

☆ حسین بن الفرج البغدادی، کنیت "ابوعلی" اور "ابو صالح" تھی۔ "ابن خیاط" کے نام سے مشہور تھے۔ ابن معین نے انہیں "یسرق الحدیث" اور "کذاب" قرار دیا ہے۔ ابوزرعہ فرماتے ہیں۔ "ذہب حدیثہ" (طبقات المحدثین، ۲/۲۳۴، الذھبی، میزان الاعتدال، ۱/۵۴۵)

☆ حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن العباس، (م۱۴۱ھ) "ہاشمی تھے" ربیعہ بن عباد، عکرمہ، وغیرہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے ھشام بن عروہ، ابن جریج، ابن اسحاق وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن معین اور ابو حاتم نے ان کو "ضعیف" قرار دیا ہے۔ جبکہ امام نسائی نے ان کو "متروک" قرار دیا ہے۔ (تھذیب، ۲/۳۴۱، ۳۴۲، تقریب، ۱/۱۲۳)

☆ سعید بن یحییٰ بن سعید بن ابان بن سعید، یحییٰ بن سعید بن ابان بن سعید بن العاص بن امیہ: ان دونوں باپ بیٹوں کو علمائے اسماء الرجال نے "ثقہ" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۲۰/۸۶، ۷/۳۲۲: تقریب، ۱/۳۱۴)

☆ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، (م۸۰ھ) "ابوجعفر" کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ "قطب السخاء" کے نام سے مشہور تھے۔ حبشہ میں پیدا ہوئے اور ۸۰ھ میں وفات پائی۔ (التاریخ الکبیر، ۴/۳۲۷، تھذیب، ۵/۱۵۲، ۱۵۳)

☆ عبداللہ بن داؤد، "سندیلہ" کے نام سے مشہور ہیں۔ کنیت "ابومحمد" اور "عابد" کے لقب سے مشہور تھے۔ (کتاب تاریخ اصبھان. ۲/۹. ۱۰، طبقات المحدثین، ۲/۳۳۰)

☆ عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن عروہ، ابن "زادان" کے نام سے مشہور تھے انہیں "صاحب مناکیر و بواطیل" کہا جاتا ہے۔ (ابو نعیم الاصبھانی، کتاب الضعفا، ص، ۹۸. ۹۷)

☆ عبداللہ بن یوسف دمشقی، (م۲۱۸ھ) کنیت "ابومحمد" تھی۔ بنوکلاع سے نسبت کی وجہ سے کلاعی کہلاتے ہیں۔ دمشق کے رہنے والے تھے۔ آئمہ حدیث نے آپ کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (عمر بن احمد بن عثمان، تاریخ اسماء الثقات، ص، ۱۹۳، تھذیب، ۶/۸۰)

☆ عبداللہ الحضرمی، انکی کنیت "ابوعمر والکوفی" تھی۔ لقب "تمیمی"، "العاروی" اور "الکوفی" ہیں۔ محمد بن عبداللہ الحضرمی کہتے ہیں "کان یکذب" دارقطنی کہتے ہیں "لاباس بہ" (کتاب الضعفاء والمتروکین،

۱/۷۵، عبدالغفار سلیمان البغدادی، موسوعۃ رجال الکتب التسعۃ، ۱/۳۱)

☆ عبدالعزیز بن عمران بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف، (م۱۹۷ھ) ان کی والدہ کا نام "امۃ الرحمٰن بن حفص بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف" تھا۔ وہ اپنے والد جعفر بن محمد، داؤد بن الحسین، عبداللہ بن المؤمل وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے ان کو "منکر الحدیث"، "متروک الحدیث" اور "ضعیف الحدیث" قرار دیا ہے۔ (الضعفا، والمتروکین، ص ۱۲۱، الکاشف، ۲/۱۷۷، تقریب، ۱/۳۶۰)

☆ عبدالواحد بن زیاد العبدی، (م۱۸۷ھ) کنیت "ابوبشر" ہے۔ ابن سعد نے ان کو "کثیر الحدیث" اور "ابوزرعہ"، ابو حاتم اور ابوداؤد نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ امام بخاری اور محمد بن محبوب ان سے روایت کرتے ہیں۔ (کتاب الثقات، ۷/۱۲۳، تھذیب، ۶/۴۳۵)

☆ عروہ بن زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ: (م۹۴ھ) انکی کنیت "ابوعبداللہ" تھی اور قریش کے خاندان "بنواسد" سے ان کا تعلق تھا۔ انکی والدہ "ذات النطاق" حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق تھیں۔ "ثقہ"، کثیر الحدیث اور مامون فقیہ تھے۔ (التاریخ الکبیر، ۹/۳۳۹، ۳۴۰، الطبقات الکبریٰ، ۵/۹۱، ۹۳، تقریب، ۱/۳۹۹)

☆ عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام، کنیت "ابوعبداللہ" تھی۔ "قلیل الحدیث" اور "ثقہ" تھے۔ خلیفہ یزید بن عبدالملک کے عہد میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبریٰ، ۵/۲۰۹، تقریب، ۱/۴۰۸)

☆ علی بن محمد: یہ ابن سعد کے اساتذہ میں سے ہیں۔ محدثین نے ان کو "صدوق" کہا ہے۔ (تقریب ۱/۴۱۹)

☆ علی بن مسہر، (م۱۸۹ھ) انکی کنیت "ابوالحسن" تھی۔ عبدالرحمٰن کے بھائی تھے۔ ابن سعد، عجلی، نسائی، ابوزرعہ اور ابن معین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۶/۲۹۷، رجال صحیح البخاری، ۲/۵۳۳)

☆ عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف، یہ ابی الزناد، زہری، ہشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے ان کو "ضعفا الحدیث" کہا ہے۔ (الجرح والتعدیل ۸/۷) امام بخاری نے ان کو "منکر الحدیث" اور نسائی نے ان کو "متروک الحدیث" کہا ہے۔ (الضعفا المتروکین ص ۱۴۸)

☆ عمر بن محمد بن جعفر، (م۳۷۹ھ) کنیت، "ابوحفص" تھی، انہوں نے حدیث کی سماعت شام، عراق اور اصبہان میں سے کی۔ (کتاب تاریخ اصبھان، ۱/۴۲۲)

☆ فروہ بن ابی المغراء الکندی الکوفی، (م۲۲۵ھ) کنیت "ابوالقاسم" تھی۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" اور ابوحاتم اور ابن حجر نے انہیں "صدوق" کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر ۷/۱۲۸: رجال صحیح البخاری ۲/۶۱۱)

☆ قیس بن حفص بن القعقاع التمیمی، (م ۲۲۷ھ) محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے یہ عبدالواحد بن زیاد، ھشیم و معمر و طالب، خالد بن حارث اور مسلمہ بن علقمہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے امام بخاری، امام ابوداؤد وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ (التاریخ الکبیر، ۷/۱۴۰، تھذیب، ۸/۳۹۰)

☆ کلیب بن وائل بن ھبار التیمی البکری المدنی، یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ جبکہ ابن حبان نے کتاب "الثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ قیس بن ھبار، ابن عمر، ھانی بن قیس اور زینب بنت ابی سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ (التاریخ الکبیر، ۷/۲۱۱، تھذیب، ۸/۴۴۶،۴۴۷)

☆ لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن الفھمی، مصر سے ۴ فرسخ دور ایک بستی "بقر قشندہ" میں پیدا ہوئے۔ امام احمد بن حنبل نے ان کو "ثقہ ثبت، کثیر العلم اور صحیح الحدیث" کہا ہے۔ بے شمار لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔ (تھذیب الکمال، ۱۵/۴۳۶-۴۴۹)

☆ محمد بن ابی یعقوب: ابوعبداللہ الکرمانی، (م ۲۴۴ھ) ان کا اصل نام "اسحاق" تھا، ابوعبداللہ الکرمانی کے نام سے مشہور ہوئے یہ بصرہ کے رہنے والے اور "ثقہ" تھے۔ (رجال صحیح البخاری، ۲/۶۳۸، الجمع بین رجال الصحیحین، ۲/۵۸)

☆ محمد بن احمد بن الحسن بن اسحاق بن صواف، (م ۳۴۹ھ) یہ ۲۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ امام ابونعیم کے شیوخ میں سے ہیں۔ انہوں نے امام ترمذی، اسحاق بن حسن، اور بشر بن موسیٰ وغیرہ سے حدیث سماعت کی۔ "ثقہ و مامون" ہیں۔ (منھج النقد، ۱/۸۱)

☆ محمد بن اسحاق، (م ۱۵۱ھ) کنیت "ابوبکر" تھی۔ ممتاز حافظ حدیث اور "مغازی" کے مستند مصنف ہیں۔ آپ کو خادم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انسؓ کو دیکھنے کا فخر حاصل ہے۔ علم کا خزانہ تھے۔ امام یحییٰ نے ان کو "ثقہ" امام شعبہ نے ان کو "امیر المومنین فی الحدیث" قرار دیا ہے۔ (الکاشف ۳/۱۸)

☆ محمد بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف، یہ ابی الزناد اور زہری سے روایت کرتے ہیں ان کو بخاری نے "منکر الحدیث" امام نسائی نے "متروک الحدیث" قرار دیا ہے۔ جبکہ ابو حاتم فرماتے ہیں کہ یہ تینوں بھائی محمد، عبداللہ اور عمران ہیں۔ انکی حدیث مستقیم نہیں ہے۔ (الضعفا والمتروکین، ص ۱۴۸)

☆ محمد بن عبداللہ بن احمد الھسطامی الزرحاجی، بہت بڑے علامہ، محدث، ادیب، "فقیہ" اور شافعی تھے۔ ابوبکر البیھقی کے اساتذہ میں سے تھے۔ (دلائل النبوۃ البیھقی، ۱/۱۰۸)

☆ محمد بن علی الفقہ، (م ۳۲۵ھ) "کثیر الحدیث"، "ثقہ" اور صاحب اصول ہیں۔ اصبہان کے شیوخ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ (طبقات المحدثین . ۳.۴/۲۴۳)

☆ محمد بن عمر الواقدی: (م ۲۰۷ھ) تاریخ اسلام کے قدیم ترین مورخین میں سے ہیں حفاظ حدیث میں ان

کا شمار ہوتا ہے۔ محدثین ابن معین، ابو حاتم، ابن عدی وغیرہ نے انکو ''ضعیف'' جبکہ امام بخاری نے ان کو ''متروک الحدیث''، امام شافعی اور امام احمد نے ان کو ''کذاب'' بتایا ہے جبکہ علماء کی ایک قلیل جماعت نے ان کو توثیق کی ہے۔ البتہ یہ سیرت اور مغازی کے امام ہیں۔ (الکاشف، ۳/۷۳: الضعفاء والمتروکین، ص، ۱۵۲)

☆ محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص اللیثی: ابو حاتم کے مطابق ''صالح الحدیث'' ہیں۔ نسائی نے ''لیس بہ بأس''، جبکہ ابن حبان نے ''کان مخطی'' لکھا ہے۔ (تہذیب الکمال، ۱۷/۱۱۴)

☆ معاویہ الزرقی بن الحویرث، یہ ابوالحویرث، عبدالرحمٰن کے والد ہیں۔ لیکن اسماء الرجال کی اہم کتب، التاریخ الکبیر، الکاشف، تہذیب التہذیب اور کتاب الجرح والتعدیل میں ان کا تذکرہ موجود نہیں۔

☆ منصور بن عبدالرحمٰن بن طلحہ بن الحارث بن طلحہ، (م۱۳۸ھ) محمد بن عبدالرحمٰن کے بھائی ہیں۔ والدہ کا نام ''صفیہ بنت شیبہ'' ہے۔ ابو حاتم نے انہیں ''صالح الحدیث''، جبکہ ابن سعد اور نسائی نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تہذیب الکمال، ۱۸/۳۹۵، ۳۹۶: تقریب، ۲/۲۰۴)

☆ موسیٰ بن شیبہ بن عمرو بن عبداللہ بن کعب بن مالک، یہ عام طور پر اپنے والد، خارجہ بن عبداللہ بن کعب بن مالک، نعمان بن عبداللہ بن کعب بن مالک اور عمیرہ بنت عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو ''منکر الحدیث'' اور ابن حجر نے انہیں ''لین الحدیث'' اور ابو حاتم نے انہیں ''صالح الحدیث'' کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۷/۱۶۳، تہذیب الکمال، ۱۸/۷۳، ۷۴: تقریب، ۲/۲۱۰)

☆ موسیٰ بن یعقوب بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ، کنیت، ''ابو محمد'' تھی۔ یحییٰ بن معین نے ان کو ''ثقہ''، علی ابن المدینی نے ان کو ''ضعیف الحدیث'' اور ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔ ابن حبان نے کتاب ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ خلیفہ ابی جعفر منصور کے عہد میں وفات پائی۔ (تہذیب الکمال، ۱۸/۵۲۲، ۵۲۳: تقریب ۲/۲۱۴)

☆ ھشام بن عروہ بن الزبیر بن العوام القرشی الاسدی، (م۱۴۶ھ) ان کی کنیت ''ابوالمنذر'' تھی۔ مدینہ کے رہنے والے ہشام ''ثقہ ثبت، کثیر الحدیث اور حجت'' تھے۔ انہوں نے ابن عمر اور ابن زبیر سے سماعت کی اور جابر بن عبداللہ اپنے والد زہری اور وھب بن کیسان کو دیکھا۔ (التاریخ الکبیر، ۸/۸۲، ۸۳، تقریب، ۲/۶۳۶، تہذیب الکمال، ۱۹/۲۶۶-۲۷۰)

☆ یحیی بن عبدالرحمٰن بن حاطب بن ابی بلتعہ: (م۱۰۴ھ) ابو محمد/ابوبکر، ان کا تعلق ''مذحج'' سے تھا۔ اہل مدینہ میں سے تھے۔ محدثین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تہذیب الکمال، ۲۰/۱۵۸: تقریب،

۶۶۲/۲)

☆ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر، (م۲۳۱ھ) ابو ذکریا البصری مفتی تھے اور وسیع علم رکھتے تھے۔ امام نسائی نے ان کو "ضعیف" جبکہ ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (کتاب الضعفا والمتروکین، ۱۹۸/۳،۲ : الکاشف، ۲۲۸/۳، تھذیب، ۳۶۸/۴)

☆ یعقوب بن محمد الزھری، امام یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقات" میں شمار نہیں کیا۔ اور محدثین نے ان کو "کثیر الوھم" کہا ہے۔ (تقریب، ۶۸۱/۲، ابن عدی، الکامل فی ضعفا الرجال ۲۶۰۶/۷، ۲۶۰۷)

☆ یعقوب بن محمد بن عیسیٰ بن عبدالملک بن حمید..... الزھری، (م۲۱۳ھ) کنیت "ابو یوسف" تھی۔ ابن حجر نے ان کو "صدوق" "کثیر الوھم والروایۃ عن الضعفاء" قرار دیا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۲۷۲/۸: تقریب، ۶۸۱/۲، تھذیب، ۳۴۵/۱۱)

☆ یونس بن بکیر، (م۱۹۹ھ) کنیت "ابوبکر" تھی۔ کوفہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث، نامور مؤرخ اور ممتاز عالم ہیں "کتاب المغازی" کے مصنف ہیں۔ آپ نے اعمش، ہشام بن عروہ، عمر بن ذر، ابن اسحٰق اور دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ یحییٰ بن معین نے "صدوق"، ابو حاتم نے "راست گو" کہا جبکہ امام ابو داؤد کے مطابق "حجت" نہیں ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ۳۲۶/۱، تھذیب، ۳۶۶/۴، ۳۶۷)

☆ یونس بن یزید بن ابی نجاد: (م۱۵۹ھ) انکی کنیت "ابو یزید" تھی۔ انہوں نے زہری اور نافع سے حدیث کی سماعت کی۔ اور ان سے لیث بن سعد، ابن المبارک، سلیمان بن بلال اور حسان بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کی ہے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۸۱۹/۲)

فصل دوم: مدنی دور

☆ ہجرتِ مدینہ ☆ مسجد قبا کی تعمیر
☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی ☆ غزوۂ خندق
☆ غزوۂ بنو قریظہ ☆ غزوۂ خیبر
☆ فتح مکہ ☆ عام الوفود
☆ حجۃ الوداع ☆ مرض الموت
☆ وصال

ہجرت مدینہ

۱۳ نبوی میں بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد آپ ؐ نے مسلمانوں کو اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ مدینہ منورہ (۱) کی جانب ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے ہجرت کی ابتداء کر دی۔ مشرکین مکہ میں انکی روانگی سے غم والم کے لاوے پھوٹ پڑے۔ چنانچہ انہوں نے دارالندوہ کے اجتماع میں یہ فیصلہ کیا کہ ہر قبیلہ کا ایک مضبوط جوان ملکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دے۔ چنانچہ قتل کی اس مجرمانہ قرارداد کے بعد آپ کو باری تعالیٰ نے بذریعہ وحی آگاہ کیا اور ہجرت کی اجازت دے دی۔

یثرب کے حالات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت (۲) کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مدینہ (یثرب) کے حالات پہلے سے آپ ؐ کے لیے سازگار کر رکھے تھے۔

حدثنا عبید بن اسماعیل حدثنا ابو اسامة عن هشام عن ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت كان يوم بعاث(۳) يوماً قدمه الله لرسوله صلى الله عليه وآله وسلم فقدم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقد افترق ملوهم وقتلت سرواتهم وجرحوا فقدمه الله لرسوله صلى الله عليه وآله وسلم فی دخولهم فی الاسلام﴾

۱۔ مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب تھا "یثرب" دراصل سیدنا نوح علیہ السلام کی نسل میں سے ایک آدمی، "یثرب بن قانیہ بن مھلائل" تھا۔ جس نے اس شہر کی بنیاد رکھی۔ اس کے نام پر شہر کا نام بھی "یثرب" پڑ گیا۔ بطلیموس کے جغرافیہ میں یثرب کا نام یثربہ (Jathripa) آیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ہجرت فرمائی تو اس کا نام **"مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"** مشہور ہوا جو کثرت استعمال سے "مدینہ" کہلانے لگا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یثرب یا مدینہ کا نام "طیبہ" یا "طابہ" رکھ دیا۔ قرآن مجید میں یثرب اور مدینہ دونوں نام آئے ہیں۔ یہ مکہ سے ۳۰۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ (الدکتور جوادعلی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ۱۲۸/۴، ۱۲۹: اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص۔ ۱۵۴)

۲۔ **ہجرت:** ایک شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔ (الزمخشری، اساس البلاغہ، ۳۶۲/۲) اصطلاحاً اس سے مراد وہ ہجرت ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی۔ البتہ فتح مکہ کے بعد جو لوگ مکہ مکرمہ آئے وہ مہاجرین میں شمار نہیں ہوتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ﴿لا هجرة بعد الفتح﴾ (الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد و السیر، (حدیث: ۲۶۳۱)

۳۔ **یوم بعاث:** ایام جاہلیہ میں ایک اہم دن تھا۔ اس روز اوس اور خزرج کے درمیان آخری جنگ ہوئی۔ اس دن خزرج کا سردار "عمر بن النعمان بن صلاة بن عمرو" جبکہ اوس کا سردار "حضیر الکتائب بن سماک بن عتیک" تھا۔ اس روز خزرج کو شکست جبکہ اوس کو فتح ملی تھی۔ ظہور اسلام کے وقت اوس کے سردار سعد بن معاذ تھے۔ (المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ۱۴۰/۴، اعلام الحدیث ۱۷۰۰/۳: ایام العرب فی الجاهلیة، ص ۷۳-۷۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ جنگ بعاث کا دن خدا تعالیٰ نے اپنے رسول (کی کامیابی) کے لیے پہلے سے مقرر کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب (مدینہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ان کی جماعتیں پراگندہ ہوگئی تھیں اور ان کے کچھ سردار زخمی اور کچھ مارے گئے تھے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے یہ دن پہلے سے ان جماعتوں کے اسلام میں داخل ہونے کے لیے جو بعد میں انصار(۱) کے لقب سے نوازی گئیں مقرر کر رکھا تھا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب الانصار۔ (حدیث:۳۷۷۷)، ص ۷۷۳

ہجرت مدینہ کی تیاری

جب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت مل گئی۔ تو بہت سے لوگ مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کی وجہ سے رک گئے اور سفر ہجرت کے لیے تیاری شروع کر دی۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔

﴿فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للمسلمین انی اریت دار ھجرتکم ذات نخل بین لابتین وھما الحرتان فھاجر من ھاجر قبل المدینة ورجع عامة من کان ھاجر بارض الحبشه الی المدینة وتجھز ابو بکر قبل المدینة فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی رسلک فانی أرجو ان یوذن لی فقال أبو بکر: وھل ترجو ذلک بأبی أنت قال نعم فحبس ابو بکر نفسه علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیصحبه وعلف راحلتین کانتا عندہ ورق السمر وھو الخبط أربعة أشھر.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ مجھے (خواب) میں تمہاری ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے کہ وہ کھجور کے درخت ہیں اور وہ دو سنگستانوں کے درمیان واقع ہے۔ پھر جس نے بھی ہجرت کی تو مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جو لوگ حبشہ کو گئے تھے ان میں سے اکثر مدینہ لوٹ آئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی تیاری کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۱۔ **انصار:** انصار اصل میں یمن کے رہنے والے اور قحطان کے خاندان سے تھے۔ یمن میں مشہور سیلاب "سیل عرم" کے بعد یمن سے نکل کر مدینہ میں آباد ہوئے۔ یہ دو بھائی تھے جو "**ثعلبہ بن عمرو**" کی اولاد تھے ان کی والدہ کا نام "قیلہ" تھا۔ اوس اور خزرج تمام انصار ان ہی دو کے خاندان سے ہیں۔ (وفا الوفاء، ۱/۱۷۶، اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۵۵)

وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم کچھ ٹھہرو کیونکہ مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (فرطِ مسرت سے) عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا آپ کو ایسی امید ہے؟ پھر حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کی وجہ سے رک گئے اور دو اونٹنیاں جو ان کے پاس تھیں انہیں چار مہینہ تک کیکر کے پتے کھلاتے رہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، مناقب الانصار، باب: هجرة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ الی المدینة۔ (حدیث:۳۹۰۵) ص ۷۹۹-۸۰۰)

اذنِ ہجرت

مشرکین مکہ کے مظالم جب حد سے بڑھ گئے اور مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جینا دوبھر ہو گیا۔ تو باری تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ جسکا نام پہلے "یثرب" تھا۔ ہجرت کا حکم دے دیا۔

حدثنا ابراهيم بن موسى اخبرنا هشام عن معمر وقال الليث حدثنى عقيل قال ابن شهاب فاخبرنى عروه بن الزبير ﴿ان عائشة زوج النبى صلى الله عليه و آله وسلم قالت: لم اعقل ابوى الا وهما يدينان الدين ولم يمر عليهما يوم الا ياتينا فيه رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم طرفى النهار بكرة وعشية فبينما نحن جلوس فى بيت ابى بكر فى نحر الظهيرة قال قائل هذا رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم فى ساعة لم يكن ياتينا فيها قال ابو بكر ما جاى به فى هذه الساعة الا امر قال انى قد اذن لى بالخروج﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے والدین کو دیندار ہونے کے سوا کچھ نہیں پایا اور کوئی روز ایسا نہیں گزرتا تھا جس کے دونوں کناروں یعنی صبح وشام کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والدین کے پاس تشریف نہ لاتے ہوں، میں ایک دن ابو بکرؓ کے گھر میں ٹھیک دوپہر کے وقت بیٹھی ہوئی تھی کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت میرے پاس تشریف لا رہے ہیں کہ اس وقت کبھی نہیں آئے ہیں، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ ایسے وقت میں آپ کسی اہم کام کی وجہ سے تشریف لا رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب هل یزور صاحبه، کل یوم اوبکرة و

عشیاً (حدیث:۲۰۷۹)ص۔۱۰۶۱

زادِ سفر

سفر کے لیے حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے کھانا تیار کیا اور اپنے کمر بند سے ناشتہ دان باندھا۔

حدثنا عبید بن اسماعیل حدثنا ابو اسامة عن هشام قال اخبرني ابي وحدثني ايضاً ﴿فاطمة عن اسماء رضي الله عنها قالت: صنعت سفرة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في بيت ابي بكر حين اراد ان يهاجر الى المدينة قالت: فلم نجد لسفرته ولا لسقائه ما نربطهما به فقلت لابي بكر: والله ما اجد شيئا اربط به الا نطاقي قال فشقيه باثنين فاربطيه بواحد السقاء وبالآخر السفرة ففعلت فلذلك سميت ذات النطاقين.﴾

حضرت فاطمہ الزہرہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حضرت صدیق اکبر کے گھر میں اس وقت کھانا تیار کیا جب آپؐ مدینہ کی جانب ہجرت کا ارادہ کر چکے تھے۔ مجھے آپ کے کھانے اور پانی کے برتن باندھنے کے لیے کوئی چیز نہیں ملی جس سے میں باندھ دیتی تو میں نے صدیق اکبرؓ سے کہا: اللہ کی قسم! اس کے باندھنے کے لیے سوائے میرے کمر بند کے اور کوئی چیز نہیں ملی تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم اس کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے پانی کا برتن اور دوسرے سے ناشتہ دان باندھ دو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اسی لیے میرا نام "دو کمر بند والی" پڑ گیا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الجهاد والسير، باب حمل الزاد في الغزو (حديث:۲۹۷۹) ص، ۴۶۲

روزِ ہجرت مدینہ

قال ابن شهاب: ﴿قال عروة: قالت عائشة: فبينما نحن يوما جلوس في بيت ابي بكر في نحرِ الظهيرة، قال قائل لابي بكر: هذا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم متقنعاً، في ساعة لم يكن ياتينا فيها، فقال ابوبكر: فداء له ابي وامي، والله ما جاء به في هذه الساعة الا أمر، قالت: فجاء رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاستأذن، فاذن له فدخل، فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم لابي بكر: (اخرج من عندک). فقال ابوبكر: انما هم اهلک، بابي انت يا رسول الله، قال: (فاني قد اذن لي في الخروج). قال ابوبكر:

الصحابة بابی انت یا رسول اللہ؟ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (نعم) قال ابوبکر: فخذ. بابی انت یا رسول اللہ. احدی راحلتی ھاتین، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (بالثمن). قالت عائشة: فجھزنا ھما احث الجھاز، وصنعنا لھما سفرة فی جراب، فقطعت اسماء بنت ابی بکر قطعة من نطاقھا، فربطت بہ علی فم الجراب، فبذلک سمیت ذات النطاقین، قالت: ثم لحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابوبکر بغار فی جبل ثور، فکمنا فیہ ثلاث لیال: یبیت عندھما عبداللہ بن ابی بکر،(۱) وھو غلام شاب، ثقف لقن، فیدلج من عندھما بسحر، فیصبح مع قریش بمکة کبائت، فلا یسمع امراً یکتادان بہ الا وعاہ، حتی یاتیھما بخبر ذلک حین یختلط الظلام، ویرعیٰ علیھما عامر بن فھیرة(۲) مولی ابی بکر منحة من غنم، فیریحھا علیھما حین تذھب ساعة من العشاء، فیبیتان فی رسل، وھو لبن منحتھما ورضی فھما، حتی ینعق بھا عامر بن فھیرة بغلس، یفعل ذلک فیکل لیلة من تلک اللیالی الثلاث، واستاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابوبکر رجلاً (۳) من بنی الدیل، وھو من بنی عبد بن عدی، ھادیاً خریتاً، والخریت الماھر بالھدایة، قد غمس حلفاً فی آل العاص بن وائل السھمی، وھو علی دین کفار قریش، فامنا، فدفعا الیہ راحلتیھما، وواعداہ غار ثور بعد ثلاث لیال، فاتاھما براحلتیھما صبح ثلاث، وانطلق معھما عامر بن فھیرة، والدلیل، فاخذ بھم طریق السواحل﴾

حضرت عروہ بن زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم ایک دن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں ٹھیک دوپہر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کہنے والے نے ابوبکر

۱۔ **عبداللہ بن ابی بکر:** یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے تھے اور حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے بھائی تھے ان کی والدہ کا نام "قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن عبد اسعد بن نصر بن مالک" تھا۔ ان کی شادی عاتکہ بنت زید بن عمرو سے ہوئی جو سعید بن زید کی بہن تھی۔ ہجرت مدینہ میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بے حد مدد کی۔ اپنے والد کی خلافت کے دوران شوال ۱۱ھ میں وفات پائی۔ (نسب قریش، ص، ۲۷۵-۲۷۷، اسد الغابة، ۱۸۸/۳، الاصابة، ۲۸/۴)

۲۔ **عامر بن فہیرہ:** انکی کنیت "ابوعمر" تھی۔ طفیل بن حارث جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ماموں تھے ان کے مملوک تھے۔ اسلام لائے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غار میں پناہ لی تو وہاں دونوں کو دودھ پلاتے رہے۔ سفر ہجرت میں وہ خدمت کے لیے ساتھ تھے۔ غزوۂ بدر و احد میں شریک رہے اور صفر ۴ھ میں بیئر معونہ کے دن یہ شہید ہو گئے۔ (الطبقات الکبری، ۲۳۰/۳، ۲۳۱: انساب الاشراف، ۱۹۳/۱، ۱۹۴)

۱۔ **عبداللہ بن اسعد الدیلی:** ان کا تعلق "کنانہ ابن خزیمہ" سے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کے لیے روانہ ہوئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے راستہ بتانے کے لیے اجرت پر ان کو رکھا تھا۔ (انساب الاشراف، ۲۶۰/۱)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا (دیکھو) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منہ پر چادر ڈالے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری ایسے وقت تھی جس میں آپ کبھی تشریف نہ لاتے تھے حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ میرے ماں باپ آپؑ پر قربان بخدا ضرور کوئی بات ہے جبھی تو آپؑ اس وقت تشریف لائے ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور آپؑ نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ کو اجازت مل گئی آپؑ اندر تشریف لائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اپنے پاس سے اوروں کو ہٹا دو۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے (ماں) باپ آپؑ پر فدا ہوں، جائیں یہاں تو صرف آپ کی گھر والی ہیں آپؑ نے فرمایا: مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؑ پر فدا ہوں مجھے بھی رفاقت کا شرف عطا ہو۔ آپؑ نے فرمایا: ہاں (رفیق سفر تم ہو گے) حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے (ماں) باپ آپؑ پر قربان، میری ایک اونٹنی آپ ﷺ لے لیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم تو با قیمت لیں گے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے ان دونوں کے لیے جلدی میں جو کچھ تیار ہو سکا تیار کر دیا اور ہم نے ان کے لیے چمڑے کی ایک تھیلی میں تھوڑا سا کھانا رکھ دیا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ازار بند کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اس تھیلی کا منہ اس سے باندھ دیا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب (ذات النطاق) ازار بند والی ہو گیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکرؓ جبل ثور کے ایک غار میں پہنچ گئے اور اس میں تین دن تک چھپے رہے۔ عبداللہ بن ابو بکر جو نوجوان ہوشیار اور ذکی لڑکے تھے۔ آپ حضرات کے پاس رات گزارتے اور علی الصبح اندھیرے منہ ان کے پاس سے جا کر مکہ میں قریش کے ساتھ اس طرح صبح کرتے جیسے انہوں نے یہیں رات گزاری ہے اور قریش کی ہر وہ بات جس میں ان دونوں حضرات کے متعلق کوئی مکر و تدبیر ہوتی یہ اسے یاد کر کے جب اندھیرا ہو جاتا تو ان دونوں حضرات کو آ کر بتا دیتے تھے اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ ان کے پاس ہی دن کے وقت بکریاں چراتے اور تھوڑی رات گئے وہ ان دونوں کے پاس بکریاں لے جاتے اور یہ دونوں حضرت ان بکریوں کا دودھ پی کر اطمینان سے رات گزارتے حتیٰ کہ عامر بن فہیرہ صبح اندھیرے منہ ان بکریوں کو ہانک لے جاتے اور ان تین راتوں میں ایسا ہی کرتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر نے (قبیلہ) بنو دیل کے ایک آدمی کو جو بنی عبد بن عدی میں سے تھا، مزدور رکھا۔ وہ بڑا واقف کار رہبر تھا اور آل عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا اور قریش کے دین پر تھا۔ ان دونوں نے اسے امین بنا کر اپنی دونوں سواریاں اس کے حوالہ کر دیں اور تین راتوں کے بعد صبح کو ان دونوں سواریوں کو

غار ثور پر لانے کا وعدہ لے لیا (چنانچہ وہ حسب وعدہ آ گیا) اور ان دونوں حضرات کے ساتھ عامر بن فہیرہ بھی تھے اور رہبر ان کو ساحل کے راستہ پر ڈال کر لے چلا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب: ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ (حدیث:۳۹۰۵) ص ۸۰۰۔۸۰۱

سفر ہجرت

قریش کے منصوبہ قتل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ غار ثور میں پناہ لی اور تین راتیں وہاں گزاریں۔ ربیع الاول ۱ھ (بمطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲) عبداللہ بن اریقط سواریاں لے کر آ گیا اور آپؐ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ عامر بن فہیرہ بھی ہمراہ تھے۔ رہنما عبداللہ بن اریقط نے ساحل کا راستہ اختیار کیا اور سفر کے مختلف مراحل طے کرتے ہوئے قبا پہنچے۔

اخبرنا ابو بکر احمد بن کامل بن خلف القاضی، ثنا موسی بن اسحاق القاضی، ثنا مسروق بن المرزبان، ثنا یحیی بن زکریا بن ابی زائدۃ قال: قال ابن اسحاق، حدثنی محمد بن جعفر بن الزبیر، و محمد بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن حسین، عن عروۃ بن الزبیر، ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت: لما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من الغارمھا جراً ومعہ ابوبکر و عامر بن فھیرۃ مردفہ ابوبکر و خلفہ عبداللہ بن اریقط اللیثی فسلک بھما اسفل من مکۃ ثم مضی بھما حتی ھبط بھما علی الساحل اسفل من عسفان ثم استجاز بھما علی اسفل امج ثم عارض الطریق بعد ان اجاز قدید ثم سلک بھما الحجاز ثم اجاز بھما ثنیۃ المرارثم سلک بھما الحفیاء ثم اجاز بھما مدلجۃ ثقف ثم استبطن بھما مدلجۃ صحاح ثم سلک بھما مذحج ثم ببطن مذحج من ذی الغصن ثم ببطن ذی کشد ثم اخذ الجباجب ثم سلک ذی سلم من بطن اعلی مدلجۃ ثم اخذ القاحۃ ثم ھبط العرج ثم سلک ثنیۃ الغائر عن یمین رکوبہ ثم ھبط بطن ریم فقدم قباء علی بنی عمرو بن عوف.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے بعد غار ثور سے نکلے تو ان کے ساتھ ابوبکرؓ اور عامر بن فہیرہؓ بھی تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آگے تھے اور ان کے پیچھے عبداللہ بن اریقط تھے۔ پس وہ ان دونوں کے ساتھ زیریں مکہ سے چلے پھر ساحل کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے زیریں عسفان کے پاس سے گزرے پھر ان کے ساتھ زیریں امج سے گزرتے ہوئے

آگے بڑھے۔ قدید پار کرنے کے بعد پھر راستہ کاٹا اور وہیں سے آگے بڑھتے ہوئے حجاز اور پھر ثنیۃ المرار سے گزرے پھر لفیا سے آگے بڑھتے ہوئے مدلجہ کی طرف بڑھے اور مدلجہ کے اندر داخل ہوئے پھر وہاں سے چلتے ہوئے مدلج اور پھر مدلج کی وادی سے ہوتے ہوئے ذی الغضن کے موڑ کے نشیب میں چلے پھر جاجب کا راستہ اختیار کرتے ہوئے مدلجہ وادی، ذی سلم سے گزرے۔ پھر قاحہ کا رخ کیا پھر عرج میں اترے۔ پھر رکوبہ کے داہنے ہاتھ ثنیۃ الغائر میں چلے یہاں تک کہ وادی ریم میں اترے۔ پھر قبا میں بنی عمرو بن عوف کے محلے میں پہنچ گئے۔

تخریج:

المستدرک، ۹/۳، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۱-۲/۲۹۲-۲۹۳

دوران ہجرت قیام

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبدالرحمن بن محمد بن شعبة، ثنا حزام بن هشام ابن حبيش بن خالد بن خليد بن ربيعة الخزاعي، ثنا ابي عن جده ﷺ عن اخته ام معبد واسمها: عاتكة بنت خالد الخزاعية قالت: لما ان هاجر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من مكة وخرج منها يريد المدينة ومعه ابوبكر الصديق ومولى لابى بكريقال له: عامر بن فهيرة وعبدالله بن الأريقط الليثى دليلهم، فمروا بنا فدخلوا خيمتى وانا مختبئة بفناء خيمتى اسقى واطعم المارين فقال: الاهل من لحم؟ فبعث اليهم بشاة ذات لبن فردها، وبعث اليه بعناق جذعته فقبلها وقال: انما رددنا الشاة لانها ذات لبن فهل عندک من تمر؟ فقلت: لا والله ولو كان عندى ما تطلبون ما جاوزتم خيمتى وكانوا مرملين مجهودين، فنظر النبى صلى الله عليه وآله وسلم فاذا شاة بالفناء فقال: ما هذه الشاة يا ام معبد؟ فقلت: شاة خلفها الراعى من الجهد ليس بها لبن ولا لحم، قال: تاذنين لنا ان ندنو منها ونحلب، قلت: نعم ان رأيت بها حلاباً بابى انت وامى فدعا بها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فمسح بيده ضرعها وقال: بسم الله ودعا ربه فتفاجت ودرت واجترت وكلفت، ثم دعا بالاناء فاتيته باناء لنا اذا ملأناه يربض الرهط فحلب منها حتى امتلأ وتدفق فسقانى حتى رويت، ثم سقى ابابكر، ثم رجلاً رجلاً ممن معه ثم شرب النبى صلى الله عليه وآله وسلم ثم ارتحل وارتحل اصحابه عنا وبايعه اهل الماء على الاسلام ثم جاء زوجى من الرعى يسوق اعنزاً لنا عجافاً، فقربت الى زوجى اللبن واخبرته خبر النبى صلى الله عليه وآله وسلم واخبرته ببركته فقال: صفيه لى قلت: نعم رجل ظاهر

الوضاء ة، ابلج الوجه، حسن الخلق، بسام وليس نحيلاً ولا مدلماً ولا مطهماً ابيض وسيم ثقيل ادعج العينين، اهدب الاشفار منعطف، جهير الصوت كان عنقه سطح قمر، كث اللحية، ازج الحواجب مقرون اذا تكلم علاه البهاء، واذا سكت فعليه الوقار اجمل الناس واباه من بعيد، واحلى الناس واحسنه من قريب، شهي المنطق فضل لا فضول ولا هذرمة اذا تكلم نظم الدر والمرجان لانزر ولانقصان، رجل فوق الربعة غصن بين غصنين انظر الثلاثة واطراه احسنهم منظراً واتمهم جسماً اذا جلس حضوابه، واذا تكلم انصتوا، واذا قام قاموا حوله، واذا امربا مرابتدروه فيمايا مرهم محضود محشود يحده قومه لما الله نوره لاعابس، ولايعتدى على احد بشر اطهر الناس خلقاً واكرمهم عوداً صلى الله عليه وآله وسلم. فقال لى زوجي: هذا والله صاحب قريش الذى ذكر لنا من امره كيت و كيت بمكة ولقد هممت ان آتيه فاصحبه، ولافعلن ان وجدت الى ذلك سبيلا ان شاء الله.

ام معبدؓ جنکا نام ''عاتکہ بنت خالد الخزاعیہ'' تھا۔ فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ ہجرت فرمائی اور مدینہ کا ارادہ کرتے ہوئے وہاں سے نکلے تو آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ، اور ان کا غلام جسکا نام عامر بن فہیرہ تھا اور عبداللہ بن اریقط اللیثی بھی ساتھ تھے۔ پس ان کا گزر میرے خیمے کے پاس سے ہوا اور میں اپنے خیمے میں مسافروں کو کھلانے پلانے کے لیے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہتی تھی۔ پس انہوں نے کہا: کیا تمہارے پاس کچھ گوشت ہے؟ پس میں نے ان کی طرف ایک دودھ والی بکری بھیجی انہوں نے وہ واپس کر دی اور پھر میں نے ان کی خدمت میں ایک سال سے کم عمر کی بکری بھیجی تو انہوں نے فرمایا۔ ہم یہ بکری واپس لوٹا رہے ہیں کیونکہ یہ دودھ دینے والی ہے۔ پس کیا تمہارے پاس کھجور ہے؟ میں نے کہا۔ نہیں خدا کی قسم۔ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جسکو تم میرے خیمے میں طلب کر رہے ہو تو میں تم سے نہ چھپاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیمے کے گوشے میں ایک بکری کو دیکھا تو پوچھا: اے ام معبدؓ یہ بکری کیسی ہے؟ پس میں نے کہا کہ کمزوری کی وجہ سے چرواہے نے اسکو پیچھے رہنے دیا ہے۔ کیونکہ اس میں نہ دودھ ہے نہ گوشت۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہمیں اجازت دو گی کہ ہم اس کا دودھ دوھ لیں اور پی لیں۔ میں نے کہا: ہاں میرے ماں باپ تم پر قربان، اگر آپ کو اس میں دودھ دکھائی دے رہا ہے۔ تو ضرور دوھ لو۔ پس آپؐ نے اس بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ کا نام لیا اور دعا کی۔ بکری نے پاؤں پھیلا دیے۔ تھن میں بھرپور دودھ اتر آیا پھر آپ نے ایک برتن لیا پس میں برتن لائی۔ جب آپ نے اسکو دودھ

سے بھر لیا تو جھاگ اوپر آ گئی پس آپؐ نے مجھے پلایا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گئی پھر حضرت ابوبکرؓ کو اور دونوں دوسرے ساتھیوں کو پلایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو پیا پھر آپؐ اور آپ ﷺ کے ساتھی مجھ سے رخصت ہو کر آگے چلے گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد میرا شوہر اپنی کمزور بکریوں کو ہانکتا ہوا لے کر آ گیا۔ میں نے اپنے شوہر کو دودھ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی برکت کی خبر دی۔ پس اس نے کہا: ان کے اوصاف مجھ سے بیان کرو۔ میں نے کہا۔ چمکتا رنگ، تابناک چہرہ، خوبصورت ساخت، نہ توندلے پن کا عیب نہ گنجے پن کی خامی، جمالِ جہاں تاب کے ساتھ ڈھلا پیکر، سرگیں آنکھیں، لمبی پلکیں، بھاری آواز، لمبی گردن، سفید و سیاہ آنکھیں، سیاہ سرگیں پلکیں، باریک اور باہم ملے ہوئے ابرو، چمکدار کالے بال، خاموش ہوں تو باوقار، گفتگو کریں تو پرکشش، دور سے (دیکھنے میں) سب سے تابناک و پرجمال، قریب سے سب سے خوبصورت اور شیریں۔ گفتگو میں چاشنی، بات واضح اور دوٹوک، نہ مختصر نہ فضول، انداز ایسا کہ گویا لڑی سے موتی جھڑ رہے ہیں۔ درمیانہ قد نہ ناٹا کہ نگاہ میں نہ جچے، نہ لمبا کہ ناگوار لگے۔ دو شاخوں کے درمیان ایسی شاخ کی طرح ہیں جو سب سے زیادہ تازہ و خوش منظر ہے۔ رفقاء آپؐ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے، کچھ فرمائیں تو توجہ سے سنتے ہیں۔ کوئی حکم دیں تو لپک کر بجا لاتے ہیں، مطاع و مکرم، نہ ترش رو، نہ لغو گو۔

تخریج:

الاحادوالمثانی۔ ص، ۲۸۳۔۲۸۴: دلائل النبوۃ (البیہقی) میں یہ روایت حبیش بن خالد سے مروی ہے۔ ۱/۲۷۸-۲۷۹، الطبقات الکبری میں ابن سعد، حرابن الصباح سے اور وہ ابی معبد الخزاعی سے تمام واقعہ اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ (الطبقات الکبری ۱/۲۳۰،۲۳۱)

ہجرت مدینہ کے موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اہل وعیال کا ردعمل

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب، ثنا احمد بن عبدالجبار، ثنا یونس ابن بکیر، عن ابن اسحاق، عن یحیی بن عباد بن عبدالله بن الزبیر، ﴿ عن اسماء بنت ابی بکر رضی الله عنهما قالت: لما توجه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من مکة الی المدینة و معه ابوبکر حمل ابو بکر معه جمیع ماله خمسة الف اوستة الف درهم فاتانی جدی ابوقحافة وقد ذهب بصره فقال: ان هذا والله قد فجعکم بماله مع نفسه فقلت: کلایاابت قد ترک لنا خیراً کثیراً فعمدت الی احجار/ فجعلتهن فی کوة البیت و کان

ابو بکر یجعل امواله فیها وغطیت علی الاحجار بثوب ثم جئت فاخذت بیده فوضعتها علی الثوب فقال: اما اذا ترک هذا فنعم قالت: ووالله ما ترک قلیلاً ولا کثیراً

اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے مدینہ کی جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا تمام مال، متاع ۵۰۰۰ یا ۶۰۰۰ درہم اپنے ساتھ لے لیا۔ پس (ان کے جانے کے بعد) میرے دادا ابوقحافہ جنکی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ آئے اور کہنے لگے۔ خدا کی قسم ابوبکرؓ نے تمہیں اپنی ذات کے ساتھ ساتھ مال سے بھی محروم کر دیا ہے)۔ پس میں نے کہا ہرگز نہیں اے دادا جان ہمارے والد ہمارے لیے کافی مال چھوڑ گئے ہیں۔ پس میں نے چند پتھر جمع کئے اور ان کو مکان کے طاق میں رکھ دیا جہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنا مال رکھا کرتے تھے اور پتھروں کو کپڑے سے ڈھانپ دیا پھر میں دادا کو لائی اور ان کا ہاتھ اس کپڑے پر رکھا۔ انہوں نے کہا اگر وہ اتنا مال چھوڑ کر گئے ہیں تو بہت اچھی بات ہے اور خدا کی قسم وہ ہمارے لیے کم یا زیادہ کچھ بھی نہ چھوڑ گئے تھے۔

تخریج:

المستدرك، ۳/۶، ۷، (امام نیشاپوری کے مطابق یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے)، المسند، امام احمد بن حنبل، (حدیث: ۲۶۲۱۷)، ۷/ ۴۹۰، السیرة النبویة لابن ہشام، ۲،۱/ ۲۹۱

مسجد قبا کی تعمیر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۴ نبوی (۲۳ ستمبر ۶۲۲ء) کو قبا(۱) میں تشریف لائے۔ مسلمانانِ مدینہ آپؐ کا بے قراری سے انتظار کر رہے تھے۔ آپؐ کی آمد کے بعد انہوں نے آپؐ کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔ آپؐ نے قبا میں کلثوم بن الھدم کے مکان میں قیام فرمایا۔ آپؐ نے قبا میں کچھ دن قیام فرمایا اور اسی دوران مسجد قبا(۲) کی بنیاد رکھی۔ یہ آپؐ کی نبوت کے بعد پہلی مسجد ہے جسکی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔

قال: ابو یحییٰ محمد بن عبدالرحیم، ثنا یعقوب بن محمد عن عاصم بن سوید بن عامر عن عتبه بن ودیعة ؓعن الشموس بنت النعمان قالت: رأیت رسول الله صلی الله علیه

۱۔ **قبا:** یہ یثرب کی بیرونی بستی ہے جسے عالیہ بھی کہا جاتا تھا۔ قباء ایک کنویں کا نام تھا جسکی نسبت سے بستی کا نام قبا مشہور ہو گیا۔ یہ مدینہ منورہ سے تقریباً ۳ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ (اللس صبرت نبوی صلی الله علیه وآله وسلم، ص، ۱۵۱)

۲۔ **مسجد قبا:** احمد بن یحیٰی بن جابرؒ کہتے ہیں۔ پہلے پہل ہجرت کر کے آنے والوں میں سے جو قبا میں قیام پذیر ہوئے انہوں نے ایک مسجد بنائی جس میں یہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو قبا میں قیام فرمایا اور باقاعدہ مسجد کی تعمیر کی۔ یہ مسجد تقویٰ کہلاتی ہے۔ (اللس صبرت نبوی صلی الله علیه وآله وسلم، ص، ۱۵۱)

وآلہ وسلم یبنی مسجد قباء فرأیته أخذ حجراً فصهده الی بطنه فجاء بعض اصحابه فقال: یا رسول الله! اعطنی احمله عنک، قال: (اذهب فخذ مثله)﴾

الشموس بنت نعمانؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت دیکھا جب وہ مسجد قبا کی بنیاد رکھ رہے تھے۔ پس میں نے دیکھا کہ آپؐ نے پتھر (تعمیر کے لیے) اپنے پیٹ پر اٹھائے ہوئے ہیں پس بعض صحابی آپؐ کے پاس آئے اور کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یہ پتھر) مجھے دے دیجئے۔ آپ کی بجائے میں اٹھالیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جاؤ (اور انکی بجائے) اسی طرح کے اور پتھر اٹھالاؤ۔

تخریج:

الآحاد والمثانی، ص۔ ۲۸۵: الاصابة، ۴/ ۳۳۳

مکہ اور مدینہ میں مدت قیام

حدثنا ابو نعیم حدثنا شیبان عن یحی عن ابی سلمه ﴿عن عائشة وابن عباس رضی الله عنهم ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم لبث بمكة عشر سنین ینزل علیه القران وبالمدینة عشراً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت کے بعد دس سال مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہے اور اس عرصہ میں قرآن کریم آپؐ پر برابر نازل ہوتا رہا، پھر ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے اور دس برس قیام فرمایا۔(۱)

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب: وفاة النبی صلی الله علیه وآله وسلم (حدیث:۴۴۶۵)ص ۹۲۰

ہجرت مدینہ کے بعد

مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت بلالؓ شدید بخار میں مبتلا ہو گئے اور دل ہی دل میں مکہ مکرمہ کی یاد بھی انہیں بے چین رکھتی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اور تمام مہاجرین کے لیے دعا فرمائی۔ کہ مدینہ منورہ میں دل لگ جائے۔

۱۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ وحی کے بعد آنحضور ۱۳ برس مکہ میں رہے پھر انہیں ہجرت کا حکم ملا۔ (الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبی ﷺ...... (حدیث: ۳۹۰۲)ص، ۷۹۹، الطبقات الکبری، ۱/ ۲۳۵)

حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن هشام بن عروة ﴿عن ابيه عن عائشة رضى الله عنها قالت: قال النبی صلى الله عليه وآله وسلم: اللهم حبب الينا المدينة كما حببت الينا مكة او اشد وانقل حماها الى الجحفة اللهم بارک لنا فی مدنا وصاعنا.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یااللہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا کر دے جیسا کہ تو نے مکہ کی محبت دی ہے اور اس کے بخار جحفہ کی طرف منتقل کر دے، یااللہ ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرما۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، كتاب الدعا، باب، الدعا برفع الوباء والوجع (حديث:٦٣٧٢) ص، ١٣٣٧، كتاب مناقب الانصار، باب مقدم النبی صلى الله عليه وآله وسلم، اصحابه المدينة، (حديث:٣٩٢٦) ص، ٨٠٦

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی رخصتی

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح مکہ مکرمہ میں کیا تھا۔ رخصتی ہجرت مدینہ کے بعد ہوئی۔

حدثنا موسى بن اسمعيل حدثنا حماد وحدثنا بشر بن خالد حدثنا ابو اسامة قالا حدثنا هشام بن عروة عن ابيه ﴿عن عائشة قالت: ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تزوجنی وانا بنت سبع اوست فلماً قدمنا المدينة أتين نسوة وقال بشر فاتتنی ام رومان وأنا على ارجوحة فذهبن بی وهيانني وصنعنني فأتى بی رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فبنى بی وانا ابنة تسع سنين﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں: کہ جب ہم مدینہ طیبہ آئے تو چند عورتیں میرے پاس آئیں میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی، بال میرے چھوٹے چھوٹے سے تھے وہ مجھے لے گئیں، مجھے تیار کیا، بنایا سنوارا اور مجھے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپؐ نے میرے ساتھ شب بستری فرمائی میں اس وقت نو برس کی لڑکی تھی۔

تخریج:

السنن (لابوداؤد) كتاب الادب،باب: فی الأرجوحه (حديث:٤٩٣٣) ص، ٢٩٥

اس شادی کا مزید احوال اس روایت سے پتہ چلتا ہے۔

حدثنی فروہ بن ابی المغرای حدثنا علی بن مسھر عن ھشام عن ابیہ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت: تزوجنی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وأنا بنت ست سنین فقدمنا المدینۃ فنزلنا فی بنی الحارث بن خزرج فوعکت فتمرق شعری فوفی جمیمۃ فاتتنی امی ام رومان وانی لفی ارجوحۃ ومعی صواحب لی فصرخت بی فاتیتھا لا أدری ما ترید بی فاخذت بیدی حتی اوقفتنی علی باب الدار، وانی لانھج حتی سکن بعض نفسی ثم اخذت شیئا من ماء فمسحت بہ وجھی وراسی ثم ادخلتنی الدار فاذا نسوۃ من الانصار فی البیت فقلن علی الخیر والبرکۃ وعلی خیر طائر فاسلمتنی الیھن فاصلحن من شانی فلم یرعنی الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضحی فاسلمتنی الیہ وأنا یومئذ بنت تسع سنین﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری عمر چھ سال کی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا نکاح ہوا۔ پھر ہم (ہجرت کر کے) مدینہ آئے تو بنی حارث بن خزرج (کے مکان) میں اترے۔ پھر مجھے (اتنا شدید) بخار آیا کہ میرے سر کے بال گرنے لگے اور وہ کانوں تک رہ گئے پھر (ایک دن) میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولے میں بیٹھی تھی کہ میری والدہ ام رومان میرے پاس آئیں اور مجھے زور سے آواز دی۔ میں ان کے پاس چلی گئی حالانکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ انہوں نے کیوں بلایا ہے۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک مکان کے دروازہ پر کھڑا کر دیا۔ میرا سانس پھول رہا تھا حتیٰ کہ ذرا دم میں دم آیا۔ پھر انہوں نے تھوڑا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر ہاتھ پھیر دیا۔ پھر مکان کے اندر داخل کر دیا تو میں نے کمرہ میں چند انصاری عورتوں کو دیکھا۔ انہوں نے کہا: ”خیر و برکت اور نیک فال کے ساتھ آؤ“۔ میری والدہ نے مجھے ان کے حوالہ کر دیا۔ پھر دوپہر کے وقت آنحضرت تشریف لائے تو انہوں نے مجھے آپؐ کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، باب: تزویج النبی عائشہ وقدومھا المدینۃ وبنائہ بھا۔ (حدیث:۳۸۹۴) ص، ۶۹۷

شادی کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۹ برس تھی

حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن ھشام عن ابیہ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تزوجھا وھی بنت ست سنین وادخلت علیہ وھی بنت تسع ومکثت عندہ تسعا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: کہ آپؐ نے جب مجھ سے نکاح کیا تو اس وقت میں چھ برس کی تھی اور نو سال کی عمر میں مجھ سے خلوت کی گئی اور نو برس تک میں آپؐ کے نکاح میں رہی، پھر آپ کا وصال ہو گیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: النکاح الرجل ولده الصغار، (حدیث ۵۱۳۲)ص، ۱۱۱۵

شادی سے قبل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصویر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دکھلائی جا چکی تھی۔

حدثنا محمد اخبرنا ابو معاوية اخبرنا هشام عن ابيه ﴿عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: اريتک قبل ان اتزوجک مرتين رأيت الملک يحملک فی سرقة من حرير فقلت له: اکشف، فکشف فاذا هی انت فقلت: ان يکن هذا من عند الله يمضه ثم أريتک يحملک فی سرقة من حرير فقلت: اکشف، فکشف فاذا هی انت فقلت: ان يک هذا من عندالله يمضه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شادی سے پہلے تمہیں دو مرتبہ خواب میں دیکھا۔ میں نے فرشتے کو دیکھا کہ تم کو ریشمی کپڑے میں اٹھائے ہوئے تھا، میں نے اس سے کہا کہ اس کو "کھول"۔ اس نے کھولا تو تم تھیں۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو ضرور پورا کرے گا، پھر مجھ کو تم دکھلائی گئی کہ تمہیں ریشمی کپڑے میں (فرشتہ) اٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے کہا کہ "کھول"، اس نے کھولا، تو تم نظر آئیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ضرور پورا کروں گا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التعبیر، باب ثیاب الحریر فی المنام (حدیث:۷۰۱۲) ص ۱۲۰۹

غزوات

غزوۂ احد

غزوۂ بدر میں شکست فاش کے بعد قریش مکہ کے غیظ وغضب کی انتہا نہ رہی۔ چنانچہ شوال ۳ھ میں انہوں نے تین ہزار لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ پر دھاوا بول دیا اور کوہ اُحد (۱) کے مغربی جانب خیمہ زن ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "۷۰۰" صحابہ کے ہمراہ جبل احد کے جنوب مغربی کونے کے قریب صف آرا ہوئے اور جبل الرماۃ پر ۵۰ تیرانداز حضرت عبداللہ بن جبیر (۲) کی قیادت میں متعین فرمائے اور حکم دیا کہ اپنی جگہ نہ چھوڑیں۔ مقابلہ میں پہلے پہل مسلمانوں کو فتح ہوئی تو عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے وہ درہ چھوڑ کر مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ خالد بن ولید (۳) نے اسی درے سے حملہ آور ہو کر جنگ کا پانسا پلٹ دیا۔

حدثنا زكريا بن يحيى حدثنا ابو اسامة قال هشام اخبرنا عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها قالت: لما كان يوم احد هزم المشركون فصاح ابليس اى عباد الله اخراكم فرجعت اولاهم فاجتلدت هي واخراهم فنظر حذيفة(۴) فاذا هو بأبيه اليمان فقال اى عباد الله أبي أبي والله ما احتجزوا حتى قتلوه فقال حذيفة: غفر الله لكم قال: عروة فما زالت في حذيفة منه بقيه خير حتى لحق بالله عزوجل﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ انہوں نے فرمایا کہ احد کے دن جب کفار بھاگنے لگے تو ابلیس نے چلا کر کہا اے مسلمانو! اپنے پیچھے والوں کو مارو (کہ کافر ہیں حالانکہ پیچھے بھی مسلمان تھے) لہٰذا آگے والے پیچھے کی طرف لوٹ پڑے اور باہم لڑنے لگے۔ حذیفہؓ نے اپنے والد یمانؓ کو

۱۔ **کوہ احد:** اس پہاڑ کا نام ہے جس کے پاس غزوۂ احد ہوا۔ مدینہ منورہ سے ۵ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے یہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حمزہؓ اور ۷۰ مسلمان شہید ہوئے جو یہاں ہی دفن ہیں۔ احد پہاڑ حرم میں داخل ہے۔ (معجم البلدان ۱/۱۰۹)

۲۔ **عبداللہ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امرئ القیس:** ان کا اوس کے قبیلہ بنو ثعلبہ سے تعلق تھا۔ بیعت عقبہ اور بدر میں شریک ہوئے اور احد کے دن شہید ہوئے (اسد الغابة، ۳/۱۹۴، الاستيعاب، ۳/۱۴)

۳۔ **خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم:** کنیت "ابوالولید" تھی۔ والدہ کا نام "لبابہ" تھا آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ "میمونہ بنت الحارث" کے بھانجے تھے۔ حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے پہلے اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو "سیف اللہ" کا لقب دیا۔ ۲۱ھ میں وفات پائی۔ (اسد الغابة، ۲/۱۴۰-۱۴۴، معرفة الصحابة، ۲/۱۸۲)

۴۔ **حذیفہ بن الیمانؓ،** (م ۳۶ھ) انکی کنیت "ابوعبداللہ" تھی۔ والد کا نام "یمان حسیل بن جابر" تھا۔ جبکہ "یمان" لقب تھا۔ بنی عبس سے تعلق تھا۔ انکی والدہ انصاری تھیں۔ جنکا نام "رباب بن کعب" تھا۔ حذیفہ کا شمار کبار صحابہؓ میں کیا جاتا تھا۔ مختلف غزوات میں شریک ہوئے اور حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد حضرت علیؓ کے زمانے میں ۳۶ھ میں وفات پائی۔ (الاستیعاب، ۱/۳۹۳، ۳۹۴) النووی، یحییٰ بن شرف، تهذيب الاسماء واللغات، ۱/۱۵۸، ۱۵۹)

دیکھا (کہ مسلمان ان پر حملہ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ مسلمان تھے) تو کہنے لگے کہ اے مسلمانو! میرے والد میرے والد (مسلمان ہیں) مگر خدا کی قسم وہ نہ رکے حتیٰ کہ ان کے باپ کو قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا اللہ تمہیں معاف فرمائے۔ عروہ کہتے ہیں کہ حذیفہؓ کو برابر اس بات کا رنج رہا حتی کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ ۷۰ مسلمان شہید ہوئے اور مسلمانوں کی شہرت اور ساکھ پر بہت بُرا اثر پڑا مخالفین کے دل سے مسلمانوں کی ہیبت جاتی رہی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الخلق، باب: صفة ابلیس و جنوده (حدیث ۳۲۹۰)ص، ۵۴۷

غزوۂ حمراء الاسد

اُحد کے روز جب مشرکین واپس چلے گئے۔ تو آپؐ نے شہداء کی تدفین اور اللہ عزوجل کی ثناء و دعا کے بعد مدینے کا رخ فرمایا۔ اور ۷ شوال ۳ ھ کو سر شام مدینہ پہنچے۔ مسلمان زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود مدینے کے راستوں پر پہرہ دیتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری رات جنگ سے پیدا شدہ صورتحال پر غور کرتے ہوئے گزاری۔ آپ کو اندیشہ تھا کہ کہیں مشرکین مکہ دوبارہ پلٹ کر مدینہ منورہ پر حملہ آور نہ ہو جائیں چنانچہ آپؐ نے فیصلہ کیا کہ مکی لشکر کا تعاقب کیا جانا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے ۸ شوال ۳ ھ کو علی الصباح اعلان فرمایا کہ دشمن کے مقابلے کے لیے چلنا ہے۔ (۱)

حدثنا محمد حدثنا ابو معاویة عن هشام عن ابیه عن عائشة رضی الله عنها الذین استجالو لله والرسول من بعد ما اصابهم القرح للذین احسنوا منهم واتقوا اجر عظیم قالت لعروة یا ابن اختی کان ابواک منهم الزبیر وابو بکر لما أصاب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ما أصاب یوم احد وانصرف عنه المشرکون خاف ان یرجعوا قال من یذهب فی اثرهم فانتدب منهم سبعون رجلاً قال کان فیهم ابو بکر والزبیر.

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جن لوگوں نے زخمی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانا ان میں سے جو نیک پرہیزگار ہیں ان کو بہت ثواب ملے گا۔ اے میرے بھانجے! تمہارے والد زبیرؓ اور نانا ابوبکر صدیقؓ انہیں لوگوں میں سے تھے۔ بات یہ ہوئی کہ اُحد کے دن رسول ﷺ کو جو صدمہ پہنچا تھا، پہنچا اور کافر مکہ کو واپس گئے تو آپ ﷺ کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کافر کہیں

۱۔ الطبقات الکبری، ۲/۴۸،۴۹

پھر لوٹ نہ آئیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کافروں کا تعاقب کون کرتا ہے؟ یہ حکم سن کر ستر حضرات نے اس حکم کی تعمیل منظور کی جس میں زبیرؓ اور ابو بکرؓ بھی شامل تھے۔

آپ مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور مدینہ سے آٹھ میل دور حمراء الاسد (۱) پہنچ کر خیمہ زن ہوئے اور تین دن ۹،۱۰،۱۱ شوال ۳ھ تک وہیں مقیم رہے۔ ادھر مشرکین مکہ جب مدینہ سے ۳۶ میل دور مقام روحاء پہنچے تو انہوں نے مسلمانوں پر دوبارہ حملہ ہونے کا سوچا کہ ”معبد بن ابی معبد خزاعی“ وہاں پہنچا اور اس نے ابوسفیان اور اس کے لشکر کی حوصلہ شکنی کر دی۔ اس سے ان کے حوصلے ٹوٹ گئے اور ان پر گھبراہٹ اور رعب طاری ہو گیا اور وہ مکہ واپس چلے گئے آپؐ وہاں تین دن قیام کے بعد مدینہ واپس آ گئے۔ (۲)

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب الذین استجابو لله والرسول (حدیث:۴۰۷۷) ص، ۸۳۹

غزوۂ خندق

غزوۂ خندق (۳) شوال ۵ ھ میں پیش آیا غزوۂ بدر غزوۂ احد میں شکست کھانے کے بعد یہودیوں کے بھڑکانے پر مشرکین مکہ نے تمام قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے مدینہ کے اردگرد خندق کھودی۔ خندق کی کھدائی کے دوران نبوت کی کئی نشانیاں بھی جلوہ فگن ہوئیں۔

حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی، ثنا الفضل بن سلیمان، حدثنی فائد مولی عبید الله بن علی بن ابی رافع، حدثنی عبید الله ﴿ان جدته سلمی اخبرته: ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم بعث الی ابی رافع بشاة وذلک فی یوم الخندق فیما اعلم فصلاها ابو رافع وجعلها فی مکتل ولیس خبز فلقیه النبی صلی الله علیه وآله وسلم راجعاً من الخندق فقال: ((یا ابا رافع ضع الذی معک فوضعه ثم قال: یا ابا رافع ناولنی الذراع فناولته، ثم قال: ناولنی الذراع فناولته، ثم قال یا أبا رافع ناولنی الذراع فقلت: یا رسول الله هل للشاة غیر ذراعین؟ فقال: لوسکت لناولتنی ما سألتک وانها صنعت لرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، فاکلها ومعه ناس من اصحابه وبقی منها قلیل، فمر بالنبی صلی الله علیه وآله وسلم أعرابی فاخذها الأعرابی فاکلها بیده فقال له النبی صلی الله علیه وآله

۱۔ **”حمراء الاسد“**: ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے (عیون الاثر ۵۲/۲)

۲۔ الطبقات الکبری، ۴۸/۲، ۴۹

۳۔ **خندق**: خندق کی لمبائی ۵۵۴۴ میٹر، چوڑائی ۴۴۶۲ میٹر اور گہرائی ۳۳۴۴ میٹر تھی۔ (اطلس سیرت نبویؐ، ص، ۲۷۸)

وسلم: ضعها فوضعها ثم قال: سم الله وخذ من أدناها تشبع قال: فشبع منها وفضلت فضلة))﴾

عبید اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کی دادی سلمیٰؓ نے انہیں خبر دی کہ ان کے علم کے مطابق یوم خندق کو نبی کریم ﷺ نے ابو رافعؓ کو ایک بکری دے کر بھیجا۔ پس ابو رافعؓ نے اس بکری کو ذبح کیا اور اس کو ہنڈیا میں پکایا جبکہ روٹیاں نہیں تھیں۔ پس خندق سے واپسی پر نبی کریم ﷺ اس کو ملے اور فرمایا: اے ابو رافعؓ جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو رکھ دو۔ پس انہوں نے اسے رکھ دیا پھر آپؐ نے فرمایا: مجھے دستی (کا گوشت) پکڑاؤ۔ پس میں نے ان کو پکڑا دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: مجھے دستی (کا گوشت) پکڑاؤ۔ پس میں نے ان کو پکڑا دیا۔ آپؐ نے تیسری بار پھر فرمایا: اے ابو رافعؓ مجھے دستی (کا گوشت) پکڑاؤ۔ پس میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ کیا کسی بکری کے دو سے زیادہ بھی بازو ہوتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم خاموش رہتے تو جو میں نے تم سے سوال کیا تھا (یعنی دستی کے گوشت کا) تم مجھے دیتے رہتے اور میں نے اس (سالن) کو نبی کریم ﷺ کے لیے رکھ دیا۔ آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہؓ میں سے جو لوگ تھے سب نے کھایا اور تھوڑا سا بچ رہا۔ اسی دوران نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اس نے بھی وہ سالن لیا اور اپنے ہاتھ سے کھانے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا: کہ اس کو رکھ دو جب اس نے اس کو رکھ دیا تو آپؐ نے فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر تھوڑا سا لو تم سیر ہو جاؤ گے۔ حضرت عبیدہؓ فرماتے ہیں کہ وہ اعرابی اس سے سیر ہو گیا اور پھر بھی کچھ سالن بچ گیا۔

تخریج:

الاحاد و المثانی، ص، ۱۷۱، مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوۃ، (حدیث:۱۴۱۳۵) ۵/۵۴۶، ۵۴۷

غزوۂ بنی قریظہ

غزوۂ خندق کے دوران مسلمان محاذ جنگ پر مصروف تھے اور یہودی قبیلہ "بنو قریظہ" اپنی سازشوں میں مصروف تھا۔ ان کا سردار "کعب بن اسد قرظی" نے (جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاہدہ کر چکا تھا کہ جنگ کے موقع پر آپ کی مدد کرے گا) حیی بن اخطب سے عہد کیا کہ قریش اگر غزوۂ خندق میں "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کو ختم کر کے واپس ہوئے تو وہ حیی بن اخطب کے ساتھ ملکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرے گا۔ اس عہد کے بعد قریظہ کے یہود عملی طور پر جنگی کارروائیوں میں مصروف ہو گئے حتی کہ "فارع" نامی قلعہ (جس میں مسلمان عورتیں اور بچے موجود تھے) پر بھی ایک یہودی نے معلومات حاصل کرنے کے لیے چکر لگایا۔ جنگِ خندق کے بعد آپ کو "بنو قریظہ پر" حملہ کرنے کا حکم دے دیا گیا۔(۱)

۱۔ السیرۃ النبویۃ (لابن ہشام)، ۱/۵۵۹-۵۶۴

حدثنا زکریای بن یحی حدثنا عبدالله بن نمیر حدثنا هشام عن ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: اصیب سعد یوم الخندق رماه رجل من قریش یقال له حبان بن العرفة وهو حبان بن قیس من بنی معیص بن عامر بن لوی رماه فی الاکحل فضرب النبی صلی الله علیه وآله وسلم خیمة فی المسجد لیعوده من قریب فلما رجع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من الخندق وضع السلاح واغتسل فاتاه جبریل علیه السلام وهو ینفض راسه من الغبار فقال: قد وضعت السّلاح والله ما وضعته اخرج الیهم قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم: فأین فأشار الی بنی قریظة - فاتاهم رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فنزلوا علی حکمه فرد الحکم الی سعد قال: فانی احکم فیهم ان تقتل المقاتلة وان تسبی النسای والذریه وان تقسم اموالهم قال هشام فاخبرنی ابی عن عائشة ان سعداً قال: اللهم انک تعلم انه لیس أحد أحب الی ان اجاهدهم فیک من قوم کذبوا رسولک صلی الله علیه وآله وسلم واخرجوه اللهم فانی اظن انک قد وضعت الحرب بیننا وبینهم فان کان بقی من حرب قریش شی فابقنی له حتی اجاهدهم فیک وان کنت وضعت الحرب بیننا وبینهم فان کان بقی من حرب قریش شی فابقنی له حتی أجاهدهم فیک وان کنت وضعت الحرب فافجرها واجعل موتتی فیها فانفجرت من لبّة فلم یرعهم وفی المسجد خیمة من بنی غفار الا الدم یسیل الیهم، فقالوا یاأهل الخیمة ما هذا الذی یاتینا من قبلکم فاذا سعد یغذو جرحه دما فمات منها رضی الله عنه

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا کہ سعد کو جنگ خندق میں حبان بن عرفہ ایک قریشی نے تیر مارا جو کہ ہفت اندام کی رگ میں لگا- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا تا کہ انکی دیکھ بھال کر سکیں، پھر آپ جنگ خندق سے واپس آئے ہتھیار اتارے غسل کیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آ گئے اور وہ اپنے سر سے گرد و غبار دور کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ نے ہتھیار اتار دیئے- خدا کی قسم! میں نے ابھی تک نہیں کھولے- چلئے! بنی قریظہ کی طرف چلیں- چنانچہ آپؐ نے جا کر بنی قریظہ کو گھیر لیا آخر آپؐ کے فیصلہ پر راضی ہو کر بنو قریظہ قلعہ سے اتر آئے آپؐ نے فرمایا: سعدؓ جو فیصلہ کر دیں منظور کر لو- پھر سعد آئے اور انہوں نے کہا کہ میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ جو لڑائی کے لائق ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے انہیں لونڈی غلام

بنایا جائے اور ان کا مال مسلمانوں میں تقسیم کردیا جائے(۱) ہشام کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زخمی ہونے کے بعد دعا کی کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھ کو کسی قوم سے اور خصوصاً اس قوم سے جس نے تیرے رسول کو جھوٹا کہا اور مکہ سے نکال دیا، لڑنے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ اے اللہ! میں جانتا ہوں کہ تو نے ہماری اور ان کی لڑائی ختم کر دی پھر بھی اگر کوئی لڑائی باقی ہو تو مجھے تو زندہ رکھ تاکہ تیری راہ میں میں ان سے جہاد کروں اور اگر تیری طرف سے لڑائی کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہو پھر میرے زخم کو جاری رکھ تاکہ میں اسی میں شہید ہو جاؤں۔ چنانچہ ان کے سینہ سے خون جاری ہو گیا جو ڈیرہ سے بہہ بہہ کر مسجد میں آ رہا تھا۔ لوگ ڈر گئے اور بنی غفار سے پوچھنے لگے کہ یہ تمہارے خیمہ سے کیا بہہ بہہ کر آ رہا ہے؟ پھر معلوم ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا ہے۔ آخر وہ اس میں فوت ہو گئے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی الله علیه وآله وسلم من الاحزاب ومخرجه الی بن قریظه و محاصرته ایاهم۔ (حدیث:۴۱۲۲) ص، ۸۴۹

غزوۂ خیبر

خیبر (۲) مدینہ کے شمال میں تقریباً ۲۰۰ میل کے فاصلے پر ایک بڑا شہر تھا۔ جہاں یہودیوں کے مضبوط قلعے اور کھیتیاں تھیں۔ خیبر سازشوں و دسیسہ کاریوں کا گڑھ تھا۔ اہل خیبر نے ہی جنگ خندق میں مشرکین مکہ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا تھا۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے واپس آ کر محرم میں خیبر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس غزوۂ میں آپؐ کے ہمراہ ۱۴۰۰ صحابہؓ تھے۔ (۳)

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة، ثنا زید بن الحباب، ثنا رافع بن سلمة الأشجعی، ثنا حشرج

۱۔ اس غزوۂ میں مسلمان لشکر کی تعداد ۳۰۰۰ تھی۔ ۲۵ روز تک "بنو قریظہ" کی بستی کا محاصرہ جاری رہا۔ آخر انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور مناسب فیصلے کے لیے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیا آپؐ نے سعد بن معاذؓ کو حکم بنا دیا چنانچہ ان کے فیصلہ کے مطابق مدینہ کے بازار میں خندقیں کھود کر بنو قریظہ کے تمام یہودی مردوں کی گردنیں مار دی گئیں۔ (السیرۃ النبویۃ (لابن هشام)، ۱/ ۵۵۹-۵۶۴)

۲۔ خیبر عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی "قلعہ" کے ہیں۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے آٹھ منزل پر ہے۔ عرب میں یہودی قوت کا یہ سب سے بڑا مرکز تھا۔ یہ سطح سمندر سے ۲۸۰۰ فٹ بلند ہے۔ خیبر ایک حرہ (آتش فشانی چٹانوں کا) سلسلہ ہے خیبر میں "عنیزہ" قبیلے کے لوگ آباد ہیں۔ (معجم البلدان، ۲/ ۴۶۸، اطلس سیرت نبوی، ص ۳۳۰)

۳۔ الطبقات الکبریٰ، ۲/ ۱۰۶

بن زياد الأشجعي عن جدته ام ابيه: انها غزت مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم خيبر سادسة ست نسوة فبلغ النبي صلى الله عليه وآله وسلم فبعث اليها، فقال: باذن من خرجتن ورأينا فيه الغضب؟ فقلنا: يا رسول الله خرجنا ومعنا دواء نداوى به الجرحى ونناول السهام ونسقي السويق ونغزل الشعر ونعين في سبيل الله، فقال لنا: أقمن فلما ان فتح الله عليه خيبر قسم لنا كما قسم للرجال، فقلت: وما كان ذلك؟ قالت: تمرًا

حضرت ام زیادہ الاشجعیہؓ سے روایت ہے: کہ یومِ خیبر میں چھ سات خواتین (اپنی خواہش سے) جہاد کیلئے فوج کے ہمراہ ہولیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے ان کو بلا بھیجا اور غضب کے لہجے میں فرمایا۔ کس کے حکم سے تم آئیں؟ پس ہم نے کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم اس لئے آئی ہیں کہ ہمارے پاس دوائیں ہیں۔ جو ہم زخمیوں کو پلائیں گی۔ ہم تیر اٹھا کر لائیں گی اور ہم ستو پلائیں گی اور چرخہ کات کر کچھ پیدا کریں گی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مدد کریں گی۔ آپؐ نے ہمیں ٹھہرنے کا حکم دے دیا۔ پس جب خیبر فتح ہوا(۱) تو آپؐ نے مال غنیمت میں ہمیں بھی مردوں کی طرح حصہ دیا۔ میں نے پوچھا۔ وہ حصہ کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کھجوریں۔

تخریج:

الآحادوالمثانی، ص، ۴۲۵، المعجم الکبیر، ۱۴۷/۲۵، تہذیب الکمال، ۵۳۹/۲

غزوۂ خیبر سے متعلق ایسی ہی ایک روایت ام ضحاک بنت مسعودؓ سے مروی ہے۔

حدثنا محمد بن عبدالرحيم، ثنا كثير بن هشام، حدثني يزيد المديني، حدثني رجل من بني حارثة يقال له: عبدالله بن عبدالرحمن عن سهل بن أبي حثمة ﴿ان ام الضحاك بنت مسعود قالت: لما خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى خيبر، خرج معه من قومنا منهم أخواها حويصة ومحيصة فقالت: الى خارجة معكم، قالوا: اين تخرج معنا؟ فقالت: اسقيكم الماء وأقيم على جرحاكم ومعها امراة اخرى منهم فضرب لهما رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بسهم.﴾

حضرت ام ضحاک بنت مسعودؓ فرماتی ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو ہماری قوم میں سے ہمارے بھائی حویصہؓ اور محیصہؓ بھی آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پس وہ کہنے لگیں۔ میں

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر پہنچ کر وہاں کا محاصرہ کیا وہاں کے مشہور قلعے آٹھ تھے۔ پہلے قلعہ ناعم پھر قلعہ صعب، قلعہ زبیر، قلعہ حصن ابی، قلعہ نزار اور نطاۃ اور شق کا علاقہ فتح کیا۔ اس کے بعد کچھ شرائط پر صلح ہوگئی۔ مسلمانوں کو بے شمار مال غنیمت حاصل ہوا۔ (الطبقات الکبری، ۱۰۶/۲-۱۱۷)

بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ وہ کہنے لگے۔ تم ہمارے ساتھ کہاں جاؤ گی؟ پس وہ کہنے لگیں۔ میں تمہیں میدان جنگ میں پانی پلاؤنگی اور تمہارے زخموں کی مرہم پٹی کروں گی۔ ان کے ساتھ ایک اور خاتون بھی تھیں پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو مالِ غنیمت میں حصہ دیا۔(۱)

تخریج:

الآحاد والمثانی، ص،۲۸۱

صلح حدیبیہ کے بعد

محمد بن الحکم سے مروی ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذی الحجہ میں حدیبیہ سے واپس آئے اور محرم آ گیا۔ تو یہود کے وہ روساء جو مدینے میں باقی تھے۔ ان لوگوں میں سے تھے جو اسلام ظاہر کرتے تھے مگر درحقیقت وہ منافق تھے۔ یہ لوگ عبید بن الاعصم یہودی کے پاس آئے جو بنی زریق کا حلیف اور سحر کا سب سے زیادہ جاننے والا تھا۔ ان لوگوں نے اسکو تین دینار دینا مقرر کیے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سحر کرے۔ اس نے آپؐ کے کنگھے کا اور ان بالوں کا جو کنگھا کرنے سے گرتے ہیں۔ قصد کیا گرہیں لگائیں تھوکا اور موٹی کھجور کے نیچے دفن کیا پھر اسے لے جا کر ایک کنویں کے قریب حوض میں دفن کر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اپنی ذات کے لیے بدلہ لینے سے گریز فرماتے تھے اور فساد بھڑکانے کی بجائے امن واشتی کو پسند فرماتے تھے۔

حدثنا أبو كريب حدثنا ابن نمير عن هشام عن ابيه ﴿عن عائشة قالت سحر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يهودى من يهود بنى زريق يقال "له لبيد بن الاعصم" قالت: حتى كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يخيل اليه انه يفعل الشى وما يفعله حتى اذا كان ذات يوم أو ذات ليلة دعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ثم دعا ثم دعا ثم قال يا عائشة! اشعرت ان الله افتانى فيما استفتيته فيه جائنى رجلان فقعد احدهما عند راسى والاخر عند رجلى فقال الذى عند راسى للذى عند رجلى او الذى عند رجلى للذى عند راسى: ما وجع الرجل؟ قال: مطبوب قال: من طبّه قال: لبيد بن الأعصم قال: فى اى شى قال فى مشط ومشاطة قال وجف طلعة ذكر قال فاين هو قال فى بئر ذى أروان قالت: فاتاها رسول الله صلى الله عليه وسم فى اناس من اصحابه ثم قال: يا عائشة! والله بكان مانها نقاعة الحناى ولكان نخلها رؤس الشياطين قالت: فقلت يا رسول الله! افلاحرقته قال: لا عافانى اما انا فقد الله كرهت ان الير على الناس شراً

۱۔ الطبقات الكبرى، ۲/۱۰۶، ۱۰۷

فامرت بها فدفنت﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بنو زریق کے یہودیوں میں سے ایک یہودی نے جادو کیا۔ جسے ''لبید بن اعصم'' کہا جاتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خیال آیا کہ آپ فلاں کام کر رہے ہیں حالانکہ آپ وہ کام نہ کر رہے ہوتے۔ یہاں تک کہ ایک دن یا رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی پھر دعا مانگی پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تو جانتی ہے کہ جو چیزیں میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھی اللہ نے وہ مجھے بتا دی ہیں۔ میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک آدمی میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس موجود تھا۔ ایک نے دوسرے کو کہا یا جو میرے پاؤں کے پاس تھا اس نے میرے سر کے پاس موجود سے کہا کہ اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: یہ جادو کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا: اس پر کس نے جادو کیا؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے، اس نے کہا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی اور کنگھی سے جھڑنے والے بالوں اور کھجور کے خوشہ کے غلاف میں، اس نے کہا اب وہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا: ذی اروان کے کنویں میں۔ سیدہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ میں سے چند لوگوں کے ساتھ اس کنویں پر گئے پھر فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنھا! اللہ کی قسم اس کنویں کا پانی مہندی کے رنگ دار پانی کی طرح تھا اور گویا کہ کھجور کے درخت شیطانوں کے سروں کی طرح دکھائی دیتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ نے انہیں جلا کیوں نہ دیا؟ آپؐ نے فرمایا اللہ نے مجھے عافیت عطا کر دی اور میں نے لوگوں میں فساد بھڑکانے کو ناپسند کیا اس لیے میں نے حکم دیا تو انہیں دفن کر دیا گیا۔ (۱)

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب السلام، باب السحر، (حدیث:۲۱۸۹)،۴/۱۷۱۹، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده (حدیث:۳۲۶۸)، ص ۲۲۷، کتاب الطب، باب: هل یستخرج السحر (حدیث:۵۷۶۵) ص۔ ۱۲۳۷

جادو کا اثر

حدثنی محمد بن المثنی حدثنا یحیی حدثنا هشام قال حدثنی ابی ﴿عن عائشة أن النبی صلی الله علیه وآله وسلم سحر حتی کان یخیل الیه انه صنع شیئاً ولم یصنعه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ آپؐ پر جادو کیا گیا تھا اس کا اثر یہ ہوا تھا کہ آپ

ا۔ بعد میں حارث بن قیس اور ان کے ساتھیوں نے کنویں کو منہدم کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لبید بن الاعصم کو معاف کر دیا۔

خیال فرماتے تھے کہ فلاں کام کر چکے ہیں حالانکہ وہ کام آپ نے انجام نہ دیا ہوتا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجزیة والموادعة، باب. هل یعفی عن الذمی اذاسحر؟ (حدیث:۳۱۷۵) ص، ۶۴۸

فتح مکہ

فتح مکہ وہ فتح اعظم ہے۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزت بخشی۔ قریش مکہ نے جب معاہدہ حدیبیہ توڑنے کا اعلان کیا۔ تو آپ ؐ ۱۰ رمضان المبارک ۸ ھ کو دس ہزار مجاہدین کے ہمراہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ساتویں دن "مر الظهران" کے مقام پر ٹھہرے اور یہاں سے اسلامی لشکر چار حصوں میں تقسیم ہو کر مختلف سمتوں سے مکہ پر قبضہ کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ خود آپ مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ سے داخل ہوئے۔ (۱)

حدثنا الهيثم بن خارجة حدثنا حفص بن ميسرة عن هشام بن عروة عن ابيه ﴿ان عائشة رضى الله عنها اخبرته أن النبى صلى الله عليه وآله وسلم دخل عام الفتح من كداى التى بأعلى مكه.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح (مکہ) کے دن کداء سے جو مکہ کے اوپر والے حصہ میں ہے داخل ہوئے۔ (۲)

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب دخول النبی صلی الله علیه وآله وسلم من اعلی مکة (حدیث:۴۲۹۰)ص، ۷۲۶. السنن لابوداؤد، کتاب الحج: باب دخول مکه، (حدیث: ۱۸۶۸) وہ ہارون بن عبداللہؒ ابو اسامہ سے روایت کرتے ہیں اور اضافہ ہے کہ "ودخل فی العمرة من کدی"

حدثنا مصرف بن عمرو اليامى حدثنا يونس يعنى ابن بكير حدثنا ابن اسحق حدثنى محمد بن جعفر، بن الزبير، عن عبيد الله بن عبد الله بن ابى ثور ﴿عن صفية بنت شيبة

۱. السیرة النبویة (لابن اسحاق)، ۱-۲/۵۲۱: الطبقات الکبری، ۲/۳۱۷-۳۲۲

۲۔ آپ تمام فوجوں کی کمان فرما رہے تھے۔ چاروں لشکر مکہ فتح کرتے ہوئے "کوہ صفا" پر رسول اللہ سے جا ملے۔ آپ مسجد الحرام میں تشریف لائے۔ حجر اسود کو چوم کر بیت اللہ کا طواف کیا اور وہاں موجود "۳۶۰" بتوں کو ٹھوکر مار مار کر گرا دیا۔ پھر خانہ کعبہ کھول کر اندر تشریف لائے اور موجود تصویریں مٹانے کا حکم دیا۔ خانہ کعبہ میں نماز پڑھی اور دروازے میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ خطبے میں تمام اہل مکہ کو معاف فرما دیا۔ فتح مکہ فیصلہ کن معرکہ اور فتح عظیم ہے۔ اس فیصلہ کن غزوہ کے بعد پورے جزیرہ العرب کے سیاسی و دینی افق پر مسلمانوں کا سورج چمکا۔ (الطبقات الکبری ۲/۳۱۷. ۳۲۲)

قالت: لما اطمان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بمكة عام الفتح طاف على بعير يستلم الركن بمحجن في يده قالت وأنا انظر اليه﴾

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: کہ فتح مکہ کے بعد جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطمینان حاصل ہو گیا تو آپؐ نے ایک اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک ٹیڑھے سر کی لکڑی تھی جس سے آپ حجر اسود کو مس کر رہے تھے اور میں یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب المناسک، باب: الطواف الواجب، (حدیث:۱۸۷۷) ص، ۲۷۴

غزوۂ موتہ

غزوۂ موتہ(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں پیش آنے والا سب سے خونریز معرکہ تھا۔ جو جمادی الاولی ۸ ھ میں پیش آیا۔ اس معرکے کا سبب یہ تھا کہ آپؐ نے حارث بن عمیر ازدیؓ کو اپنا خط دے کر حاکم بصریٰ کے پاس روانہ کیا۔ تو قیصر روم کے گورنر شرجیل بن عمرو غسانی نے ان کو قتل کر دیا۔ آپؐ نے اس علاقہ پر فوج کشی کے لیے تین ہزار کا لشکر تیار کیا۔ اس کا سپہ سالار زید بن حارثہؓ (۲) مقرر کیا اور فرمایا زید قتل کر دیئے جائیں تو جعفر طیار (۳) اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ (۴) سپہ سالار ہوں گے۔ یہ اسلامی لشکر شمال کی طرف معان (۵) پہنچا اور بلقاء کی ایک

۱۔ **موتہ:** یہ شام کی حدود میں بلقاء کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ اردن کے مشرق میں ایک زرخیز میدان ہے۔ بحیرہ مردار کے جنوبی کونے کے مشرق میں اور کرک کے مغرب میں دو گھنٹے کی مسافت پر واقع ایک مقام ہے۔ (معجم البلدان ۲۵۵،۲۵۴/۵)

۲۔ **زید بن حارثہ بن شراحیل الکلبی:** "ابو اسامہ" انکی والدہ، "سعدی بنت ثعلبہ بن عبد عامر بن افلت" تھیں۔ حکیم بن حزام نے زمانہ جاہلیہ میں انہیں حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ کے لیے خریدا تھا۔ انہوں نے یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شادی کے بعد ہبہ کر دیا تھا۔ نبوت سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنا متبنیٰ بنایا ہوا تھا سفر طائف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک سفر تھے۔ غلاموں میں سب سے پہلے انہوں نے اسلام قبول کیا۔ ارض شام میں ۸ھ میں وفات پائی۔ (الاستعیاب، ۵۴۶-۵۴۲/۲)

۳۔ **جعفر طیارؓ بن أبي طالب:** حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے۔ کنیت "ابو عبداللہ" تھی۔ خلق اور خُلق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے حد مشابہ تھے۔ حضرت علیؓ سے دس سال بڑے تھے۔ حبشہ ہجرت کرنے والوں میں اولین تھے۔ ۸ھ میں غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔ (الاستعیاب، ۲۴۲/۱)

۴۔ **عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امری القیس بن عمرو.....:** کنیت "ابو محمد" تھی۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔ (الاستعیاب، ۸۹۹،۸۹۸/۳)

۵۔ **معان:** یہ شام کی طرف ایک شہر کا نام ہے۔ جو بلقاء کے نواح میں واقع ہے۔ (معجم البلدان، ۱۷۹/۵)

بستی "مشارف" میں ہرقل کی فوجوں سے سامنا ہوا۔ اس غزوہ میں تینوں سپہ سالار یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ (۱)

حدثنا قتيبه حدثنا عبدالوهاب قال سمعت يحيى بن سعيد قال ﴿اخبرتنى عمرة قالت: سمعت عائشة رضى الله عنها تقول: لما جاى قتل ابن حارثه و جعفر بن ابى طالب و عبدالله بن رواحة رضى الله عنهم جلس رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم يعرف فيه الحزن قالت عائشة: وانا اطلع من صائر الباب تعنى من شق الباب فاتاه رجل فقال اى رسول الله ان نساى جعفر قال وذكر بكائهن فامره ان ينها هن قال: فذهب الرجل ثم اتى فقال قد نهيتهن وذكر انه لم يطعنه قال فامر ايضاً فذهب ثم اتى فقال والله لقد غلبنا فزعمت ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال فاحث فى افواههن من التراب قالت عائشة فقلت: ارغم الله انفک فو الله ما انت تفعل وما ترکت رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم من العناى﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: کہ جب (زید) بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مسجد میں) تشریف فرما ہوئے اور آپؐ پر آثار حزن پائے جاتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں دروازہ کی جھریوں میں سے دیکھ رہی تھی کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جعفر کے گھر کی عورتیں رو رہی ہیں، آپ نے فرمایا انہیں منع کر دے، وہ شخص گیا پھر آ کر کہا کہ میں نے انہیں منع کیا، مگر وہ مانتی ہی نہیں، آپ نے پھر منع کرنے کا حکم دیا، وہ گیا اور پھر آ کر کہنے لگا، بخدا (وہ تو مانتی نہیں ہیں بلکہ) ہم پر غالب آ گئی ہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، پھر ان کا منہ مٹی سے بھر دے، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے اس سے کہا اللہ تیری ناک کو خاک آلود کرے۔ تو نہ تو وہ کر سکتا ہے، (کہ انہیں رونے سے روک دے) اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیچھا چھوڑتا ہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب غزوة موته من ارض الشام (حدیث: ۴۲۶۳) ص۔ ۷۲۲

عام الوفود

۹ ھ میں فتح مکہ اور حنین سے واپسی پر اہل عرب کی سفارتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج

۱۔ الطبقات الکبریٰ: ۱/۱۲/۳: ابن عبدالبر الدرفی اختصار المغازی والسیر، ص ۲۲۲، ۲۲۳ ایام العرب فی الاسلام، ص، ۹۳

داخل ہونے لگے اور ستر سے زائد وفود خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ان ہی وفود میں "قبیلہ عبدالقیس" بھی شامل تھا۔ اس وفد کا سردار عبداللہ بن عوف الاشج تھا۔(۱) یہ وفد رملہ بنت حارث کے ہاں ٹھہرا اور دس دن قیام کیا۔ اس دوران انہوں نے قرآن اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔(۲)

حدثنا محمد بن عیسی بن الطباع حدثنا مطر بن عبدالرحمن الاعنق ﴿حدثنی ام ابان بنت الوازع بن زارع عن جدها زارع وکان فی وفد عبدالقیس قال: لما قدمنا المدینة فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل یدالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورجلہ قال وانتظرا المنذر الاشج حتی اتی عیبتہ فلبس ثوبیہ ثم اتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لہ ان فیک خلتین یحبہما اللہ "الحلم والاناۃ" قال: یا رسول اللہ! انا اتخلق بهما أم اللہ جبلنی علیہما قال بل اللہ جبلک علیہما قال: الحمد للہ الذی جبلنی علی خلتین یحبہما اللہ ورسولہ﴾

حضرت ام ابانؓ بنت الوداع بن زارع اپنے دادا زارع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتی ہیں اور وہ عبدالقیس میں شامل تھے وہ کہتے ہیں۔ "جب ہم مدینہ آئے تو ہم لوگ اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے اور منذ الاشج انتظار کرتے رہے اور اپنی گٹھڑی کے پاس آئے اور کپڑے پہن لیے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ بے شک تیرے اندر دو عادتیں ہیں جنہیں اللہ تعالی پسند فرماتے ہیں"۔ "بردباری اور متانت سنجیدگی"۔ منذرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ دو عادتیں میں نے خود اختیار کی ہیں یا اللہ نے میری جبلت میں یہ رکھی ہیں۔ فرمایا کہ بلکہ اللہ نے تمہاری سرشت میں یہ رکھی ہیں۔ منذرؓ نے کہا کہ تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے میری سرشت میں یہ دونوں عادتیں رکھ دی ہیں جنہیں اللہ اور اللہ کا رسول محبوب رکھتے ہیں۔

تخریج:

السنن لابی داؤد، کتاب الادب، باب: قبلة الرجل (حدیث:۵۲۲۵)ص،۸۳۳

---

۱. الاشج العصری کا اصل نام "المنذر بن الحارث بن عمرو بن زیاد بن عصر...." تھا. (الطبقات الکبری ۵۵۹/۵)

۲. الطبقات الکبری، ۵۵۷/۵-۵۵۹، ۳۱۴/۱،۳۱۵

حجۃ الوداع

مکہ مکرمہ کو روانگی

عام الوفود کے بعد جب دعوت وتبلیغ کا کام پورا ہو گیا اور نئے اسلامی معاشرے کی تعمیر وتشکیل کا عمل مکمل ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاریخی حج مبرور کے لیے اپنے ارادے کا اعلان فرمایا اور ذی قعدہ ۱۰ھ میں سنیچر کے دن مکہ مکرمہ کوچ کی تیاری فرمائی۔

حدثنا عبداللہ بن مسلمہ حدثنا مالک عن ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر، ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت: خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیحجۃ الوداع فاھللنا بعمرۃ ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من کان معہ ھدی فلیھل بالحج مع العمرۃ ثم لا یحل حتی یحل منھما جمیعا فقدمت مکۃ وانا حائض ولم أطف بالبیت ولا بین الصفا والمروۃ فشکوت ذلک الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انقضی راسک وامتشطی واھلی بالحج ودعی العمرۃ ففعلت فلما قضینا الحج أرسلنی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع عبدالرحمن بن ابی بکر الی التنعیم فاعتمرت فقال ھذہ مکان عمرتک قالت: فطاف الذین کانوا اھلو بالعمرۃ بالبیت وبین الصفا والمروۃ ثم حلوا ثم طافوا طوافاً آخر بعد ان رجعوا من منی واما الذین جمعوا الحج والعمرۃ فانما طافوا طوافاً واحدا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع میں ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نکلے۔ ہم نے عمرے کا احرام باندھا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی کا جانور ہو، وہ حج اور عمرے دونوں سے اس کا احرام باندھے، پھر احرام نہ کھولے، یہاں تک کہ ان دونوں سے فارغ نہ ہو جائے۔ میں مکہ پہنچی اس حال میں کہ میں حائضہ تھی- میں نے خانہ کعبہ کا طواف نہ کیا اور نہ صفا مروہ کے درمیان طواف کیا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی، تو آپؐ نے فرمایا: سر کھول ڈالو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھو اور عمرہ کو چھوڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب ہم حج سے فارغ ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقام تنعیم کی طرف بھیجا، تو میں نے عمرہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ تمہارے عمرے کا بدلہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، خانہ کعبہ کا اور صفا ومروہ کے درمیان طواف کیا اور پھر احرام کھول دیا، پھر منیٰ سے لوٹنے کے بعد ایک دوسرا طواف کیا اور جن لوگوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا

تھا ان لوگوں نے صرف ایک طواف کیا۔

تخریج:

مالک بن انسؒ، الموطا، کتاب الحج، باب دخول الحائض مكة (حديث:۹۴۰) ص، ۲۶۵، الجامع الصحيح للبخاری، کتاب الحج، باب: کیف تهل الحائض والنفساء (حدیث:۱۵۵۶) ص، ۲۵۲

احرام:

ذوالحلیفہ پہنچ کر آپؐ نے احرام کے لیے غسل فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آپ کو خوشبو لگائی۔

حدثنا علی بن عبدالله حدثنا سفيان حدثنا عبدالرحمن بن القاسم انه سمع اباه وكان افضل اهل زمانه يقول ﴿سمعت عائشة رضى الله عنها تقول: طيبت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بيدى هاتين حين احرم ولحله حين أحل قبل ان يطوف وبسطت يديها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگائی جس وقت کہ آپؐ نے احرام باندھا اور احرام کھولنے کے وقت طواف کرنے سے پہلے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر بتایا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، باب الطيب بعد رمي الجمار والحلق قبل الافاضة (حدیث:۱۷۵۴) ص، ۲۸۳

سعی

اتوار ۴ ذی الحجہ ۱۰ھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ پہنچے۔ یہاں آپؐ نے مسجد حرام پہنچ کر پہلے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا سریج قال ثنا عبدالله بن المومل عن عطاء بن ابی رباح ﴿عن صفيه بنت شيبه عن حبيبه بنت ابی تجزئة قالت: رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يطوف بين الصفاء والمروة والناس بين يديه وهو وراء هم وهو يسعى حتى رأى ركبتيه من شدة السعى يدور به ازاره وهو يقول: اسعوا فان الله كتب عليكم

السعی.﴾

حضرت حبیبہ بنت ابی تجراۃؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ لوگ آپؐ کے آگے تھے اور آپؐ ان کے پیچھے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعی کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ تیز دوڑنے کی وجہ سے انہوں نے اپنے گھٹنوں کے گرد تہہ بند گھومتے ہوئے دیکھا اور وہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما رہے تھے "سعی کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے سعی تم پر فرض کر دی ہے۔"

تخریج:

المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۶۸۲۲) ۷/۵۶۲، اسد الغابة، ۷/۶۱

رمی جمرات

حجۃ الوداع میں ۱۰ ذی الحج کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں تشریف لائے۔ آپؐ کے پیچھے حضرت فضل بن عباس سوار تھے۔ آپؐ نے جمرۂ کبریٰ کو سات کنکریاں ماریں۔

حدثنا احمد بن حنبل حدثنا محمد بن سلمة عن ابی عبدالرحیم عن زید بن ابی انیسة عن یحیی بن حصین ﴿عن ام الحصینؓ حدثته قالت: حججنا مع النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم حجة الوداع فرایت اسامة وبلالا واحدهما اخذ بخطام ناقة النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم والآخر رافع ثوبه لیستره من الحر حتی رمی جمرة العقبة.﴾

حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج ادا کیا۔ میں نے دیکھا کہ اسامہؓ اور بلالؓ میں سے کوئی ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے ہے اور دوسرے نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک کپڑے کے ذریعے سے سایہ کر رکھا ہے یہاں تک کہ آپؐ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب المناسک، باب: فی المحرم یظلل (حدیث:۱۸۳۴) ص،۲۶۹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی "رمی جمرات" کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیة، ثنا علی بن مسهر عن یزید بن ابی زیاد عن سلیمان بن عمرو بن الأحوص ﴿عن امه قالت: رایت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم عند

جمرة العقبة وهو راكب على بغلة ورجل خلفه يستره من الناس، فسألت عن الرجل فقيل لى: هذا الفضل بن العباس فازدحم الناس عليه فقال: ((ياايها الناس، لا يقتل بعضكم بعضاً، واذا رميتم الجمرة فارموها بمثل حصا الخذف، ثم استبطن الوادى فرمى الجمرة بسبع حصيات يكبر مع كل حصاة ثم انصرف))﴾

حضرت ام سلیمان بن عمرو بن الاحوصؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "جمرة العقبہ" کے قریب دیکھا۔ وہ اپنے خچر پر سوار تھے اور آپؐ کے پیچھے ایک شخص سوار تھا۔ جو آپ کو لوگوں سے چھپا رہا تھا۔ پس میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا، تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ "فضل بن عباس" ہیں۔ پس آپؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! تم میں سے کوئی دوسرے کو قتل نہ کرے اور جب تم جمرہ کو کنکریاں مارو تو کنکریاں انگلیوں سے پھینکنا پھر آپ بطن وادی (محسر) میں پہنچے تو آپؐ نے سات کنکریاں جمرہ کو ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے جاتے تھے۔ پھر آپؐ واپس لوٹ گئے۔

تخریج:

الاحادوالمثانی، ص ۶۴۴۔۶۴۵، المسند لامام احمد بن حنبل، (حدیث: ۲۲۵۹۰) ۵۴۴/۷

قربانی

رمی جمرات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربان گاہ تشریف لے گئے اور اپنے دست مبارک سے ۶۳ اونٹ ذبح کیے۔ پھر حضرت علیؓ کو سونپ دیا انہوں نے بقیہ ۳۷ اونٹ ذبح کئے۔

حدثنا ابو النعمان حدثنا عبدالواحد حدثنا الاعمش حدثنا ابراهيم عن الاسود ﴿عن عائشة رضى الله عنها قالت: كنت افتل القلائد للنبى صلى الله عليه وآله وسلم فيقلد الغنم ويقيم فى اهله حلالاً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: انہوں نے بیان کیا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہار بٹتی تھی تو آپ بکریوں کے گلے میں ہار ڈالتے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ آپ احرام سے باہر رہتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الحج، باب تقليد الغنم، (حديث: ۱۷۰۲) ص، ۲۷۵

قربانی

حجة الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ ساتھ اپنی بیویوں کی طرف سے بھی قربانی کی۔

حدثنا عبدالله بن يوسف اخبرنا مالك عن يحي بن سعيد ﴿عن عمرة بنت عبدالرحمن قالت: سمعت عائشة رضي الله عنها تقول: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم لخمس بقين من ذى القعده لانرى الا الحج فلما دنونا من مكة امر رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم من لم يكن معه هدى اذا طاف وسعى بين الصفا والمروة ان يحل قالت: فدخل علينا يوم النحر بلحم بقر فقلت: ما هذا؟ قال: نحر رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم عن ازواجه﴾

حضرت عمرۃ بنت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا قول نقل کرتی ہیں انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ذی قعدہ کے مہینہ میں نکلے، جب کہ اس مہینے کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ ہم صرف حج ہی کا خیال کر کے نکلے تھے۔ جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو، جب وہ طواف کر لے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر لے تو احرام سے باہر ہو جائے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ ہمارے پاس قربانی کے دن گوشت لایا گیا تو میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے"۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، کتاب الحج، باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير امرهن (حديث:١٧٠٩) ص، ٢٧٦

خطبه حجة الوداع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۲ ذی الحجہ ۱۰ھ یوم النحر کو چاشت کے وقت خطبہ دیا۔ اس وقت آپ ایک خچر پر سوار تھے اور حضرت علیؓ آپ ﷺ کے ارشادات صحابہ کو سنا رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ کچھ بیٹھے اور کچھ کھڑے تھے۔

حدثنا محمد بن يحيى بن عبدالكريم ثنا أبو عاصم، ثنا ربيعة بن عبد الرحمن بن حصين، ﴿حدثتني جدتي سراء بنت نبهانؓ و كانت ربة بيت في الجاهلية انها سمعت رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم في حجة الوداع في اليوم الذى يدعونه يوم الرؤوس يقول:

((ای یوم هذا؟ قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: هذا اوسط ایام التشریق' قال: ای بلد هذا؟ قالوا: الله ورسوله اعلم، قال: هذا المشعر الحرام، قال: الا ان دماء کم واموالکم واعراضکم حرام بعضکم علی بعض کحرمة یومکم هذا، فی بلدکم هذا الا انی لا ادری لعلی لا ألقاکم بعد هذا الیوم فلیبلغ أدناکم أقصاکم ألاهل بلغت))؟ : فقالوا: نعم ثم رجع الی المدینة فتوفی بها صلی الله علیه و آله وسلم﴾

حضرت سراء بنت نبہانؓ جو زمانہ جاہلیہ میں بیت اللہ کے قریب رہتی تھیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع میں یوم الرؤس کے دن فرماتے سنا: یہ دن کونسا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ ایام تشریق (قربانی) کا درمیانی دن ہے۔ پھر فرمایا: یہ شہر کونسا ہے؟ صحابہؓ نے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں: فرمایا: یہ مشعر الحرام ہے پھر فرمایا۔ خبردار تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہے۔ جیسے تمہاری اس شہر میں تمہارے آج کے دن کی حرمت ہے۔ خبردار! میں نہیں جانتا کہ اس دن کے بعد تم سے مل سکوں گا یا نہیں۔ پس چاہئے کہ جو شخص موجود ہے وہ غیر موجود تک (میری باتیں) پہنچا دے۔ کیا میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ صحابہؓ نے جواب دیا: ہاں۔ پھر آپؐ مدینہ منورہ لوٹ گئے اور وہاں وفات پائی۔

تخریج:

الاحاد و المثانی۔ ص، ۲۴۸، تهذیب الکمال ۹/۱۲۲،۱۲۳، السنن لا بوداؤد۔ باب ای یوم یخطب بمنی (حدیث:۱۹۵۳)

مرض الوفات کا آغاز

حجۃ الوداع کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبات واحساسات، احوال وظروف اور گفتار و کردار سے ایسی علامات ظاہر ہونا شروع ہو گئیں جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ اس حیات مستعار کو اور اس جہانِ فانی کے باشندگان کو الوداع کہنے والے ہیں۔ ۲۹ صفر ۱۱ھ روز دوشنبہ کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے واپسی پر آپؐ کے سر میں سر میں درد شروع ہو گیا۔

اخبرنا الحکم بن المبارک ثنا محمد بن سلمة عن ابن اسحاق عن یعقوب بن عتبة عن ابن شهاب عن عبید الله بن عبدالله بن عتبة ﴿عن عائشة قالت: رجع الی النبی صلی الله علیه وآله وسلم ذات یوم من جنازة من البقیع فوجدنی وانا اجد صداعاً وانا اقول واراساه قال: بل انا یا عائشة وارأساه قال: وما ضرک لومت قبلی فغسلتک وکفنتک وصلیت علیک ودفنتک فقلت: لکانی بک والله لو فعلت ذلک لرجعت الی بیتی

فعرفت فيه بعض نسائك قالت: فتبسم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ثم بدى في وجعه الذي مات فيه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک جنازے میں شرکت کرکے) بقیع قبرستان سے واپس میری طرف آئے۔ پس انہوں نے مجھے اس حالت میں پایا کہ میرے سر میں شدید درد تھا اور میں کہہ رہی تھی "ہائے میرا سر" نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ میں بھی سر میں درد محسوس کر رہا ہوں اور فرمایا: تمہیں کیا نقصان ہوتا اگر تم مجھ سے پہلے وفات پا جاتیں تو میں تمہیں غسل دیتا، کفن پہناتا، تمہاری نماز جنازہ پڑھاتا اور تمہیں دفناتا۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! اگر آپؐ ایسا کرتے تو میں اپنے گھر لوٹ جاتی اور آپ کسی اور عورت سے شادی کر لیتے۔ فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) حضور ﷺ مسکرائے اور پھر وہ مرض شروع ہوا جس میں آپؐ نے وصال فرمایا۔

تخریج:

السنن للدارمی باب فی وفاة النبی صلی الله علیه وآله وسلم، ۱/۳۷،۳۸: تاریخ الخمیس ۱/۲۰۳

مرض الوفات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت جب روز بروز مضمحل ہوتی چلی گئی اور ضعف بڑھتا گیا تو اس کے باوجود آپؐ نے ازواج مطہرات کے گھروں میں باری کے مطابق جانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب چلنا پھرنا بالکل ہی دشوار ہو گیا۔ تو آپؐ نے کنایۃً حضرت عائشہؓ کے ہاں قیام کی اجازت چاہی۔

حدثنا حبان بن موسى ومحمد قالا اخبرنا عبدالله اخبرنا معمر و يونس عن الزهري قال اخبرني عبيد الله بن عبد الله بن عتبه بن مسعود ﴿ان عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وآله وسلم قالت: لما ثقل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم استاذن أزواجه ان يمرض في بيتي فاذن له﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض شدید ہو گیا تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی ازواج مطہرات سے اس امر کی اجازت چاہی کہ آپ کا علاج معالجہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں کیا جائے۔ جس پر تمام ازواج مطہرات نے آپ کو اجازت دے دی۔

آپؐ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تشریف لے آئے۔ جسکا دروازہ مسجد کی صف اول کے عین مقابل کھلتا تھا۔

آپ میں جب تک طاقت رہی آپ نمازوں کی امامت فرماتے رہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب فرض الخمس، باب: ماجاء فی بیوت ازواج النبی ﷺ وما نسب من البیوت الیهن (حدیث:۳۰۹۹) ص۔ ۶۳۰

حالتِ نزع

حدثنا بشر بن محمد اخبرنا عبدالله اخبرنی معمر ویونس عن الزهری قال اخبرنی عبید الله بن عبد الله ﴿ان عائشة وابن عباس رضی الله عنهم قالا: لما نزل برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم طفق یطرح خمیصة علی وجه فاذا اغتم کشفها عن وجهه فقال: وهو کذلک لعنة الله علی الیهود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد یحذر ما صنعوا.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالتِ نزع شروع ہوئی تو آپ نے ایک چادر منہ پر ڈال لی۔ پھر جب بڑی معلوم ہوئی تو اسے چہرہ مبارک سے ہٹا دیا اور آپ نے اسی حالت میں فرمایا کہ یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ آپ ان کے اس فعل سے (مسلمانوں کو) بچانا چاہتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل (حدیث:۳۴۵۴،۳۴۵۳) ص، ۵۸۱

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری زیادہ بڑھ گئی تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز کی امامت کا حکم دیا۔

حدثنا اسحق بن موسیٰ الانصاری حدثنا معن حدثنا مالک بن انس عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال مروا ابا بکر فلیصل بالناس فقالت عائشة: یا رسول الله أن ابا بکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکای فامر عمر فلیصل بالناس قالت: فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس قالت عائشة: فقلت لحفصة قولی له ان ابا بکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکای فامر عمر فلیصل بالناس ففعلت حفصه فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الکن لانتن صواحبات یوسف

مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت حفصه لعائشة ماکنت لاصیب منک خیراً﴾
حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کی نماز کی امامت کریں، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے عرض کیا کہ ابو بکرؓ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رو پڑیں گے، جس کی وجہ سے لوگ ان کی قراءت نہیں سن سکیں گے۔ لہٰذا عمرؓ کو حکم دیجئے کہ امامت کریں۔ آپؐ نے حکم دیا کہ ابو بکر کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ اس مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ آپؐ سے کہو کہ ابو بکرؓ رو پڑیں گے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ آپؐ نے فرمایا: تم عورتیں ہی ہو جنھوں نے یوسف علیہ السلام کو قید خانہ جانے پر مجبور کر دیا۔ اور ابو بکرؓ کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ پھر حفصہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگیں کہ تم سے مجھے کبھی خیر نہیں پہنچی۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب "مروا ابابکر فلیصل بالناس (حدیث:۳۶۷۲) ص،۸۳۶

حدثنا عبدالله بن یوسف حدثنا اللیث قال حدثنی ابن الهاد عن عبدالرحمن بن القاسم عن ابیه ﴿عن عائشة قالت: مات النبی صلی الله علیه وآله وسلم وانه لبین حاقنتی وذاقنتی فلا اکره شدة الموت لاحد ابداً بعد النبی صلی الله علیه وآله وسلم﴾
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب وفات پائی تو آپ کا سر مبارک میرے سینہ سے لگا ہوا تھا اور جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نزع کو دیکھا ہے۔ کسی کے لیے موت کی سختی کو برا خیال نہیں کرتی ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب "مرض النبی صلی الله علیه وآله وسلم ووفاته (حدیث:۴۴۴۶)ص، ۷۵۵

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات سے پہلے مسواک کی

حدثنا محمد حدثنا عفان عن صخر بن جویریة عن عبدالرحمن بن القاسم عن ابیه ﴿عن عائشة دخل عبدالرحمن بن ابی بکر علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم وانا مسندته الی صدری ومع عبدالرحمن سواک رطب یستن به فابده رسول الله صلی الله علیه

وآله وسلم بصره فاخذت السواک فقصمته ونفضته وطيبته ثم دفعته الى النبى صلى الله عليه وآله وسلم فاستن به فما رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم استن استنانا قط احسن منه فما عدا أن فرغ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رفع يده أو أصبعه ثم قال: "فى الرفيق الاعلى" ثلاثا ثم قضى وكانت تقول مات بين حاقنتى وذاقنتى. ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری میں آپ میرے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر ایک ہاتھ میں ہری مسواک لئے داخل ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا تو میں نے ان سے لے کر دانتوں سے نرم کر کے دھو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دی۔ آپؐ نے اچھی طرح مسواک کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے اچھی مسواک کرتے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے فارغ ہوئے تو آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "اللهم فى الرفيق الاعلى" یہ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا اور آپ کی موت واقع ہوگئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت آپ کا سر مبارک میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے قریب ٹکا ہوا تھا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب المغازى، باب: مرض النبى صلى الله عليه وآله وسلم ووفاته (حديث:۴۴۳۸) ص، ۹۱۵

وقتِ آخر

حدثنا زهير بن حزب واسحق بن ابراهيم قال اسحق اخبرنا وقال زهير واللفظ له حدثنا جرير عن الاعمش عنى ابى الضحى عن مسروق ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا اشتكى منا انسان مسحه بيمينه ثم قال: اذهب الباس رب الناس واشف أنت الشافى لا شفاى الا شفاوک شفاى لا يغادر سقما فلما مرض رسول الله صى الله عليه وسلم وثقل اخدت بيده لاصنع به نحو ماكان يصنع فانتزع يده من يدى ثم قال: "اللهم اغفرلى واجعلنى مع الرفيق الاعلى" قالت: فذهبت انظر فاذا هو قد قضى﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے، پھر فرماتے: تکلیف کو دور کر دے، اے لوگوں کے پروردگار، شفاء دے

تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے۔ ایسی شفا دینے والا ہے تیری شفا کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے اور بیماری شدید ہو گئی تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا تا کہ میں بھی آپؐ کے ہاتھ سے اسی طرح کروں جس طرح آپ کرتے تھے تو آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے کھینچ لیا۔ پھر فرمایا: ''اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ کر دے'' سیدہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کی طرف دیکھنا شروع کیا تو آپؐ واصل الی اللہ ہو چکے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب السلام، باب استحباب رقیۃ المریض (حدیث:۵۷۰۷) ص، ۹۷۲

آخری کلمات

بعض روایات میں وصال مبارک سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری الفاظ یہ بیان کیے گئے ہیں۔

حدثنا معلی بن اسد حدثنا عبدالعزیز بن مختار حدثنا ھشام بن عروۃ عن عباد بن عبداللہ بن الزبیر ﴿ان عائشۃ اخبرتہ: انھا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصغت الیہ قبل ان یموت وھو مسند الی ظھرہ یقول: ''اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق''﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کا وقت قریب ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے تو میں نے سنا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ ''اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق'' یا اللہ مجھے بخش دے، رحم فرما اور بلند رفیقوں سے ملا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی باب، مرض النبیﷺ ووفاتہ (حدیث:۴۴۴۰) ص، ۷۵۵، کتاب المرض، باب: تمنی المریض الموت (حدیث:۵۶۷۴) ص،

سالِ وفات

وحدثنی عبدالملک بن شعیب بن اللیث حدثنی ابی عن جدی قال حدثنی عقیل بن خالد عن ابن شهاب عن عروة ﴿عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم توفی وهو ابن ثلاث وستین سنة﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر مبارک میں وفات پائی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل باب: کم سن النبی صلی الله علیه وآله وسلم یوم قبض (حدیث: ۲۳۴۹) ص،۱۰۳۲، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب: وفاة النبی صلی الله علیه وآله وسلم (حدیث:۳۵۳۶) ص،۷۲۷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار کے دن پیدا ہوئے سوموار کے دن ہی آپؐ نے وصال فرمایا۔

حدثنا محمد بن حاتم، حدثنا عمار بن صالح، عن هشام بن عروه عن ابیه، ﴿عن عائشة، رضی الله عنها قالت: توفی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یوم الاثنین.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا۔

تخریج:

الشمائل النبویة، (حدیث:۳۹۶) ص، ۳۸۵

راویوں کے احوال

☆ ابراہیم بن موسیٰ، (م۲۲۰ھ) کنیت "ابواسحاق" تھی۔ نسب: "ابراہیم بن موسیٰ بن یزید بن زادان التیمی" تھا۔ تقریب میں ان کو "ثقہ حافظ" کہا گیا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۵۸)

☆ ابن ابی عاصم، (م۲۸۷ھ) ان کا اصل نام "احمد بن عمرو بن ابی عاصم الضحاک بن مخلد الشیبانی" تھا۔ حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ اصبہان میں ۲۶۹۔۲۸۲ھ تک قاضی کے عہدہ پر فائز رہے۔ (الآحاد والمثانی، ص،۱)

☆ ابن الھاد، ان کا اصل نام "یزید بن عبداللہ بن اسامہ" ہے۔ کنیت "ابوعبداللہ" ہے۔ "ثقہ" ہیں اور مکثرین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ یہ زہری اور عبداللہ بن خباب سے روایت کرتے ہیں۔ (التاریخ الکبیر، ۸/۳۲۵، تقریب، ۲/۳۶۷)

☆ ابوبکر بن ابی شیبہ، (م۲۳۵ھ) ان کا اصل نام "عبداللہ ابن محمد بن ابی شیبہ" تھا۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ "العجلی" کہتے ہیں۔ "وکان حافظاً للحدیث" (تھذیب الکمال ۱۶/۳۴-۴۱)

☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف بن عبدالحارث بن زھرہ بن کلاب، (م۹۴ھ) والدہ کا نام "تماضر بنت الاصبغ" تھا۔ آپ کا تعلق قریش کے مشہور خاندان "بنوزھرہ" سے ہے۔ آپ نامور حافظِ حدیث اور مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ "ثقہ، لائق اعتماد عالم اور کثیر الحدیث" ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ، ۵/۸۰،۸۱)

☆ ابوعاصم الضحاک بن مخلد بن الضحاک بن مسلم...... (م۲۱۲ھ) "ابوعاصم النبیل البصری" کے نام سے مشہور تھے۔ کثیر الحدیث اور فقیہ تھے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۱۳/۲۸۱-۲۸۸)

☆ ابوعبدالرحیم خالد بن ابی یزید الحرانی، (م۱۴۴ھ) ان کو "ابن ابی یزید" بھی کہا جاتا ہے۔ ابن سماک بن رستم کے نام سے مشہور ہیں۔ یحییٰ بن معین اور دیگر محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۸/۲۱۸)

☆ ابومعاویہ، (م۱۹۴ھ) ان کا اصل نام "محمد بن خازم التیمی" تھا۔ مشہور "ابومعاویہ" کے نام سے تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ ابوداؤد کا کہنا ہے کہ وہ "مرجئہ" میں سے تھے۔ ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۲۵/۱۲۳-۱۳۳)

☆ ابونعیم: الفضل بن دکین بن حماد بن زہیر، آل طلحہ بن عبیداللہ التیمی کے آزاد کردہ غلام ہیں "ثقہ، مامون اور کثیر الحدیث" ہیں۔ معتصم کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبریٰ، ۶/۵۵۰)

☆ ابویحییٰ محمد بن عبدالرحیم بن ابی زہیر، (م۲۵۵ھ) انکی کنیت "ابویحییٰ" تھی۔ لقب "عدوی، البغدادی

البزاز" وغیرہ تھے۔"صاعقہ" کے نام سے معروف تھے۔عبداللہ بن احمد اور نسائی نے انکو"ثقہ" کہا ہے۔جبکہ ابو حاتم نے ان کو"صدوق" قرار دیا ہے۔(رجال صحیح البخاری، ۲/۶۶۴)

☆ ابوالعباس محمد بن یعقوب بن یوسف بن معقل بن سنان الاصم: حاکم نیشاپوری کے شیخ ہیں اور"ثقہ" ہیں۔ابن ملقن لکھتے ہیں کہ وہ اپنے وقت کے امام محدث تھے۔(مختصر استدراک ۳/۱۵۹۷، ۳/۱۲۹۹)

☆ ابوالنعمان: محمد بن الفضل السدوسی، محدثین نے ان کو"ثقہ اور رجل الصالح" قرار دیا ہے۔(تقریب۔ ۲/۲۰۹)

☆ احمد بن حنبل، (م۲۴۱ھ) ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال بن اسد بن ادریس، ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ امام المحدثین تھے۔کتاب"المسند" کے علاوہ کئی کتابوں کے مؤلف ہیں۔بغداد میں وفات پائی۔(وفیات الاعیان، ۱/۶۳، ۶۴)

☆ "احمد بن محمد بن تیزک بن حبیب البغدادی طوسیؒ" کے نام سے مشہور تھے۔ابن حبان نے"ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال. ۱/۴۷۵، ۴۷۶)

☆ اعمش کاہلی کوفی، (م۱۴۸ھ) آپ کی کنیت"ابومحمد" نام"سلیمان بن مہران" اور"اعمش" لقب ہے۔بنو کاہلہ کا مولی ہونے کیوجہ سے کاہلی کہلاتے ہیں۔آپ کوفہ کے رہنے والے قابل اعتماد حافظ حدیث ہیں۔حضرت انس بن مالک کو دیکھا اور ان سے حدیث کا سماع بھی کیا ہے۔ابن مدینی کے مطابق آپ سے تقریباً"۱۳۰۰" احادیث مروی ہیں۔آپ سب سے زیادہ کتاب اللہ کو پڑھنے والے سب سے زیادہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد رکھنے والے اور سب سے زیادہ علم میراث کو جاننے والے تھے۔آپ علم نافع اور عمل صالح میں اونچے درجے پر فائز ہیں۔۸۷ سال عمر میں وفات پائی۔(تذکرۃ الحفاظ. ۱/۱۵۴)

☆ بشر بن خالد، ابومحمد الفرائضی، (م۲۵۵ھ) ابوحاتم نے"شیخ" جبکہ نسائی نے ان کو"ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال ۴/۱۱۷، ۱۱۸)

☆ بشر بن محمد، ابومحمد السختیانی المروزی، "صدوق" ہیں۔انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے سماعت کی ہے۔(التاریخ الکبیر، ۲/۷۱: تقریب، ۱/۱۰۷، رجال صحیح البخاری، ۱/۱۱۱)

☆ جیش بن خالد بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن جیش، (م۸ھ) یہ خزاعی اور کعبی ہیں۔کنیت"ابوصخر" اور ابوخالد ہے یہ ام معبد کے بھائی ہیں۔اسلام لائے اور فتح مکہ میں رسول اللہ کے ہمراہ شریک ہوئے۔فتح مکہ کے دن شہید ہوئے۔ (اسد الغابة، ۱/۶۸۴، ۶۸۷)

☆ حبان بن موسیٰ بن سوار السلمی ابومحمد المروزی (م۲۳۳ھ) انہوں نے ابن المبارک اور داؤد بن عبدالرحمن سے سماعت کی ہے۔یحییٰ بن معین نے کہا ہے۔"لیس صاحب حدیث" ولاباس بہ" (تھذیب الکمال،

۳۴۶/۵)

☆ حشرج بن زیاد الاشجعی، یہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ ''کتاب الثقات'' میں کیا ہے۔ ابن حزم اور ابن القطان نے ان کو ''مجہول'' کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۱۰۷/۳: تھذیب الکمال، ۵۳۹/۴)

☆ حفص بن میسرہ، العقیلی، ابو عمر الصنعانی: عسقلان کے رہنے والے تھے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ، صالح الحدیث لیس بہ باس'' کہا ہے۔ یحییٰ بن معین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تاریخ اسماء الثقات، ص ۱۱۰)

☆ حکم بن مبارک، الباھلی (م۲۱۳ھ) ان کا تعلق بلخ سے تھا۔ محدثین نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ یہ ابراہیم بن صدقہ حجاج بن محمد، حفص بن حمید، حماد بن زید، یحییٰ بن سعید وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۱۳۱/۷-۱۳۳، تقریب ۱۳۴/۱، ۱۳۵)

☆ حماد بن سلمہ بن دینار، ابوسلمہ، (م۱۶۷ھ) بہت بڑے امام تھے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے۔ (تھذیب، ۳۸۱/۱، ۳۸۲، الکاشف، ۱۸۸/۱)

☆ رافع بن سلمہ الاشجعی بن زیاد بن أبی الجعد الاشجعی: ان کا دادا ''زیاد بن ابی الجعد'' تھا۔ جو سالم بن ابی الجعد کے بھائی تھے۔ یہ ثابت البنانی، حشرج بن زیاد اور اپنے بھائی سلمہ بن زیاد سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۱۰۵/۶)

☆ ربیعہ بن عبدالرحمٰن بن حصن الغنوی، یہ اپنی صحابیہؓ دادی ''سراء بنت نبہان'' سے روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے آپ کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال ۱۲۲/۹، ۱۲۳)

☆ زہیر بن حرب بن اشتال، نسائی (م۲۳۴ھ) انکی کنیت ''ابوخیثمہ'' تھی۔ آپ بنو قریش بن کعب بن عامر کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ نے مسند تصنیف فرمائی اور اس کی تمام صفیں لکھیں۔ آپ نے بغداد میں ربیع الآخر میں وفات پائی۔ آپ ''ثقہ اور ثبت'' ہیں۔ (الطبقات الکبری، ۱۷۱/۷: التاریخ الکبیر، ۳۵۵/۳)

☆ زکریا بن یحییٰ بن عمر بن صالح بلخی، (م۳۳۰ھ) آپ کی کنیت ''ابو یحییٰ'' ہے۔ بصرہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث نامور فقیہ۔ حجت اور چوٹی کے عالم ہیں۔ آپ نے ابو مطیع۔ حکم بن عبداللہ۔ ابو اسامہ۔ عبداللہ بن نمیر اور ان کے طبقہ سے علم حدیث حاصل کیا اور ان سے امام بخاری۔ احمد بن سیار۔ یحییٰ بن منصور وغیرہ مستفید ہوئے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ۵۱۷/۲، ۵۱۸)

☆ زید بن ابی انیسہ، (م۱۲۴ھ) ان کا تعلق ''کوفہ'' سے تھا۔ ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی۔ (التاریخ الکبیر، ۳۸۸/۳)

☆ زید بن الحباب، ابوالحسین العکلی التیمی الکوفی (م۲۰۳ھ): انہوں نے ثوری اور معاویہ بن صالح سے سماعت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۳/۳۲۷، الطبقات الکبری، ۶/۵۵۲)

☆ سریج بن النعمان بن مروان الجوھری، ابوالحسین، (م۲۱۷ھ) "ثقہ" ہیں۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۳۳۶، تھذیب، ۳/۳۹۸)

☆ سلیمان بن عمرو بن الأحوص، ان کو "الازردی الکوفی" بھی کہا جاتا ہے۔ ابن حبان نے ان کا ذکر "کتاب الثقات" میں کیا ہے۔ اس سے ۴ احادیث مروی ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۱۲/۴۹، ۵۰)

☆ سہل بن ابی حثمہ، ان کا نام "عبداللہ" تھا کنیت "ابوعبدالرحمٰن" تھی اور نام "ابو یحیٰی" تھا۔ صحابیؓ تھے۔ (تھذیب الکمال ۱۲/۱۷۷-۱۷۹)

☆ شعیب بن لیث بن سعد الفھمی: "ابوعبدالملک" کنیت تھی۔ "ثقہ" تھے اور "فقیہ" تھے۔ (تقریب: ۱/۳۴۵)

☆ صخر بن جویریہ، ابونافع البصری، بنی تمیم یا بنی ھلال کے مولیٰ ہیں۔ "ثقہ" ہیں۔ (الکاشف، ۲/۲۴: تقریب، ۱/۳۶۵)

☆ عاصم بن سوید بن عامر الانصاری، مدینہ کی بستی قبا کے رہنے والے تھے۔ یحیٰی بن معین سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا "لا أعرفہ" ابن حبان نے "کتاب الثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۱/۴۸۹، کتاب الجرح والتعدیل، ۶/۳۴۴، السخاوی، التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفہ ۲/۳، تھذیب الکمال، ۱۳/۴۹۱)

☆ عامر بن صالح بن عبداللہ بن عروہ بن زبیر: امام احمد کا کہنا ہے "ثقہ لم یکن یکذب" جبکہ ابن معین نے ان کو "کذاب" کہا ہے۔ (الکاشف، ۲/۶۵)

☆ عباد بن عبداللہ بن زبیر بن العوام، یہ مشہور صحابی زبیر بن العوام کے پوتے اور عبداللہ بن زبیر کے صاحبزادے ہیں۔ "ثقہ" ہیں۔ انہوں نے حضرت اسماء بنت ابوبکر اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سماعت کی اور ان سے ابن ابی ملیکہ اور ھشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۹/۴۱۲، ۴۱۳)

☆ عبدالرحمٰن بن قاسم، (م۱۲۷ھ) آپ کی کنیت "ابومحمد" اور نام "عبدالرحمٰن" ہے۔ سلسلہ نسب: ابومحمد عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر بن قحافہ ہے۔ حضرت عائشہؓ کی زندگی میں پیدا ہوئے۔ مدینہ کے رہنے والے نامور فقیہ ہیں۔ ثقہ، پرہیزگار اور جلیل القدر امام تھے۔ شام میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبری، ۵/۲۳۴، ۲۳۵، تھذیب الکمال، ۱۷/۳۴۷-۳۵۲)

☆ عبدالعزیز بن مختار، انکی کنیت "ابواسحاق" تھی۔ انہوں نے ثابت البنانی، عبداللہ بن فیروز اور ھشام بن عروہ سے سماعت کی۔ اور ان سے معلی بن اسد اور مسدد نے روایت کیا ہے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (رجال

صحیح البخاری، ۱/۳۷۶)

☆ عبداللہ بن احمد بن حنبل الحافظ، ابوعبدالرحمٰن (م۲۹۰ھ) ۲۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ''ثقہ'' ہیں (الکاشف، ۸۳/۲)

☆ عبداللہ بن المومل المخزومی المکی: ابن معین نے ان کو ''صالح الحدیث'' جبکہ ابو حاتم اور ابو زرعہ نے کہا ہے ''لیس بقوی'' (تاریخ اسماء الثقات، ص ۱۹۳)

☆ عبداللہ بن مبارک ابوعبدالرحمٰن الحنظلی، (م۱۸۱ھ) ۱۱۸ھ میں ''مرو'' میں پیدا ہوئے۔ یہ بے شمار خصائل و فضائل کے مالک تھے۔ علم، فقہ، ادب، نحو، لغت، شعر، فصاحت، زھد، قیام اللیل، عبادت، شجاعت وغیرہ میں بے مثال تھے۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۴۲۹)

☆ عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب ابوعبدالرحمٰن المدنی، (م۲۲۱ھ) بصرہ کے رہنے والے تھے۔ ''ثقہ'' ہیں۔ مکہ میں محرم ۲۲۱ھ میں وفات پائی۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۴۳۰، ۴۳۱)

☆ عبدالملک بن شعیب بن اللیث: مصر سے ان کا تعلق تھا۔ انکی کنیت ''ابوعبداللہ'' تھی ''ثقہ'' ہیں۔ انکی روایت کردہ احادیث صحیح مسلم وارلعین، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں موجود ہیں۔ (تقریب، ۱/۳۶۷)

☆ عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ثور، یہ ابن عباس زہری اور محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت کرتے ہیں محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (الکاشف ۲/۲۶۲)

☆ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الھذلی، (م۹۵ یا ۹۸ھ) مشہور ''فقیہ'' ہیں۔ ''کثیر الحدیث'' اور ''شاعر'' ہیں۔ ابوزرعہ نے ان کو ''ثقہ مامون امام'' قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال ۱۹/۷۳-۷۶، الکاشف، ۲/۲۰۰)

☆ عبید بن اسماعیل، (م۲۵۰ھ) انکی کنیت ''ابومحمد الکوفی'' تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ''عبداللہ'' تھا مگر پہچانے عبید کے نام سے تھے۔ ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ابومعاویہ اور ابو اسامہ سے سماعت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۵/۴۸۰: تھذیب الکمال، ۱۹/۱۸۶، ۱۸۷: الجرح والتعدیل، ۵/۴۰۲)

☆ عتبہ بن دویحۃ، یہ الشموس بنت نعمان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا ذکر کتب اسماء الرجال میں مذکور نہیں۔ البتہ الاصابۃ میں ان کا ذکر موجود ہے کہ الشموس بنت نعمان ان سے روایت کرتی ہیں۔ (الاصابۃ، ۴/۳۳۳)

☆ عطا بن ابی رباح، ابومحمد القرشی، (م۱۱۴ھ) ان کا اصل نام ''اسلم'' تھا۔ ''جند'' میں پیدا ہوئے اور مکہ میں پلے بڑھے۔ ''ثقہ حجۃ'' ہیں۔ (التاریخ الکبیر، ۶/۴۶۲: رجال صحیح البخاری، ۲/۵۶۶)

☆ عقیل بن خالد بن عقیل: ''ایلہ'' کے رہنے والے تھے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ ثبت'' کیا ہے۔ پہلے مدینہ میں

سکونت اختیار کی پھر شام چلے گئے اور پھر مصر۔ (میزان الاعتدال ۱۱۱/۵، تقریب ۲/۷ ۴۰)

☆ علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح السعدی ابوالحسن ابن المدینی، (م۲۳۴ھ) ''علی بن المدینی'' کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ بصرہ میں پیدا ہوئے۔ ''صاحب التصانیف'' ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۷/۱۵. ۳۴)

☆ علی بن مسہر ابوالحسن الکوفی، (م۱۸۹ھ) موصل کے قاضی رہے۔ محدثین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۱۳۵/۲۱-۱۳۸)

☆ قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق، (م۱۰۶ھ) آپ کی کنیت ''ابوعبدالرحمٰن'' ہے۔ قریش کے مشہور قبیلہ ''بنوتمیم'' سے تعلق ہے۔ حضرت عائشہؓ کے بھتیجے ہیں۔ مدینہ منورہ کے ممتاز ''فقیہ'' ہیں۔ ان سے تقریباً: ''۲۰۰'' احادیث مروی ہیں۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ مشلّل میں دفن کیے گئے۔ (الطبقات الکبری، ۹۵/۵-۹۹، رجال صحیح البخاری، ۶۱۶/۲)

☆ کثیر بن ھشام، (م۲۰۷ھ) کنیت ''ابوسھل'' تھی۔ بغداد کے رہنے والے تھے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۲۱۸/۷، تھذیب الکمال، ۱۶۴/۲۴. ۱۶۵)

☆ محمد بن جعفر بن زبیر الاسدی المدنی، (م۱۱۲ھ) ''ثقہ'' ہیں۔ ابن سعد ان کے بارے میں لکھتے ہیں ''کان عالماًوله احادیث'' (تھذیب، ۹۳/۹، التاریخ الکبیر، ۵۵/۱، الکاشف، ۱۹/۳)

☆ محمد بن حاتم بن سلیمان الذمی ابوجعفر (م۲۴۷ھ) ''ثقہ'' ہیں۔ (تھذیب، ۸۵/۹)

☆ محمد بن سلام بن الفرج، (م۲۲۷ھ) کنیت ''ابوعبداللہ'' تھی ابو حاتم نے ان کو ''ثقہ صدوق'' قرار دیا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۲۵۳/۲)

☆ محمد بن سلمہ بن عبداللہ (م۱۹۲ھ) آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' ہے اپنے ماموں ''ابوعبدالرحیم خالد بن ابی یزید'' کے علاوہ خصیف، ابن عجلان، ہشام بن حسان، ابن اسحاق اور ایک دوسری جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں آپ ''ثقہ'' اور ''فاضل'' ہیں۔ علم حدیث کا درس دینے کے ساتھ ساتھ فتویٰ نویسی کا کام بھی کرتے تھے۔ (تھذیب الکمال ۲۸۹/۲۵-۲۹۱)

☆ محمد بن عیسیٰ بن الطباع، (م۲۱۴ھ) کنیت ''ابوجعفر'' تھی۔ شام کے رہنے والے تھے۔ احادیث کے عالم تھے۔ ''۴۰ ہزار'' احادیث یاد تھیں۔ (التاریخ الکبیر ۲۰۳/۱، تھذیب الکمال ۲۶۱/۲۶-۲۶۳)

☆ محمد بن مثنیٰ بن عبید العنزی، (م۲۵۲ھ) آپ کی کنیت ''ابوموسیٰ'' ہے۔ بصرہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث اور حجت ہیں۔ ٹانگوں سے معذور اور ''محدث بصرۃ'' کے لقب سے مشہور تھے۔ (تقریب ۵۵۰/۲: تاریخ اسماء الثقات ص، ۳۹۵)

☆ محمد بن یحییٰ بن عبدالکریم بن نافع الازدی، (م۲۵۲ھ) ''ابوعبداللہ بن ابی حاتم البصری''، محدثین نے ان

کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۲۶/۲۳۳، ۲۳۶)

☆ محمد بن یحیٰی بن عبداللہ بن خالد بن فارس، (م۲۷۸ھ) ابوعبداللہ نیشاپوری "امیر المومنین فی الحدیث" اور اپنے زمانے کے "آئمہ العارفین، حفاظ المتقنین، ثقات آئمہ المومنین" تھے۔ (الکاشف ۳/۹۴، تھذیب الکمال، ۲۶/۶۱۷-۶۲۹)

☆ محمد بن یوسف البخاری بن واقد بن عثمان، (م۲۱۲ھ) کنیت "ابوعبداللہ الفریابی" تھی ساحل شام کے قریب "قیساریہ" کے رہائشی تھے احمد بن حنبل نے کہا "کان الفریابی رجلاً صالحاً"۔ امام نسائی نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال ۲۷/۵۲-۶۱)

☆ مسروق بن المرزبان بن مسروق بن معدان: ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابوحاتم لکھتے ہیں "لیس بقوی یکتب حدیثۃ" (الطبقات الکبری ۶/۵۵۷، تھذیب الکمال، ۲۷/۴۵۸، ۴۵۹)

☆ مصرف بن عمرو الیامی، (م۲۴۰ھ) ان کو "الایامی" بھی کہا جاتا ہے اور "ابوعمرو الکوفی" بھی۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے کتاب "الثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۲۸/۱۶-۱۷)

☆ مطر بن عبدالرحمٰن الاعنق، کنیت "ابوعبدالرحمٰن البصری" تھی۔ ابو حاتم نے ان کو "صادق" قرار دیا ہے ابن حبان نے کتاب "الثقات" ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (تھذیب الکمال ۲۸/۵۵، ۵۶)

☆ معلّٰی بن اسد، (م۲۱۸ھ) انکی کنیت "ابوالہیثم" تھی اور یہ بھز بن اسد کے بھائی ہیں حدیث کی سماعت انہوں نے وھیب، عبدالعزیز بن مختار اور عبدالواحد بن زیاد اور یزید بن زریع سے کی ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۲/۷۴۴)

☆ معمر بن راشد بصری، (م۱۵۴ھ) آپ کی کنیت "ابوعروہ" تھی۔ بصرہ کے رہنے والے چوٹی کے عالم تھے۔ معمر نے دس ہزار احادیث لکھی ہیں۔ ملک یمن میں حدیث لکھنے والے پہلے مصنف ہیں۔ ماہ رمضان میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبری، ۵/۳۵۴)

☆ معن بن عیسیٰ القزاز، (۱۹۸ھ) حدیث کے آئمہ میں سے تھے۔ "ثقہ، کثیر الحدیث، ثبت مامون" تھے۔ (ذکر اسماء التابعین، ۱/۲۴۴)

☆ موسیٰ بن اسماعیل المنقری، ابوسلمہ التبوذکی البصری، (م۲۲۳ھ) "ثقہ اور کثیر الحدیث" ہیں۔ (الکاشف، ۳/۱۵۹: تھذیب، ۴/۱۶۹، ۱۷۰)

☆ ہشام بن حبیش بن اشعر، ابو حاتم بن حبان کے مطابق یہ "صحابی" ہیں۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے سماع کیا۔ (اسدالغابۃ ۵/۳۷۱)

☆ ہیثم بن خارجہ، (م۲۲۷ھ) بغداد کے رہنے والے تھے۔کنیت "ابو احمد" تھی۔حفص بن سیر، جراح بن ملیح، ابراہیم بن ادھم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔محدثین نے انکو "ثقہ" کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۱۰۴/۸، تھذیب الکمال، ۳۴۰،۳۴۱/۱۹)

☆ یحیٰ بن حصین الاحمسی البجلی، محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ یہ "طارق بن شھاب" اور اپنی دادی "ام الحصین" سے روایت کرتے ہیں۔ (تھذیب الکمال ۲۷۲،۲۷۱/۳۱)

☆ یحیٰ بن زکریا بن ابی زائدہ – (م۱۸۳ھ) ابن معین اور ابن المدینی وغیرہ نے ان کو "مقتن ثبت صاحب سنۃ" کہا ہے۔جبکہ ابوحاتم نے بھی ان کو "صدوق ثقہ" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۳۰۵/۳۱-۳۱۱)

☆ یحیٰ بن سعید بن قیس بن عمرو بن سھل ابو سعید الانصاری، (م۱۴۴ھ) "مدنی، تابعی اور ثقہ" ہیں اور نیک انسان تھے۔(رجال صحیح البخاری، ۷۹۱/۲، ۷۹۲)

☆ یحیٰ بن سعید قطعان بصری، (م۱۹۸ھ) آپ کی کنیت "ابوسعید" ہے۔ بصرہ کے رہنے والے چوٹی کے "عالم" اور "سید الحفاظ" ہیں۔۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔آپ اپنے اہل زمانہ کے "امام" ہیں۔ ہر رات قرآن کریم ختم کرتے۔ "ثقہ، حجت، مامون اور اونچے مرتبہ کے حامل" تھے۔ان کی یادداشت بہت اچھی تھی۔(التاریخ الکبیر، ۱۵۷/۸: میزان الاعتدال، ۱۸۲/۷)

☆ یحیٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر بن العوام: عبداللہ بن زبیرؓ کے پوتے ہیں۔ان کی والدہ "عائشہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھشام" تھیں صحیح بخاری، مسلم میں ان کی روایات موجود ہیں۔محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (زبیر بکار جمھرۃ نسب قریش و اخبارھا، ص، ۱۷: تھذیب الکمال: ۲۹۳/۳۱، ۲۹۵)

☆ یزید بن ابی زیاد القرشی الھاشمی، "ابوعبداللہ" الکوفی کنیت تھی۔انہوں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔ یحیٰ بن معین نے ان کو "ضعیف الحدیث" جبکہ ابوزرعہ نے ان کو "لین الحدیث" کہا ہے۔(تھذیب الکمال ۱۳۵/۳۲۰-۱۴۰)

☆ یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس بن شریق الثقفی المدنی، (م۱۲۸ھ) ابن سعد، ابن معین و ابو حاتم نسائی اور دارقطنی نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ (تھذیب، ۳۴۱/۱۱)

☆ یعقوب بن محمد عیسیٰ بن عبدالملک بن حمید بن عبدالرحمٰن الزھری، (م۲۱۳ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۳۵

☆ یونس بن بکیر بن واصل الشیبانی، (م۱۹۹ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۳۵

☆ یونس بن یزید بن ابی النجاد، (م۱۵۲ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۳۵

باب چہارم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کے معمولات

فصل اول:

نبی کریم ﷺ کے صبح وشام کے معمولات

- ☆ معمولاتِ عبادات (وضو، نماز، روزہ، تلاوت وقرأت)
- ☆ دعائیں
- ☆ حضور اکرم ﷺ کے طعام
- ☆ پسندیدہ مشروب
- ☆ پسندیدہ لباس
- ☆ بسترِ استراحت

فصل دوم:

مکارمِ اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم

- ☆ انجیل میں نبی کریم ﷺ کی صفات
- ☆ حلیہ مبارک
- ☆ تبسم
- ☆ حیاء
- ☆ طرزِ گفتگو
- ☆ ہیبت ووقار
- ☆ عیادت
- ☆ خطاب عام میں اصلاح
- ☆ معاملات میں خوش معاملگی
- ☆ حزم واحتیاط
- ☆ طبِ نبوی ﷺ
- ☆ زہدِ نبوی ﷺ
- ☆ عدلِ نبوی ﷺ
- ☆ رحمۃ للعالمین
- ☆ معجزات

تعارف باب چہارم

آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہمہ جہت، ہمہ پہلو، عظیم و منفرد مجمع کمالات، پیکر اخلاق اور پوری انسانیت کے لیے دائمی نمونہ عمل اور عدیم النظیر ہے- اس لیے باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے لمحہ لمحہ کو امتِ مسلمہ کے لیے محفوظ رکھا- آپ ﷺ کی عبادات، دعائیں اور اخلاق پوری نسلِ انسانی کے لیے ''اسوۂ حسنہ و اسوۂ کاملہ'' ہیں- اس باب میں روایتِ صحابیات رضی اللہ عنہن کی روشنی میں ان تمام احادیث کو شامل کیا گیا ہے- جن سے آپ ﷺ کے مقدس ''لیل و نہار کے معمولات'' اور ''مکارمِ اخلاق'' اُجاگر ہوتے ہیں-

فصل اول:

نبی کریم ﷺ کے صبح و شام کے معمولات

- ☆ معمولات عبادات (وضو، نماز، روزہ، تلاوت و قرأت)
- ☆ دعائیں
- ☆ حضور اکرم ﷺ کے طعام
- ☆ پسندیدہ مشروب
- ☆ پسندیدہ لباس
- ☆ بستر استراحت

معمولات عبادات

عبادت دراصل اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی حمد و ثناء اور اس کے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق پر وابستگی اختیار کرنے کا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ''اسوۂ حسنہ'' تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر لحہ یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے۔ دن ہو یا رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام وقت ذکرِ الٰہی میں صرف ہوتا تھا۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات میں تنوع تھا۔

نماز کے سلسلہ میں اسوۂ نبوی کا بیان

حدثنا الحسن بن عبد العزيز حدثنا عبدالله بن يحيى اخبرنا حيوة عن ابى الاسود سمع عروة ﴿عن عائشة رضى الله عنها، أن نبى صلى الله عليه وسلم كان يقوم من الليل حتى تتفطر قدماه فقالت عائشة: لم تصنع هذا يا رسول الله، وقد غفر الله لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال: افلا أحب أن أكون عبدًا شكوراً فلما كثر لحمه صلى جالساً فاذا أراد أن يركع قام فقرا الم ركع﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر کھڑے ہوتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پھٹ جاتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس قدر تکلیف اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں آپؐ نے فرمایا: کیا مجھے پسند نہیں کہ میں شکر گزار بندہ بنوں۔ پھر جب آپؐ کے جسم میں گوشت زیادہ ہوگیا تو آپؐ بیٹھ کر نماز پڑھتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوکر کچھ قرأت کرتے پھر رکوع کرتے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب التفسير، باب: سورة فتح، انا ارسلنک شاهداً و بشيراً و نذيراً (حديث:۴۸۳۷)، ص، ۸۵۶

مسجد میں داخل ہونے کے آداب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اور باہر لوٹتے ہوئے دعائیں کرتے تھے۔

حدثنا على بن حجر، حدثنا اسماعيل بن ابراهيم، عن ليث عن عبدالله بن الحسن، ﴿عن امه فاطمة بنت الحسين، عن جدتها فاطمة الكبرى قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل المسجد صلى على محمد وسلم وقال: ((رب اغفرلى ذنوبى

وافتح لی ابواب رحمتک)) واذا خرج صلی علی محمد وسلم وقال: ((رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک))﴾

عبداللہ بن حسن اپنی والدہ فاطمہ بنت الحسین اور وہ اپنی دادی فاطمہ کبریٰؓ سے نقل کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے "رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک" اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو درود شریف پڑھتے اور فرماتے "رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک"

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الصلاۃ، باب، ماجاء ما یقول عنددخول المسجد (حدیث:۳۱۴) ص، ۸۶، (ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس کی سند متصل نہیں۔ کیونکہ فاطمہ بنت حسین، فاطمہ الکبریٰ کو پانہ سکیں) السنن لابن ماجہ، کتاب المساجد، والجماعات، باب الدعاء عند دخول المسجد، (حدیث:۷۷۱) ص، ۱۱۰، المسند الامام احمد بن حنبل، (حدیث:۲۵۸۷۷)، ۲۰۲/۷

وضو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے ہوئے سر کا مسح اس طرح کرتے تھے۔

حدثنا قتیبۃ، حدثنا بکر بن مضر، عن ابن عجلان، عن عبداللہ بن محمد ابن عقیل، ﴿عن الربیع بنت معوذ بن عفراء انها رأت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ، قالت: مسح راسہ ومسح ما اقبل منہ وما ادبر وصدغیہ واذنیہ مرۃ واحدۃ﴾

حضرت ربیعؓ بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کا آگے اور پیچھے سے مسح کیا اور دونوں کنپٹیوں اور کانوں کا ایک بار مسح کیا۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الطهارۃ، باب: ماجاء ان مسح الراس مرۃ (حدیث: ۳۴) ص، ۱۰، ۱۱، السنن لابوداؤد، کتاب، الطهارۃ، باب، صفۃ وضوالنبی ﷺ (حدیث:۱۲۹) ص، ۲۹، تحفۃ الاشرف (حدیث:۱۵۸۳۸) ۳۰۲/۱۱، السنن لابن ماجہ، کتاب الطهارۃ وسننها، باب: الرجل یستعین علی وضوئہ فیصب علیہ (حدیث: ۳۹۰) ص، ۱۵۸،

کیفیت نماز

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کا آغاز اور اختتام اس طرح فرماتے:

﴿اخبرنا﴾ جعفر بن عون عن سعيد بن ابی عروبة ثنا بديل العيقلی عن ابی الجوزا

﴿عن عائشة: قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفتح الصلاة بالتكبير ويفتح القراة بالحمدلله رب العالمين ويختمها بالتسليم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا آغاز تکبیر تحریمہ سے، قرأت کا آغاز "الحمد لله رب العالمين" سے اور نماز کا اختتام سلام کے ساتھ فرماتے تھے۔

تخریج:

السنن للدارمی،باب فی افتتاح الصلاة (حدیث:۱۲۳۹)، ۱/۲۸۱

رکوع و سجدے کا بیان

رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔

حدثنا حفص بن عمر قال: حدثنا شعبة، عن منصور، عن ابی الضحی، عن مسروق،

﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: كان النبی صلى الله عليه وسلم يقول فی ركوعه وسجوده (سبحانک اللهم ربنا وبحمدک، اللهم اغفرلی)﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں فرمایا کرتے تھے۔ "سبحانک اللهم ربنا وبحمدک اللهم اغفرلی" اے اللہ تو پاک ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم تیری ہی حمد بیان کرتے ہیں اے اللہ مجھے بخش دے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان، باب: الدعافی الرکوع (حدیث:۷۹۴) ص،۱۲۸،۱۲۹، کتاب المغازی، (حدیث:۴۲۹۳) ص، ۷۲۶، کتاب التفسیر، سورة اذا جاء نصر الله، باب (۲) (حدیث:۴۹۶۸) ص، ۸۹۰

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں:

﴿ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول فی ركوعه: سبوح قدوس رب الملائكة والروح﴾

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں فرمایا کرتے تھے: "سبوح قدوس رب الملائكة والروح"

تخریج:

المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۲۹۰۴)، ۲۵۲/۷

سجدہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو کھلا رکھتے تھے۔

حدثنا اسحاق بن ابراهيم ثنا مروان ثنا عبيد الله بن عبدالله بن الاصم عن يزيد بن الاصم ﴿عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سجد خوى بيديه يعني فتح حتى يرى وضح ابطيه من ورائه واذا قعد اطمأن على فخذه اليسرى﴾

حضرت میمونہؓ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اتنا کھلا رکھتے تھے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی اور جب بیٹھتے تھے تو اطمینان سے اپنی بائیں ران پر بیٹھتے تھے۔

تخریج:

السنن للدارمی،باب التجافی فی السجود (حدیث:۱۳۳۷) ۳۰۲/۱، السنن للنسائی، کتاب الصلاۃ باب التجافی فی السجود (حدیث:۱۱۱۰) ص، ۱۵۳

نماز فجر

حدثنا أبو اليمان قال: اخبرنا شعيب، عن الزهري قال: اخبرني عروة بن الزبير: ﴿ان عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سكت الموذن بالاولى من صلاة الفجر، قام فركع ركعتين خفيفتين قبل صلاة الفجر، بعد ان يستبين الفجر، ثم اضطجع على شقه الايمن، حتى ياتيه الموذن للاقامة﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب موذن فجر کی اذان کہہ کر چپ ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے فرض سے پہلے بعد صبح ہو جانے کے دو رکعتیں ہلکی سی پڑھ لیتے تھے۔ پھر اپنے بائیں پہلو پر آرام فرماتے۔ جب مؤذن اقامت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا پھر آپ اٹھ جاتے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان، باب: من انتظر الاقامة (حدیث:۶۲۶) ص، ۱۰۳

﴿وقالت ام سلمة: قراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالطور﴾
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورۂ طور تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الأذان، باب القرأۃ فی الفجر (حدیث:۷۷۱) ص ۱۲۳

جبکہ بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''سورۃ الکافرون'' اور ''سورۃ الاخلاص'' فجر کی دو رکعتوں میں تلاوت فرماتے۔

اخبرنا سعید بن عامر عن ھشام بن محمد ﴿عن عائشة قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخفی ما کان یقرا فیھما وذکرت قل یا ایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد قال سعید فی رکعتی الفجر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں جو کچھ تلاوت فرماتے وہ مخفی ہوتا تھا اور وہ ذکر کرتی تھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''قل یایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد'' تلاوت فرماتے تھے۔ سعید بن عامر کہتے ہیں کہ فجر کی دو رکعتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم (ان دونوں سورتوں کی) تلاوت فرماتے تھے۔

تخریج:

السنن للدارمی، باب القرأۃ فی رکعتی الفجر، ۳۳۶/۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر و حضر میں معمول رہا کہ فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھتے۔

حدثنا ابو نعیم قال: حدثنا شیبان، عن یحیی، عن ابی سلمة، ﴿عن عائشة: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی رکعتین خفیفتین، بین النداء والاقامة من صلاۃ الصبح﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے وقت اذان واقامت کے درمیان میں دو رکعتیں ہلکی سی پڑھ لیتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان، باب: الاذان بعد الفجر (حدیث:۶۱۹) ص،۱۰۲، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب، صلاۃ المسافرین، باب: استحباب رکعتی سنة الفجر (حدیث:۷۲۴) ص، ۲۹۳، السنن للنسائی، کتاب الصلاۃ، باب تخفیف رکعتی الفجر، (حدیث:۹۴۷) ص،۱۳۲

نماز فجر

حضرت حفصہؓ کی روایت سے مزید اسی بات کی توثیق ہو جاتی ہے۔

حدثنا عبداللہ بن یوسف قال: اخبرنا مالک، عن نافع، عن عبداللہ بن عمر قال: ﴿اخبرتنی حفصة: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اعتکف المؤذن للصبح، وبدا الصبح، صلی رکعتین خفیفتین قبل ان تُقام الصلاة.﴾

عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں: کہ مجھ سے حضرت حفصہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب مؤذن صبح کی اذان کہنے کھڑا ہو جاتا اور صبح کی اذان ہو جاتی تو ہلکی سی دو رکعتیں فرض کے قائم ہونے سے پہلے پڑھ لیتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان، باب: الاذان بعد الفجر (حدیث:۶۱۸) ص،۱۰۲، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب صلاة المسافرین و قصرها، باب: استحباب رکعتی سنة الفجر (حدیث:۷۲۳)، المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۵۸۹۰)، ۷/۲۰۳

نماز ظہر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز جلدی ادا فرماتے تھے۔

حدثنا هناد بن السری، حدثنا وکیع، عن سفیان، عن حکیم بن جبیر، عن ابراهیم، عن الاسود، ﴿عن عائشة قالت: ما رأیت احداً کان اشد تعجیلاً للظهر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا من أبی بکر ولا من عمر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ میں نے ظہر کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جلدی کرنے والا نہیں دیکھا اور نہ ہی ابوبکر و عمر میں سے۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الصلاة، باب ماجاء فی التعجیل بالظهر، (حدیث:۱۵۵) ص،۴۴، امام عیسیٰ کہتے ہیں یہ حدیث "حسن ہے": المسند للامام احمد بن حنبل، (حدیث:۲۵۲۸۱) ۷/۳۰۸

نماز عصر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز غروب آفتاب سے کافی پہلے پڑھ لیتے تھے جبکہ دن ابھی روشن ہوتا تھا۔

حدثنا ابراهيم بن المنذر قال: حدثنا انس بن عياض عن هشام عن ابيه ﴿ان عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى العصر، والشمس لم تخرج من حجرتها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے جب دھوپ ان کے کمرہ کے اندر ہوتی تھی۔

تخریج:

الموطا كتاب وقوت الصلاة باب وقوت الصلاة (حديث:٢) ص، ٩، اس میں الفاظ ہیں "كان يصلى العصر والشمس فى حجرتها قبل ان تظهر" الجامع الصحيح للبخارى، كتاب مواقيت الصلاة، باب: وقت العصر، (حديث ٥٢٢،٥٢٥،٥٢٦) ص ١١٣

نماز ظہر وعصر کے معمولات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز جلدی ادا فرماتے تھے۔

حدثنا على بن حجر، حدثنا اسماعيل ابن علية، عن ايوب، عن ابن ابى مليكة، ﴿عن ام سلمة: انها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشد تعجيلاً للظهر منكم وانتم اشد تعجيلاً للعصر منه﴾

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے: کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں سے ظہر میں جلدی کرتے اور تم عصر میں اُن صلی اللہ علیہ وسلم سے جلدی کرتے ہو۔

تخریج:

الجامع للترمذى، ابواب الصلاة، باب ما جاء فى تاخير صلاة العصر، (حديث:١٦١) ص، ٣٥، ابوعیسیٰ کا کہنا ہے کہ یہی حدیث اسماعيل ابن علية، ابن جريج، عن ابن ابى مليكة، اور ام سلمہؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (تحفة الاشراف (حديث:١٨١٨٣) ٢١،٢٠/١٣، المسند لأبى يعلى الموصلى، (حديث:٦٩٥٦)

وتر کے معمولات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کے نوافل عموماً تہجد کی نماز کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے اور رات کے تقریباً ہر حصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی آسانی کے لیے نماز تہجد ادا فرمائی ہے۔ یعنی رات کے پہلے پہر، درمیانی حصے میں اور رات کے آخری حصے میں بھی وتر ادا فرمائے ہیں۔

حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال حدثنی عروه ﴿ان عائشة اخبرته ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یصلی احدی عشرة رکعة کانت تلک صلاته تعنی باللیل فیسجد السجدة من ذلک قدر ما یقرا احدکم خمسین آیة قبل أن یرفع راسه ویرکع رکعتین قبل صلاة الفجر، ثم یضطجع علی شقه الایمن حتی یاتیه المؤذن للصلاة﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتیں نماز پڑھتے تھے اور یہ نماز آپ کی رات کی نماز تھی۔ آپ سجدہ کرتے تھے اتنی دیر تک کہ تم میں سے کوئی شخص ان کے سر اٹھانے سے پہلے پچاس آیتیں پڑھ سکے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے، پھر اپنے دائیں بازو پر لیٹ جاتے، یہاں تک کہ آپ کے پاس مؤذن نماز کیلئے بلانے کو آتا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الوتر، باب ماجاء فی الوتر، (حدیث:۹۹۴) ص،۱۲۰

حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنی مسلم عن مسروق ﴿عن عائشة قالت: کل اللیل اوتر رسول الله صلی الله علیه وسلم وانتهی وتره الی السحر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وتر رات کے تمام حصوں میں پڑھا ہے اور ان کا وتر صبح تک ختم ہوتا تھا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الوتر، باب ساعات الوتر (حدیث:۹۹۶) ص،۱۲۰

معمولاتِ تہجد

رات کے وقت اللہ تعالیٰ کا قرب خاص ہوتا ہے اور مناجات الٰہی کا خاص وقت ہوتا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر و حضر میں نماز تہجد کا اہتمام فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ یہ تھی کہ شروع رات میں سو جاتے اور آرام فرماتے اور کبھی نصف شب یا اس کے دو تہائی گذرنے کے بعد اٹھتے اور نماز تہجد ادا فرماتے۔

حدثنا عبدان اخبرنا ابی عن شعبة عن اشعث قال سمعت ابی قال سمعت مسروق ﴿قال سألت عائشة رضی الله عنها: ای العمل کان احب الی النبی صلی الله علیه وسلم قالت: الدائم قال قلت: فای حین کان یقوم قالت: کان یقوم اذا سمع الصارخ﴾

مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کون سا عمل نبی کریم ﷺ کو زیادہ محبوب تھا، انہوں نے کہا وہ عمل جو ہمیشہ کیا جائے، مسروق کا بیان ہے، پھر میں نے پوچھا کہ تہجد کے لیے کس وقت اٹھتے تھے، انہوں نے کہا، آپؐ اس وقت اٹھتے جب مرغ کی اذان سنتے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الرقاق، باب، القصد والمداومة علی العمل (حدیث:۶۴۶۲) ص،۱۱۲۱

حدثنا عبید الله بن موسی قال: اخبرنا حنظلة، عن القاسم بن محمد، ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: كان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی من اللیل ثلاث عشرة ركعة، منها الوتر وركعتا الفجر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات (تہجد) کی نماز میں ۱۳ رکعتیں پڑھتے تھے ان میں وتر اور دو رکعتیں فجر کی ہوتی تھیں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التهجد، باب: کیف کان صلاة النبی، وکم کان النبی یصلی من اللیل (حدیث:۱۱۳۹، ۱۱۴۰) ص ۲۲۴، السنن لابوداؤد، کتاب الصلاة، باب فی صلاة اللیل، (حدیث: ۱۳۳۹) ص، ۱۹۹

نماز تراویح

حدثنا یحیی بن بكیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب قال اخبرنی عروة ﴿ان عائشة اخبرته ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج ذات لیلة من جوف اللیل فصلی فی المسجد فصلی رجال بصلاته فاصبح الناس فتحدثوا فاجتمع اكثر منهم فصلوا معه فاصبح الناس فتحدثوا فكثر اهل المسجد من اللیلة الثالثة فخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلوا بصلاته فلما كانت اللیلة الرابعة عجز المسجد عن اهله حتی خرج لصلاة الصبح فلما قضی الفجر اقبل علی الناس فتشهد ثم قال اما بعد فانه لم یخف علیّ مكانكم لكنی خشیت ان تفرض علیكم فتعجزوا عنها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار (رمضان میں)

آدھی رات کو نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی، تو لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، لوگوں نے اسے صبح کو بیان کیا تو (دوسرے روز) اس سے زیادہ آدمی جمع ہو گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، صبح کو لوگوں نے ایک دوسرے سے بیان کیا، تو تیسری رات میں اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی، جب چوتھی رات آئی تو مسجد میں جگہ نہ رہی، یہاں تک کہ فجر کی نماز کے لیے باہر نکلے۔ جب فجر کی نماز پڑھ چکے، تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، پھر تشہد پڑھ کر فرمایا: اما بعد تم لوگوں کی یہاں موجودگی ہم سے مخفی نہیں تھی، لیکن مجھے خوف ہوا کہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اسے ادا نہ کر سکو۔

تخریج:

الموطاء، کتاب الصلاة فی رمضان، باب الترغیب فی الصلاة فی رمضان (حدیث:۲۵۰) ص، ۷۲، آخر میں "وذلک فی رمضان" کا اضافہ ہے- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجمعة، باب من قال فی الخطبه بعد الثناء أما بعد (حدیث:۹۲۲) ص، ۱۴۸

نماز کسوف

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گرہن لگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل نماز ادا فرمائی اور نماز سے فراغت کے بعد خطبہ دیا اور ان عقائد باطلہ کا رد فرمایا جو سورج گرہن کے لیے عرب میں رائج تھے۔

حدثنا عبدالله بن مسلمة عن مالک عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة انها قالت: خسفت الشمس فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم بالناس فقام فاطّال القیام ثم رکع فاطال الرکوع ثم قام فاطال القیام وهو دون القیام الاول ثم رکع فاطال الرکوع وهو دون الرکوع الاول ثم سجد فاطال السجود ثم فعل فی الرکعة الثانیة مثل ما فعل فی الاولی ثم انصرف وقد انجلت الشمس فخطب الناس فحمد الله واثنی علیه ثم قال: ان الشمس والقمر آیتان من آیات الله لایخسفان لموت احد ولالحیاته فاذا رأیتم ذلک فادعوالله وکبر واوصلوا تصدقوا ثم قال یا أمة محمد والله ما من احد اغیر من الله ان یزنی عبده اوتزنی أمته یا امة محمد والله! لو تعلمون ما أعلم لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیراً

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج گرہن میں لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور کھڑے ہوئے تو دیر تک قیام کیا پھر رکوع

کیا تو طویل رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے تو دیر تک کھڑے رہے، لیکن وہ پہلے قیام سے کم تھا۔ رکوع کیا تو طویل رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سجدہ کیا تو طویل سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا۔ پھر نماز سے فارغ ہوئے تو آفتاب روشن ہو چکا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ سنایا تو اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا کہ آفتاب و ماہتاب دونوں خدا کی نشانیاں ہیں۔ کسی کی موت و حیات کے سبب سے گہن میں نہیں آتے، جب تم یہ دیکھو تو اللہ سے دعا کرو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو پھر فرمایا: اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! خدا سے زیادہ غیرت مند کوئی شخص نہیں۔ اسے غیرت آتی ہے کہ اس کا بندہ یا اس کی لونڈی زنا کرے، اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جو میں جانتا ہوں اگر تم اسے جان لو تو بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ روؤ۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف (حدیث:۱۰۴۴) ص، ۱۶۷، مسلم، کتاب الکسوف، باب صلاة الکسوف، (حدیث:۲۰۰۵)

حدثنا محمود بن غيلان قال حدثنا ابو احمد قال حدثنا سفيان عن ﴿يحيى عن عمرة عن عائشة رضى الله عنها ان النبى صلى الله عليه وسلم بهم فى كسوف الشمس أربع ركعات فى سجدتين الأول الأول اطول﴾

حضرت عمرةؒ، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سورج گرہن میں نماز پڑھائی اور چار رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھیں، جن میں پہلی رکعت دوسری سے طویل تھی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الکسوف، باب الرکعة الأولی فی الکسوف أطول (حدیث:۱۰۶۴) ص، ۱۷۲

نماز پڑھنے کے بعد کا معمول

اخبرنا يزيد بن هارون ابا عاصم عن ابى الوليد هو عبدالله بن الحارث ﴿عن عائشةؓ قالت: ما كان النبى صلى الله عليه وسلم يجلس بعد الصلاة. الاقدر ما يقول: اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت ياذوالجلال والاكرام﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد صرف اتنی

دیر بیٹھتے تھے کہ کہہ سکیں۔ ''اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذوالجلال والاکرام''

تخریج:

السنن للدارمی، ۱/۳۱۱

تلاوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز میں سورۂ مرسلات پڑھا کرتے تھے۔

حدثنا هناد، حدثنا عبدة بن سليمان' عن محمد بن اسحاق، عن الزهری، عن عبيد الله بن عبدالله بن عتبه، عن ابن عباس، ﴿عن امه ام الفضلؓ قالت: خرج الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو عاصب راسه فی مرضه فصلى المغرب فقرا بالمرسلات قالت: فما صلاها بعد حتى تفی الله﴾

عبداللہ بن عباسؓ اپنی والدہ ام الفضل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوںؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری میں ہماری طرف تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں ''سورۂ مرسلات'' پڑھی اور اس کے بعد وفات تک یہ سورۂ نہ پڑھی۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الصلاۃ: باب ماجاء فی القرأۃ فی المغرب. (حدیث:۳۰۸)ص،۸۴، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان باب: القراۃ فی المغرب، (حدیث:۷۶۳) ص، ۱۲۴: کتاب المغازی، باب: مرض النبی ووفاته (حدیث:۴۴۲۹) ص، ۷۵۳: الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الصلاۃ، باب: القراءۃ فی الصحیح (حدیث:۱۷۳)، ص،۱۹۳: السنن لابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب: قدر القرأۃ فی المغرب (حدیث:۸۱۰)ص، ۱۲۶: السنن للنسائی، کتاب الافتتاح، باب: القرأۃ فی المغرب (المرسلات (حدیث:۹۸۶) ص،۱۳۷: السنن لابن ماجه، کتاب: اقامة الصلاۃ، باب: القرأۃ فی صلاۃ المغرب (حدیث:۸۳۱) ص، ۱۱۸، المسند للابی عوانة بیان صفة القراۃ فی المغرب (حدیث:۱۷۶۳) ص، ۴۷۵

معمولات تلاوت وقرأت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان شیریں اور باوقار تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے کہ

مخاطب الفاظ گن سکتا تھا اور آواز اتنی بلندی ہوتی تھی کہ دور دور تک سنائی دیتی تھی۔

حدثنا محمود بن غيلان قال حدثنا وكيع قال حدثنا مسعر عن ابى العلاى العبدى عن يحيى بن جعدة ﴿عن ام هانى قالت: كنت اسمع قراته النبى صلى الله عليه وسلم بالليل وانا على عريشى﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد حرام میں قرآن شریف پڑھتے تھے اور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے کی آواز رات کو اپنے گھر کی چھت پر سے سنا کرتی تھی۔

تخریج:

الشمائل النبوية، (حديث:٣٢٠) ص،٣٩١، السنن للنسائى، كتاب الافتتاح، باب: رفع الصوت بالقرآن، (حديث:١٠١٣) ص، ١٢١: السنن لابن ماجه، كتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها، باب: ماجاء فى القرأة فى صلاة الليل (حديث:١٣٤٩)ص،١٩١

حدثنا على بن حجر: حدثنا يحيى بن سعيد الأموى، عن ابن جريج، عن ابن ابى مليكة، ﴿عن ام سلمه رضى الله عنها. قالت: "كان النبى صلى الله عليه وسلم يقطع قراء ته يقول: (الحمد لله رب العالمين) ثم يقف، ثم يقول: (الرحمن الرحيم) ثم يقف، وكان يقراء (مالک يوم الدين)﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت میں ہر آیت کو جدا جدا کر کے علیحدہ علیحدہ اس طرح پڑھتے کہ (﴿الحمد لله رب العالمين﴾) پر ٹھہرتے پھر (﴿الرحمن الرحيم﴾) پر وقف کرتے پر ملک یوم الدین پڑھتے۔

تخریج:

الشمائل النبوية (حديث:٣١٨)ص،٣٨٨، السنن لابوداؤد، كتاب الحروف والقرأت، (حديث:٤٠٠١)، ص، ٥٧٢: الجامع للترمذى، كتاب القرأت، باب: فى فاتحة الكتاب، (حديث:٢٩٢٧) ص، ٦٥٨

تلاوت

زمانہ ضعف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوافل میں قرآن کریم بیٹھ کر تلاوت فرماتے تھے۔

حدثنا اسحاق بن موسى الانصارى قال حدثنا معن قال حدثنا مالک عن ابى النضر عن ابى سلمة ﴿عن عائشة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلى جالساً فيقرا وهو

جالس فاذا بقی من قرائته قدر ما یکون ثلاثین أو اربعین اية قام فقرأ وهو قائم ثم ركع وسجد ثم صنع فی الرکعة الثانية مثل ذلک﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (زمانہ ضعف میں) نوافل میں قرآن شریف چونکہ زیادہ پڑھتے تھے۔ اس لیے بیٹھ کر تلاوت فرماتے اور رکوع میں تشریف لے جاتے اور کھڑے ہونے کی حالت میں رکوع فرماتے پھر سجدہ کرتے اور اسی طرح دوسری رکعت ادا فرماتے۔

تخریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء فی عبادة رسول الله صلى الله عليه وسلم (حديث:۲۸۰) ص، ۲۲۵،۲۲۶؛ الجامع الصحيح للبخاری، كتاب تقصير الصلاة، باب اذا صلى قاعداً ثم صح......... (حديث:۱۱۱۹) ص، ۱۶۹

روزہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ آپؐ اکثر روزے رکھتے اور پیر اور جمعرات کے روزے کا بطور خاص اہتمام فرماتے۔ کیونکہ ان دونوں دنوں میں اعمال کی پیشی اللہ تعالیٰ کے حضور ہوتی ہے۔

حدثنا ابو حفص عمرو بن علی الفلاس، حدثنا عبدالله بن داؤد، عن ثور ابن يزيد، عن خالد بن معدان، عن ربيعة الجرشی. ﴿عائشة قالت: كان النبی صلى الله عليه وسلم يتحرى صوم الاثنين والخميس﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے روزے کا اکثر اہتمام فرماتے تھے۔

تخریج:

الجامع للترمذی، كتاب الصوم، باب: ما جاء فی صوم يوم الاثنين والخميس (حديث:۷۴۵) ص، ۱۸۸، ابوعیسیٰ کے مطابق یہ حدیث حسن غریب ہے، السنن للنسائی، كتاب الصيام، باب: ذكر الاختلاف على خالد بن معدان فی هذا الحديث (حديث: ۲۱۸۸) ص، ۳۰۶، تحفة الاشراف (حديث:۱۶۰۸۱)، ۳۹۹/۱۱

امت مسلمہ کی سہولت اور آسانی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی عبادات میں تنوع کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

حدثنا محمود بن غيلان، حدثنا ابو احمد و معاوية بن هشام قالا: حدثنا سفيان، عن منصور، عن خيثمة، ﴿عن عائشةؓ قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم من

الشهر: السبت، والاحد، والاثنين، ومن الشهر الآخر: الثلاثاء، والاربعاء، والخميس

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے ہفتے، اتوار اور پیر کا روزہ رکھتے اور دوسرے ماہ میں منگل، بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔

تخریج:

الجامع للترمذی، کتاب الصوم، باب: ماجاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس (حدیث:۷۴۶) ص، ۱۸۸۷۔ ابو عیسیٰ کے مطابق یہ حدیث حسن ہے۔ اس کی اسناد میں "معاویہ بن ہشام القصاء ابوالحسن الکوفی" ہے۔ جس کے بارے میں "صدوق، اوہام" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ (تہذیب، ۱۰/۱۹۸)

بعض اوقات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفلی روزے کا پختہ ارادہ نہیں فرماتے تھے۔

حدثنا محمود بن غيلان قال حدثنا بشر بن السّرى عن سفيان عن طلحة بن يحيى ﴿عن عائشة بنت طلحة عن عائشة ام المومنينؓ قالت: كان النبى صلى الله عليه وسلم ياتينى فيقول أعندک غداى فاقول لا قالت: فيقول انى صائم قالت: فاتانى يوما فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم! انه اهديت لنا هدية قال: وماهى قلت: حيس قال أما انى اصبحت صائماً قالت: ثم اكل﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لا کر دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کچھ کھانے کو رکھا ہے؟ جب معلوم ہوتا کہ کچھ نہیں تو فرماتے کہ میں نے روزہ کا ارادہ کر لیا ہے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک ہدیہ آیا ہوا رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کھجور کا ملیدہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے روزہ کا ارادہ کر رکھا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے تناول فرمایا۔

تخریج:

الشمائل النبویة، ص۔ ۲۲۱؛ ابوداؤد، کتاب الصیام، باب فی الرخصة فی ذلک (حدیث:۲۴۵۵)ص، ۱۳۵۲؛ الجامع للترمذی، کتاب الصوم، باب صیام المتطوع بغیر تبییت، (حدیث:۷۳۴) ص ۱۸۲۰؛ السنن للنسائی کتاب الصیام، باب النیة فی الصیام (حدیث:۲۳۳۲۔ ۲۳۲۴) ص، ۲۲۲،۲۲۱۰؛ السنن للابن ماجه، کتاب الصیام، باب ماجاء فی فرض الصوم من اللیل والخیار فی الصوم، (حدیث:۱۷۰۱) ص، ۲۴۳

عاشورہ کا دن ہمیشہ ہی بہت محترم رہا ہے۔ ایام جاہلیہ میں قریش اس روزے کا بطور خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت مدینہ سے پہلے بھی یہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور بعد میں بھی یہ روزہ رکھتے رہے۔

حدثنا مسدد حدثنا یحییٰ قال هشام حدثنی ابی ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت كان عاشوراء یوماً تصومه قریش فی الجاهلیة. وكان النبی صلی الله علیه وسلم یصومه فلما قدم المدینة صامه وامر بصیامه فلما نزل رمضان كان من شاء صامه ومن شاء لایصومه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عاشورہ کے دن قریش بھی روزہ رکھتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کر کے) مدینہ تشریف لائے تو عاشورہ کا خود بھی روزہ رکھا اور اس کے روزے کا (دوسرے مسلمانوں کو) حکم بھی دیا۔ رمضان کے روزوں کی فرضیت نازل ہونے کے بعد جسکا جی چاہتا، عاشورہ کا روزہ رکھتا اور جس کا دل چاہتا نہ رکھتا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، باب: ایام الجاهلیة، (حدیث:۳۸۳۱) ص، ۶۴۳

تلبیہ

حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن الاعمش عن عمارة ﴿عن ابی عطیة عن عائشة رضی الله عنها قالت: انی لاعلم كیف كان النبی صلی الله علیه وسلم یلبی لبیک اللهم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک﴾

حضرت عائشہؓ نے کہا: کہ میں زیادہ جانتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح لبیک کہتے تھے۔ آپ فرماتے تھے لبیک اللهم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الحج، باب التلبیة، (حدیث:۱۵۵۰)ص، ۲۵۱، المسند للامام احمد بن حنبل، (حدیث: ۲۲۹۵۲)، ۷/۲۵۹

قربانی

حدثنا محمد بن یحی حدثنا عبدالرزاق انبانا سفیان الثوری عن عبدالله بن محمد بن عقیل بن ابی سلمة ﴿عن عائشة وعن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم كان

اذا اراد ان یضحی اشتری کبشین عظیمین سمینین اقرنین املحین موجوئین فذبح احدھما عن امته لمن شھد لله بالتوحید وشھد له بالبلاغ وذبح الاخر عن محمد وعن آل محمد صلی الله علیه وسلم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو بڑے موٹے سینگ دار، سفید و سیاہ رنگ کے خصی مینڈھے خریدتے۔ ان میں سے ایک اپنی امت کے ان افراد کی طرف سے ذبح کرتے جو اللہ کے ایک ہونے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پہنچانے کی شہادت دیں اور دوسری اپنی طرف سے اور اپنی آل کی طرف سے ذبح کرتے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، ابواب الاضاحی، باب اضاحی رسول الله صلی الله علیه وسلم (حدیث:۳۱۲۲) ص، ۲۰۵

دعائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کو عبادت کا مغز قرار دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے مکرم کوئی چیز نہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام کے ہر معمول کو دعا سے شروع فرماتے اور دعا پر ہی ختم کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقعہ پر دعا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں کتب احادیث و سیر میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

اخبرنا هناد عن ابی الاحوص عن حصین عن هلال عن فروة بن نوفل ﴿عن عائشة قالت كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: "اللھم انی اعوذبک من شر ما عملت ومن شر ما لم أعمل"﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صدیقہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے کہ پناہ مانگتا ہوں میں تیری برائی سے ان کاموں میں جو کہ کر چکا اور جو میں نے ابھی نہیں کیے۔

تخریج:

السنن للنسائی، کتاب الاستعاذہ، باب: الاستعاذه من شرما عمل و ذکر الاختلاف علی هلال (حدیث: ۵۵۲۶) ص، ۲۸۱

حدثنا موسی بن اسماعیل حدثنا سلام بن ابی مطیع عن هشام عن ﴿ابیه عن خالته

(عائشہؓ) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ اللھم انی اعوذبک من فتنۃ النار، ومن عذاب النار واعوذبک من القبر واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنۃ الغنی واعوذبک من فتنۃ الفقر واعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح پناہ مانگا کرتے تھے اللھم انی اعوذبک من فتنۃ النار، ومن عذاب النار واعوذبک من القبر واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنۃ الغنی واعوذبک من فتنۃ الفقر واعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعوات، باب: الاستعاذۃ من فتنۃ الغناء (حدیث:۶۳۷۶) ص، ۱۳۴۸

دعا کی قبولیت

حدثنا اسماعیل بن خلیل اخبرنا علی بن مسھر اخبرنا یحیی بن سعید اخبرنا عبداللہ بن عامر بن ربیعۃ قال ﴿سمعت عائشۃ رضی اللہ عنھا تقول: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سھر فلماقدم المدینۃ قال لیت رجلا من اصحابی صالحاً یحرسنی اللیلۃ اذ سمعنا صوت سلاح فقال: من ھذا؟ فقال: انا سعد بن ابی وقاص جئت لاحرسک ونام النبی صلی اللہ علیہ وسلم.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں ایک رات کو سوئے نہ تھے۔ جب مدینہ پہنچے تو نیند غالب تھی۔ آپؐ نے فرمایا، کہ کاش میرے اصحاب میں کوئی نیک مرد آج کی شب میری پاسبانی کرتا، یکایک ہم نے ہتھیار کی آواز سنی، فرمایا یہ کون ہیں، اس نے جواب دیا: سعد بن ابی وقاص، اس لیے آیا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کروں اس کے بعد آنحضرت سو رہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجہاد والسیر، (حدیث: ۲۶۸۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہر لحمہ اللہ کی یاد میں مشغول رہتے۔ حتیٰ کہ گھر سے باہر جاتے تو بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے نکلتے تھے۔

حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا عبدالرحمن قال حدثنا سفیان عن منصور عن الشعبی ﴿عن ام سلمة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا خرج من بیته قال: بسم الله رب اعوذبک من ان ازل اواضل او أظلم او اظلم اواجهل او یجهل علی

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت اپنے مکان سے نکلتے تو فرماتے ''نکلتا ہوں اللہ کا نام لے کر'' اے میرے پالنے والے! میں پناہ مانگتا ہوں تیری پھسلنے سے اور گمراہ ہونے سے اور ظلم کرنے سے یا مجھ پر ظلم ہونے سے یا جہالت کرنے سے یا مجھ پر جہالت ہونے سے۔

تخریج:

السنن للنسائی: کتاب الاستعاذہ باب الاستعاذہ من دعاء لایستجاب (حدیث:۵۱۱۲)، یہ حدیث صحیح ہے۔ صحیح سنن نسائی (حدیث:۵۱۱۲)، ۱۱۲۵/۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر آگ، قبر، مالداری، فقر، مسیح دجال کے فتن سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

حدثنا محمد اخبرنا معاویة اخبرنا هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت کان النبی صلی الله علیه وسلم یقول: "اللهم انی اعوذبک من فتنة النار وعذاب النار وفتنة القبر وعذاب القبر وشر فتنة الغنی وشر فتنة الفقر اللهم انی اعوذبک من شر فتنة المسیح الدجال اللهم اغسل قلبی بمای الثلج والبرد ونق قلبی من الخطایا کما نقیت الثوب الأبیض من الدنس وباعدبینی وبین خطایای کما باعدت بین المشرق والغرب اللهم انی اعوذبک من الکسل والمائم والمغرم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، ''یا اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں آگ کے عذاب سے اور آگ کے عذاب سے اور قبر کے فتنہ اور عذاب قبر سے، اور مال داری کے فتنہ کے شر سے اور فقر کے فتنہ کے شر سے، یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے، یا اللہ! میرے قلب کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے قلب کو گناہوں سے صاف کر دے، جس طرح تو نے سفید کپڑے کو گندگی سے صاف کیا اور اس کے درمیان اور میرے گناہوں کے درمیان ویسی ہی دوری کر دے جس طرح تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری کر دی ہے، یا اللہ تجھ سے پناہ مانگتا ہوں سستی اور گناہ اور قرض سے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعوات، باب: التعوذ من فتنة الفقر (حدیث: ۶۳۷۷)،

ص، ۱۳۲۹، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الذکر والدعاء باب: الدعوات والتعوذ، (حدیث: ۶۸۷۱) ص، ۱۱۷۶، السنن لابن ماجه، کتاب الدعاء باب ماتعوذ منه رسول الله (حدیث:۳۸۳۸) ص، ۵۴۸، الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، (حدیث: ۳۴۹۵) ص، ۷۹۷

بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا

حدثنا محمد بن اسماعیل، حدثنا مالک بن اسماعیل، عن اسرائیل بن یونس، عن یوسف بن ابی بردة، عن ابیه، ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا خرج من الخلاء قال: (غفرانک)﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو فرماتے "غفرانک"

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الطهارة، باب مایقول اذا خرج من الخلاء، (حدیث:۷)ص، ۳، السنن لابوداؤد، کتاب الطهارة باب مایقول اذا خرج من الخلاء (حدیث:۳۰) ص ۱۲، السنن لابن ماجه، کتاب الطهارة و سننها، باب، ما یقول اذاخرج من الخلا (حدیث ۳۰۰) ص،۲۶، السنن للدارمی، کتاب الصلاة والطهارة، باب ما یقول اذا خرج من الخلاء ۱/۱۷۴

عذابِ قبر سے پناہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عذابِ قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

حدثنا الحمیدی حدثنا سفیان حدثنا موسی بن عقبة قال ﴿سمعت ام خالد بنت خالد قال ولم اسمع احداً سمع من النبی صلی الله علیه وسلم غیرها قالت: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یتعوذ من عذاب القبر﴾

حضرت ام خالدؓ بنت خالد رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عذابِ قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعوات، باب: التعوذ من عذاب القبر، (حدیث:۶۳۶۴) ص، ۱۳۳۶

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے "سورۂ اخلاص" اور معوذتین پڑھ کر دم فرماتے۔

حدثنا قتیبه بن سعید حدثنا المفضل بن فضالة عن عقیل عن ابن شهاب عن عروة ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا أوى الیٰ فراشه کل لیلة جمع کفیه ثم نفث فیهما فقرا فیهما قل هو الله احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم یمسح بهما ما استطاع من جسده یبدأ بهما علی راسه ووجهه وما اقبل من جسده یفعل ذلک ثلاث مرات

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آرام فرماتے تو روزانہ رات کو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ان پر سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دم کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے تمام بدن پر پھیر لیتے، پہلے اپنے سر اور چہرے مبارک پر پھیرتے اس کے بعد اپنے تمام اوپر کے جسم پر جہاں تک کہ آپ کا ہاتھ پہنچتا اور یہ فعل آپ تین مرتبہ کرتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب: فضل المعوذات (حدیث:۵۰۱۷) ص،۸۹۹، کتاب الطب باب: النفث فی الرقیة (حدیث: ۵۷۴۸) ص، ۱۰۱۵، السنن لابن ماجه، کتاب الدعا، باب مایدعوبه اذا اوی الی فراشه (حدیث: ۳۸۷۵) ص، ۵۵۵

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة وعلی بن میمون الرقی وسهل بن ابی سهل قالوا حدثنا وکیع عن مالک بن انس عن الزهری عن عروة ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان ینفث فی الرقیة﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دم کر کے پھونکا کرتے تھے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الطب، باب النفث فی الرقیة (حدیث:۳۵۲۸) ص ۵۰۸

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا یزید بن المقدام بن شریح عن ابیه المقدام عن ابیه ﴿ان عائشة اخبرته أن النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا رای سحاباً مقبلاً من افق من الافاق ترک ما هو فیه وان کان فی صلاته حتی یستقبله فیقول: اللهم انا نعوذبک من شر ما ارسل به فان امطر قال: اللهم سیباً نافعا مرتین او ثلاثة وان کشفه الله عزوجل ولم یمطر حمد الله علی ذلک﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی افق سے بادل آتا

دیکھتے تو جس کام میں مشغول ہوتے اسے چھوڑ دیتے اگرچہ (نفلی) نماز ہی کیوں نہ ہو اور اس کی طرف منہ کر کے کہتے "اللهم انا نعوذبک من شر ما ارسل به" اے اللہ! ہم آپ کی پناہ میں آتے ہیں۔ اس شر سے جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا۔ اگر وہ برستا تو فرماتے "اللهم سيبا: نافعا مرتين او ثلاثة" اے اللہ! جاری اور نافع پانی عطا فرما دو یا تین مرتبہ اور اگر اللہ کے امر سے بادل چھٹ جاتا تو آپ اس پر اللہ کا شکر بجالاتے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الدعاء، باب: مايدعوبه الرجل اذا راى السحاب والمطر (حديث:٣٨٨٩) ص،٥٥٧

دیگر انبیاء(۱) کی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جہالت سے پناہ مانگی ہے۔

حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة حدثنا عبيده بن حميد عن منصور عن الشعبى ﴿عن ام سلمة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا خرج من منزله قال اللهم: انى اعوذبک ان اضل او ازل او اظلم او اظلم او أجهل او يجهل على﴾

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ کہتے، اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں گمراہ ہونے سے پھسل جانے سے ظلم کرنے سے ظلم کئے جانے سے جہالت کرنے سے اور اس سے کہ میرے ساتھ کوئی جہالت کا برتاؤ کرے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الدعاء، باب مايدعوبه الرجل اذا خرج من بيته (حديث:٣٨٨٤) ص،٥٥٦

حدثنا سهل بن ابى سهل قال حدثنا معن بن عيسى وحدثنا محمد بن يحيى حدثنا بشر بن عمر قالا حدثنا مالک عن ابن شهاب عن عروة ﴿عن عائشة أن النبى صلى الله عليه وسلم كان اذ اشتكى يقرأ على نفسه بالمعوذات وينفث فلما اشتد وجعه كنت اقراء عليه وامسح بيده رجاى بركتها﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو خود ہی معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیتے، پھونکتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدید ہو گئی تو میں دم پڑھتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا دست مبارک پھیرتی برکت کی امید سے۔

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: (﴿أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ﴾ البقرہ، (۲:۶۷)

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الطب، باب النفث فی الرقیة (حدیث:۳۵۲۹) ص، ۵۰۸

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة حدثنا ابو اسامة حدثنا عبید الله بن عمر عن محمد بن یحیی بن حبان عن الاعرج عن ابی هریرة ﴿عن عائشة قالت: فقدت رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات لیلة من فراشه قالت: فالتمسته فوقعت یدی علی بطن قدمیه وهو فی المسجد وهما منصوبتان وهو یقول: اللهم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک واعوذبک منک لا احصی ثنای علیک انت کما اثنیت علی نفسک﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا تو تلاش کیا۔ میرا ہاتھ (اندھیرے میں) آپ کے تلووں کو لگا۔ آپ مسجد میں تھے اور (سجدہ میں) آپ کے پاؤں کھڑے تھے۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے۔ (اللهم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک واعوذبک منک لااحصی ثنای علیک انت کما اثنیت علی نفسک) اے اللہ! میں آپ کی رضامندی کی پناہ چاہتا ہوں۔ آپ کی ناراضگی سے اور آپ کے درگزر کی پناہ چاہتا ہوں آپ کی سزا سے اور میں آپ ہی کی پناہ چاہتا ہوں آپ سے۔ میں آپ کی تعریف پوری نہیں سکتا۔ آپ ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی تعریف فرمائی۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الدعا، باب ماتعوذ منه رسول الله ﷺ (حدیث:۳۸۴۱) ص،۵۴۸، ۵۴۹، الجامع للترمذی (حدیث:۳۴۹۳) ابواب الدعوات، ص،۷۹۷

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا جریر عن منصور عن ابی الضحی عن مسروق ﴿عن عائشة قالت: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا أتی المریض فدعا له قال اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفای الا شفاؤک شفای لا یغادر سقما﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار کے پاس آتے تو اس کے لیے دعا کرتے تو فرماتے (اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفای الا شفاؤک شفای لا یغادر سقما) اے انسانوں کے پروردگار! بیماری کو دور کر دیجئے اور شفاء عطاء فرما دیجئے۔ آپ ہی شفاء دینے والے ہیں۔ شفاء وہی ہے جو آپ عطا فرمائیں۔ ایسی شفاء عطا فرمایئے کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الطب، باب ماعوّذبه النبی صلی الله علیه وسلم وما عوذبه (حدیث:۳۵۲۰) ص، ۵۰۷

حدثنا ابو كريب حدثنا معاوية بن هشام عن حمزة الزيات عن حبيب بن أبی ثابت عن عروة ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "اللهم عافنی فی جسدی وعافنی فی بصری واجعله الوارث منی لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم والحمد الله رب العالمين"﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کیا کرتے تھے (اللهم عافنی فی جسدی عافنی فی بصری واجعله الوارث منی لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم والحمدلله رب العالمين) اے اللہ میرے جسم کو تندرستی اور میری بصارت کو عافیت عطا فرما اور اسے میرا وارث بنا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو بردبار اور کریم ہے۔ اللہ کی ذاتِ پاک ہے جو عرشِ عظیم کا مالک ہے اور تمام تعریفیں تمام جہانوں کے پالنے والے اللہ ہی کے لیے ہیں۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب [دعا: اللهم عافنی فی جسدی.....] (حدیث:۳۴۸۰) ص، ۷۹۴

بارش میں دعائے نبی

حدثنا محمد هو ابن مقاتل ابو الحسن المروزی قال اخبرنا عبدالله قال اخبرنا عبيد الله عن نافع عن القاسم بن محمد ﴿عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا رأى المطر قال اللهم صيباً نافعاً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش دیکھتے تو فرماتے اے اللہ نفع پہنچانے والی بارش برسا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، كتاب الاستسقاء، باب رفع الامام يده فی الاستسقاء (حدیث:۱۰۳۲) ص، ۱۶۶

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھجوریں بے حد مرغوب تھیں لیکن اس کے علاوہ دیگر اشیاء بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائی ہیں۔ ان میں ''جو اور چقندر'' شامل ہیں۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا یونس بن محمد حدثنا فلیح بن سلیمان عن ایوب بن عبد الرحمن بن عبدالله بن ابی صعصعة ح و حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابو عامر وابوداؤد قالا حدثنا فلیح بن سلیمان عن ایوب بن عبدالرحمن عن یعقوب بن ابی یعقوب ﴿عن ام المنذر بنت قیس الانصاریة قالت: دخل علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ومعه علی بن ابی طالب وعلی ناقة من مرض ولنا دوالی معلقة و کان النبی صلی الله علیه وسلم یاکل منها فتناول علی لیاکل فقال النبی صلی الله علیه وسلم مه یا علی انک ناقة قالت فصنعت للنبی صلی الله علیه وسلم سلقا وشعیراً فقال النبی صلی الله علیه وسلم یا علی من هذا فاصب فانه انفع لک﴾

حضرت اُم منذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے جو ابھی بیماری سے صحت یاب ہوئے ہی تھے اور ہمارے ہاں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان (خوشوں) سے تناول فرما رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے بھی کھانے کے لیے لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رک جاؤ۔ تم ابھی تو تندرست ہوئے (ضعف ہے، اس لیے معدہ ہضم نہ کر سکے گا) فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چقندر اور جو تیار کیے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! یہ لو، اس سے تمہیں زیادہ فائدہ ہوگا۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الحمیة (حدیث:۳۸۵۶) ص، ۵۲۹، الجامع للترمذی، کتاب الطب باب: ماجاء فی الحمیة، (حدیث:۲۰۳۷) ص، ۴۶۹، السنن لابن ماجه، کتاب الطب، باب: الحمیة، (حدیث:۳۴۴۲) ص، ۴۹۶، الطبقات الکبری، ۸/۳۲۴،۳۲۵، الاستعیاب، ۴/۵۱۲، اسد الغابة، ۷/۳۸۹، المعجم الکبیر، ۲۵/۹۹

پسندیدہ سالن

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو سالن میسر آ جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تناول فرما لیتے اور کسی کھانے میں

عیب نہ نکالتے۔

حدثنا ابو كريب محمد بن العلاى قال حدثنا ابو بكر بن عياش عن ثابت ابى حمزة الشمالى عن الشعبى ﴿عن ام هانى قالت: دخل على النبى صلى الله عليه وسلم فقال: اعندك شيى فقلت: لا الاخبز يابس وخل فقال هاتى ما اقفر بيت من ادم فيه الخل﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن) فرماتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ میں) میرے پاس تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے عرض کیا کہ سوکھی روٹی اور سرکہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے آؤ وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ نہ ہو۔ (۱)

تخریج:

الشمائل النبوية، ما جاء فى ادام رسول الله (حديث:۱۵۷) ص، ۲۳۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرکے کو پسند فرمایا۔ نیز اسے انبیاء کا سالن قرار دیا۔

حدثنا العباس بن عثمان الدمشقى حدثنا الوليد بن مسلم حدثنا عنبسة بن عبدالرحمن عن محمد بن زاذان انه حدثه قال حدثنى ﴿ام سعد قالت دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم على عائشة وانا عندها فقال هل من غداى قالت: عندنا خبز و تمر وخل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نعم الادام الخل اللهم بارك فى الخل فانه كان ادام الانبياى قبلى ولم يفتقر بيت فيه خل﴾

حضرت ام سعدؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہؓ کے پاس آئے۔ میں بھی وہیں تھی۔ فرمایا کچھ کھانا ہے؟ فرمانے لگیں ہمارے پاس روٹی، کھجور اور سرکہ ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین سالن سرکہ ہے۔ اے اللہ! سرکہ میں برکت فرما کہ یہ مجھ سے پہلے انبیاء کا سالن ہے اور جس گھر میں سرکہ ہے وہ محتاج نہیں۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب الائتدام بالخل (حديث ۳۳۱۸)ص، ۴۸۰

روٹی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر چھنے آٹے کی روٹی پسند فرماتے تھے۔

۱۔ فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانیؓ کے گھر تشریف لائے اور سوکھی روٹی اور سرکہ نوش فرمایا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکہ کو بے حد پسند فرمایا کیونکہ یہ بے حد نافع اور مفید چیز ہے اور پہلے انبیاء کا بھی یہ سالن رہا ہے۔

حدثنا یعقوب بن حمید بن کاسب حدثنا ابن وهب اخبرنی عمرو بن الحارث اخبرنی بکر بن سوادة ان حنش بن عبدالله حدثه ﴿عن ام ایمن انها غربلت دقیقاً فصنعته للنبی صلی الله علیه وسلم رغیفا فقال: ما هذا؟ قالت: طعام نصنعه بارضنا فاحببت ان اصنع منه لک رغیفا فقال ردیه فیه ثم اعجنیه﴾

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے آٹا چھانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روٹی تیار کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہمارے علاقہ میں یہ کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ اس لیے میں نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی ویسی ہی روٹی بناؤں۔ فرمایا بھوسا آٹے میں ڈال کر دوبارہ گوندھو۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب الحواری، (حدیث:۳۳۳۶) ص،۴۸۳

گوشت

گوشت تمام کھانوں سے بہتر ہے کیونکہ اس سے عقل و دانش بڑھتی ہے۔ رنگ صاف اور پرورش و افزائش اچھی ہوتی ہے۔ السنن ابن ماجہ میں گوشت کو دنیا اور آخرت والوں کے لیے تمام کھانوں کا سردار کہا گیا ہے۔ (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہلو کا بھنا ہوا گوشت تناول فرمایا کرتے تھے:

حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی قال حدثنا الحجاج بن محمد قال قال ابن جریج اخبرنی محمد بن یوسف ان عطای بن یسار اخبره ﴿ان ام سلمة اخبرته انها قربت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم جنباً مشویاً فاکل منه ثم قام الی الصلاة وما توضا﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ انہوں نے پہلو کا بھنا ہوا گوشت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا اور پھر بلا وضو کیے نماز پڑھی۔

تخریج:

الشمائل النبوية باب: ما جاء فی صفة ادام رسول الله (حدیث: ۱۶۴) ص، ۲۱۲، الجامع للترمذی، کتاب الاطعمة، باب: ماجاء فی اکل الشواء (حدیث:۱۸۲۹) ص، ۴۳۱، امام ترمذی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بونگ کا گوشت بھی پسند فرماتے تھے۔

حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی قال حدثنا یحیی بن عباد عن فلیح بن سلیمان قال

۱۔ السنن لابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب اللحم: (حدیث: ۳۳۰۵)

حدثنی رجل من بنی عباد یقال له عبدالوهاب بن یحی بن عباد عن عبدالله بن الزبیر ﴿عن عائشة قالت: ما کانت الذراع احب اللحم الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ولکنه کان لا یجد اللحم الا غبا وکان یعجل الیها لانها اعجلها نضجاً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بونگ کا گوشت کچھ لذت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسند نہ تھا، بلکہ گوشت چونکہ گاہے گاہے پکتا تھا اور یہ جلدی گل جاتا ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند فرماتے تھے، تاکہ جلدی سے فارغ ہو کر اپنے مشاغل میں مصروف ہوں۔

تخریج:

الشمائل النبویة، باب: ماجاء فی صفة ادام رسول الله، (حدیث ۱۶۰) ص، ۲۱۷، الجامع للترمذی، کتاب الاطعمة باب: ماجا ای اللحم کان احب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم (حدیث: ۱۸۳۸) ص، ۴۳۳

پائے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر عید الاضحیٰ کے موقعہ پر سنتِ ابراہیمی کو تازہ کرتے ہوئے قربانی کرتے تھے۔ اس موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف قربانی کا گوشت تناول فرماتے۔ بلکہ پائے بھی شوق سے کھاتے تھے۔

حدثنا محمد بن یحیی حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن عبدالرحمن بن عباس اخبرنی ابی ﴿عن عائشة قالت: لقد کنا نرفع الکراع فیاکله رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد خمس عشرة من الاضاحی﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم پائے اٹھا کر رکھ لیتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے پندرہ یوم بعد انہیں تناول فرماتے تھے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب القدید، (حدیث:۳۳۱۳) ص،۴۸۰

تربوز

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تربوز، تر کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔

حدثنا محمد بن یحیی قال حدثنا محمد بن عبدالعزیز الرملی قال حدثنا عبدالله بن یزید بن الصلت عن محمد بن اسحاق عن یزید بن رومان عن عروة ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم اکل البطیخ بالرطب﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو تر کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔

تربوز کی تاثیر ٹھنڈی جبکہ کھجور گرم ہوتی ہے۔ غالباً دونوں کو ملا کر کھانے کا مقصد یہ نظر آتا ہے کہ تربوز کی ٹھنڈک کو کھجور کی گرمی زائل کر دے گی۔

تخریج:

الشمائل النبوية، ص ٢٨٩؛ الجامع للترمذی، كتاب الاطعمة، باب ماجاء فی أكل البطيخ بالرطب، (حديث:١٨٤٣)ص، ٤٣٣، المسند للحميدی، (حديث:٢٥٥) ١٢٢/١

پانی پینے کا بیان

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے اور بیٹھے دونوں طرح پانی پیا ہے۔ البتہ آپ نے بیٹھ کر پانی پینے کو زیادہ افضل قرار دیا ہے۔ آبِ زم زم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر بھی نوش فرمایا۔ (١)

حدثنا محمد بن الصباح انبانا سفيان بن عيينه عن يزيد بن جابر عن عبدالرحمن بن ابی عمره ﴿عن جدة له يقال لها كبشه الانصاريه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم دخل عليها عندها قربة معلقة فشرب منها وهو قائم فقطعت فم القربه تبتغی بركة موضع فی رسول الله صلی الله عليه وسلم﴾

حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے۔ ان کے پاس مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے اسے منہ لگا کر پی لیا تو انہوں نے مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا۔ جس جگہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک لگا تھا۔ اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الاشربة، باب الشرب قائما (حديث:٣٤٢٣) ص، ٤٩٢، اسد الغابة، ٢٢٠/٧، الاستيعاب، ٤٦٠/٢، المعجم الكبير، ١٥/٢٥، الجامع للترمذی، كتاب الاشربة، باب ١٨ الرخصة فی ذلك (حديث:١٨٩٢)ص، ٤٤٠، (ابوعیسیٰ کہتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے) المسند للحميدی، (٣٥٢) ١٧٢/١

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ مشروب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودھ کو بے حد پسند فرماتے۔

١۔ الشمائل النبوية، باب ماجاء فی صفة شرب رسول الله صلی الله عليه وسلم (حديث: ٢١٢) ص۔ ٢٧٣

حدثنا ابو کریب حدثنا زید بن الحباب عن جعفر بن برد الراسبی ﴿حدثنی مولاتی ام سالم الراسبیة قالت: سمعت عائشة تقول: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اتی بلبن قال برکة او برکتان.﴾

ام سالم راسبیہؒ فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب دودھ پیش کیا جاتا تو ارشاد فرماتے: برکت ہے۔ یا فرماتے: دو برکتیں ہیں۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب اللبن، (حدیث:۳۳۲۱) ص، ۴۸۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشروبات میں جہاں دودھ اور شہد کو پسند فرماتے۔ وہاں امہات المومنینؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوہارے یا کشمش سے بھی مشروب تیار کرتی تھیں۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبه حدثنا ابو معاویه ح و حدثنا محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب حدثنا عبدالواحد بن زیاد قالا حدثنا عاصم الاحول ﴿حدثنا بنانه بنت یزید العبشمیه عن عائشة قالت: کنا ننبذ لرسول الله صلی الله علیه وسلم فی سقاء فناخذ قبضة من تمر أو قبضة من زبیب فنطرحها فیه ثم نصب علیه الماء فننبذه غدوة فیشربه عشیة وننبذه عشیة فیشربه غدوة وقال ابو معاویة نهاراً فیشربه لیلا أو لیلا فیشربه نهاراً﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشکیزہ میں نبیذ تیار کرتیں۔ چنانچہ ہم مٹھی بھر چھوارے یا کشمش لے کر اس میں ڈال دیتیں پھر اس میں پانی ڈال دیتیں۔ صبح کو بھگوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شام کو نوش فرماتے اور شام کو بھگوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو نوش فرماتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ رات کو بھگوتیں تو دن کو نوش فرماتے اور دن کو بھگوتیں تو رات کو نوش فرماتے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاشربة، باب صفة النبیذ و شربه (حدیث:۳۳۹۸)ص، ۴۹۱

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا خاص اہتمام تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیوت سقیا (یہ ایک چشمہ تھا جو مدینہ منورہ سے دو دن کی مسافت پر تھا) سے میٹھا پانی لایا جاتا تھا۔(۱)

حدثنا ابن ابی عمر حدثنا سفیان، عن معمر، عن الزهری، عن عروة، ﴿عن عائشة رضی

۱۔ السنن لابوداود، کتاب الاشربه، باب فی ایکاء الانیة (حدیث ۳۷۳۵)

اللہ عنہا قالت: "کان احب الشراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحلوا البارد"(۱)﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کی سب چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی چیز مرغوب تھی۔

تخریج:

الشمائل النبویہ، باب ما جاء فی صفۃ شراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث:۲۰۲) ص، ۲۶۳، الجامع للترمذی، کتاب الاشربہ، باب ماجاء ای الشراب کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث: ۱۸۹۵) ص، ۴۴۳، المسند للحمیدی، (حدیث: ۲۵۷) ۱۲۵/۱، المسند للامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۳۵۸۰) ۵۸/۷

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میٹھی چیز اور شہد (۲) کو بھی پسند فرماتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شہد میں شفا رکھی ہے۔

حدثنا علی بن عبداللہ حدثنا ابو اسامۃ قال اخبرنی ھشام عن ابیہ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ الحلوای والعسل ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی چیز کو اور شہد کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاشربۃ، باب شراب الحلواء والعسل (حدیث:۵۲۱۴) ص، ۹۹۵، الجامع للترمذی، کتاب اشربہ، باب ماجاء ای اشراب کان احب رسول اللہ (۱۸۹۵) ص، ۴۴۳ (کان احب الشراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحلوا البارد)، الجامع للترمذی، کتاب الاطعمۃ۔ باب ماجاء فی حب النبی الحلوا والعسل یعجبہ کی جگہ "یحب" ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، مسند ابی یعلی الموصلی (حدیث:۴۸۷۱) ۲۷۰/۴، الشمائل النبویۃ، حدیث:۲۶۳ میں بھی لفظ "الحلو البارد" ہے۔ المسند للحمیدی، ۱۲۵/۱

نظافت طبع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلیٰ درجے کے نظیف الطبع اور نفیس تھے۔ اسی نظافت پسندی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناگوار خوشبو والی اشیاء (پیاز، لہسن) تناول کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ان اشیاء سے کراہت کی وجہ محض ان کی

۱۔ بعض لوگ "الحلو البارد" سے مراد شہد ملا پانی لیتے ہیں کیونکہ شہد میں شفا ہے۔ بعض اس سے مراد خالص دودھ لیتے ہیں۔ بعض دودھ میں پانی ملا کر پینا مراد لیتے ہیں۔

نفاست پسندی تھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو ان اشیاء کے کھانے سے مطلقاً منع نہیں فرمایا۔ البتہ مساجد میں ان اشیاء کے کھانے سے منع فرمایا تاکہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا سفیان بن عیینه عن عبید الله بن ابی یزید ﴿عن ابیه عن ام ایوب قالت: صنعت للنبی صلی الله علیه وسلم طعاماً فیه من بعض البقول فلم یاکل وقال انی اکره ان أوذی صاحبی (۱)﴾

حضرت ام ایوب رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا۔ اس میں کچھ سبزیاں (لہسن، پیاز وغیرہ) ڈالی تھیں۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھانا تناول نہ کیا اور فرمایا "مجھے اپنے ساتھی (فرشتے) کو ایذاء پہنچانا پسند نہیں۔"

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب أکل الثوم والبصل والکراث (حدیث:۳۳۶۴) ص، ۴۸۷، الجامع للترمذی، کتاب الاطعمة، باب ماجاء فی الرخصة فی أکل الثوم مطبوخا (حدیث:۱۸۱۰) ص، ۴۲۸، ابوعیسیٰ کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، المسند للحمیدی، ۱/۱۶۲، معرفة الصحابه، ۵/۳۲۳، الاستعیاب، ۴/۴۷۹، اسد الغابة، ۷/۲۹۲، الاصابة، ۸/۳۶۲، المعجم الکبیر، ۲۵/۱۳۶

رزق کی قدر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رزق کی قدر فرماتے تھے۔

حدثنا ابراهیم بن محمد بن یوسف الفریابی حدثنا وساج بن عقبه بن وساج حدثنا الولید بن محمد الوقری حدثنا الزهری عن عروة ﴿عن عائشة قالت: دخل النبی صلی الله علیه وسلم البیت فرای کسرة ملقاة فاخذها فمسحها ثم أکلها وقال یا عائشة: اکرمی کریما فانها ما نفرت عن قوم قط فعادت الیهم﴾

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اٹھالیا اور صاف کر کے کھا لیا اور فرمایا اے عائشہ! عزت والے (اللہ تعالیٰ کے رزق) کی عزت کرو کیونکہ اللہ کا رزق جب کسی قوم سے بگڑ جائے تو واپس نہیں آتا۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب النهی عن القاء الطعام، (حدیث:۳۳۵۳) ص، ۴۸۵

پسندیدہ لباس

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کپڑوں میں "کرتا" سب سے زیادہ پسند تھا کیونکہ کرتا اعضائے جسمانی کے لیے بہ نسبت تہبند اور چادر کے زیادہ ڈھانپنے والا اور ساتر ہوتا ہے۔

حدثنا محمد بن حميد الرازى قال حدثنا الفضل بن موسى وابو تميلة وزيد بن حباب عن عبدالمومن بن خالد عن عبدالله بن بريدة ﴿عن ام سلمة قالت كان احب الثياب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم القميص﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب کپڑوں میں "کرتے" کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔

تخریج:

الشمائل النبوية (حديث: ۵۴)ص،۱۰۱؛السنن لابوداؤد، كتاب اللباس، باب: ماجاء فى القميص، (حديث: ۴۰۲۶) ص، ۵۶۹، الجامع للترمذى، كتاب اللباس، باب: ماجاء فى القميص، (حديث: ۱۷۶۳) ص، ۴۱۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کرتہ زیب تن فرماتے تھے اس کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی۔

عبدالله بن محمد بن الحجاج حدثنا معاذ بن هشام حدثنى ابى عن بديل العقيلى عن شهر بن حوشب ﴿عن اسماء، بنت يزيد قالت: كان كم قميص رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الرسغ﴾

حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی۔

تخریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء فى لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم (حديث:۵۷) ص، ۱۰۲، السنن لابوداؤد، كتاب اللباس، باب ماجاء فى القميص (حديث:۴۰۲۷) ص،۵۶۹، الجامع للترمذى، كتاب اللباس باب ماجاء فى القميص (حديث:۱۷۶۵) ص،۴۱۹، السنن للنسائى، كتاب الزينة باب لبس القميص۔ (حديث:۹۲۲۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بار سیاہ بالوں کی چادر بھی زیب تن کیے ہوئے دیکھا گیا۔

حدثنا احمد بن منيع يحيى بن زكريا بن ابى زائدة قال حدثنا ابى عن مصعب بن شيبة ﴿عن صفية بنت شيبة عن عائشة قالت: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات غداة وعليه مرط من شعر اسود﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کو مکان سے باہر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر سیاہ بالوں کی چادر تھی۔

تخریج:

الشمائل النبویۃ (حدیث:۶۹)، ص، ۱۱۷، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب التواضع فی اللباس (حدیث:۲۰۸۱) ص، ۹۳۲ (اس میں "مرط مرحل" کا لفظ ہے، کتاب فضائل الصحابہ، فضائل اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث:۲۴۲۴) ص، ۱۰۶۷ مزید حدیث ہے: الجامع للترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی الثوب الاسود، (حدیث ۲۸۱۳) ص، ۶۳۳، امام ترمذی کے مطابق یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔ السنن لابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الصوف والشعر (حدیث: ۲۸۱۳) ص، ۶۳۳

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زعفران سے رنگی ہوئی دو پرانی لنگیاں تھیں۔

حدثنا عبد بن حميد قال حدثنا عفان بن مسلم قال حدثنا عبدالله بن حسان العنبرى ﴿عن جدتيه دحية و علبية عن قيلة بنت مخرمة قالت: رايت النبى صلى الله عليه وسلم اسمال مليتين كانتا بزعفران وقد نفضته﴾

حضرت قیلہؓ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو پرانی لنگیاں تھیں جو زعفران میں رنگی ہوئیں تھیں۔ لیکن زعفران کا کوئی اثر ان پر نہیں رہا تھا۔

تخریج:

الشمائل النبویۃ، باب ماجاء فی لباس رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث:۶۲) ص، ۱۱۳،۱۱۲، الادب المفرد، (حدیث:۱۱۸۳) السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب فی جلوس الرجل (حدیث: ۴۸۴۷) ص، ۶۸۵، اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث:۶۴) ص، ۸۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے بال سیاہ گھنے اور خوشنما تھے اور ان کی لمبائی عموماً کانوں سے نیچے اور مونڈھوں سے اوپر ہوتی تھی۔

حدثنا عبدالرحمن بن ابراهيم حدثنا ابن ابى فديک عن عبدالرحمن بن ابى الزناد عن هشام بن عروه عن ابيه ﴿عن عائشة قالت: كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم شعر

دون الجمة وفوق الوفرة﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں سے نیچے اور مونڈھوں سے اونچے تھے۔

تخریج:

السنن لابن ماجہ، کتاب اللباس، باب اتخاذ الجمعة والذوائب (حدیث:۳۶۳۵) ص، ۵۲۲

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا سفیان بن عیینة عن ابن ابی نجیح عن مجاهد قال ﴿قالت: ام هانی: دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم مكة وله اربع غدائر (۱) تعنی ضفائر﴾

حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال چار حصوں میں تھے چوٹیوں کی طرح۔

تخریج:

السنن لابن ماجہ، کتاب اللباس، باب اتخاذ الجمة والذواب (حدیث:۳۶۳۱)ص،۵۲۲، الجامع للترمذی، کتاب اللباس، باب (دخول النبی صلی الله علیه وسلم مکه)، (حدیث:۱۷۸۱) دخل کی جگہ "قدم" ہے۔ الشمائل النبویة، باب ماجاء فی شعر رسول الله، (حدیث:۲۸) ص، ۲۲،۲۵ (قدم رسول الله مکة قدمة وله اربع غدائر) السنن لابوداؤد، کتاب الرجل، باب فی الرجل یعقص شعره (۴۱۹۱)، ص ۵۸۸: یہاں پر غدائر کے بعد "تعنی عقائص "اور دخل کی جگہ "قدم" ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خضاب لگانا

حدثنا ابراهیم بن هارون قال: انبانا النضر بن زرارة، عن ابی جناب عن اياد بن لقيط، ﴿عن الجهدمة امرأة بشير ابن الخصاصية قالت: انا رايت رسول الله يخرج من بيته ينفض راسه، وقد اغتسل (وبراسه ردغ اوقال: ردغ من حنا﴾

حضرت جہدمہ جو بشیر بن خصاصیہ کی بیوی ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرما رکھا تھا۔ اس لیے سر مبارک کو جھاڑ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر حنا کا اثر تھا۔

۱۔ الغدیرہ واحد ہے جسکی جمع "غدائر" آتی ہے۔ یہ بالوں کے اس گچھے کو کہتے ہیں۔ جس میں بال گندھے ہوئے تو ہوں مگر مڑے ہوئے نہ ہوں۔

تخریج:

الشمائل النبویة، باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث ۴۷) ص ۸۹، ۹۰، امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد ضعیف ہیں۔

پسینہ مبارک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے نہایت نفیس خوشبو پھوٹتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک عنبر اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ صحابیاتؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے مقدس پسینے کو محفوظ کر لیتیں اور وقتاً فوقتاً اسے بطور عطر استعمال کرتیں کیونکہ اس جیسا خوشبودار عطر روئے زمین پر نہیں ہوسکتا تھا۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا عفان بن مسلم حدثنا وھیب حدثنا ایوب عن ابی قلابة عن انس ﴿عن ام سلیم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتیھا فیقیل عندھا فتبسط لہ نطعاً فیقیل علیہ وکان کثیر العرق فکانت تجمع عرقہ فتجعلہ فی الطیب والقواریر. فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یا ام سلیم! ما ھذا؟ قالت: عرقک ادوف بہ طیبی﴾

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لاتے تھے اور آرام فرماتے تھے۔ ام سلیمؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چمڑے کا ایک ٹکڑا بچھا دیتی تھیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ بہت زیادہ آتا تھا۔ ام سلیمؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک اکٹھا کرتی تھیں اور اسے خوشبو اور شیشیوں میں ملا دیتی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیمؓ! یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک ہے جس کو میں اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل، باب: طیب عرقہ، والتبرک بہ (حدیث:۲۳۳۲) ص، ۱۰۲۸

بستر استراحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہراتؓ کے ہاں استراحت فرماتے تھے۔ کبھی چمڑے کا ہوتا تھا کبھی ٹاٹ کا اور کبھی صرف بوریا ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرم بستر پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ نرم بستر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات عبادت میں خلل پڑتا تھا۔

حدثنی احمد ابن ابی رجای حدثنا النضر عن ھشام قال اخبرنی ابی ﴿عن عائشة قالت

کان فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادم وحشوہ من لیف﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا، جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الرقاق، باب: کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ، وتخلیھم عن الدنیا (حدیث:۶۴۵۶) ص،۱۱۲۰، ۱۱۲۱، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب: التواضع فی اللباس،(حدیث:۲۰۸۲)ص، ۹۳۲، الجامع للترمذی، کتاب اللباس، باب ما جاء فی فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث: ۱۷۶۱) ص، ۴۱۹، السنن لابوداؤد کتاب اللباس، باب فی الفرش، (حدیث: ۴۱۴۶) ص، ۵۸۳، السنن لابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ضجاع آل محمد، (حدیث:۴۱۵۱) ص، ۷۰۵

ٹاٹ کے بستر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوہرا کر کے نہ بچھانے دیتے۔ مبادا اس کی نرمی یادِ الٰہی میں مخل ہو۔

حدثنا ابو الخطاب زیاد بن یحیی البصری قال: حدثنا عبداللہ بن میمون قال حدثنا جعفر بن محمد عن ابیہ قال: ﴿سئلت عائشۃ وسئلت حفصۃ: ما کان فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتک؟ قالت: مسحا نثنیہ ثنیتین فینام علیہ فلما کان ذات لیلۃ قلت لو ثنیتہ اربع ثنیات لکان اوطا لہ فثنیناہ لہ باربع ثنیات فلما أصبح قال: ما فرشتم لی اللیلۃ؟ قالت قلنا ھو فراشک الا انا ثنیناہ باربع ثنیات قلنا ھو اوطالک قال ردوہ لحالتہ الاولی فانہ منعتنی وطاتہ صلاتی اللیلۃ﴾

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا انہوں نے بتایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا۔ میں نے ایسے ہی بچھا دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو دریافت کیا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ وہی روز مرہ کا بستر تھا۔ رات کو اسے چوہرا کر دیا تا کہ زیادہ نرم ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پہلے ہی حال پر رہنے دو، اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد میں مانع ہوئی۔

تخریج:

الشمائل النبویۃ، باب ماجاء فی فراش رسول اللہ ﷺ (حدیث:۳۳۱) ص، ۲۰۲، ۲۰۳

حدثنا مسدد حدثنا حماد عن خالد الحذاء عن ابی قلابة ﴿عن بعض آل ام سلمة کان فراش النبی صلی الله علیه وسلم نحوا مما یوضع الانسان فی قبره و کان المسجد عند راسه﴾

حضرت ام سلمہ کے بعض گھر والوں سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر اس طرح بچھایا جاتا جس طرح انسان قبر میں رکھا جاتا ہے آپ کے سر مبارک کے سامنے قبلہ رخ مسجد نبوی ہوتی۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: کیف یتوجه (حدیث:۵۰۴۴) ص،۷۰۹

راویوں کے احوال

☆ ابراہیم بن المنذر بن عبداللہ بن المغیرہ (م ۲۳٦ھ) ابواسحاق الحزامی ابن حجر نے "صدوق" کہا ہے- (رجال صحیح البخاری، ۱/۵۸، ۵۹: میزان الاعتدال، ۱/۱۹۳)

☆ ابراہیم بن محمد بن یوسف الفریابی، ان کی کنیت "ابواسحاق" تھی- یہ ابراہیم بن ایمن، ایوب بن سوید، زہیر بن عباد کثیر بن ولید اور وساج بن عقبہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- جبکہ ان سے ابن ماجہ، احمد بن سیار، ولید بن حماد الرملی وغیرہ روایت کرتے ہیں- ابو حاتم نے ان کو "صدوق" کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۲/۱۹۲، ۱۹۳)

☆ ابراہیم بن حارون البلخی، امام ترمذی نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (الکاشف، ۱/۵۰)

☆ ابراہیم نخعی، (م ۹۴ھ) ابوعمران کنیت، "ابراہیم" نام، فقیہ عراق لقب، پورا نسب یوں ہے- "ابو عمران ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود"- آپ کوفہ کے ممتاز فقیہ ہیں- علقمہ، مسروق، اسود اور ایک دوسری جماعت سے علم سیکھا- ابراہیم علم حدیث کے نقاد تھے- شہرت سے بچتے تھے- ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے- علمی بحث میں کلام نہیں کرتے تھے- (تھذیب، ۱/۱۲۰-۱۲۱، العجلی تاریخ الثقات، ص ۵٦، الکاشف، ۱/۵۰)

☆ ابن ابی فدیک، (م ۲۰۰ھ) آپ کی کنیت "ابواسماعیل"- نام "محمد بن اسماعیل" اور لقب "محدث المدینہ" ہے- اپنے جد اعلیٰ ابو فدیک دینار کی طرف منسوب ہیں- بہت سے محدثین نے ان کو "ثقہ" ابن سعد ان کو "کثیر الحدیث" کہتے ہیں- ۹۹ سال کی عمر میں وفات پائی- (تھذیب، ۹/٦۱)

☆ ابن ابی نجیح، عبداللہ بن ابی نجیح ، (م ۱۱۲ھ) "ثقہ" ہیں- (الکاشف، ۲/۱۲۲)

☆ ابن ابی ملیکۃ احول، (م ۱۱۸ھ) آپ کی کنیت "ابوبکر"، اور "ابومحمد"، "عبداللہ" نام اور "عبید اللہ" ولدیت ہے- سلسلہ نسب: عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکۃ بن زبیر بن عبداللہ بن جدعان"- آپ کا تعلق قریش کے مشہور قبیلہ "بنوتیم" تھا- عبداللہ بن زبیر کی خلافت میں مکہ مکرمہ کے قاضی تھے- آپ حرم پاک کے مؤذن بھی رہے- اپنے دادا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام سلمہؓ، عبداللہ بن عمرو بن عاص، ابن عباس ابن عمر اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں فقہ حدیث میں امامت کے درجے پر فائز تھے- آپ بہت قادر الکلام، فصیح و بلیغ خطیب ہیں- آپ کی ثقاہت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے- (الکاشف ۲/۹۵)

☆ ابن جریج، عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، فقیہ ہیں- "ثقہ فاضل" ہیں- (تقریب، ۲/۴۸۲)

☆ ابن عجلان (م ۱۴۸ھ): ان کا اصل نام "محمد" تھا- محدثین نے ان کو "صدوق" کہا ہے- (تقریب، ۲/۵۳۹)

☆ ابن وھب، عبداللہ بن وھب بن مسلم، ابومحمد، کثیر العلم، ثقہ، رجل صالح اور صاحب آثار تھے- (رجال صحیح البخاری، ۱/۴۳۲)

☆ ابو احمد الزبیری، (م۲۰۳ھ) ان کا اصل نام "محمد بن عبداللہ بن زبیر بن عمر بن درھم الاسدی" ہے- کوفہ کے رہنے والے ہیں- "ثقہ" ہیں- (التاریخ الکبیر ۱/۱۳۵، ۱۳۶، تقریب ۲/۵۲۸)

☆ ابوالخطاب زیاد بن عیسیٰ المصری، (م۲۵۴ھ) "ثقہ" ہیں- (الکاشف، ۱/۲۶۲، تقریب، ۱/۲۷۰)

☆ ابوالولید عبداللہ بن الحارث، کنیت "ابن سیرین" تھی اور یہی ان کا نام تھا- بصرہ کے رہنے والے تھے محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (تقریب، ۱/۲۸۳)

☆ ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری، (م۱۰۴ھ) ان کا اصل نام "عامر" تھا- "حارث" بھی کہا گیا ہے- آپ لائق اعتماد امام اور نامور فقیہ ہیں- آپ بہت بڑے عالم اور بہت بڑے حدیث بیان کرنے والے ہیں- "ثقہ" ہیں- (تاریخ الثقات، ص، ۳۸۵، تقریب ۲/۶۹۲: الکاشف، ۳/۲۷۳)

☆ ابوجعفر محمد بن علی الباقر، (م۱۸۸ھ) ۵۶ھ میں پیدا ہوئے- "ثقہ اور کثیر الحدیث" ہیں- (الکاشف، ۳/۷۱)

☆ ابو جناب الکلبی، یحییٰ بن ابی حیۃ، (م۱۴۷ھ) محدثین کا کہنا ہے- "لیس بالقوی"- ان پر تدلیس کا الزام ہے- (الکاشف، ۱/۲۲۳)

☆ ابوحفص عمرو بن علی الفلاس، (م۲۴۷ھ) ان کا اصل نام تو "عمرو بن علی" تھا- مگر اپنی کنیت "ابو حفص" سے زیادہ مشہور ہوئے- امام نسائی نے ان کو "ثقہ، صاحب حدیث اور حافظ" کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۲۲/۱۶۴-۱۶۵)

☆ ابوعمرو شعبی ہمدانی، (م۱۰۳ھ) آپکا نام "عامر بن شرجیل" ہے- کوفہ کے رہنے والے ہیں اور شعب ہمدان سے تعلق رکھتے ہیں- حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ۱۷ھ میں پیدا ہوئے- آپ فقہ حدیث میں امامت کے درجہ تک پہنچے ہوئے تھے- حفظ واتقان میں بے نظیر تھے- آپ امام ابوحنیفہ کے سب سے بڑے استاد ہیں- (الکاشف، ۲/۴۹)

☆ ابو قلابہ، عبداللہ بن زید بن عمر الجرمی، (م۱۰۵ھ) آپ کا اصل نام عبداللہ بن زید بن عمر ہے عرب کے قبیلہ "بنو جرہم" سے تعلق تھا- بصرہ کے رہنے والے چوٹی کے علماء میں سے ایک ہیں ان کو جسمانی اور ذہنی لحاظ سے بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا- مشہور امام اور کثیر الحدیث ہیں- (السیوطی، طبقات الحفاظ، ص، ۴۳: الکاشف ۲/۹۷ تھذیب الکمال، ۱۰/۱۵۵-۱۵۹)

☆ ابومعاویہ، محمد بن خازم الضریر الکوفی، (م۱۹۵ھ) دیکھیے صفحہ نمبر ۱۷۷

☆ ابومعاویہ، (م۱۹۵ھ) ان کا اصل نام محمد بن خازم التیمی تھا- ابو معاویہ کے نام سے مشہور تھے-

عاصم الاحول، ابراہیم بن طھمان، بشار ابن کدام وغیرہ سے روایت کرتے ہیں امام نسائی نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- جبکہ ابن حبان نے "کتاب الثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب الکمال، ۲۵/۱۲۳-۱۳۳)

☆ ابونعیم الفضل بن دکین، (م۲۱۹ھ) حافظ، آل طلحہ کے موالی ہیں- "ثقہ" ہیں- (تاریخ الثقات، ص، ۳۸۳، الکاشف، ۲/۳۲۸)

☆ ابوالیمان حکم بن نافع بہرانی حمصی، (م۲۲۲ھ) آپ حمص کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث اور چوٹی کے اماموں میں سے ایک امام ہیں- ۱۳۸ھ میں پیدا ہوئے- مامونی دور کے سرکردہ محدثین میں سے تھے- ان کی احادیث سب کتابوں میں مذکور ہیں- حریز بن عثمان، صفوان بن عمرو، ارطاۃ بن منذر، عفیر بن معدان جیسے علماء سے حدیث کا سماع کیا- (میزان الاعتدال، ۲/۳۴۷-۳۴۹: تقریب، ۱/۱۳۵)

☆ ابوبکر بن ابی شیبہ، (م۲۳۵ھ) دیکھیے صفحہ نمبر ۱۷۷

☆ ابوبکر بن عیاش بن سالم الاسدی الکوفی، ان کا اصل نام "محمد یا عبداللہ" تھا- صدوق اور صاحب قرآن و خیر تھے- ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب، ۴/۴۹۲-۴۹۴)

☆ ابی الجوزاء، (م۱۳۳ھ) ان کا نام "اوس بن عبداللہ الربعی" تھا- بصرہ کے رہنے والے تھے- محدثین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (تقریب، ۱/۲۱، التاریخ الکبیر، ۲/۱۵)

☆ ابی الضحی (م۱۰۰ھ): ان کا اصل نام "مسلم بن صبیح" تھا- اپنی کنیت "ابی الضحی" سے مشہور تھے- کوفہ ان کا وطن تھا- محدثین نے ان کو "ثقہ فاضل" کہا ہے- عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں وفات پائی- (تقریب ۲/۵۸۲، التاریخ الکبیر، ۷/۱۴۲، الطبقات الکبری، ۶/۵۰۴)

☆ ابی العلائی العبدی، حلال بن خباب (م۱۴۴ھ): "ثقہ" ہیں- (الکاشف، ۳/۲۰۰: تھذیب الکمال، ۳۰/۳۳۰)

☆ ابی سلمۃ بن عبدالرحمن بن عوف (م۱۰۴ھ): آئمہ میں ان کا شمار کیا جاتا ہے- "تابعی" اور "ثقہ" ہیں- (الکاشف، ۳/۳۰۲، تاریخ الثقات، ص، ۴۹۹)

☆ ابی عطیہ الوادعی الھمدانی الکوفی، ان کا نام "مالک بن عامر" تھا- "ثقہ" ہیں- ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب، ۱۲/۱۵۲-۱۵۳)

☆ ابی قلابہ، ان کا اصل نام عبداللہ بن سوادۃ بن حنظلہ القشیری تھا- یہ "ثقہ" ہیں- (الکاشف، ۲/۸۴)

☆ ابی یزید المکی، یہ عبیداللہ کے والد ہیں اور یہ عمر بن خطاب سباع بن ثابت اور ام ایوب انصاریہ سے روایت کرتے ہیں- ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب، ۱۲/۲۸۰-۲۸۱)

☆ احمد بن رجائی، (م۲۳۲ھ) ان کا اصل نام "عبداللہ بن ایوب" تھا اور کنیت "ابو الولید" تھی-

حدیث کی سماعت انہوں نے یحییٰ بن سعید القطان اور نضر بن شمیل وغیرہ سے کی۔ "ثقہ" ہیں۔ (رجال صحیح بخاری، ۱/۳۸-۳۷م)

☆ احمد بن منیع البغوی، الحافظ، ابو جعفر الاصم، (م۲۴۴ھ) صاحب المسند ہیں۔ "ثقہ حافظ" ہیں۔ (الکاشف، ۱/۶۵)

☆ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحافظ، (م۲۳۸ھ) کنیت "ابو محمد" تھی، ثقہ حافظ اور مجتہد ہیں۔ (میزان الاعتدال ۱/۳۳۳: تقریب- ۱/۴۱م)

☆ اسحاق بن موسیٰ الخطمی، (م۲۴۴ھ) ان کا تعلق انصار سے تھا۔ "ثقہ متقن" ہیں۔ (الکاشف ۱/۱۱۴)

☆ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق سبیعی، (م۱۶۲ھ) آپ کی کنیت "ابو یوسف" ہے۔ آپ کوفہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث، حجت، صالح، خاشع اور علم کا خزانہ تھے۔ یہ عالم باعمل اور انتہائی صالح تھے۔ (الطبقات الکبریٰ، ۶/۵۳۹)

☆ اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم الاسدی، (م۱۹۳ھ) ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابن علیہ کے نام سے مشہور ہیں ان کا تعلق کوفہ سے تھا۔ یحییٰ بن معین کا کہنا ہے کہ وہ "ثقہ، مامون، صدوق اور متقی" ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۳/۲۳-۳۲م)

☆ اسماعیل بن خلیل الخزاز، (م۲۲۵ھ) کنیت "ابو عبداللہ" تھی۔ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ "ثقہ" ہیں۔ علی بن مسہر، یحییٰ بن زکریا وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (التاریخ الکبیر، ۱/۳۳۰، ۳۳۱، تقریب، ۱/۵۰)

☆ اسماعیل بن علیہ بصری، (م۱۹۳ھ) آپ کی کنیت "ابو بشر" اور نام "اسماعیل بن ابراہیم" ہے۔ "علیہ" ان کی والدہ کا نام ہے۔ بصرہ کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث اور چوٹی کے پختہ کار عالم ہیں۔ آپ ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ۔ متقی پرہیز گار اور سید المحدثین" کہا ہے۔ آپ ذیقعدہ میں فوت ہوئے۔ (الکاشف، ۱/۶۹)

☆ اسود بن یزید نخعی، (م۷۵ھ) آپ کی کنیت، "ابو عمرو" اور "اسود بن یزید" نام ہے۔ سلسلہ نسب، "ابو عمرو اسود بن یزید بن قیس نخعی" ہے۔ آپ بہت بڑے فقیہ، عابد، زاہد، کوفہ کے عالم۔ حضرت علقمہ کے بھتیجے۔ نامور فقیہ ابراہیم نخعی کے ماموں اور عبدالرحمان بن یزید کے بھائی ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن مسعود، حذیفہ، بلالؓ اور دیگر صحابہ سے علم حاصل کیا۔ کثرتِ عبادت و ریاضت کی وجہ سے لوگ ان کو جنتی کہتے تھے۔ (الاستیعاب، ۱/۱۸۵: تاریخ الثقات، ص ۶۷-۶۸)

☆ الاعرج مدنی، (م۱۱۷ھ) آپ کی کنیت "ابوداؤد اور نام عبدالرحمن بن ہرمز" ہے- کاتب مصاحف ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے مولی ہونے کی وجہ سے ہاشمی کہلاتے ہیں- حضرت ابو ہریرہؓ- ابوسعید خدری، عبداللہ سے علم حدیث حاصل کیا- آپ "ثقہ، ثبت، عالم اور معلم قرآن" تھے- (الکاشف، ۲/۱۶۷)

☆ الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی، (م۲۶۰ھ) فقیہ تھے- امام نسائی نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (الکاشف، ۱/۲۵۹)

☆ الفضل بن موسیٰ، ابوعبداللہ الیسانی، (۱۹۱ھ) ابن حجر نے تقریب میں لکھا ہے- "ثقہ ثبت" (رجال صحیح البخاری، ۲/۶۰۲)

☆ الحمیدی، عبداللہ بن زبیر اسدی حمیدی، (م۲۱۹ھ) کنیت "ابوبکر" ہے مکہ معظمہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور نامور فقیہ ہیں- امام شافعی کے کبار تلامذہ میں سے ہیں- کبار آئمہ دین میں شمار ہوتا ہے- مکہ معظمہ میں وفات پائی- (الکاشف ۲/۷۷)

☆ انس بن عیاض، (م۲۰۰ھ) آپ کی کنیت "ابوحمزہ" ہے- مدینہ منورہ کے رہنے والے قابل اعتماد عالم ہیں- ۱۰۴ھ میں پیدا ہوئے- ابوحازم، اعرج، صفوان بن سلیم، ہشام بن عروہ اور دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا' ان کے شہر میں عالی سند ان پر ختم تھی- امام ابوزرعہ اور امام نسائی کہتے ہیں- "لاباس بہ"- (تاریخ اسماء الثقات ص، ۴۷، تقریب، ۱/۶۰، الطبقات الکبریٰ، ۵/۳۰۷)

☆ ایوب بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ انصاری، ابن حبان نے ان کا ذکر "ثقات" میں کیا ہے- (تھذیب، ۱/۴۰۶، الکاشف- ۱/۹۴)

☆ ایوب سختیانی، (م۱۳۱ھ) آپ کی کنیت "ابوبکر"، "ایوب" نام اور آپ کے والد کا اسم گرامی "ابوتمیمہ کیسان" ہے- سلسلہ نسب: "ابوبکر ایوب بن ابی تمیمہ کیسان" ہے- آپ بصرہ کے رہنے والے نامور محدث اور چوٹی کے عالم ہیں- آپ آزاد شدہ غلام ہیں- علی بن مدینی کے مطابق آپ "۸۰۰" احادیث روایت کرتے ہیں- ابن سعد کے مطابق آپ "ثقہ" حدیث میں پختہ کار، جامع الصفات، کثیر العلم عادل اور حجت ہیں- طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر ۶۳ برس کی عمر میں انتقال فرمایا- (الکاشف، ۱/۹۲، ۹۳، الطبقات الکبریٰ، ۷/۱۲۶)

☆ بدیل العقیلی ابن میسرۃ المصری، (م۱۲۵ھ) "ثقہ" ہیں- بدیل اور عبداللہ روی نے ایک ہی دن وفات پائی- (التاریخ الکبیر، ۲/۱۲۴، ۱۲۵)

☆ بشر بن السری المصری، ابوعمر، (م۱۹۵ھ) مکہ کے رہنے والے تھے اور ان کا نام "الا خوہ" تھا- یہ ابراہیم بن طہمان، ابراہیم بن مھدی، ابراہیم بن یزید اور سفیان ثوری و عبداللہ بن مبارک سے روایت کرتے

ہیں- محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (تھذیب الکمال، ۱۲۲/۴-۱۲۵)

☆ بکر بن جعفر بن محمد بن حکیم بن سلیمان، (م۱۷۴ھ) ان کی کنیت "ابو محمد یا ابو عبدالملک" تھی- ربیعہ بن شرحبیل کے آزاد کردہ غلام تھے-۱۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۴ھ میں وفات پائی- بے حد عبادت گزار تھے- محدثین نے انہیں "ثقہ" شمار کیا ہے- (الطبقات الکبری، ۲۳۹/۷: تھذیب، ۴۴۶/۱)

☆ بکر بن سوادۃ بن ثمامہ الجذامی، (م۱۲۸ھ) فقیہ اور مفتی تھے- ابن سعد نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (تھذیب الکمال: ۲۱۴/۴-۲۱۶)

☆ ثابت ابی حمزۃ الثمالی، ان کا اصل نام، "ثابت بن ابی صفیۃ" تھا- کوفہ کے رہنے والے تھے- عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو "ضعیف الحدیث" اور ابوزرعہ نے "لین" جبکہ امام نسائی نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- منصور کے زمانے میں وفات پائی- (الکاشف، ۱۱۶/۱، تھذیب الکمال، ۳۰۶/۱)

☆ ثور بن یزید الکلاعی: کنیت "ابو خالد" تھی- وہ خالد بن معدان، مکحول اور راشد بن سعد سے روایت کرتے ہیں- محدثین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (الجرح والتعدیل، ۳۶۸/۲،۳۶۹)

☆ جعفر بن برد الراسبی، ابو حاتم ان کے بارے میں لکھتے ہیں- "یکتب حدیثہ" (الکاشف، ۱۲۸/۱)

☆ جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حریث المخزومی، (م۲۰۷ھ) ابن معین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے اور ابو حاتم نے ان کو "صدوق" کہا ہے- (التاریخ الکبیر، ۱۸۰/۲، تقریب ۹۰/۱۰)

☆ جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی، (م۱۴۸ھ) ۸۰ھ میں پیدا ہوئے- یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقہ" جبکہ عباس نے ان کو "مامون" قرار دیا ہے- (تھذیب الکمال، ۷۴/۵-۹۷: الکاشف، ۱۳۰/۱)

☆ حجاج بن محمد، الاعور الحافظ، (م۲۰۶ھ) محدثین نے ان کو "ثقہ ثبت" کہا ہے- (الکاشف ۲۳۵/۱-۲۳۶)

☆ حسن بن عبدالعزیز الجزامی المصری، (م۲۵۷ھ) فضل اور زہد میں لاثانی تھے (الکاشف، ۱۶۳/۱)-

☆ حفص بن عمر بن الاحارث بن سنجرۃ الازدی النمری، بنی عدی کے مولیٰ تھے- یہ شعبہ، بن سعد، ھشام بن عبداللہ، ھمام، ابی عوانہ ابراہیم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ابو حاتم نے ان کو "صدوق متقن" اور بعض محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (تھذیب ۳۶۵/۲: تقریب ۱۳۱/۱)

☆ حفص بن غیاث بن طلق بن معاویہ.........ابو عمر الکوفی، (م۱۹۴ھ) بغداد کے قاضی تھے- حدیث کے عالم تھے- یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- یہ ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے- اور جب وفات پائی- اس

وقت وہ "امیر الکوفہ" تھے- فضل بن عباس نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی- (تهذيب الكمال، ۷/۵۶-۶۹، الكاشف، ۱/۱۸۰)

☆ حماد بن زید بن درھم الامام ابو اسماعیل الازدی، (م۱۷۹ھ) بہترین "حافظ اور فقیہ" تھے- (الكاشف، ۱/۱۸۷،۱۸۸)

☆ حنش بن عبداللہ السبائی: انہوں نے فضالہ بن عبید وغیرہ سے سماعت کی ہے- "ثقہ" ہیں- (كتاب الجمع بن رجال الصحيحين ۱/۱۱۷)

☆ حنظلہ بن ابی سفیان بن عبدالرحمٰن بن صفوان، (م۱۵۱ھ) محدثین نے "ثقہ" قرار دیا ہے- (الكاشف، ۱/۱۹۶: تهذيب الكمال، ۷/۴۴۳-۴۴۷)

☆ حیوۃ بن شریح مصری، (م۱۵۸ھ) آپ کی کنیت "ابوزرعہ" ہے- آپ مصر کے رہنے والے محدثین کے پیشوا اور دیار مصر کے شیخ ہیں- خشیت الٰہی سے ہر وقت روتے رہتے تھے- مستجاب الدعوات تھے- (الكاشف، ۱/۱۹۸)

☆ خالد بن معدان، (م۱۰۳ھ) آپ کی کنیت "ابو عبداللہ" ہے- عرب کے قبیلہ بنو کلاع کی طرف منسوب ہیں- حمص میں رہتے تھے اور اپنے وقت میں شہر کے سب سے بڑے عالم تھے- حضرت ثوبان، معاویہ، ابوامامہ، مقدام بن معدی کرب، جبیر بن نضیر اور دوسرے متعدد اہل علم سے علم حاصل کیا- یہ روز ۷۰ ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے- آپ "ثقہ اور قابل اعتماد" ہیں- لیکن تدلیس اور ارسال کے عادی تھے- ۱۰۳ھ میں روزے کی حالت میں یزید بن عبدالملک کے دور میں وفات پائی- (التاريخ الكبير، ۳/۱۵۸، ۱۵۹: الطبقات الكبرى، ۷/۲۱۴)

☆ خالد بن مہران الحذاء ابو المنازل البصری، (م۱۴۱ھ) انہوں نے انس بن مالک کو دیکھا تھا محدثین نے "ثقہ ثبت" قرار دیا ہے- (تهذيب الكمال، ۸/۱۷۷-۱۸۱)

☆ خیثمہ بن ابی خیثمہ البصری، بصرہ کے رہنے والے ہیں- وہ حسن سے روایت کرتے ہیں- ان سے اعمش اور منصور روایت کرتے ہیں- ان حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (میزان الاعتدال، ۲/۴۶۳، التاریخ الکبیر، ۳/۱۹۰)

☆ دحيبة بنت علية العنبرية، یہ اپنی دادی حرملہ اور اپنی والدہ "قیلہ" سے روایت کرتی ہیں- محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (الكاشف، ۳/۴۸۷)

☆ ربیعہ الجرشی، بعض لوگوں نے ان کو صحابی کہا ہے اور بعض نے اس سے انکار کیا ہے- شام سے ان کا تعلق تھا- ان سے خالد بن معدان نے روایت کی ہے- اور کہا جاتا ہے کہ معاویہ کے زمانہ میں فقیہ تھے- (الجرح

والتعدیل، ۳/۲/۷۷-۴۷۳-۴۷۴: التاریخ الکبیر، ۲۸۱/۳)

☆ زکریا بن ابی زائدہ الھمدانی، (م۱۴۹ھ) الوادعی، الحافظ، یہ شعبی اور سماک سے جبکہ ان سے القطان، ابونعیم وغیرہ روایت کرتے ہیں- محدثین نے ان کے بارے میں لکھا ہے- ''ثقہ وکان یدلس'' (الکاشف، ۳۷۷/۱)

☆ سعید بن ابی عروبۃ، (م۱۵۷ھ) کنیت ''ابوالنضر'' تھی- بصرہ کے رہنے والے تھے- ''ثقہ'' تھے- (تقریب، ۲۱۰/۱)

☆ سعید بن عامر الضبعی، (م۱۲۴ھ) ۱۲۲ھ میں پیدا ہوئے یہ یونس بن عبید، حبیب بن شہید وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- بہت نیک انسان تھے- ابن معین نے ''ثقہ مامون'' قرار دیا ہے- (الکاشف، ۴۲۷/۱، تقریب، ۲۹۱/۱)

☆ سفیان بن عیینہ، (م۱۹۸ھ) آپ کی کنیت ''ابومحمد'' ہے- ضحاک بن مزاحم کے بھائی محمد مزاحم کے مولیٰ ہیں- کوفہ کے رہنے والے بڑے عالم، شیخ الاسلام اور نامور حافظ حدیث ہیں- ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے آپ امام، حجت، حافظ حدیث، وسیع العلم اور جلیل القدر انسان تھے- ۷۰ حج کیے- رجب میں وفات پائی اور حجون میں دفن کئے گئے- (الطبقات الکبریٰ، ۳۳۳/۵)

☆ سفیان ثوری، (م۱۶۱ھ) آپ کی کنیت، ''ابوعبداللہ'' ہے- سلسلہ نسب: ''ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری'' ہے- کوفہ کے نامور فقیہ اور سید الحفاظ ہیں- امام شعبہ یحیٰ بن معین اور محدثین کی ایک جماعت نے آپ کو ''امیر المومنین فی الحدیث'' کا خطاب دیا ہے- ۹۷ھ میں پیدا ہوئے- نوعمری میں علم حاصل کیا- آپ کے والد کوفہ کے نامور عالم تھے- حق بات کہنے اور حکام پر تنقید کرنے میں بے حد بے باک تھے- (تاریخ الثقات، ص ۱۹۰، ۱۹۱، تقریب، ۲۱۶/۱)

☆ سلام بن ابی مطیع ابوسعید، (م۱۶۴ھ) عمر بن ابی وھب الخزاعی کے موليٰ ہیں- احمد اور ابوداؤد نے ان کو ''ثقہ'' جبکہ ابن عدی نے ان کو ''لیس بمستقیم الحدیث'' کہا ہے- (رجال صحیح البخاری، ۳۳۲/۱)

☆ سھل بن ابی سھل الرازی: ان کا اصل نام سھل بن زنجلۃ تھا- ابو حاتم نے ان کو ''صدوق'' کہا ہے- (الکاشف- ۳۲۵/۱، تھذیب الکمال ۱۸۶/۱۲، ۱۸۷)

☆ شعبہ بن حجاج بن ورد واسطی، (۱۶۰ھ) آپ کی کنیت ''ابوبسطام'' اور نام ''شعبۃ بن حجاج'' ہے- ''بنوازد'' کے ساتھ نسبت ولاء کی وجہ سے ازدی کہلاتے ہیں- آپ حجت اور نامور حافظ حدیث ہیں- امام حسن بصری سے بہت سے مسائل سیکھے اور معاویہ بن قرہ، عمرو بن مرہ، حکم، انس بن سیرین، قتادہ وغیرہ سے علم حاصل

کیا- آپ سے دو ہزار احادیث مروی ہیں- سفیان ثوری انہیں "امیر المومنین فی الحدیث" قرار دیتے ہیں- (التاریخ الکبیر ۲۰۴/۴)

☆ شعیب بن ابی حمزۃ الحمصی الکاتب، (م۱۶۲ھ) آپ کی کنیت "ابوبشر" ہے- بنو امیہ کی طرف نسبت ولاء کی وجہ سے اموی کہلاتے ہیں- فن حدیث میں حجت اور اسکو بہت ضبط کرنے والے ہیں- آپکا حافظہ بہت قوی اور تحریر بڑی پسندیدہ تھی- ان کی حدیث صحاح ستہ کی سب کتابوں میں موجود ہے- (الطبقات الکبری، ۲۱۹/۷، تھذیب الکمال، ۳۷۰/۸)

☆ شیبان بن عبدالرحمٰن التیمی، (م۱۶۴ھ) ابومعاویہ "کوفہ" کے رہنے والے تھے بعد میں "بغداد" میں آ گئے- "ثقہ اور صاحب کتب" ہیں- (تھذیب الکمال، ۵۹۲/۱۲- ۵۹۶، الکاشف، ۱۵/۲)

☆ طلحہ بن یحیٰی بن النعمان بن أبی عیاش: ان کا لقب "الزرقی"، "الانصاری اور المدنی" تھا- امام بخاری، مسلم، ابو داؤد اور ترمذی ونسائی نے ان سے روایت کیا ہے- محدثین نے ان کو "صدق یھم" کہا ہے- (موسوعۃ رجال الکتب التسعۃ، ۲۰۸/۲)

☆ عابس بن ربیعہ النخعی، محدثین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (الکاشف، ۴۴/۲)

☆ عاصم الاحول، (۱۴۲ھ) ان کا اصل نام "عاصم بن سلیمان" تھا- "ابوعبدالرحمٰن" کنیت تھی- مدائن کے "قاضی" بھی رہے- انہوں نے انس بن مالک، شعبی، محمد بن سیرین وحفصہ بنت سیرین وغیرہ سے روایت کی ہے- محدثین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (رجال صحیح بخاری، ۵۶۰/۲)

☆ عباس بن عثمان الدمشقی، (م۲۲۳ھ) معلم تھے اور "ثقہ" ہیں- (تھذیب، ۲۹۱/۲، ۲۹۲، الکاشف، ۶۰/۲)

☆ عبد بن حمید، ابومحمد الکسی، (م۲۴۹ھ) ان کا نام عبدالحمید تھا- حافظ اور صاحب تصانیف ہیں- "ثقہ حافظ" ہیں- (الکاشف، ۲۲۵/۲)

☆ عبدالرحمٰن بن ابراہیم، ابوسعید الدمشقی (م۲۴۵ھ): فلسطین اور اردن کے قاضی تھے- "حجۃ" ہیں- (الکاشف، ۱۳۷/۲)

☆ عبدالرحمٰن بن ابی زناد بن عبداللہ بن ذکوان، (م۱۷۴ھ) کنیت "ابومحمد" اور مدینہ منورہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث ہیں- اپنے والد کے علاوہ عمرو بن ابی عمرو سہل بن صالح- ہشام بن عروہ اور ان کے طبقہ سے علم حدیث حاصل کیا- آپ مفتی اور فقیہ بھی تھے- امام نسائی پر اہل السنن نے ان سے حجت پکڑی ہے- بغداد میں وفات پائی- (تھذیب، ۱۷۰/۶-۱۷۳، الدار القطنی، اسماء التابعین ومن بعدھم، ۴۴۱/۱)

☆ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ الانصاری، ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ یہ اپنے دادا کی نسبت سے مشہور ہیں- ''ثقہ مشہور'' اور ''کثیرالحدیث'' ہیں- (ذکر اسماء التابعین، ۱/۲۱۲، الکاشف، ۲/۱۵۹، التاریخ الکبیر، ۵/۱۹۹)

☆ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع، ابو بکر الحمیری، (م۲۱۱ھ) بہت بڑے عالم تھے- ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- (رجال صحیح البخاری، ۲/۴۹۲)

☆ عبداللہ بن الحسن بن حسن بن علی بن ابی طالب، (م۱۴۵ھ) یہ اپنے والد، والدہ فاطمہ بنت الحسین سے روایت کرتے ہیں- ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف،۲/۷۱)

☆ عبداللہ بن بریدہ، بن الحصیب الأسلمی، (۱۲۵ھ) مرو کے ''قاضی اور عالم'' ہیں- ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف ۲/۶۶)

☆ عبداللہ بن حسان التیمی، ابوالجنید العنبری، ''مقبول اور ثقہ'' ہیں- (تقریب، ۱/۳۸۸)

☆ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ عدوی عنزی، کنیت ''ابوعبدالرحمٰن تھی- والدہ ''دجاجہ بنت اسماء بن الصلت بن حبیب''- ہجرت کے چار سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے- ۷ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۃ القضاء کے لیے مکہ تشریف لائے تو یہ تین سال کے تھے- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ میں کھجور چبا کر اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا اور دعا کی- عبداللہ انتہائی شریف، سخی کریم اور بہت مال و اولاد والے تھے- ان کی وفات معاویہ کی خلافت سے ایک سال پہلے ہوئی- (الطبقات الکبریٰ، ۵/۲۳-۲۶، التاریخ الکبیر، ۴/۳۳۱)

☆ عبداللہ بن عباس، (م۶۸ھ) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۳ سال تھی- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور قرآن حکیم کی تفسیر کا علم سکھائے- عبداللہ بن مسعود نے فرمایا، ''عبداللہ بن عباس قرآن کے بڑے اچھے مفسر ہیں- اگر ہماری عمر کے ہوتے تو علم دین میں کوئی ان کا مقابلہ کر سکتا- بصرہ میں امیر بن کر گئے تو وہاں قد و قامت، جمال و کمال، علم و ادب اور فن خطابت میں ان کا ہمسر کوئی عربی نہ تھا- ان کا ۶۸ھ میں طائف میں انتقال ہوا- محمد بن حنفیہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور کہا ''آج دنیا سے اس امت کا عالم ربانی اٹھ گیا ہے''- (الاستیعاب، ۳/۶۶-۷۱، تھذیب، ۵/۲۴۵-۲۴۸)

☆ عبداللہ بن عمر بن خطاب، (م۷۴ھ) ام المومنین حفصہؓ کے حقیقی بھائی تھے اور مشہور فقیہ اور علم و فضل میں بلند پایہ تھے- غزوۂ خندق اور بیعت الرضوان میں شریک تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی اور ان کی نیکوکاری اور صلاحیت کی شہادت دی تھی- آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوانہ وار اتباع کرتے تھے- آپؓ کے بارے میں حضرت جابرؓ فرماتے تھے- بجز عبداللہ بن عمر ہم میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جسے دنیا

نے اپنی طرف مائل کیا ہو اور وہ اس کی طرف مائل نہ ہوا ہو-(تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۷: تاریخ الصحابۃ، ص ۱۴۹)

☆ عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب الھاشمی، ان کی کنیت ''ابو محمد'' تھی- ''ابن عقیل'' کے نام سے مشہور ہیں- والدہ کا نام ''زینب بنت علیؓ'' تھا- کثیر العلم تھے- اپنے والد، ابن عمرؓ، انسؓ، جابرؓ اور ربیع بنت معوذ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں-(لسان المیزان، ۹/۸۷/۴، التاریخ الکبیر، ۵/۸۴، تقریب، ۱/۲۱۲، تھذیب، ۶/۱۵)

☆ عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب، ابو عبدالرحمٰن، (م۲۲۱ھ) ''ثقہ'' ہیں-(الکاشف، ۲/۱۱۷)

☆ عبداللہ بن میمون بن داؤد القداح القرشی: امام بخاری ان کو ''ذاھب الحدیث'' ابو زرعہ ''واھی الحدیث'' اور ترمذی ''منکر الحدیث'' کہتے ہیں-(تھذیب الکمال، ۱۶/۱۹۹، ۲۰۰)

☆ عبداللہ بن یحیٰی برلیسی، (م۲۱۲ھ) مصر کے ساحلوں کے قریب ایک بستی ''برلس'' تھی- اس وجہ سے انہیں ''برلیسی'' کہا جاتا تھا- محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا-(الکاشف ۲/۱۲۷، رجال صحیح للبخاری، ۱/۴۳۴)

☆ عبداللہ بن یزید بن الصلت الشیبانی، ابو زرعہ نے انہیں ''منکر الحدیث'' جبکہ ابو حاتم نے ان کو ''متروک الحدیث'' قرار دیا ہے- نسائی نے ان کو ''ضعیف'' کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۱۶/۳۰۴-۳۰۵)

☆ عبداللہ بن یوسف التنیسی، (م۱۹۹ھ) کنیت ''ابو محمد الکلاعی'' تھی- دمشق کے رہنے والے تھے انہوں نے سعید بن، مالک، لیث، یحیٰی بن حمزہ وغیرہ سے روایت کیا ہے- امام بخاری کہتے ہیں- کان من اثبت الشامیین ابو حاتم اور ابو یونس وغیرہ نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے- ان کی وفات ۱۹۹ھ میں ہوئی-(التاریخ الکبیر ۵/۱۲۹، سیئر اعلام النبلاء، ۱/۳۵۸،۳۵۷)

☆ عبدالمؤمن بن خالد الحنفی: ''مروؒ'' کے قاضی تھے- ''صدوق'' ہیں- (الکاشف، ۲/۱۹۱)

☆ عبدالواحد بن زیادہ، ابو بشر العبدی، (۱۷۹ھ) تفصیل کے لیے دیکھیے صفحہ ۱۳۲

☆ عبدالوھاب بن یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن زبیر، ''مقبول'' ہیں- ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے-(تقریب، ۱/۴۸۹)

☆ عبدان: عبداللہ بن عثمان بن جبلہ (۲۲۱ھ): ''ثقہ'' ہیں-(فتح الوھاب، ص ۹۴)

☆ عبدۃ بن سلیمان کلابی کوفی، (م۱۸۸ھ) آپ کی کنیت ''ابو محمد'' ہے کوفہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث ہیں- آپ نے عاصم احول، ہشام بن عروہ، اعمش، اسماعیل بن ابی خالد اور ایک دوسری جماعت سے علم حدیث حاصل کیا- ابن سعد اور امام احمد بن حنبل نے ان کو ''ثقہ'' اور قابل اعتماد قرار دیا ہے- ابن سعد

کے مطابق ۳ رجب میں ان کا انتقال ہوا- (الطبقات الکبری، ۶/ ۵۴۶، ۵۴۷، التاریخ الکبیر ، ۵/ ۳۷۷)

☆ عبید اللہ بن ابی یزید، (م ۲۲۶ھ) یہ آل فارظ بن شیبہ کے آزاد کردہ غلام ہیں- وہ ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، حسین بن علی- اپنے والد ابی یزید وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ابن المدینی، ابن معین، نسائی نے ان کو ''ثقہ'' جبکہ ابن سعد نے ان کو ''کثیر الحدیث'' کہا ہے- (تھذیب، ۷/ ۵۶، ۵۷)

☆ عبید اللہ بن عبداللہ بن الاصم العامری: محدثین نے ''مقبول'' کہا ہے- انہوں نے یزید بن الاصم سے اور ان سے مروان نے روایت کی ہے- (التاریخ الکبیر ۵/ ۲۴۱)

☆ عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الھذلی المدنی، (م ۹۸ھ) آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' اور نام ''عبید اللہ'' ہے- آپ نابینا ہونے کے باوجود چوٹی کے عالم اور مدینہ منورہ کے فقہاءِ سبعہ کے ممتاز رکن ہیں- فقہ حدیث میں امامت کے درجے پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ شاعر بھی تھے- آپ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اتالیق ہیں- (التاریخ الکبیر، ۵/ ۳۴۰: الجرح والتعدیل، ۵/ ۳۱۹)

☆ عبید اللہ بن موسیٰ، ابو محمد: ''صدوق'' ہیں: شیعہ تھے- محدثین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (تاریخ الثقات، ص، ۳۱۹)

☆ عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب، (م ۱۴۵ھ) ابو عثمان القرشی، مشہور فقیہ تھے اور ''ثقہ'' ہیں- (رجال صحیح البخاری، ۱/ ۴۶۲)

☆ عبیدہ بن حمید الکوفی، (م ۱۰۹ھ) محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (الکاشف، ۲/ ۲۱۱)

☆ عثمان بن جبلہ بن ابی رواد العتکی المروزی: ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف، ۲/ ۲۱۶)

☆ عطاءؒ بن یسار، ابو محمد المدنی، (م ۱۰۳ھ) کبار تابعین میں سے تھے- حافظ ابنِ حجر عسقلانی لکھتے ہیں- ''ثقہ فاضل صاحب مواعظ وعبادۃ'' (تقریب، ۲/ ۳۷، الکاشف، ۲/ ۳۰۸-۳۰۹)

☆ علی بن حجر، ابوالحسن المروزی السعدی، (م ۲۴۴ھ) مرو کے رہنے والے ''حافظ'' ہیں- ''ثقہ اور مامون ہیں''- (التاریخ الکبیر، ۶/ ۲۷۲، الکاشف ۲/ ۲۴۴)

☆ علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح السعدی، ابوالحسن ابن المدینی البصری، (۲۳۴ھ) بصرہ میں پیدا ہوئے- صاحب التصانیف ہیں- (تھذیب الکمال، ۲۱/ ۵-۳۵، الکاشف، ۲/ ۲۵۱، رجال صحیح البخاری، ۲/ ۵۳۱)

☆ علی بن مسہر کوفی، (م ۱۹۷ھ) آپ کی کنیت ''ابوالحسن'' ہے- نامور حافظِ حدیث اور شہر موصل کے

قاضی ہیں- فقہ اور حدیث کے جامع عالم اور ''ثقہ'' ہیں- آخری عمر میں نابینا ہو گئے- (تقریب، ۱/۹ ۱ ۳، الکاشف، ۲/۲۵۷)

☆ علی بن میمون الرقی العطار، (م ۲۴۶ھ) یہ ابن عیینہ اور ابی معاویہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف ۲/۲۵۸)

☆ عمرو بن الحارث بن یعقوب بن عبداللہ الانصاری، (م ۱۴۷ھ) قاری، فقیہ اور مفتی تھے- محدثین نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے- (تھذیب الکمال ۲۱/۵۷۰-۵۷۷)

☆ عمارہ بن عمیر الیتمی: ''ثقہ'' ہیں- سلیمان بن عبدالملک کے عہد میں وفات پائی- (الکاشف: ۲/۳۴۶)

☆ عمرو بن حفص بن غیاث بن طلق، ابو حفص الکوفی، (م ۲۲۲ھ) یہ اپنے والد ''حفص بن غیاث اور سکین بن مکمر، عبداللہ بن ادریس اور ابی بکر بن عیاش'' سے روایت کرتے ہیں- جبکہ ان سے امام بخاری مسلم، ابراہیم بن یعقوب، محمد بن عثمان بن کرام وغیرہ روایت کرتے ہیں- ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ ابوحاتم نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۲۱/۳۰۴-۳۰۶)

☆ عنبسہ بن عبدالرحمن بن عنبسہ بن سعید، ابو زرعہ نے ان کو ''واھی الحدیث'' اور ''منکر الحدیث'' جبکہ ابو حاتم نے ان کو ''متروک الحدیث'' جبکہ ازدی نے ان کو ''کذاب'' کہا ہے- (تھذیب، ۳/۳۳۳، ابن حبان البستی، کتاب المجروحین ۲/۱۷۰-۱۷۱)

☆ فروہ بن نوفل الاشجعی، صحابی ہیں- ابن عبدالبر کے مطابق یہ خوارج میں سے ہیں- (الکاشف، ۲/۳۲۶)

☆ فلیح بن سلیمان، (م ۱۶۸ھ) ان کا نام ''عبدالملک'' جبکہ لقب ''فلیح'' ہے- ابن معین ابو حاتم اور امام نسائی کہتے ہیں- ''لیس بالقوی''- بعض نے ان کو ''کثیر الخطا'' کہا ہے- (تھذیب، ۳/۶۰۳، الکاشف، ۲/۳۳۲-۳۳۳)

☆ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، (۱۰۸ھ) دیکھیے صفحہ ۱۸۲

☆ قتیبہ بن سعید بن جمیل بن طریف بن عبداللہ الثقفی، انہیں بھی ابو رجاء کہا جاتا ہے کہ اس کا نام ''یحییٰ بن سعید'' جبکہ ''قتیبہ'' لقب تھا- محدثین نے ان ''کو صدوق اور ثقہ'' کہا ہے- (تھذیب الکمال: ۲۳/۵۲۳-۵۳۳)

☆ لیث بن سعد مصری، (م ۱۷۵ھ) آپ کی کنیت ''ابو الحارث'' ہے- بنوفہم کے ساتھ تعلق ولاء رکھتے ہیں- آپ مصر کے رہنے والے نامور اور بلند پایہ حافظِ حدیث ہیں- آپ دیارِ مصر کے شیخ، عالم اور رئیس تھے- عطا بن ابی رباح، نافع عمری، ابن ابی ملیکہ، زہری، مشرح، بن ہامان، جعفر بن ربیعہ اور دوسرے بہت سے لوگوں سے علمِ حدیث حاصل کیا- آپ فنِ حدیث کے ''امام''، ''حجت'' اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں- آپ نے جمعرات نصف شعبان میں وفات پائی- (میزان الاعتدال، ۵/۵۱۶-۵۱۷، تقریب، ۲/۴۹۷)

☆ مالک بن اسماعیل ابوغسان النہدی، مشہور "ثقہ امام" ہیں- کوفہ کے رہنے والے تھے- بے حد عبادت گزار تھے-
(میزان الاعتدال، ۲/۶)

☆ مالک بن انس، (م۱۷۹ھ) آپ کی کنیت "ابوعبداللہ"، نام "مالک" اور لقب "دارالہجرہ" ہے- سلسلہ نسب "ابوعبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث" .... ہے- آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور امتِ مسلمہ کے نامور فقیہ ہیں- آپ سے نافع، مقبری، نعیم، محمد، زہری، ابن المنکدر، عبداللہ بن دینار وغیرہ نے علم حدیث حاصل کیا- آپ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد شمار سے باہر ہے- آپ میں روشن دماغی، فہم و فراست، وسعتِ علم، دیانت، عدالت، اتباع سنت جیسی بے نظیر خصوصیات تھیں-
(الطبقات الکبریٰ، ۵/۲۸۷، تذکرۃ الحفاظ، ۲۰۲)

☆ مجاہد، (م۱۰۴ھ) آپ کی کنیت "ابوالحجاج" مجاہد نام ولدیت "جبر" ہے- نسب "ابوالحجاج مجاہد بن جبر المخزومی المکی"- قریش کے مشہور قبیلہ بنومخزوم کی طرف نسبت ولاء کی بناء پر "مخزومی" کہلاتے ہیں- مکہ معظمہ میں رہنے والے نامور معلم و مفسر قرآن حکیم اور مشہور حافظِ حدیث ہیں- اور تفسیر قرآن کے عالم ہیں-
(تھذیب، ۱۰/۴۲-۴۴، الکاشف، ۳/۱۰۶)

☆ محمد بن ابراہیم بن الحارث بن خالد بن صخر: ان کے دادا حارث اولین مہاجرین میں سے تھے- "ثقہ" اور "کثیر الحدیث" ہیں- (تھذیب، ۹/۶)

☆ محمد بن اسماعیل بن یوسف السلمی، ابواسماعیل الترمذی، (م۲۸۰ھ) مشہور حافظ ہیں اور بغداد کے رہنے والے ہیں- "ثقہ" ہیں- (لسان المیزان، ۹/۸۷)

☆ محمد بن الصباح بن سفیان بن ابی سفیان الجرجرائی، (م۲۴۰ھ) عمر بن عبدالعزیز کے موالی ہیں- ابوزرعہ نے ان کو "ثقہ" جبکہ ابوحاتم نے ان کو "صالح الحدیث" کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۲۵/۳۸۴-۳۸۸: الکاشف، ۳/۳۸)

☆ محمد بن بشار بن عثمان العبدی، ابوبکر، (م۲۵۲ھ) "ثقہ اور کثیر الحدیث" ہیں- (تاریخ الثقات، ص، ۴۰۱، الکاشف، ۳/۲۱)

☆ محمد بن حمید الرازی (م۲۴۸ھ): زیادہ تر محدثین نے ان کو "غیر ثقہ" قرار دیا ہے- یعقوب بن شیبہ نے ان کو "کثیر المناکیر" کہا ہے- (الجوزجانی، احوال الرجال، ص، ۲۰۷، الکاشف، ۳/۳۲)

☆ محمد بن زادان المدنی، امام بخاری نے ان کو "منکر الحدیث" جبکہ ابوحاتم نے ان کو "متروک الحدیث" کہا ہے-
(تھذیب، ۳/۵۶۳، الکاشف ۳/۳۸)

☆ محمد بن عبدالعزیز الرملی: ابن الواسطی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں- ابوزرعہ نے کہا ہے: "لیس بقوی" یعقوب بن

سفیان نے ان کو" حافظ" کہا ہے- العجلی نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (تهذيب الكمال، ۲۶/ ۱۱-۱۲)

☆ محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب محمد بن عبداللہ بن ابی عثمان، (۲۴۴ھ) ان کا تعلق بصرہ سے تھا- یہ کثیر بن مسلم، عبدالعزیز ابن المختار، ابی عوانہ، عبدالواحد بن زیاد وغیرہ سے جبکہ ان سے ترمذی، عبداللہ بن محمد البغوی اور محمد بن جریر الطبری وغیرہ روایت کرتے ہیں- بصرہ میں وفات پائی- محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (تهذيب، ۹/ ۳۱۶)

☆ محمد بن مقاتل المروزی، (م ۲۲۶ھ) مشہور فقیہ ہیں اور "ثقہ" ہیں- (الكاشف ۳/ ۸۷)

☆ محمد بن یحییٰ بن حبان بن منقذ بن عمرو الانصاری، ابوعبداللہ، (م ۱۲۱ھ) محدثین نے "ثقہ" قرار دیا ہے- (رجال صحيح البخاری، ۲/ ۶۸۶: الكاشف، ۳/ ۹۳)

☆ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس (م ۲۵۷ھ): ابوعبداللہ نیشاپوری، امیر المومنین فی الحدیث تھے- ثقہ اور مامون ہیں- امام احمد بن حنبل ان کی بے حد توصیف فرماتے تھے- (تهذيب الكمال، ۲۶/ ۶۱۷-۶۳۰، الكاشف، ۳/ ۹۴)

☆ محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی، (م ۲۱۲ھ) "ثقہ" ہیں- ابن حبان نے اپنی "کتاب الثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے- (تهذيب الكمال ۷/ ۱۹۴، الكاشف، ۲/ ۱۵۱)

☆ محمود بن غیلان العدوی المروزی، (م ۲۳۹ھ) بغداد کے رہنے والے تھے "ثقہ" ہیں- وہ وکیع، ابن عیینہ نضر بن شمیل، فضل بن موسیٰ البنانی ابی احمد الزبیری اور عبدالرزاق، معاویہ بن ہشام وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- محمود بن غیلان حج کے لیے ۲۳۹ھ میں گئے- پھر مرو کی طرف لوٹ آئے اور ذی القعدہ ۲۳۹ھ میں وفات پائی- (التاريخ الكبير ۷/ ۲۸۱: تهذيب، ۱۰/ ۵۸)

☆ مروان بن معاویہ بن الحارث، (م ۱۹۳ھ) "ابوعبداللہ الکوفی" جنہیں محدثین نے "ثقہ" کہا ہے- (تهذيب الكمال، ۲۷/ ۴۰۳-۴۰۹، تقريب، ۱/ ۷۷)

☆ مسعر بن کدام بن ظہیر بن عبیدہ بن الحارث، ابوسلمہ الکوفی (م ۱۵۳ھ): "ثقہ" تھے- "ثبت فی الحدیث" تھے- (تهذيب الكمال، ۲۷/ ۴۶۱-۴۶۸، الكاشف، ۳/ ۱۲۱)

☆ مصعب بن شیبہ بن جبیر بن شیبہ، ابن عثمان بن عبدالدار خازن الکعبہ: بعض محدثین نے ان کو "ضعیف" جبکہ امام نسائی نے ان کو "منکر الحدیث" کہا ہے- (التاريخ الكبير ۷/ ۲۲۹، الكاشف، ۳/ ۱۵۵)

☆ معاویہ بن ہشام، (م ۲۰۵ھ) کنیت "ابوالحسن" تھی- کوفہ کے رہنے والے تھے- یہ سفیان ثوری، علی بن صالح، مالک بن انس، ہشام بن سعد، منہال بن خلیفہ، عمار بن زریق وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ابن شاہین نے ان کا تذکرہ "ثقات" میں جبکہ احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ وہ "کثیر الخطا" ہیں- (تاريخ اسماء الثقات،

ص ۳۰۳: تہذیب، ۱۰/۱۹۸)

☆ مفضل بن فضالہ بن عبید، (۱۸۱ھ) آپ کی کنیت ''ابومعاویہ'' ہے- مصر کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث اور مصر کے مشہور قاضی ہیں- مستجاب الدعوات تھے-۷۴ سال کی عمر میں وفات پائی- (الکاشف، ۳/۱۵۱)

☆ مقدام بن شریح بن ہانی، ''صدوق'' ہیں- (الکاشف ۳/۱۵۲)

☆ منصور بن معتمر السلمی الکوفی، م۱۳۲ھ) آپ کی کنیت ''ابوعتاب'' ہے- ممتاز حافظِ حدیث، حجت اور چوٹی کے عالم ہیں- صحابہؓ سے ان کے سماع کا ثبوت نہیں ملا- ابو وائل، ربعی بن خراش، ابراہیم، سعید بن جبیر، مجاہدؒ شعبی اور ان کے طبقے کے محدثین سے علم حدیث حاصل کیا- ان سے شعبہ، شعبان، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شریک، فضیل بن عیاض وغیرہ روایت کرتے ہیں- (تہذیب، ۱۰/۲۷۹-۲۸۱)

☆ موسیٰ بن اسماعیل: ابوسلمہ التبوذکی- الحافظ- البصری- ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف، ۳/۱۵۹: تقریب ۲/۲۸۰: تاریخ الثقات، ص، ۴۴۳)

☆ موسیٰ بن عقبہ اسدی، (م۱۴۱ھ) آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث ہیں- آل زبیر بن عوام سے نسبت ولاء رکھتے ہیں- نامور فقیہ اور مشہور مفتی تھے- صالح اور ''ثقہ'' ہیں- شہرہ آفاق کتاب ''کتاب المغازی'' کے مصنف ہیں- (ذکر اسماء التابعین، ۱/۳۵۰، الکاشف ۳/۶۵، الجمع بین رجال الصحیحین، ۲/۴۸۳)

☆ نافع، (م۱۱۷ھ) آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' ہے- حضرت عبداللہ بن عمر کا موٰلی ہونے کی وجہ سے عدوی کہلاتے ہیں- مدینہ منورہ میں سکونت رکھتے تھے- اپنے آقا حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابوہریرہؓ، ام سلمہؓ، رافع بن خدیج اور صحابہ کرام کی ایک دوسری جماعت سے علم حدیث حاصل کیا- امام بخاری اور دوسرے علماء کے مطابق سب سے زیادہ صحیح سند- ''مالک عن نافع عن ابن عمر'' ہے- ان کی زبان میں لکنت تھی یہ ''ثقہ'' اور ''کثیرالحدیث'' ہیں- ان کا انتقال ۱۱۷ھ میں ہوا- (التاریخ الکبیر ۷/۳۹۰-۳۹۹، رجال صحیح البخاری، ۲/۷۴۶)

☆ نصر بن زرارۃ بن عبدالاکرم الذھلی- ابوالحسن الکوفی: ابوحاتم نے ان کو ''مجھول'' جبکہ ابن حبان نے ان کو ''ثقات'' میں شمار کیا ہے- (تھذیب الکمال، ۲۹/۳۷۸: تقریب، ۲/۳۰۱)

☆ نضر بن شمیل مازنی، (م۲۰۴ھ) آپ کی کنیت ابوالحسن ہے- بصرہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث ہیں- لغت کے ماہر ہیں- ثقہ اور متبع سنت ہیں- (تذکرۃ الحفاظ، ۱-۲/۳۱۴، ۳۱۵)

☆ وساج بن عقبہ بن وساج، وہ شعیب بن اسحاق عبدالحمید بن حبیب، مصعب بن ماھان اور ولید بن محمد الموقری سے

جبکہ ان سے ابراہیم بن محمد الفریابی اور سلیمان بن عبدالحمید روایت کرتے ہیں- ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے-(تھذیب الکمال، ۳۰/ ۴۴۱)

☆ وکیع بن جراح رواسی، (م۱۹۷ھ) آپ کی کنیت، ''ابوسفیان'' ہے- کوفہ کے رہنے والے ممتاز حافظِ حدیث اور چوٹی کے امام ہیں- پختہ کار عالم اور عراق کے محدث ہیں- ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے- وزیر مال تھے- ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر رات قرآنِ حکیم ختم کرتے تھے- ہمیشہ قبلہ رخ ہو کر بیٹھتے تھے-(تھذیب، ۱۱/ ۱۱۴-۱۰۹)

☆ ولید بن محمود الموقری، (م۱۸۲ھ) ان کی کنیت ''ابوبشر البلقاوی'' تھی- یہ ثور بن یزید، ضحاک بن مسافر اور ابن شہاب الزہری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- محدثین نے ان کو ''کذاب'' اور ''ضعیف'' قرار دیا ہے- ابو زرعہ الرازی نے ان کو ''لین الحدیث'' کہا ہے- جبکہ نسائی نے ان کو ''منکر الحدیث اور متروک الحدیث'' قرار دیا ہے- ماہ رمضان میں وفات پائی-(الضعفاء والمتروکین، ص ۱۷۲، تھذیب الکمال، ۳۱/ ۷۶-۷۸)

☆ ولید بن مسلم الدمشقی، ابوالعباس، (م۱۹۸ھ) ''ثقہ'' ہیں- کئی کتب کے مصنف ہیں-(تاریخ الثقات، ص ۴۶۶، الکاشف ۳/ ۲۱۳)

☆ وھیب بن خالد الباھلی، (م۱۶۵ھ) کنیت ''ابوبکر'' اور قبیلہ ''باہلہ'' کے ساتھ نسبت ولا رکھنے کی وجہ سے انہیں ''الباھلی'' کہا جاتا ہے، عالم فاضل تھے- ابوحاتم نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے-(الکاشف، ۳/ ۲۱۶)

☆ ہلال بن یساف الاشجعی، ابوالحسن، کوفی ہیں- ''تابعی اور ثقہ'' ہیں- (تاریخ الثقات، ص ۴۶۰، الکاشف، ۳/ ۲۰۲)

☆ ھناد بن سری بن مصعب تمیمی دارمی، (م۲۴۳ھ) آپ کی کنیت ''ابوالسری'' ہے- آپ بلند پایہ ''حافظِ حدیث'' اہل علم کے مقتداء بہت بڑے زاہد اور شیخ الکوفہ ہیں- امام بخاری کے سوا تمام اصحاب صحاح ستہ، ابوزرعہ، عبدان اور دوسرے لوگ مستفید ہوئے- ''ثقہ'' ہیں زندگی بھر شادی نہ کی لوگ انہیں راہب کوفہ کہتے ہیں- ۹۱ سال کی عمر میں وفات پائی-(التاریخ الکبیر، ۸/ ۲۳۰؛ تھذیب، ۱۱/ ۶۲)

☆ یحییٰ بن ابی کثیر: امام ابونصر الیمامی ''ثقہ'' ہیں- حسن الحدیث ہیں- (تاریخ الثقات، ص ۴۷۵، الکاشف، ۳/ ۲۴۳)

☆ یحییٰ بن جعدہ بن ھبیرہ المخزومی: ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف، ۳/ ۲۲۱: تھذیب الکمال: ۳۱/ ۲۵۳-۲۵۴)

☆ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ابوسعید الوادعی، (م۱۸۳ھ) دیکھیے صفحہ ۱۸۴

☆ یحییٰ بن سعید، (م۱۴۳ھ) آپ کی کنیت "ابوسعید" ہے- مدینہ منورہ کے انصاری قبیلے "بنونجار" سے تعلق رکھتے تھے- مدینہ منورہ کے قاضی تھے- ان کا شمار حفاظ حدیث میں ہوتا ہے- ثقہ ہیں- بے شمار خوبیوں کے مالک تھے- قصبہ ہاشمیہ میں وفات پائی- (الطبقات الکبریٰ ۲۶۶/۵)

☆ یحییٰ بن عباد الضبعی، ابن حجر عسقلانی نے ان کو "صدوق" کہا ہے- جبکہ ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (الکاشف، ۲۸۲/۳)

☆ یزید بن الاصم العامری، ابوعوف (م۱۰۳ھ): حضرت میمونہؓ کے بھانجے تھے- "ثقہ" ہیں- (الکاشف- ۲۴۰/۳)

☆ یزید بن رومان (م۱۰۳ھ) ابوروح، زبیر بن العوام کے مولی تھے- محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- "کثیر الحدیث" ہیں- (رجال صحیح البخاری، ۸۰۶/۲-۸۰۷)

☆ یزید بن مقدام بن شریح بن ھانی، ابوحاتم کہتے ہیں، یکتب حدیثه، جبکہ ابن حبان نے "کتاب الثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے- (تھذیب الکمال ۲۲۸/۳۲، ۲۲۹)

☆ یزید بن ہارون ابا عاصم، (م۲۰۶ھ) مشہور حافظ اور "ثقہ محدث" ہیں- ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے- (تھذیب ۳۲۰/۱۱: تقریب، ۶۷۷/۲)

☆ یزید بن یزید بن جابر الازدی، (م۱۳۳ھ) "ثقہ صالح" ہیں- (الکاشف، ۲۵۱/۳-۲۵۲)

☆ یعقوب بن ابی یعقوب المدنی، "ثقہ" ہیں- ابوحاتم نے ان کو "صدوق" کہا ہے- (تھذیب، ۳۴۸/۴، الکاشف، ۲۵۷/۳)

☆ یعقوب بن حمید بن کاسب، (م۲۴۱ھ) مکہ کے رہنے والے تھے- ابوحاتم نے ان کو ضعیف الحدیث کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۳۲۱/۳۲، ۳۲۲: الکاشف- ۲۵۴/۳

☆ یوسف بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری، "کوفی اور ثقہ" ہیں- محدثین نے ان کو "مقبول" کہا ہے- (تاریخ الثقات، ص ۴۸۵: تقریب، ۶۸۳/۲، الکاشف، ۲۶۰/۳)

ابوتمیلہ، یحییٰ بن واضح لانصاری، بعض محدثین نے ان کو "لیس بہ باس" اور بعض نے "ثقہ" کہا ہے- (تھذیب الکمال ۲۲/۳۲-۲۶)

فصل دوم:

مکارمِ اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم

☆ انجیل میں نبی کریم ﷺ کی صفات
☆ حلیہ مبارک
☆ تبسم
☆ حیاء
☆ طرزِ گفتگو
☆ ہیبت و وقار
☆ عبادت
☆ خطاب عام میں اصلاح
☆ معاملات میں خوش معاملگی
☆ حزم واحتیاط
☆ طب نبوی ﷺ
☆ زہد نبوی ﷺ
☆ عدلِ نبوی ﷺ
☆ رحمۃ للعالمین
☆ معجزات

مکارم اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم

محبوب رب العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جمالِ خَلق اور کمالِ خُلق سے متصف تھے جو حیطۂ بیان سے باہر ہے۔ دمکتا چہرہ گویا چاند، چمکتا رنگ، جمالِ جہاں تاب کے ساتھ ڈھلا ہوا پیکر۔ تابناک و پُر جمال۔ گفتگو میں چاشنی گویا لڑی سے موتی جھڑ رہے ہوں۔

کمالِ نفس اور مکارم اخلاق کے کیا کہنے۔ فصاحت و بلاغت میں ممتاز۔ جوامع الکلم، بردباری، قوتِ برداشت، حلیم و بردبار، غیض و غضب سے دور، پیکر جود و سخا، حیادار و پست نگاہ، عادل، پاک دامن، صادق، امین، عہد کے پابند، صلہ رحمی کرنے والے، نرم خو، باوقار، حاصل یہ کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم بے نظیر صفاتِ کمال سے آراستہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے نظیر ادب سے نوازا تھا۔ حتیٰ کہ باری تعالیٰ نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرمایا۔

(﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾) (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و خصائل کی بلندی تک رسائی پانا ناممکن ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا جو مشاہدہ صحابیاتؓ نے کیا اور اس کو اس خوبصورتی سے الفاظ کا جامہ پہنایا کہ قیامت تک وہ خوبصورت الفاظ امر رہیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سعد بن ہشام نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے۔ آپؓ نے فرمایا۔ ﴿کان خلقه القرآن﴾۔ (۲)

حضرت صفیہ بنت حیی فرماتی ہیں۔ "ما رایت احداً احسن خلقاً من رسول الله صلى الله عليه وسلم" (۳)

انجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات

قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے شمار صفات بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح انجیل میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔

حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب، ثناء احمد بن عبدالجبار، ثنا يونس بن بكير، ن يونس بن عمرو، عن عيز ار بن حريث، ﴿عن عائشةؓ أن رسول صلى الله عليه وسلم مكتوب في الانجيل لافظ ولاغليظ ولاسخاب بالأسواق ولايجزى بالسيئة مثلها بل يعفو يصفح﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انجیل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے

---

۱. القلم، ۶۸: ۴

۲. المسند للامام احمد بن حنبل (حديث: ۲۴۷۷۴) ۷/ ۲۳۴، الادب المفرد، ص، ۱۱۵

۳. مجمع الزوائد، كتاب علامات النبوة، (حديث: ۱۴۱۸۹)، ۸/ ۵۷۴

میں لکھا ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بدکلام تھے اور نہ ہی سخت وتند خو، نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے اور نہ ہی برائی کا بدلہ اس کی مانند دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور درگزر فرماتے تھے۔

تخریج:

السیرة النبویة لابن اسحاق، ۱/۸۵، الطبقات الکبری، ۱/۱۲۳-۱۲۵، المستدرک ۲/۲۷۱، السیرة النبویة فی فتح الباری، ۳/۲۹۵

حلیہ مبارک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور حسن و جمال، ظاہری نظافت و پاکیزگی سے چمک دمک میں اپنی مثال آپ تھا۔

عن ابی عبیدة بن محمد بن عمار بن یاسر قال: ﴿قلت: للربیع بنت معوذ بن عفرا: صفی لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت: یا بنی لو رایته رأیت الشمس طالعة﴾

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے کہا کہ میں نے ربیع بنت معوذ ابن عفراء سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہمارے سامنے بیان کیجئے۔ پس وہ فرمانے لگیں! اے میرے بیٹے اگر تم ان کی زیارت کرتے تو (گویا حسن و جمال میں) طلوع ہوتے ہوئے سورج کی زیارت کرتے۔

تخریج:

السنن للدارمی، باب فی حسن النبی ﷺ، (حدیث:۶۱)، ۱/۳۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی حسین وخوبرو تھے۔

﴿حدثنا ابو کریب، ثنا معاویة بن هشام، ثنا شیبان عن جابر عن ابی الطفیل قال: رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم فتح مکة فما أنسی شدة بیاض وجهه مع شدة سواد شعره، قال: أن من الرجال من هو اطول منه ومنهم من هو أقصر منه یمشی ویمشون حوله قال: فقلت لامی: من هذا؟ فقالت: هذا رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقلت: یا ابا الطفیل ما کان ثیابه قال: لا أحفظه﴾

حضرت ابی طفیلؓ سے روایت ہے کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں ان کا انتہائی سپید چہرہ اور انتہائی سیاہ بال فراموش نہیں کر سکتا۔ مزید کہا کہ ان کے گرد کچھ دراز قامت اور کچھ چھوٹے قد کے لوگ تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اردگرد چلتے تھے۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا۔ کہ یہ شخص کون ہے؟ پس انہوں نے فرمایا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے کہا اے ابوالطفیل: ان کے کپڑے کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا۔ مجھے یاد نہیں۔

تخریج:

الاحادو المثانی، ص ۲۶۰، ۲۶۱ الاصابة(ام عامر بن واثله)، ۸/ ۲۲۶

عن قتادہ عن مطرف ﴿عن عائشة قالت: أهدی للنبی صلی الله علیه وسلم شملةً سوداء فلبسها وقال: كيف ترينها علي يا عائشة؟ قلتُ: ما احسنها عليک يا رسول الله تشرب سوادها بياضک وبياضُک بسوادها قالت: فخرج فيها الى الناس﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے کالی چادر ہدیۃً دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہنا اور مجھ سے پوچھا۔ اے عائشہؓ یہ مجھ پر کیسی لگتی ہے؟ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت ہی اچھی لگ رہی ہے۔ اس کی سیاہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفیدی کے ساتھ اور آپ ﷺ کی سفیدی اس کی سیاہی کے ساتھ کھل گئی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اسی چادر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف چلے گئے۔

تخریج:

کنز العمال، کتاب الشمائل، باب فی حلية، (حديث: ۱۸۵۲۲) ۷/ ۲۲: سبل الهدی، فی صفة لونه ۲/ ۱۱

تبسم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی قہقہہ نہیں لگایا بلکہ تبسم فرماتے تھے۔

حدثنا يحيى بن سليمان قال حدثنی ابن وهب اخبرنا عمرو أن أبا النضر حدثه عن سليمان بن يسار ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: ما رايت النبی صلی الله عليه وسلم مستجمعاً قط ضاحكاً حتی أری منه لهواته انما كان يتبسم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی سارے دانت کھول کر اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کا حلق نظر آنے لگے بلکہ آپ ﷺ صرف تبسم فرماتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب: التبسم والضحک (حدیث:۶۰۹۲) ص،۱۰۷۳، الادب المفرد، باب التبسم (حدیث:۲۵۱) ص، ۹۷

اس حدیث سے مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔

حدثنا احمد بن عیسی حدثنا ابن وهب اخبرنا عمرو ان ابا النضر حدثه عن سلیمان بن یسار ﴿عن عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت: ما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم ضاحکاً حتی أری منه لهواته انما کان یتبسم قالت: وکان اذا رای غیماً أو ریحا عرف فی وجهه قالت: یا رسول الله ان الناس اذا راوا الغیم فرحوا رجای ان یکون فیه المطر واراک اذا رایته عرف فی وجهک الکراهیة فقال یا عائشة: ما یومنی ان یکون فیه عذاب عذب قوم بالریح وقد رای قوم العذاب فقالو هذا عارض ممطرنا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا جس سے حلق کھل جائے۔ آپ صرف تبسم فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب آپ ہوایا بادل دیکھتے تو آپ کے چہرے سے فکر ظاہر ہوتا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ جب بادل کو دیکھتے ہیں تو اس امید میں خوش ہوتے ہیں کہ شاید اس میں بارش ہو اور میں آپ کو دیکھتی ہوں تو آپ کے چہرے سے ناگواری کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی طرف سے اطمینان نہیں ہوتا کہ اس میں عذاب ہو کون سی بات اس میں عذاب ہونے کی طرف سے مطمئن کرتی ہے۔ ایک قوم کو ہوا ہی کے ذریعہ عذاب دیا گیا ایک جماعت نے عذاب دیکھ لیا اور کہا کہ یہ بادل ہے جو ہم پر مینہ برسائے گا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب، سورة الاحقاف، باب قوله، فلما، راوه عارضاً مستقبل اودیتهم (حدیث ، ۴۸۲۸،۴۸۲۹)، ص ، ۸۵۳

حیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرم وحیا کا پیکر تھے۔ آپ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ بیعت لیتے ہوئے بھی خواتین سے زبانی بیعت لیتے۔ ہاتھ پر بیعت نہ لیتے تھے گویا آپ ہمیشہ اسلامی اقدار اور اسلامی تعلیمات کو ملحوظ رکھتے تھے۔

حدثنا اسحاق حدثنا یعقوب بن ابراهیم بن سعد حدثنا ابن اخی ابن شهاب عن عمه

اخبرني عروة ﴿ان عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم اخبرته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يمتحن من هاجر اليه من المومنات بهذه الآية بقول الله: يا ايها النبي اذا جائك المومنات يبايعنك الى قوله غفور رحيم قال عروة قالت: عائشة فمن أقر بهذا الشرط من المومنات قال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم قد بايعتك كلاما ولا والله ما مسّت يده يد امراة قط في المبايعة مايبايعهن الا بقوله قد بايعتك على ذلك.﴾

عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مومن عورتوں کا جو آپ کے پاس ہجرت کر کے آتیں آیت (﴿یاایها النبی اذا جائك المومنات یبایعنك الی قوله غفور رحیم﴾) تک کی بناء پر امتحان کرلیا کرتے تھے۔ عروہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ مومن عورتوں میں سے جو اس شرط کا اقرار کر لیتی تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ میں نے تجھ سے بیعت کر لی ہے آپ صرف گفتگو کے ذریعہ بیعت کرتے اور خدا کی قسم! بیعت میں کبھی آپ کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا۔ آپ ان عورتوں سے صرف زبانی بیعت کرتے اور فرماتے کہ میں نے تجھ سے اس پر بیعت کی۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاري، كتاب التفسير، باب: اذا جاء كم المومنات مهاجرات. (حديث: ۴۸۹۱) ص، ۱۰۵۱

طرز گفتگو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی خوش کلام تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو تدریج کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر فرماتے تھے۔ ہر لفظ واضح ہوتا اور سننے والا اس کو بآسانی محفوظ کرسکتا تھا۔

حدثني الحسن بن صباح البزار حدثنا سفيان عن الزهري عن عروة ﴿عن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يحدث حديثاً لو عده العاد لاحصاه وقال الليث حدثني يونس عن ابن شهاب انه قال اخبرني عروة بن الزبير عن عائشة: انها قالت: ألا يعجبك ابو فلان جاء فجلس الى جانب حجرتي يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمعني ذلك وكنت اسبح فقام قبل ان اقضي سبحتي ولو

ادر کته لرددت علیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن یسرد الحدیث کسردکم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس طرح ٹھہر ٹھہر کر) بات کرتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا (حروف) کو گننا چاہتا تو گن لیتا۔ لیث، یونس، ابن شہاب، عروہ بن زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک دوسری روایت ہے انہوں نے کہا، فلاں شخص کے حال پر تمہیں تعجب نہیں ہوتا؟ وہ آیا اور میرے حجرہ کی طرف بیٹھ گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مجھ کو سنا رہا تھا اور میں نماز میں مشغول تھی قبل اس کے کہ میں نماز تمام کروں وہ چلا گیا۔ اگر میں اس کو پاتی تو ضرور اس پر رد کرتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح اس قدر جلد جلد باتیں نہیں کرتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی صلی الله علیه وسلم (حدیث:۳۵۶۸،۳۵۸۷) ص،۴۳۱،۵۷، السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: الهدی فی الکلام، (حدیث: ۴۸۳۹) ص،۶۸۴، الجامع للترمذی، کتاب المناقب، باب: فی کلام النبی صلی الله علیه وسلم (حدیث ۳۶۳۹) ص، ۸۳۰

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرزِ گفتگو انتہائی دلنشیں تھا۔

حدثنا حمید بن مسعدة حدثنا حمید بن الاسود عن اسامة بن زید عن الزهری عن عروة ﴿عن عائشة قالت: ما کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسرد سرد کم هذا ولکنه کان یتکلم بکلام بینه فصل یحفظه من جلس الیه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضح اور صاف باتیں کیا کرتے تھے تاکہ جو بیٹھا ہو یاد کر لے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب: صفة النبی (حدیث:۳۵۶۷)ص، ۵۹۸، الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب: قول عائشة: کان یتکلم بکلام یبینه فصل (حدیث:۳۶۳۹) ص، ۸۳۰، السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: الهدی فی الکلام (حدیث:۴۸۳۹) ص، ۶۸۴۔ اس میں الفاظ ہیں۔ "کان کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلاً یفهمه کل من سمعه"، الشمائل النبویة باب کیف کان کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم (حدیث:۲۲۳) ص، ۲۸۱،۲۸۲

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ باوقار انداز میں بات کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لہجہ انتہائی دھیما ہوتا تھا۔

حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن ابی اسحاق عن ابی عبد الله الجدلی واسمه عبد بن عبد ﴿عن عائشة انها قالت: لم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم فاحشاً ولا متفحشاً ولا صخاباً فی الاسواق ولا یجزی بالسیئة السیئة ولکن یعفو ویصفح﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو طبعاً فحش گو تھے نہ بتکلف فحش بات فرماتے تھے، نا بازاروں میں چلا کر (خلاف وقار) باتیں کرتے تھے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور اس کا تذکرہ بھی نہ فرماتے تھے۔

تخریج:

الشمائل النبویة، (حدیث: ۳۴۹) ص، ۴۲۳، الجامع للترمذی، کتاب البر والصلة، ماجاء فی خلق النبی صلی الله علیه وسلم (حدیث:۲۰۱۶) ص، ۴۶۵

فصاحت و بلاغت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصاحت و بلاغت میں ممتاز تھے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں قصداً شعر نہیں کہا کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شایانِ شان نہ تھا۔ قرآن خود اس کی گواہی دیتا ہے (﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ﴾) (۱) یعنی نہ تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر سکھائے اور نہ ہی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شایانِ شان ہے۔ اس کی وجہ یقیناً یہ ہے کہ شاعری بالعموم مبالغہ آمیز، افراط و تفریط اور محض تخیلات کی ندرت کاری ہوتی ہے اور عموماً اس کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے۔ مگر ایسے اشعار جو عقیدۂ توحید، عظمتِ الٰہی، دنیا کی بے ثباتی، شانِ رسالت اور کفار و مشرکین کی مذمت میں ہوں، پڑھے جا سکتے ہیں کیونکہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ، کفار مکہ نیز یہود و شعراء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو جب اشعار کے ذریعے کرتے تو سیدنا حسانؓ اپنے اشعار سے ان کا رد کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے۔

حدثنا اسماعیل بن موسیٰ الفزاری وعلی بن حجر، والمعنی واحد. قالا: حدثنا عبدالرحمن بن ابی زناد، عن هشام بن عروة عن ابیه، ﴿عن عائشةؓ قالت: کان رسول الله یضع لحسان بن ثابت (۲) منبراً فی المسجد یقوم علیه قائماً یفاخر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم او قال: ینافح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ویقول صلی

۱۔ یٰس: ۶۹/۳۶

۲۔ **حسان بن ثابت بن المنذر الانصاری**، انکی کنیت "ابو الولید" اور ابو الهشام تھی والدہ کا نام "فریعہ" تھا۔ جنکا تعلق خزرج سے تھا۔ حسان بن ثابت کو "شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کہا جاتا ہے۔ (ابن قتیبه الدینوری، عبدالله بن مسلم، الشعر والشعراء (او طبقات الشعراء، ص، ۱۷۴)

الله عليه وسلم: ان الله يويد حسان بروح القدس ما ينافح أويفاخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم. ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھایا کرتے تھے، تاکہ اس پر کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرت کریں۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھیں یا آپ کی طرف سے مدافعت کریں، یعنی کفار کے الزامات کا جواب دیں۔ یہ شک راوی کا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ جل شانہ روح القدس سے حسان کی امداد فرماتے ہیں۔ جب تک کہ وہ دین کی امداد کرتے ہیں۔

تخریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء فی صفة كلام رسول الله (حديث:۲۵۰) ص،۳۰۶، السنن لابوداؤد، كتاب الادب، باب ماجاء فی الشعر (حديث:۵۰۱۵) ص، ۷۰۵، الجامع للترمذی، كتاب الادب، باب ماجاء فی انشاد الشعر، (حديث:۲۸۴۶)

ہیبت و وقار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باری تعالیٰ نے ہیبت ورعب سے نوازا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں ایک ایسا وقار تھا۔ کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان سے متاثر ہو جاتے۔

حدثنا عبد بن حميد قال حدثنا عفان بن مسلم قال حدثنا عبد الله بن حسان عن جدتيه ﴿عن قيلة بنت مخرمة انها رات رسول الله صلى الله عليه وسلم فی المسجد وهو قاعد القرفصای(۱) قالت: فلما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم المتخشع فی الجلسة ارعدت من الفرق﴾ (۲)

حضرت قیلہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد (میں کچھ ایسی عاجزانہ صورت) میں گوٹ مارے بیٹھے دیکھا کہ میں رعب کی وجہ سے کانپنے لگی۔

۱۔ القرفصا: ایک مخصوص طریقے سے بیٹھنے کو کہتے ہیں۔ یعنی سرینوں پر بیٹھ کر اپنے ران پیٹ سے ملا دیے جائیں اور اپنے ہاتھوں سے پنڈلیوں کو باندھ لیا جائے۔ اس طرح سے بیٹھنے کو "گوٹ مار کر بیٹھنا" کہتے ہیں۔

۲۔ اس حدیث کا مزید حصہ "المعجم الکبیر" میں بیان ہوا ہے کہ حضرت قیلہؓ کی یہ حالت خوف دیکھ کر حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مسکینہ تو خوفزدہ ہو کر کانپنے لگی ہے۔ خود قیلہؓ کہتی ہیں کہ میں آپ کی پشت کے پیچھے تھی۔ آپؐ نے میری طرف رخ موڑے بغیر فرمایا اے مسکینہ! سکون اختیار کر آپ کا بس اتنا فرمانا تھا کہ سارا خوف و دہشت اور رعب ولرزہ مجھ پر طاری تھا کافور ہو گیا۔ (۹/۲۵)

تخریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء في جلسة رسول الله (حديث: ۱۲۷) ص، ۱۸۰، المعجم الكبير، ۹/۲۵

بیماری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل

حدثنى سريج بن يونس ويحيى بن ايوب قالا حدثنا عباد بن عباد عن هشام بن عروة عن ابيه ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مرض احد من اهله نفث عليه بالمعوذات فلما مرض مرضه الذى مات فيه جعلت انفث عليه وامسحه بيد نفسه لانها كانت اعظم بركة من يدى.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپؐ کے گھر والوں میں سے جب کوئی بیمار ہو جاتا تو آپؐ "الفلق" اور "الناس" پڑھ کر اس پر پھونک مارتے یعنی دم کرتے تھے جب آپؐ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں آپؐ کی وفات ہوگئی تو میں نے آپؐ کو دم کرنا چاہا اور آپؐ کے ہاتھ کو ہی آپؐ پر پھیرنا شروع کیا کیونکہ آپؐ کا ہاتھ میرے ہاتھ سے زیادہ بابرکت تھا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم، كتاب السلام، باب: رقية المريض (حديث: ۲۱۹۲) ص، ۹۷۳

عیادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سب کے لیے محبت و شفقت کا بحر بیکراں تھی۔ آپؐ کو بیماروں کا بہت خیال رہتا تھا۔ اگر کسی دوست یا کسی عزیز کی بیماری کی خبر ملتی تو اس کی عیادت کے لیے ضرور تشریف لے جاتے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرتے اور ان کو تسلی دیتے نیز اس کے لیے دعا بھی فرماتے۔

وحدثنا شيبان بن فروخ حدثنا ابو عوانة عن منصور عن ابراهيم عن مسروق ﴿عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا عاد مريضاً يقول اذهب البأس رب الناس اشفه انت الشافى لا شفاى الا شفاوك شفاى لا يغادر سقما﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو (اذهب البأس رب الناس اشفه انت الشافى لا شفاى الا شفاؤك شفاى لا يغادر سقما) فرماتے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم، كتاب السلام باب: استجاب رقية المريض (حديث:۲۱۹۱) ص، ۹۸۲

خطاب عام میں اصلاح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت طیبہ یہ تھی کہ جب نامناسب امور پر تنبیہ فرماتے تو عام انداز میں تقریر اور خطبہ فرماتے۔ خاص طور پر کسی کا نام نہ لیتے تاکہ وہ شرمندہ نہ ہو۔ مگر اس سے سمجھنے والا سمجھ جاتا کہ آپ اُسے نصیحت فرما رہے ہیں۔

حدثنا عثمان بن ابی شيبة حدثنا عبدالحميد يعنی الحمانی حدثنا الاعمش عن مسلم ﴿عن مسروق عن عائشة رضی الله عنها قالت: كان النبی صلى الله عليه وسلم اذا بلغه عن الرجل الشیء لم يقل ما بال فلان يقول ولكن يقول ما بال اقوام يقولون كذا و كذا.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی آدمی سے کوئی ناگوار بات پیش آتی تو آپ یہ نہ کہتے کہ فلاں کو کیا ہو گیا؟ (اس آدمی کا نام نہ لیتے) بلکہ یہ فرماتے تھے کہ ان لوگوں کیا ہو گیا جو اس طرح کہتے ہیں۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، كتاب الادب، باب: فی حسن العشرة (حديث: ۴۷۸۸) ص، ۶۷۸، ناصر الدین البانی لکھتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ صحيح سنن ابی داؤد، ۹۰۹/۳

معاملات میں خوش معاملگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد خوش معاملہ تھے۔ اپنے ملنے جلنے والوں کی ہمدردی کا ہمدردی اور احسان کا بدلہ احسان سے دیتے۔ کوئی شخص اگر آپ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش فرماتا تو آپ جواباً اسے بہتر بدلہ عطا فرماتے۔

﴿حدثنا علی بن حشرم وغير واحد قالوا حدثنا عيسى بن يونس عن هشام بن عروة عن ابيه ﴿ان عائشة ان النبی صلى الله عليه وسلم كان يقبل الهدية ويثيب عليها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس پر بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔

تخریج:

الشمائل النبوية، باب: ماجاء فی خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم (حديث:۳۵۹)

ص، ۴۳۴،۴۳۳

حدثنا محمد بن حمید الرازی قال حدثنا ابراهیم بن المختار عن محمد بن اسحاق عن ابی عبیدة بن محمد بن عمار بن یاسر ﴿عن الربیع بنت معوذ بن عفرای قالت: بعثنی معاذ بن عفرای(۱) بقناع من رطب و علیه اجر من قثای زغب و کان النبی صلی الله علیه وسلم یحب القثای فاتیته به وعنده حلیة قد قدمت علیه من البحرین فملا یده منها فاعطانیه﴾

حضرت ربیعؓ بنت معوذ فرماتی ہیں: کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عفراءؓ نے تازہ کھجوروں کا ایک طبق جن پر چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں بھی تھیں، دے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ککڑی مرغوب تھی، میں جس وقت ککڑیاں لے کر حاضر خدمت ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے کچھ زیورات آئے ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں ایک ہاتھ بھر کر مجھے مرحمت فرمایا۔
اس سے آپ کی سخاوت اور خوش معاملگی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

تخریج:

الشمائل النبویة، (حدیث: ۲۰۲) ص، ۲۹۲،۲۹۱، المسند لاسحاق بن راهویه، ص، ۲۱۴، (ابوالولید، شریک حشام بن عبدالملک، عبداللہ بن محمد بن عقیل سے روایت ہے) المسند للامام احمد بن حنبل، (حدیث: ۲۶۴۸۰)، ۵۰۱/۷

لین دین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق یہ تھا کہ آپؐ ہر شے کے لین دین میں "دائیں جانب" کا خیال رکھتے تھے اور آپؐ کی حتی الامکان کوشش ہوتی تھی کہ ہر کام کا آغاز دائیں جانب سے کریں۔

حدثنا حجاج بن منهال حدثنا شعبة قال اخبرنی اشعث بن سلیم سمعت ابی یحدث عن مسروق ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: کان النبی صلی الله علیه وسلم یحب التیمن فی طهوره و ترجله وتنعله﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو، کنگھی کرنے اور جوتی پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔(۱)

تخریج:

۱۔ **معاذ بن عفراءؓ** ان کا نسب ان کی والدہ، "عفراء بنت عبید بن ثعلبه بن غنم" سے منسوب ہے۔ ان کا اصل نام "معاذ بن الحارث بن رفاعہ بن سواد" ہے۔ غزوۂ بدر اور خندق میں شریک ہوئے۔ خلیفہ بن خیاط کے مطابق حضرت علیؓ کے عہد میں وفات پائی۔ (الاستیعاب، ۱۴۰۸/۳)

بخاری، کتاب اللباس، باب یبداء بالنعل الیمنی، (حدیث:۵۸۵۴)، ص ۱۰۳۱، السنن للنسائی، کتاب الزینہ باب: التیافی الرجل (حدیث: ۵۲۴۲)، ص۷۱۴، السنن النسائی للیسوطی، کتاب الزینۃ باب التیامن فی الترجل (کان یحب التیامن ما استطاع فی طھورہ وتنعلہ وترجلہ ، ص، ۸۷۴، الشمائل النبویۃ، ص ۱۳۷، میں یہ روایت ابو موسیٰ، محمد بن المثنی، محمد بن جعفر، شعبہ سے مروی ہے، السنن لابن ماجہ، کتاب الطھارۃ منھا۔ التیمن فی الوضو (حدیث:۴۰۱) ص ۵۹

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا ابو عاصم عن محمد بن بشر عن اشعث بن ابی الشعثای عن الاسود بن یزید ﴿عن عائشۃ قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب التیامن یاخذ بیمینہ ویعطی بیمینہ ویحب التیمن فی جمیع امورہ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سے آغاز فرمانے کو محبوب رکھتے تھے اور آپؑ دائیں جانب سے لیتے تھے اور دائیں جانب سے دیتے تھے اور ہر ایک کام میں دائیں جانب سے شروع فرمانا پسند فرماتے تھے۔

آپؐ نے اپنی امت کو بھی اس کی تلقین کی۔ قرآن مجید میں بھی اصحاب الیمین کو اصحاب الشمال پر فوقیت دی گئی ہے(۲)

تخریج:

السنن للنسائی کتاب الزینۃ، باب: التیامن فی الترجل (حدیث:۵۰۶۲) ص، ۲۹۴

اپنا کام خود انجام دینے کی عادت مبارکہ

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کوشش فرماتے کہ اپنا کام خود کریں۔ آپ گھر کے کام کاج میں اپنی ازواج کا ہاتھ بٹاتے۔ کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ گھر میں جھاڑو دیتے۔ دودھ دوھ لیتے۔ بازار سے سودا سلف لا دیتے۔ ڈول درست کر دیتے۔ اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیتے۔ غرض یہ کہ آپ کو کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہ ہوتی تھی۔

محمد بن اسماعیل حدثنا عبداللہ بن صالح قال حدثنا معاویۃ بن صالح عن یحیی بن سعید ﴿عن عمرۃ قالت: قیل لعائشۃ ماذا کان یعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہ؟ قالت: کان بشراً من البشر یفلی ثوبہ ویحلب شاتہ ویخدم نفسہ﴾

حضرت عمرہؓ کہتی ہیں: کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ اس حدیث میں تین چیزوں **(وضو، کنگھی، جوتا)** کا تذکرہ ہے۔ یہ پسندیدگی صرف ان تین اشیاء پر منحصر نہیں بلکہ آپ تقریباً ہر کام دائیں جانب سے شروع کرتے تھے مثلاً چیزوں کا لینا دینا، کپڑے پہننا، مسجد میں داخل ہونا، مسواک کرنا وغیرہ

۲۔ **الواقعہ:۵۶،۲۷**، اصحاب الیمین جن کو اعمال نامے دائیں ہاتھ میں اور اصحاب الشمال جن کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

بخاری، کتاب اللباس،، باب یبداء بالنعل الیمنی، (حدیث:۵۸۵۴)، ص ،۱۰۳۱، السنن للنسائی، کتاب الزینہ باب: التیافی الرجل (حدیث: ۵۲۴۲)، ص،۱۴،۷۱۴، السنن النسائی للیسوطی، کتاب الزینة باب التیامن فی الترجل (کان یحب التیامن ما استطاع فی طهوره وتنعله وترجله ، ص، ۸۷۴، الشمائل النبویة، ص ۱۳۷، میں یہ روایت ابوموسیٰ، محمد بن المثنی، محمد بن جعفر، شعبہ سے مروی ہے، السنن لابن ماجه، کتاب الطهارة منها۔ التیمن فی الوضو (حدیث:۴۰۱) ص ۵۹

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا ابو عاصم عن محمد بن بشر عن اشعث بن ابی الشعثای عن الاسود بن یزید ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب التيامن ياخذ بيمينه ويعطى بيمينه ويحب التيمن فى جميع اموره﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سے آغاز فرمانے کو محبوب رکھتے تھے اور آپ دائیں جانب سے لیتے تھے اور دائیں جانب سے دیتے تھے اور ہر ایک کام میں دائیں جانب سے شروع فرمانا پسند فرماتے تھے۔

آپ نے اپنی امت کو بھی اس کی تلقین کی۔ قرآن مجید میں بھی اصحاب الیمین کو اصحاب الشمال پر فوقیت دی گئی ہے (۲)

تخریج:

السنن للنسائی کتاب الزینة، باب: التیامن فی الترجل (حدیث:۵۰۶۲) ص، ۲۹۴

اپنا کام خود انجام دینے کی عادت مبارکہ

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کوشش فرماتے کہ اپنا کام خود کریں۔ آپ گھر کے کام کاج میں اپنی ازواج کا ہاتھ بٹاتے۔ کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ گھر میں جھاڑو دیتے۔ دودھ دوھ لیتے۔ بازار سے سودا سلف لا دیتے۔ ڈول درست کر دیتے۔ اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیتے۔ غرض یہ کہ آپ کو کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہ ہوتی تھی۔

محمد بن اسماعيل حدثنا عبدالله بن صالح قال حدثنا معاوية بن صالح عن يحيى بن سعيد ﴿عن عمرة قالت: قيل لعائشة ماذا كان يعمل رسول الله صلى الله عليه وسلم فى بيته؟ قالت: كان بشراً من البشر يفلى ثوبه ويحلب شاته ويخدم نفسه﴾

حضرت عمرہؓ کہتی ہیں: کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ اس حدیث میں تین چیزوں (**وضو، کنگھی، جوتا**) کا تذکرہ ہے۔ یہ پسندیدگی صرف ان تین اشیاء پر منحصر نہیں بلکہ آپ تقریباً ہر کام داہنی جانب سے شروع کرتے تھے مثلاً چیزوں کا لینا دینا، کپڑے پہننا، مسجد میں داخل ہونا، مسواک کرنا وغیرہ

۲۔ **الواقعہ:۵۶،۲۷**، اصحاب الیمین جن کو اعمال نامے دائیں ہاتھ میں اور اصحاب الشمال جن کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

دولت کدہ پر کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے- اپنے کپڑے میں خود ہی جوں تلاش کر لیتے تھے اور خود ہی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور اپنا کام خود ہی کر لیتے تھے۔

تخریج:

الشمائل النبویہ، (حدیث: ۳۴۳) ص، ۲۸۲، ۲۸۳، الادب المفرد، ص، ۱۹۰، الاحسان بترتیب، صحیح ابن حبان، (حدیث:۵۶۸۵، ۵۶۸۲، ۵۶۸۷)، ۷/۳۵۳، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب من کان فی حاجة اهله فاقیمت الصلاة فخرج (حدیث:۶۷۶) الطبقات الکبری، ۱/۱۶۷

حزم و احتیاط

-- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ اوصاف سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ حزم و احتیاط کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

حدثنا احمد بن محمد المروزی حدثنا عبدالرزاق اخبرنا معمر عن الزهری عن علی بن حسین ﴿عن صفية قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم معتكفا فاتيته ازوره ليلا فحدثته وقمت فانقلبت فقام معی ليقلبنی وكان مسكنها فی دار اسامة بن زيد فمر رجلان من الانصار فلما رايا النبی صلى الله عليه وسلم أسرعا فقال النبی صلى الله عليه وسلم: على رسلكما انها صفية بنت حيی قالا: سبحان الله يا رسول الله! قال: ان الشيطان يجری من الانسان مجری الدم فخشيت ان يقذف فی قلوبكما شيئا او قال شرا﴾

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتکف تھے۔ میں ایک رات آپ ﷺ کی زیارت کے لیے آئی۔ میں نے آپ ﷺ سے گفتگو کی پھر میں واپسی کے لیے کھڑی ہوئی اور واپس جانے کے لیے مڑی تو آپ ﷺ بھی میرے ساتھ کھڑے ہو گئے تا کہ مجھے روانہ کریں۔ اس زمانہ میں حضرت صفیہ کی رہائش گاہ اسامہ بن زید کے گھر میں تھی تو اس دوران انصار کے دو افراد گزرے۔ انہوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیزی سے آپ کے پیچھے ہو لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی رفتار اور چال اختیار کرو بے شک یہ صفیہ بنت حیی ہے۔ وہ دونوں کہنے لگے کہ سبحان اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ پر بدگمانی کریں) آپ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے ساتھ دوڑتا ہے۔ جس طرح خون (انسانوں کے رگوں

میں) دوڑتا ہے پس مجھے ڈر ہوا کہ کہیں وہ تم دونوں کے دلوں میں کوئی کھٹکا یا برائی نہ ڈال دے۔

تخریج:

السنن لابوداؤد کتاب الادب، باب: فی حسن الظن، (حدیث:۴۹۹۴) ص، ۷۰۳، المسند للطحاوی، (حدیث ۹۱۱۴،۹۱۱۶/۱) ۹/۳۸۴

ولیمہ کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

حدثنا محمد بن يوسف حدثنا سفيان عن منصور بن صفية ﴿عن امه صفية بنت شيبة قالت: أولم النبى صلى الله عليه وسلم على بعض نسائه بمدين من شعير﴾

حضرت صفیہ بنت شیبہؓ کہتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض بیویوں کا ولیمہ چار سیر جو ہی میں کر دیا تھا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب النكاح، باب: من أولم بأقل من شاة (حديث:۵۱۸۲) ص، ۹۲۴

طب نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخم یا کانٹا چبھنے والی جگہ پر مہندی لگایا کرتے تھے۔ کیونکہ مہندی زخم کو تیزی سے مندمل کر دیتی ہے۔

حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة حدثنا زيد بن الحباب حدثنا فائد مولى عبيد الله بن على بن ابى رافع حدثنى مولاى عبيد الله ﴿حدثتنى جدتى سلمى ام رافع مولاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت: كان لا يصيب النبى صلى الله عليه وسلم قرحة ولا شوكة الا وضع عليه الحناى﴾

حضرت سلمی ام رافع رضی اللہ تعالٰی عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ باندی ہیں۔ فرماتی ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زخم ہوتا یا کانٹا چبھتا تو آپؐ اس (زخم والی جگہ پر) پر مہندی لگاتے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الطب، باب الحنا، (حديث:۳۵۰۲) ص، ۵۰۵

زہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تمام عمر زہد و تقویٰ میں گزاری۔

حدثنا يحيى بن يحيى حدثنا عبدالعزيز بن أبي حازم عن ابيه عن يزيد بن رومان عن عروة ﴿عن عائشة انها كانت تقول: والله يا ابن اختي ان كنا لننظر الى الهلال ثم الهلال ثم الهلال ثلاثة اهلة في شهرين وما اوقد في ابيات رسول الله صلى الله عليه وسلم نار قال: قلت يا خالة: فما كان يعيشكم؟ قالت: الاسودان التمر والماء الا انه قد كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم جيران من الانصار وكانت لهم منائح فكانوا يرسلون الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من البانها فيسقيناه﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی تھیں کہ اللہ کی قسم اے میرے بھتیجے ہم ایک چاند دیکھتے پھر دوسرا چاند دیکھتے پھر تیسرا چاند دیکھتے تو دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے خالہ پھر آپ کس طرح زندگی گزارتیں تھیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کھجور اور پانی کے ساتھ سوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ انصاری ہمسائے تھے اور ان کے دودھ والے جانور تھے۔ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان جانوروں کا دودھ بھیج دیتے تھے تو وہ دودھ آپ ہمیں پلا دیتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب: الدنيا سجن للمومن وجنة للكافر (حديث:۲۹۷۲) ص، ۱۲۸۸، الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي واصحابه وتخليهم من الدنيا (حديث:۶۴۵۹) ص، ۱۳۶۵

حدثني ابو الطاهر احمد اخبرنا عبدالله بن وهب اخبرني ابو صخر عن يزيد بن عبدالله بن قسيط ح و حدثني هارون بن سعيد حدثنا ابن وهب اخبرني ابو صخر عن ابن قسيط عن عروة بن الزبير ﴿عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: لقد مات رسول الله صلى الله عليه وسلم وما شبع من خبز وزيت في يوم واحد مرتين﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور آپؐ نے ایک دن میں دو مرتبہ روٹی اور زیتون کا تیل تک سیر ہو کر

نہیں کھائے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الزھد، والرقائق، باب: الدنیا سجن للمومن وجنته للکافر. (حدیث:۲۹۷۴) ص، ۱۲۸۸

عدل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی بھی معاشرہ جرائم سے پاک نہیں ہوتا اگر جرائم پر سزا نہ دی جائے تو معاشرتی امن بالکل تباہ ہو جائے چنانچہ جرائم کی سنگینی کے اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے مطابق سزا دیا کرتے تھے اور اس میں ہمیشہ عدل کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

حدثنا احمد بن محمد بن حنبل حدثنا سفیان عن الزھری قال سمعته منه ﴿عن عمرة عن عائشة رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یقطع فی ربع دینار فصاعداً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دینار کے چوتھائی حصہ یا اس سے زائد کی چوری میں ہاتھ کاٹا کرتے تھے۔

تخریج:

السنن، لابوداؤد، کتاب الحدود، باب: مایقطع فیه السارق (حدیث:۴۳۸۳) ص، ۶۱۶،۶۱۷، السنن للنسائی، کتاب، قطع السارق، باب: الترغیب فی اقامة الحد (حدیث:۴۹۱۸) ص، ۲۴۰۵

حدود کے معاملے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی سفارش قبول نہ فرماتے تھے۔

حدثنا محمد بن یحیی بن فارس حدثنا ابو صالح عن اللیث قال حدثنی یونس عن ابی شھاب قال کان عروة یحدث﴿ ان عائشة رضی الله عنها قالت: استعارت امراة تعنی حلیا علی السنة اناس یعرفون ولا تعرف ھی فباعته فاخذت فاتی بھا النبی صلی الله علیه وسلم فامر بقطع یدھا وھی التی شفع فیھا اسامة بن زید(۱) وقال فیھا رسول الله صلی الله علیه وسلم ما قال﴾

۱۔ **اسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ:** غلاموں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت زید بن حارثہؓ کے صاحبزادے تھے۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ والدہ کا نام "ام ایمن" تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بے حد پیار کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین بھی ان کی بے حد تکریم کرتے تھے۔ امیر معاویہ کے عہد میں ۵۴ھ میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبری ۲/۱۳، احمد بن حنبل، فضائل الصحابة، ۲/۸۳۴۔۸۳۷، فتح الباری، ۷/۸۸،۸۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک غیر معروف عورت نے چند مشہور و معروف اور معتبر لوگوں کے ذریعہ کچھ زیور مستعار لیا اور اسے فروخت کر ڈالا۔ اس عورت کو پکڑ کر لایا گیا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور یہ وہی عورت تھی جس کے بارے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفارش کی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا جو فرمایا کہ پچھلی امتوں کو اسی وجہ سے ہلاک کیا گیا کہ وہ امراء کو چھوڑ دیتے تھے اور کمزوروں کو پکڑ لیا کرتے تھے۔

تخریج:

السنن ابوداؤد، کتاب الحدود، باب: فی القطع فی العارية اذا جحدت (حدیث:۴۳۹۶) ص، ۶۱۸

عدل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے۔

حدثنا قتيبه بن سعيد حدثنا ليث عن ابن شهاب عن عروة ﴿عن عائشة رضی الله عنها ان قريشا اهمهم شان المراة المخزومية(۱) التی سرقت فقالوا ومن يكلم فيها رسول الله صلی الله عليه وسلم فقالوا ومن يجترى عليه الا اسامة بن زيد حب رسول الله صلی الله عليه وسلم فكلمه اسامة فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم اتشفع فی حد من حدود الله ثم قام فاختطب ثم قال انما اهلك الذين قبلكم انهم كانوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه واذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد وايم الله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ (امرائے) قریش ایک مخزومی عورت کے معاملہ میں بہت ہی فکر مند تھے جس نے چوری کی تھی (اور آپ ؐ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا تھا) وہ لوگ کہنے لگے کہ اس سارقہ کے واقعہ کے متعلق کون شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرے بعض لوگوں نے کہا اسامہ بن زید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے ہیں اگر کچھ کہہ سکتے ہیں تو وہی کہہ سکتے ہیں ان لوگوں نے مشورہ کر کے اسامہ بن زید کو اس بات پر مجبور کیا چنانچہ اسامہؓ نے جرات کر کے اس واقعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جس پر آپ ؐ نے اپنے چہیتے

۱۔ یہ مخزومی خاتون **"فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد بن عمر بن مخزوم"** تھیں۔ یہ جلیل القدر صحابی حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسودؓ (جو ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر تھے) کی بھتیجی تھیں۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چوری کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ کاٹا تھا۔ (الطبقات الکبری، ۳۸۰/۸، ۳۸۱، عمدة القاری، ۴۲۹/۲۳، الاستیعاب، ۴۴۶/۴)

اسامہ سے کہا کہ تم خدا کی قائم کردہ سزاؤں میں سے ایک حد کے قیام کے سفارشی ہو۔ یہ کہہ کر آپ کھڑے ہو گئے اور لوگوں کے سامنے خطبہ فرمایا کہ تم سے پہلی امتیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ ان میں جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور سزا نہ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے۔ قسم ہے خدا کی! اگر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر اسامہ بن زید (حدیث: ۳۷۳۲، ۳۷۳۳) ص، ۶۲۲، ۶۲۷، السنن، لابوداؤد، کتاب الحدود، باب فی الحدیشفع فیہ (حدیث: ۴۳۷۳) ص، ۶۱۵؛ باب فی القطع فی العاریۃ اذا جحدت، (حدیث ۴۳۹۷) ص، ۶۱۸

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریکی کو پسند نہ فرماتے تھے۔

عن شفیق عن جابر عن ام محمد ﴿عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یقعد فی بیت مظلم حتی یضاء لہ بسراج﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تاریکی میں نہیں بیٹھتے تھے یہاں تک کہ ان کے لیے چراغ روشن کیا جاتا تھا۔

تخریج:

کنز العمال، کتاب الشمائل، (حدیث:۱۸۷۱۲)، ۷/۸۸

رحمۃ للعالمین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا چنانچہ آپ کی رحمت ہر خاص و عام کے لیے یکساں تھی۔

حدثنا قتیبہ بن سعید عن مالک بن انس فیما قری علیہ ح و حدثنا یحیی بن یحیی قال قرات علی مالک عن ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر ﴿عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت: ما خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین امرین الا اخذ ایسر ہما ما لم یکن اثماً فان کان اثماً کان أبعد الناس منہ وما انتقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم لنفسه الا ان تنتهک حرمة الله عزوجل﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو کاموں میں سے ایک کام کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ ان میں سے آسان کام کو اختیار فرماتے تھے۔ شرط یہ ہے کہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا ہو اور اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپؐ سب لوگوں سے بڑھ کر اس کام سے دور رہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے اپنی ذات کی وجہ سے انتقام نہیں لیا لیکن اگر کوئی آدمی اللہ کے حکم کے خلاف کام کرتا تو آپؐ اسے سزا دیتے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم، كتاب الفضائل، باب مباعدته صلى الله عليه وسلم ...... (حديث: ۲۳۲۷) ص، ۴/۱۸۱۳

معجزات نبوی ﷺ

اللہ تعالیٰ نے جس طرح دیگر انبیاء کو معجزات سے نوازا۔ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بے شمار معجزات سے نوازا ان سے ایک یہ ہے۔

وحدثني سلمة بن شبيب حدثنا الحسن بن اعين حدثنا معقل عن أبي الزبير عن جابر ان ام مالک كانت تهدى للنبى صلى الله عليه وسلم فى عكة لها سمنا فياتيها بنوها فيسألون الادم وليس عندهم شئ فتعمد الى الذى كانت تهدى فيه للنبى صلى الله عليه وسلم فتحد فيه سمنا فما زال يقيم لها ادم بيتها حتى عصرته فأتت النبى صلى الله عليه وسلم فقال عصرتيها قالت نعم قال لو تركتيها ما زال قائماً﴾

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھی کے ایک برتن میں گھی بطور ہدیہ کے بھیجا کرتی تھیں پھر اس کے بیٹے آتے اور اپنی والدہ سے سالن مانگتے لیکن ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو حضرت مالک کی والدہ اس برتن کے پاس جاتیں جس میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گھی بھیجا کرتی تھیں تو وہ اس برتن میں گھی موجود پاتیں تو اس طرح ہمیشہ ان کے گھر کا سالن چلتا رہا یہاں تک کہ ام مالکؓ نے اس برتن کو نچوڑ لیا پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اس برتن کو نچوڑ لیا ہوگا تو اس نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کاش تو اسے اسی طرح چھوڑ دیتی تو وہ ہمیشہ قائم رہتا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل، باب: فی معجزات النبی ﷺ (حدیث:۲۲۸۰)
ص، ۱۷۸۴، اسد الغابة، ۷/۳۹۷

راویوں کے احوال

☆ ابالنضر، ھاشم بن القاسم بن مسلم بن مقسم اللیثی، حافظ، (م۲۰۷ھ) مصر کے رہنے والے اور ''ثقہ'' ہیں-(الکاشف، ۱۹۲/۳، تھذیب، ۲۶۰/۴)

☆ ابراھیم بن المختار (۱۸۲ھ) ابو اسماعیل الرازی: ابو حاتم نے ان کو ''صالح الحدیث'' جبکہ ابن حبان اور ابن شاہین نے ان کو ''ثقات'' میں شمار کیا ہے-(تھذیب، ۸۷/۱، الکاشف، ۴۳/۱)

☆ ابوالعباس محمد بن یعقوب، (م۳۴۵ھ) محدثین نے ''صدوق'' قرار دیا ہے-(تقریب، ۵۶۳/۲، الکاشف، ۹۷/۳)

☆ ابو صالح المصری الجھنی، اصل نام، ''عبداللہ بن صالح بن محمد بن مسلم'' تھا- یہ لیث کے کاتب ہیں- ابن حجر ان کے بارے میں لکھتے ہیں-''صدوق، کثیر الغلط، ثبت فی کتابہ و کانت فیہ غفلۃ''- (لسان المیزان، ۳۹۵/۹، تقریب، ۱۷۷/۱)

☆ ابوصخر، (م۱۸۹ھ) ان کا اصل نام''حمید بن زیاد'' تھا-محدثین کا کہنا ہے کہ ''لیس بہ باس'' (الکاشف، ۱۹۲/۱، تھذیب، ۵۴۰/۴)

☆ ابو طاہر احمد بن سرح، ان کا اصل نام، ''احمد بن عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن السرح'' تھا- ابو طاہر مصری کے نام سے مشہور تھے-''ثقہ'' ہیں- (تقریب، ۱۹/۱، ۳۶/۲، ۲۷ھ)

☆ ابو عاصم، الضحاک بن مخلد، ابو عاصم الشیانی، (م۲۱۲ھ) ''کثیر الحدیث'' اور ''ثقہ'' ہیں- (تھذیب الکمال، ۲۷۸/۳، الکاشف، ۳۳/۲)

☆ ابوعوانہ وضاح بن خالد یشکری واسطی، (م۱۷۶ھ) آپ یزید بن عطاء یشکری سے نسبت ولا رکھتے ہیں-''واسط'' کے رہنے والے مشہور حافظ حدیث اور قابل اعتماد عالم ہیں- بصرہ میں انتقال کیا- (تذکرۃ الحفاظ، ۲۳۶-۲۳۷/۱)

☆ ابو کریب، ان کا اصل نام ''محمد بن العلاء'' تھا-کوفہ کے رہنے والے تھے-''ثقہ اور حافظ'' ہیں-(تقریب، ۵۴۵/۲)

☆ ابو محمد یا ابو اسحاق الکوفی، امام نسائی نے ان کے بارے میں لکھا ہے-''لیس بہ باس'' جبکہ ابن حجر کے مطابق وہ ''صدوق مخطی'' ہیں- (تقریب، ۸۶/۱)

☆ ابی الطفیل، (۱۰۰ھ) ان کا اصل نام''عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمرو'' تھا-مگر زیادہ مشہور اپنی کنیت کی وجہ سے تھے-۳ھ میں پیدا ہوئے-صحابہ کرام میں سے تقریباً سب سے آخر میں وفات پانے والے ہیں-(تقریب، ۲۷۱/۱)

☆ ابی حازم، جریر بن حازم بن زید بن عبداللہ الازدی، ابوالنصر البصری، (م۱۷۰ھ) "ثقہ" ہیں اور ان کے دور میں ان سا کوئی نہ تھا- (تھذیب الکمال، ۴/۵۲۴-۵۳۱، ذکر اسماء التابعین ۱/۹۵، الکاشف، ۱/۳۰۵)

☆ ابی زبیر محمد بن مسلم بن تدرس، (م۲۱۸ھ) آپ مکہ کے رہنے والے بہت بیان کرنے والے "حافظ حدیث" ہیں- مشہور صحابی حکیم بن حزام کے موالی ہیں- ابن معین اور نسائی نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (میزان الاعتدال، ۶/۳۳۱،۳۳۲)

☆ ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، دیکھیے صفحہ ۱۲۹

☆ احمد بن عبدالجبار بن محمد بن عمیر بن عطارد، ابوعمر الکوفی، (م۲۱۷ھ) محدثین نے ان کو "ضعیف" اور "کذاب" قرار دیا ہے- (تھذیب الکمال - ۱/۳۷۸-۳۸۲)

☆ احمد بن عیسیٰ المصری، ابوعبداللہ العسکری، (م۲۴۳ھ) ابوداؤد نے ان کو "کذاب" جبکہ ابوحاتم نے کہا ہے کہ "تکلم الناس فیہ" (تھذیب، ۱/۳۹، الکاشف، ۱/۲۵)

☆ احمد بن محمد المروزی، (م۲۹۲ھ) حمص کے قاضی تھے- "ثقہ" ہیں- (الکاشف- ۱/۲۴، تقریب، ۱/۲۴)

☆ احمد بن محمد بن حنبل بن حلال، ابوعبداللہ المروزی، (م۲۴۱ھ) محدثین نے ان کو "افضل زمانہ" اور "امام الدنیا" کہا ہے- حدیث میں "ثقہ ثبت" ہیں- (الکاشف، ۱/۲۶، تھذیب، ۱/۴۳،۴۴)

☆ اسامہ بن زید اللیثی، کنیت ابوزید تھی- یحییٰ بن معین ان کو "ثقہ صالح" جبکہ نسائی کا کہنا ہے کہ "لیس بالقوی" (تھذیب الکمال، ۲/۳۴۷-۳۵۰، الکامل فی ضعفا الرجال، ۱/۳۸۵)

☆ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد، (م۲۳۸ھ) ابن راھویہ، مسلمانوں کے امام، عالم دین تھے- حفظ، صدق اور زہد میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا- طلب علم کی خاطر بے شمار سفر کیے- (تھذیب الکمال، ۲/۳۷۳-۳۸۷)

☆ اشعث بن سلیم بن الاسود، الشعثائی، المحاربی، ابویزید، (م۱۲۵ھ) عبدالرحمٰن بن ابی الشعثاء کے بھائی تھے- محدثین نے ان کو "ثقات" میں شمار کیا ہے- "کثیر الحدیث" نہیں ہیں- (کتاب الجمع بین رجال الصحیحین، ۱/۴۴،۴۵، تھذیب الکمال، ۳/۲۷۱،۲۷۲، تاریخ اسماء الثقات، ص، ۳۶، الکاشف، ۱/۸۳)

☆ ام محمدؓ، زید بن جدعان کی بیوی تھی، ان کا اصل نام آمنہ یا "آمیۃ" تھا- (تھذیب، ۱۲/۳۵۳)

☆ جابر بن عبداللہ انصاری، (م۷۸ھ) ان کی کنیت "ابوعبداللہ" ہے- بنی سلمہ سے تعلق تھا، فقیہ

اور اپنے زمانہ میں مدینہ منورہ کے مفتی تھے- جنگِ بدر، جنگِ خندق اور بیعۃ الرضوان میں شرکت کی- طویل عمر پائی- (الاستیعاب، ۱/۲۹۲، ۲۹۳، تاریخ الصحابہ، ص ۵۸)

☆ جابر بن یزید الجعفی الکوفی، (م ۱۲۸ھ) کنیت ''ابو عبداللہ'' اور ''ابو یزید'' تھی- یہ شعیہ مذہب سے تعلق رکھتا تھا امام نسائی نے ان کو ''متروک الحدیث'' کہا ہے- ابن حجر نے اس کو ''ضعیف'' اور رافضی کہا ہے- (التاریخ الکبیر، ۲/۱۹۳) (تھذیب الکمال، ۲/۳۰۴-۳۰۷)

☆ حجاج بن منھال الانماطی، (م ۲۱۶ھ) کنیت ابو محمد تھی- ''ثقہ فاضل'' تھے- (ذکر اسماء التابعین، ۱/۱۱۵)

☆ حسن بن اعین الحرانی، (م ۲۱۰ھ) کنیت ''ابو علی القرشی'' ہے- ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- تقریب، ۱/۱۱۹)

☆ حسن بن صباح الواسطی، (م ۲۴۹ھ) ''صدوق، ثقہ'' ہیں- (الکاشف، ۱/۱۶۲)

☆ حمید بن اسود، ''ابو الاسود الکرابیسی'' کے نام سے مشہور تھے- ابو حاتم نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے- (تھذیب الکمال، ۷/۳۵۰، ۳۵۱، الکاشف، ۱/۱۹۱)

☆ حمید بن مسعدۃ بن مبارک، (م ۲۴۴ھ) ''ابو علی، ابو العباس''، کاتب القاضی تھے- کچھ عرصہ اصبہان میں گذار کر پھر بصرہ آئے- محدثین نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے- (تھذیب الکمال: ۷/۳۹۶، ۳۹۷)

☆ زید بن الحباب، (م ۲۰۳ھ) دیکھیے صفحہ ۱۸۰

☆ سریج بن یونس بن ابراہیم البغدادی، (م ۲۳۵ھ) انکی کنیت ''ابو الحارث'' تھی- امام احمد بن حنبل ان کو رجل ''صالح'' کہتے تھے- ابن سعد اور ابو داؤد نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- ربیع الاول میں وفات پائی- (تھذیب الکمال، ۷/۲۲، تاریخ اسماء الثقات، ص ۱۶۲)

☆ سلمہ بن شبیب نیشاپوری المسمعی (م ۲۴۷ھ) انکی کنیت ''عبدالرحمٰن'' تھی- ان کا شمار مکثرین میں ہوتا ہے- نیشاپور کے رہنے والے تھے- بعد میں مکہ میں رہائش پذیر ہو گئے- ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب الکمال، ۷/۳۳۹، ۳۴۰)

☆ سلیم بن الاسود بن حنظلۃ، ابو الشعثاء، المحاربی الکوفی، (م ۸۲ھ) محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- عبدالملک یا ولید کے زمانے میں وفات پائی- (تھذیب الکمال، ۱۱/۳۴۰-۳۴۲)

☆ سلیمان بن یسار الھلالی، (م ۱۰۷ھ) ام المومنین حضرت میمونہؓ کے آزاد کردہ تھے اور مدینہ کے فقہا میں ان کا شمار ہوتا ہے- ''ثقہ، مامون، عابد اور فاضل'' ہیں- (الکاشف، ۱/۳۲۱)

☆ شیبان بن عبدالرحمٰن النحوی، ''ابو معاویہ بصری'' کے نام سے بھی مشہور تھے- کوفہ کے رہنے والے تھے- ''ثقہ''

ہیں- اور صاحب کتاب ہیں- (تقریب، ۱/۲۴۷، التاریخ الکبیر، ۴/۲۱۰)

☆ شیبان بن فروخ، (م۲۳۶ھ) آپ کی کنیت "ابو محمد" ہے- آپ قابل اعتماد راوی اور "محدث بصرہ" کے لقب سے ملقب ہیں ان کے پاس پچاس ہزار احادیث تھیں- ۹۶ سال کی عمر پا کر فوت ہوئے- (تذکرۃ الحفاظ ۲/۴۴۳)

☆ صفیہ بنت علیبۃ، عبداللہ بن حسان کی دادی ہیں- (الکاشف، ۳/۴۲۹)

☆ عباد بن عباد بصری، (م۱۸۱ھ) آپ کی کنیت "ابو معاویہ" اور نام "عباد" ہے- سلسلہ نسب، ابو معاویہ عباد بن عباد بن حبیب بن مہلب بن ابی صفرۃ"...... ہے- آپ بصرہ کے رہنے والے صادق القول والفعل محدث ہیں- آپ انتہائی شریف، باوقار، جلیل القدر، قابل اعتماد اور عقلمند انسان تھے- ۱۸ رجب میں وفات پائی- (تھذیب الکمال، ۹/۳۰۹)

☆ عبد بن عبد، ابوعبداللہ الجدلی، محدثین نے "ثقہ" قرار دیا ہے- (الکاشف، ۳/۳۱۲)

☆ عبدالحمید ابن عبدالرحمٰن، ابو یحیٰی الحمانی الکوفی، (م۲۰۲ھ) محدثین کہتے ہیں "لیس بالقوی" جبکہ ابن حبان نے ان کو "ثقات" میں ذکر کیا ہے- (الکاشف، ۲/۱۳۵، تھذیب، ۲/۴۷۸)

☆ عبدالرزاق بن ھمام بن نافع الحمیری، (م۲۱۱ھ) ۱۳۶ھ میں پیدا ہوئے ابن شاھین نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب الکمال، ۱۸/۵۲-۶۲)

☆ عبدالعزیز بن ابی حازم المدنی، (م۱۸۴ھ) فقیہ اور "ثقہ" ہیں- (الکاشف، ۲/۱۷۴، تاریخ اسماء الثقات، ص ۱۶۲)

☆ عبداللہ بن حسان التمیمی العنبری، "ثقہ" ہیں- (الکاشف، ۲/۷۱)

☆ عبداللہ بن صالح، انکی کنیت "ابو صالح" تھی- "ثقہ و مامون" ہیں- یہ موسیٰ ابن علی، معاویہ بن صالح، لیث بن سعد اور یحییٰ بن ایوب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- (الجرح والتعدیل، ۵/۸۶)

☆ عبداللہ بن وھب بن مسلم، (م۱۹۷ھ) آپ کی کنیت "ابو محمد" ہے- قبیلہ "بنو فہر" سے نسبت ولا رکھتے ہیں- مصر کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث نامور فقیہ اور چوٹی کے اماموں میں سے ایک امام ہیں- ۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے- آپ ثقہ، حجت، حافظ اور مستقل مجتہد تھے- کسی کے مقلد نہیں تھے- ۳۶ حج کئے- (الطبقات الکبریٰ، ۷/۲۳۹، تھذیب، ۶/۶۶-۶۸، التاریخ الکبیر، ۵/۱۱۷، ۱۱۸، تقریب، ۱/۳۲۰)

☆ عبد بن حمید، ابو محمد الکسی، (م۲۴۹ھ) ان کا اصل نام "عبدالحمید" تھا- حافظ اور صاحب تصنیف تھے- (الکاشف، ۲/۱۹۵)

☆ عبیداللہ بن علی بن ابی رافع المدنی: ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- محدثین نے ان کے بارے

میں "لاباس بہ" کہا ہے-(تہذیب الکمال، ۵/۵۴،الکاشف، ۲/۱۹۷)

☆ عثمان بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، ابوالحسن بن ابی شیبہ الکوفی، (م۲۳۹ھ) صدوق ہیں- ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- صاحب المسند اور تفسیر ہیں- (تہذیب،۳/۷۸، الکاشف،۲/۲۲۳)

☆ علی بن حجر، ابن ایاس، بغداد میں رہے پھر مرو میں "- ثقہ حافظ ہیں" - (تقریب، ۱/۳۹)

☆ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، ابوالحسین ابوالحسن، زین العابدین، (م۹۴ھ) واقعہ کربلا میں اپنے والد کے ساتھ موجود تھے- اسوقت انکی عمر ۲۳ سال تھی- "ثقہ، مامون، کثیر الحدیث" تھے- اہل بیت میں ان جیسا کوئی نہ تھا- (تہذیب الکمال، ۲۰/۳۸۲-۴۰۴)

☆ عیزار بن حریث: "ثقہ" ہیں- (تقریب، ۱/۳۶)

☆ فائد، مولی عبیداللہ بن علی بن ابی رافع: یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (الکاشف، ۲/۳۲۵، تہذیب، ۳/۳۸۱)

☆ قتادہ بن دعامۃ بن قتادہ بن عزیز..... ابوالخطاب السدوسی، (م۱۱۷ھ) "ثقہ، مامون اور حجۃ فی الحدیث" تھے- قرآن اور فقہ کے بہت بڑے عالم تھے- (تہذیب، ۸/۳۰۷)

☆ قتیبہ بن سعید بن جمیل بن طریف بن عبداللہ الثقفی، (م۲۴۰ھ) دیکھیے صفحہ ۲۳۹

☆ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ، البخاری، (م۲۵۶ھ) انکی وجہ شہرت انکی مشہور کتاب "الجامع الصحیح" ہے- طلب حدیث کے لیے بے شمار سفر خراسان، عراق، حجاز، شام اور مصر میں گئے- ان سے بے شمار لوگوں نے روایت کی ہے- (تہذیب الکمال، ۲۴/۴۶۸-۴۳۰)

☆ محمد بن بشار بن عثمان، ابوبکر العبدی، (م۲۵۲ھ) ابوحاتم اور العجلی نے "ثقات" میں ان کا شمار کیا ہے- (الکاشف، ۳/۲۱، تہذیب الکمال، ۶/۲۴۷)

☆ محمد بن بشر بن الفرافصۃ بن المختار العبدی، ابوعبداللہ الکوفی، (م۲۰۳ھ) "ثقہ" ثبت ہیں- (تاریخ اسماء الثقات، ص، ۲۱۱)

☆ محمد بن جعفر غندر- ابوعبداللہ (م۱۹۳ھ) محدثین نے "ثقہ" قرار دیا ہے- (تہذیب الکمال، ۶/۲۶۵، الکاشف ۳/۲۶)

☆ محمد بن حمید الرازی، (م۲۴۸ھ) حافظ، کچھ لوگوں نے ان کو "ثقہ" اور کچھ نے "ثقہ" قرار نہیں دیا- یعقوب بن شیبہ نے ان کو "کثیر المناکیر" کہا ہے- (الکاشف، ۳/۳۲)

☆ محمد بن معمر ربیع القیس، (م۲۵۰ھ) بالجرائی کے نام سے مشہور ہوئے- محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (تقریب، ۳/۲۰۶، تہذیب الکمال، ۶/۵۲۳)

☆ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد فارس بن ذؤیب الذھلی، ابو عبداللہ نیشاپوری، (م۲۵۸ھ) ''ثقہ، مامون اور امیر المومنین فی الحدیث'' ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۶۱۷/۲۶-۶۲۹، الکاشف، ۹۴/۳)

☆ مطرف بن عبیداللہ بن الشخیر، (م۸۷ھ) ''ثقہ'' اور کبار تابعین میں سے تھے۔ (تھذیب، ۱۵۸/۱۰، ۱۵۹)

☆ معاویہ بن صالح بن قدیر بن سعید بن سعد بن فہر الحضرمی، انکی کنیت ''ابوعمر'' یا ''ابو عبدالرحمان'' تھی۔ یہ ارطاۃ بن المنذر، ازھر بن سعید، زیاد بن ابی سودہ، یحییٰ بن سعید انصاری سے جبکہ ان سے اسد بن موسیٰ، بشر بن السری اور عبداللہ بن صالح وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۱۸۶/۲۸-۱۹۴)

☆ معاویہ بن ہشام، (م۲۰۴ھ) کنیت ''ابوالحسن'' تھی۔ بنی اسد کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ انہیں معاویہ بن ابی العباس بھی کہا جاتا تھا۔ (التاریخ الکبیر، ۲۱۴/۷، تقریب، ۵۹۳/۲، تھذیب الکمال، ۲۲۴/۱۸)

☆ معمر بن راشد ابو عروہ الازدی، (م۱۵۳ھ) دیکھیے صفحہ ۱۸۳

☆ مفضل بن عبیداللہ الجزری، ابو عبداللہ العنبسی، (م۱۶۶ھ) عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو ''صالح الحدیث، ثقہ'' جبکہ یحییٰ بن معین نے ان کو ''ضعیف'' کہا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۲۷۶/۲۸، الکاشف، ۱۱۴/۳)

☆ منصور بن عبدالرحمٰن بن طلحہ بن الحارث، (م۱۳۸ھ) ان کی والدہ کا نام ''صفیہ بنت شیبہ'' تھا۔ ابو حاتم نے ان کو ''صالح الحدیث'' کہا ہے۔ ابن سعد نے ان کو ''ثقہ اور قلیل الحدیث'' کہا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۳۹۶/۱۸)

☆ یحییٰ بن ایوب المقابری: بغداد کے رہنے والے انتہائی عبادت گزار انسان تھے۔ ''ثقہ'' ہیں۔ (تقریب، ۲۵۵/۲)

☆ یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو بن سھل انصاری، (م۱۴۳ھ) دیکھیے صفحہ ۱۸۴

☆ یحییٰ بن سلیمان بن یحییٰ بن سعید بن مسلم بن عبید، ابو سعید الکوفی، (م۲۳۷ھ) نسائی نے ان کو ''لیس بثقہ'' بعض محدثین نے ان کو ''منکر الحدیث'' جبکہ ابن حبان نے ان کو ''ثقات'' میں شمار کیا ہے۔ (تقریب، ۳۶۳/۲، الکاشف، ۲۲۶/۳)

☆ یحییٰ بن یحییٰ بن بکر التمیمی النیشاپوری، ابو زکریا، (م۲۲۶ھ) ۱۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت بڑے عالم تھے۔ ثبت، فقیہ اور صاحب حدیث تھے۔ (الکاشف، ۲۳۸/۳)

☆ یزید بن رومان، ابوروح، (م۱۳۰ھ) دیکھیے صفحہ ۲۴۴

☆ یزید بن عبداللہ بن قسیط اللیثی المدنی الاعرج، (م۱۲۲ھ) "ثقہ" ہیں- (تاریخ اسماء الثقات، ص، ۲۵۵، الکاشف، ۲۴۶/۳)

☆ یعقوب بن ابراہیم بن سعد الزھری، ابویوسف، (۲۰۸ھ) "ثقہ" اور "صدوق" ہیں- (تھذیب الکمال، ۳۰۹/۳۲-۳۱۱، الکاشف، ۲۵۴/۳)

☆ یونس بن بکیر بن واصل بن شیبانی، دیکھیے صفحہ ۱۳۵

باب پنجم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ معاشرت

فصل اول:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت "سربراہِ خاندان"

☆ مثالی شوہر

☆ شفیق باپ

فصل دوم:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عوام الناس سے تعلقات

☆ بچوں اور خواتین سے حسنِ سلوک

☆ غلاموں سے برتاؤ

فصل اول:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ''سربراہِ خاندان''

☆ مثالی شوہر

☆ شفیق باپ

تعارف باب پنجم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم شخصیت نے جہاں حیاتِ انسانی کے ہر گوشے اور شعبے کو زریں اور رہنما اصول عطا فرمائے وہاں خود بھی اپنے اسوۂ حسنہ سے ان اصولوں کو اپنی ذات اقدس پر لاگو کر کے یہ ثابت کر دیا کہ جہاں آپؐ مدبر، مصلح، مقنن، خطیب، مفکر، رہبر و رہنما اور حکمران ہیں وہاں آپؐ بحیثیت سربراہ خاندان ایک ''مثالی شوہر'' اور ''مشفق باپ'' ہیں۔ آپؐ نے قرابتدار خواتین سے بھی حسن سلوک فرمایا اور غلام جو کسی بھی معاشرے کا سب سے کمزور طبقہ شمار کیے جاتے ہیں- ان کو بھی معاشرے میں بہتر مقام دیا۔ اس باب میں وہ تمام روایات شامل کی گئی ہیں۔ جن سے ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ معاشرت کے تابناک پہلو'' پر روشنی پڑتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت "سربراہ خاندان"

انسانیت کے سب سے بڑے محسن اور معلم رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی خصائص کا جائزہ لیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپؐ نے "بحیثیت سربراہِ خاندان" وہ مثال قائم کی جسکی نظیر ملنا مشکل ہے۔

﴿عن عمرة بنت عبدالرحمن، رحمهما الله . قالت: سألت عائشة رضی الله تعالیٰ عنها. كيف كان رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا خلا مع نسائه، قالت: كان كرجل من رجالكم، الا انه كان اكرم الناس واحسن الناس خلقاً كان ضحاكا بسّاما صلی الله عليه وسلم﴾ (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر (خلوت) میں اپنی بیویوں کے ساتھ کس طرح رہتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بظاہر وہ تم مردوں کی طرح مرد تھے مگر انتہائی انس ومحبت سے پیش آنے والے گھل مل جانے والے اور انتہائی شگفتہ مزاج تھے۔ ان کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی۔

مثالی شوہر:

حضرت خدیجہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ تھیں۔ جنہیں آپؐ نے عظیم شرفِ رفاقت عطا فرمایا۔ اور ۲۵ سال انتہائی خوشگوار منزلی زندگی کے مراحل طے فرمائے۔ انؓ کی رحلت کے بعد بھی ان کی یاد میں انکی سہیلیوں کو تحائف بھجواتے اور حضرت خدیجہؓ کی ہمیشہ بے حد تعریف فرماتے۔

حدثني عمر بن محمد بن حسن، حدثنا ابی حدثنا حفص عن هشام عن ابيه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: ما غرت علی احد من نسای النبی صلی الله عليه وسلم ما غرت علی خديجة وما رأيتها ولكن كان النبی صلی الله عليه وسلم يكثر ذكرها وربما ذبح الشاة ثم يقطعها أعضای ثم يبعثها فی صدائق خديجة فربما قلت له كانه لم يكن فی الدنيا امراة الا خديجة فيقول: انها كانت وكانت وكان لی منها ولد﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر نہیں آتا حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت ان کا ذکر فرماتے اور اکثر آپ کوئی بکری ذبح فرماتے۔ پھر اس کے ایک ایک عضو کو جدا فرماتے پھر اسے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ملنے جلنے والیوں میں بھیج دیتے اور کبھی میں آپؐ سے کہہ دیتی کہ دنیا میں خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا اور عورت ہے ہی

۱۔ سبل الهدی، فی حسن خلقه صلی الله عليه وسلم ۹/۹۹

نہیں۔ تو آپ فرماتے: ہاں وہ ایسی ہی تھیں انہیں سے میرے اولاد ہوئی ہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب: تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجة وفضلها (حدیث: ۳۸۱۸) ص، ۶۴۰، الاستیعاب، ۳۸۳/۲، السمط الثمین ص، ۳۹، مجمع الزوائد، ۳۶۱/۹

اہل خانہ سے محبت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اہل خانہ سے بے حد پیار تھا نا صرف اہل خانہ بلکہ ان سے ملنے والوں سے بھی تعلقات کا حق ادا فرماتے رہے۔ نیز اپنی مودت کا اظہار کرنے کے لیے ان کو تحائف بھی بھجواتے۔

حدثنا سعید بن عفیر حدثنا اللیث قال کتب الی ھشام ان ابیہ ﴿عن عائشة رضی اللہ عنھا قالت: ما غرت علی امراة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ما غرت علی خدیجة ھلکت قبل ان یتروجنی لما کنت اسمعہ یذکرھا وامرہ اللہ ان یبشرھا ببیت من قصبٍ وان کان لیذبح الشاة فیھدی فی خلائلھا منھا ما یسعھن﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہؓ پر آتا ہے۔ اتنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بی بی پر نہیں آتا (حالانکہ) وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں، اس وجہ سے کہ میں اکثر آپ کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو جنت میں موتی کے محل کی بشارت دیں اور آپ بکری ذبح کرتے تو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملنے والوں کو اس میں سے بقدر کفایت بطور تحفہ بھیجتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب: تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجه وفضلها۔ (حدیث: ۳۸۱۲) ص، ۷۸۱، الجامع للترمذی، کتاب المناقب، باب فضل خدیجة رضی اللہ عنھا (حدیث: ۳۸۷۵) ص، ۸۷۵

اہل خانہ سے مزاح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل خانہ سے نہایت اخلاق سے پیش آتے اور ان کو خوش وخرم رکھنے اور ان سے انس ومحبت کے لیے کبھی کبھی مزاح بھی فرمالیا کرتے تھے۔

حدثنا محمد بن عوف حدثنا سعید بن ابی مریم اخبرنا یحیی بن ایوب قال حدثنی

عمارة بن غزية ان محمد بن ابراهيم حدثه عن ابی سلمة بن عبدالرحمن ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: قدم رسول الله صلی الله عليه وسلم من غزوة تبوک او خيبر وفی سهوتها ستر فهبت ريح فكشفت ناحية الستر عن بنات لعائشة لعب فقال: ما هذا يا عائشة؟ قالت: بناتی ورای بينهن فرسا له جنا حان من رقاع فقال: ما هذا الذی أری وسطهن؟ قالت: فرس قال وما هذا الذی عليه قالت: جناحان قال فرس له جناحان قالت: أما سمعت ان لسليمان خيلا لها اجنحة قالت فضحک حتی رأيت نواجذه﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک یا غزوۂ خیبر سے واپس تشریف لائے تو طاقچہ میں ایک پردہ پڑا تھا- جب ہوا چلی تو پردے کا ایک کنارہ کھل گیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کھیلنے کی گڑیاں نظر آنے لگیں تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ میری گڑیاں ہیں اور آپؐ نے ان گڑیوں کے درمیان ایک گھوڑا دو بازو والا دیکھا کترنوں کا بنا ہوا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں ان کے درمیان کیا دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ گھوڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ دو پر ہیں- آپؐ نے فرمایا کہ گھوڑے کے پر ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ کیا آپؐ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایسا گھوڑا تھا جس کے پر تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑے یہاں تک کہ میں نے آپ کے نواجذ (داڑھیں) دیکھ لیں۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، كتاب الادب، باب: اللعب بالبنات، (حديث:۴۹۳۲) ص، ۶۹۵

خوشگوار ازدواجی زندگی کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی میں ذہنی ہم آہنگی ہو اور وہ ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھیں- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مزاج شناسی کا ملکہ بدرجۂ اتم موجود تھا۔

حدثنا محمد اخبرنا عبدة عن هشام بن عروة عن ابيه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: انی لاعرف غضبک ورضاک قالت: قلت وكيف تعرف ذاک يا رسول اللهﷺ؟ قال: انک اذا كنت راضية قلت بلی ورب محمد واذا كنت ساخطة قلت لا ورب ابراهيم" قالت: قلت اجل لست اهاجر الا اسمک﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری خوشی اور

ناراضگی کو پہچان لیتا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس طرح پہچان لیتے ہیں، آپؐ نے فرمایا "تم خوش ہوتی ہوتو کہتی ہو" لا ورب محمد اور جب ناراض ہوتی ہوتو کہتی ہو لا ورب ابراہیم (قسم ہے ابراہیم کے رب کی) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے کہا جی ہاں، میں صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب مایجوز من الهجران لمن عصى (حديث:٦٠٧٨) ص. ١٠٦١: كتاب النكاح، باب: غيرة النساء ووجدهن (حديث:٥٢٢٨) ص، ١١٣٣

بیویوں کی خواہش کا احترام کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عصر کے بعد باری باری تمام ازواج مطہراتؓ سے مختصر ملاقات اور مزاج پرسی کے لیے ان کے حجروں میں تشریف لے جاتے اس موقع پر بعض کسی مشروب سے آپؐ کی تواضع فرماتیں جسے آپؐ بہت شوق سے نوش فرماتے۔

حدثنا فروة بن ابى المغراى حدثنا على بن مسهر عن هشام بن عروة عن ابيه ﴿عن عائشة رضى الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب العسل والحلواى وكان اذا انصرف من العصر دخل على نسائه فيدنو من احداهن فدخل على حفصة بنت عمرؓ فاحتبس اكثر ماكان يحتبس فغرت فسالت عن ذلک فقيل لى اهدت لها امراة من قومها عكة من عسل فسقت النبى صلى الله عليه وسلم منه شربة فقلت: اما والله لنحتالن له فقلت لسودة بنت زمعة انه سيدنو منک فاذا دنا منک فقولى اكلت مغافير فانه سيقول لک لا فقولى له ما هذه الريح التى اجدمنک فانه سيقول لک سقتنى حفصة شربة عسل فقولى له جرست نخله العرفط وساقول ذلک وقولى انت يا صفية ذاک قالت تقول سودة فوالله ما هو الا ان قام على الباب فاردت ان اباديه بما امرتنى به فرقا منک فلما دنا منها قالت له سودة يا رسول الله اكلت مغافير قال: لا قالت: فما هذه الريح التى اجد منک قال: سقتنى حفصة شربة عسل فقالت: جرست نخلة العرفط فلما دار الى قلت له نحو ذلک فلما دار الى صفية قالت له مثل ذلک فلما دار الى حفصة قالت: يا رسول الله! الا اسقيک منه قال: لا حاجة لى فيه قالت: تقول سودة والله لقد حرمناه قلت لها اسكتى﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور میٹھی چیز پسند کرتے تھے، اور جب نمازِ عصر سے فارغ ہوتے تو اپنی بیویوں کے پاس تشریف لاتے اور ان میں سے کسی کے پاس جاتے، ایک دن حفصہ رضی اللہ عنھا کے پاس گئے اور معمول سے زیادہ ٹھہرے، مجھے رشک ہوا تو میں نے اس کے متعلق دریافت کیا، مجھے بتایا گیا کہ ان کے پاس ان کی قوم کی کسی عورت نے تھوڑا سا شہد تحفۃً بھیجا تھا اس میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑا پلایا، تو میں نے کہا: بخدا میں کچھ حیلہ کروں گی، میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ عنقریب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس تشریف لے جائیں گے جب تمہارے پاس آئیں تو کہنا کہ کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ پھر تجھ سے کہیں گے کہ نہیں تو کہنا پھر کس چیز کی بو آ رہی ہے، آپ (یقیناً) فرمائیں گے کہ مجھے حفصہ رضی اللہ عنھا نے تھوڑا شہد پلایا ہے، تم جواب دینا کہ شاید مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا، میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ رضی اللہ عنھا! تم بھی یہی کہنا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں، سودہ رضی اللہ عنھا کہنے لگیں کہ بخدا! نبی صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر تشریف لائے بھی تھے کہ میں نے تمہارے ڈر کے سبب سے وہ بات کہنی چاہی جس کا تم نے مجھے حکم دیا تھا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سودہ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچے تو سودہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپؐ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، سودہؓ نے عرض کیا: پھر یہ کس چیز کی بو آ رہی ہے؟ آپؐ نے فرمایا حفصہ رضی اللہ عنھا نے مجھے تھوڑا سا شہد پلایا ہے، سودہ رضی اللہ عنھا نے عرض کیا: شاید مکھیوں نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ جب آپ میرے پاس آئے تو میں نے بھی یہی کہا: اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انھوں نے بھی یہی کہا، جب آپؐ دوبارہ حفصہ رضی اللہ عنھا کے پاس گئے تو انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو شہد نہ پلاؤں؟ آپؐ نے فرمایا مجھے اسکی ضرورت نہیں، سودہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں بخدا! ہم نے اس کو آپؐ پر حرام کرا دیا، میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا خاموش رہ (کہیں آپ کو خبر نہ ہو جائے)

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الطلاق، باب: لم تحرم ما احل اللہ لک (حدیث:۵۲۶۸) ص، ۱۱۴۲

صبح وشام ازواج سے ملاقات

ربط و محبت اور گھریلو دیکھ بھال کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام ازواج مطہرات سے ملنے صبح وشام جایا کرتے تھے اور سب کے پاس تھوڑی تھوڑی دیر رُکا کرتے تھے۔

حدثنا فروۃ حدثنا علی بن مسھر عن ھشام ان ابیہ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انصرف من العصر دخل علی نسائہ فیدنو من احداھن فدخل علی حفصۃ فاحتبس اکثر مما کان یحتبس﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نو بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور کسی کے پاس کچھ دیر ٹھہر جاتے تھے، ایک دن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں معمول سے زیادہ ٹھہرے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: دخول الرجل علی نسائہ فی الیوم (حدیث: ۵۲۱۶)، ص، ۱۱۳۲

اہلِ خانہ کے جذبات کا احترام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اپنی بیویوں کے جذبات کا احترام فرماتے اور ان پر زبردستی اپنی مرضی مسلط نہ فرماتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپؐ کے حبالۂ عقد میں آئیں تو ابھی نوعمر تھیں۔ اس عمر میں کھیل کود کی طرف انؓ کے فطری میلان سے آپؐ بخوبی باخبر تھے۔ اس وجہ سے آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے کھیل کود کے مشاغل جاری رکھنے سے منع نہ فرمایا۔

حدثنا مسدد حدثنا حماد عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ ﴿عن عائشۃ قالت: کنت العب بالبنات فربما دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندی الجواری فاذا دخل خرجن واذا خرج دخلن﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آتے اور میرے پاس لڑکیاں بیٹھی ہوتی تھیں جب آپؐ داخل ہوتے تو وہ لڑکیاں نکل جاتیں اور جب آپ تشریف لے جاتے تو وہ داخل ہو جاتیں۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: اللعب بالبنات (حدیث: ۴۹۳۱) ص، ۶۹۵، السنن لابن ماجہ، کتاب النکاح، باب: حسن معاشرہ النساء، (حدیث: ۱۹۸۲) ص، ۲۸۳، (اس میں "فکان یسرب الی صواحباتی بلاعبنی" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جبکہ ابن ماجہ حفص بن عمرو، عمر بن حبیب القاضی سے اور وہ ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں۔)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خوش کرنے کے لیے ان کی پسند کے کھیل کھیلتے۔

حدثنا هشام بن عمار: حدثنا سفيان بن عيينه، عن هشام بن عروه عن ابيه، ﴿عن عائشة قالت: سابقني النبي صلى الله عليه وسلم فسبقته﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ دوڑے میں آپؐ سے آگے نکل گئی۔

تخریج:

ألسنن لابن ماجه، كتاب النكاح، باب حسن معاشرة النساء، (حديث:۱۹۷۹) ص، ۲۸۳، المسند لامام احمد بن حنبل، (حديث: ۲۴۹۱۰)، ۲۶۰/۷

بیویوں کو پیار سے پکارنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور کبھی کبھی اپنی اس محبت کے اظہار کے لیے انہیں ان کے اصل نام کی بجائے کسی اور نام سے پکارتے (۱)

حدثني ابو سلمه ﴿ان عائشة رضى الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا عائش! هذا جبريل يقرئ عليك السلام، قالت: وعليه السلام ورحمة الله قالت: وهو يرى مالا أرى﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے عائش! یہ جبریل علیہ السلام ہیں، تمہیں سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ وہ دیکھ سکتے ہیں، میں نہیں دیکھ سکتی۔

تخریج:

الادب المفرد (للبخاری) باب العاص (حديث:۸۲۷) ص، ۲۸۸، الجامع الصحيح للبخاری، كتاب الانبياء، باب: فضل عائشة رضى الله عنها، سبل الهدى، فى اختصاره صلى الله عليه وسلم بعض اسماء اصحابه ۳۶۲/۹

۱- کبھی کبھار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کی سرخ وسفید رنگ کی وجہ سے حمیراً کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ﴿عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: (يا حميراء ان ويحك وولك رحمة﴾ (الآحاد والمثانى، ص، ۵۹۶)

بیویوں کی دلجوئی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کی دلجوئی کرتے اور ان کا دل بہلانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے۔

حدثنا عبدالله بن محمد حدثنا هشام اخبرنا معمر عن الزهری عن عروة ﴿عن عائشة قالت: كان الحبش يلعبون بحر ابهم فسترني رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا انظر فما زالت انظر حتى كنت انا انصرف فاقدرو اقدر الجارية الحديثة السن تسمع اللهو﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ چند حبشی چھری گتکا سے کھیل رہے تھے اور اپنا اپنا پٹا دکھلا رہے تھے، آپ بھی اس کو دیکھ رہے تھے، اور مجھے اپنے پیچھے کرلیا تھا، جب تک میرا جی چاہا میں دیکھتی رہی، پھر خود ہی اکتا کر لوٹ آئی، آپؐ نے منع نہ کیا، اب اس سے اندازہ کرلو کہ ایک کمسن لڑکی کتنی دیر کھیل کو دیکھ سکتی ہے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، كتاب النكاح، باب: حسن المعاشرة مع الاهل، (حديث:۵۱۹۰)، ص۔ ۱۱۲۶

ایک اور حدیث سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

حدثنا الحسن بن صباح البزار حدثنا زيد بن حباب عن خارجة بن عبدالله بن سليمان بن زيد بن ثابت اخبرنا يزيد بن رومان عن عروة ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت صبيان فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا حبشية تزفن والصبيان حولها فقال يا عائشة! تعالى فانظرى فجئت فوضعت لحيى على منكب رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعلت انظر اليها ما بين المنكب الى راسه فقال لى: اما شبعت اما شبعت قالت: فجعلت اقول لا لانظر منزلتى عنده اذ طلع عمر قالت: فارفض الناس عنها قالت: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: انى لانظر الى شياطين الانس والجن قد فروا من عمر قالت: فرجعت﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے شوروغل اور بچوں کی آواز سنی۔ آپ کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی ہے اور بچے اس کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا عائشہ! آؤ دیکھو، میں گئی اور تھوڑی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر تھوڑی رکھ کر اس عورت کو دیکھنے لگی- میری تھوڑی آپؐ کے کندھے

اور سر کے درمیان تھی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تمہارا جی نہیں بھرا؟ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ آپؐ کے نزدیک میری کیا قدر و منزلت ہے۔ لہٰذا میں نے کہا: نہیں۔ اتنے میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور انہیں دیکھتے ہی سب بھاگ گئے اور آپؐ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں شیاطین جن وانس عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر میں لوٹ آئی۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب :قوله صلى الله عليه وسلم ان الشيطان ليخاف منك يا عمر، (حديث:۳٦۹۱)، ص، ۸۴۰

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کے لیے سراپا محبت تھے۔ ان سے لاڈ پیار کرنا اور ان کی دلچسپی کے لیے نئے پہلو پیدا کرنا اپنا فرضِ اولین سمجھتے تھے۔

حدثنا اسماعيل قال حدثني ابن وهب قال عمرو حدثني ابو الاسود عن عروة ﴿عن عائشة رضي الله عنها دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعندى جاريتان تغنيان بغناى بعاث فاضطجع على الفراش وحول وجهه فدخل ابو بكر فانتهرنى وقال مزمارة الشيطان عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقبل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: دعهما فلما غفل غمزتهما فخرجتا قالت: وكان يوم عيد يلعب السودان بالدرق والحراب فاما سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم واما قال تشتهين تنظرين فقالت نعم فاقامني وراءه خدى على خده ويقول: "دونكم بنى أرفدة" حتى اذا مللت قال: حسبک قلت: نعم قال: فاذهبى.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں تھیں، جو جنگ بعاث کے واقعات گا رہی تھیں، آپؐ بستر پر لیٹ رہے اور اپنا منہ پھیر لیا، پھر ابو بکرؓ آئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا، اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیطانی باجہ کا کیا کام، لیکن آنحضرت ان کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا انہیں چھوڑ دو، جب آنحضرت ایک دوسرے کام میں مصروف ہو گئے تو میں نے ان دونوں کو اشارہ کر دیا، وہ نکل گئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ عید کے دن حبشی نیزے اور ڈھال کے ساتھ کھیلا کرتے تھے، پس میں نے آپ سے درخواست کی یا آپؐ نے مجھ سے فرمایا، کیا تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں؟ آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا، میرا رخسار آپ کے رخسار کے قریب تھا، اور آپؐ فرماتے جاتے تھے "دونکم بنی ارفدة" یہاں تک کہ جب میں تھک گئی، تو آپؐ نے فرمایا،

بس، میں نے کہا: جی آپ نے فرمایا، اچھا اب جاؤ۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الجهاد والسير، باب: الدرق (حديث:٢٩٠٦،٢٩٠٧) ص، ٤٨٠، كتاب العيدين، باب الحراب والدرق يوم العيد (حديث:٩٤٩،٩٥٠)، ص، ١٥٣، كتاب العيدين، باب: اذا اقامة العيد يصلى ركعتين، (حديث: ٩٨٧،٩٨٨) ص، ١٥٩، كتاب العيدين، باب: سنة العيدين لاهل الاسلام، (حديث:٩٥٢) ص، ١٥٣

بیویوں کے ساتھ تحمل و بردباری کا مظاہرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیویوں کے ساتھ تحمل و بردباری سے پیش آتے تھے۔ غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی پر پیش آنے والا ''واقعہ افک'' بہت پریشان کن واقعہ تھا۔ منافقین نے اپنی طرف سے مسلمانوں کی اخلاقی فوقیت و برتری پر وار کیا تھا مگر اس موقع پر بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر و تحمل کا طرز عمل اختیار کیا۔

حدثنا يحيى بن بكير حدثنا الليث عن يونس عن ابى شهاب قال اخبرنى عروة بن الزبير وسعيد بن المسيب وعلقمه بن وقاص و عبيد الله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود ﷺ عن حديث عائشة رضى الله عنها زوج النبى صلى الله عليه وسلم حين قال لها اهل الافك ما قالو فبراها الله مما قالوا وكل حدثنى طائفة من الحديث و بعض حديثهم يصدق بعضا وان كان بعضهم أوعى له من بعض الذى حدثنى عروة عن عائشة رضى الله عنها ان عائشة رضى الله عنها زوج النبى صلى الله عليه وسلم قالت: كان صلى الله عليه وسلم اذا اراد ان يخرج اقرع بين ازواجه فايتهن خرج سهمها خرج بها رسول الله صلى الله عليه وسلم معه قالت عائشة: فاقرع بيننا فى غزوة غزاها فخرج سهمى فخرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعدما نزل الحجاب فانا احمل فى هودجى وانزل فيه فسرنا حتى اذا فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم من غزوته تلك وقفل ودنونا من المدينة قافلين اذن ليلة بالرحيل فقمت حين اذنوا بالرحيل فمشيت حتى جاوزت الجيش فلما قضيت شانى أقبلت الى رحلى فاذا عقدلى من جزع ظفار قد انقطع فالتمست عقدى وحبسنى ابتغاوه واقبل الرهط الذين كانوا يرحلون لى فاحتملوا هودجى فرحلوه على بعيرى الذى كنت ركبت وهم يحسبون انى فيه وكان النساى اذ ذاك خفافا لم يقلهن انما تاكل العلقه من الطعام فلم يستكر القوم خفة الهودج حين

رفعوه وكنت جارية حديثة السن فبعثوا الجمل وساروا فوجدت عقدى بعدما استمر الجيش فجئت منازلهم وليس بها داع ولا مجيب فاممت منزلى الذى كنت به وظننت انهم سيفقدونى فيرجعون الى الجيش فادلج فاصبح عند منزلى فراى سواد انسان نائم فاتانى فعرفنى حين رانى وكان رانى قبل الحجاب فاستيقظت باسترجاعه حين عرفنى فخمرت وجهى بجلبابى ووالله ماكلمنى كلمة ولاسمعت منه كلمة غير استر جاعه حتى اناخ راحلته فوطى على يديها فركبتها فانطلق يقود بى الراحلة حتى اتينا الجيش بعدما نزلوا موغرين فى نحر الظهيرة فهلک من هلک وكان الذى تولى الافک عبدالله بن ابى ابن سلول فقدمنا المدينة فاشتكيت حين قدمت شهراً والناس يفيضون فى قول اصحاب الافک لا اشعر بشى من ذلک وهو يريبنى فى وجعى انى لا اعرف من رسول الله صلى الله عليه وسلم اللطف الذى كنت ارى منه حين اشتكى انما يدخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فيسلم ثم يقول كيف تيكم ثم ينصرف فذاک الذى يريبنى ولا اشعر بالشر حتى خرجت بعدما نقهت فخرجت معى ام مسطح قبل المناصع وهو متبرزنا وكنا لا نخرج الا ليلا الى ليل وذلک قبل ان نتخذ الكنف قريباً من بيوتنا وامرنا امر العرب الاول فى التبرز قبل الغائط فكنا نتادى بالكنف ان نتخذها عند بيوتنا فانطلقت انا وام مسطح وهى ابنة ابى رهم بن عبد مناف وامها بنت صخر بن عامر خالة ابى بكر الصديق وابنها مسطح بن اثاثة فاقبلت انا وام مسطح قبل بيتى وقد فرغنا من شاننا فعثرت ام مسطح فى مرطها فقالت: تعس مسطح فقلت لها بئس ما قلت اتسبين رجلاً شهد بدراً قالت اى هنتاه اولم تسمعى ما قال قالت: قلت وما قال فاخبرتنى بقول اهل الافک فازددت مرضاً على مرضى فلما رجعت الى بيتى ودخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم تعنى سلم ثم قال كيف تيكم فقلت: اتاذن لى ان آتى ابوى قالت. وانا حينئذ اريد ان استيقن الخبر من قبلهما قالت فاذن لى رسول الله صلى الله عليه وسلم فجئت ابوى فقلت لامى: يا امتاه ما يتحدث الناس قالت: يا بنية هونى عليک فوالله لقلما كانت امراة قط وضيئة عند رجل يحبها ولها ضرائر الا كثرن عليها قالت: فقلت سبحان الله اولقد تحدث الناس بهذا قالت فبكيت تلک الليلة حتى اصبحت لا يرقا لى دمع ولا اكتحل بنوم حتى اصبحت ابكى فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم على بن ابى طالب واسامة بن زيد رضى الله عنهما حين استلبث الوحى

يستامرهما في فراق اهله قالت فاما اسامة بن زيد فأشار على رسول الله صلى الله عليه وسلم بالذى يعلم من براءة اهله وبالذى يعلم لهم فى نفسه من الود فقال: يا رسول الله اهلك ولا نعلم الا خيراً وأما على بن ابى طالب فقال يا رسول الله! لم يضيق الله عليك والنساء سواها كثير وان تسال الجارية تصدقك قالت: فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بريرة فقال: اى بريرة هل رأيت من شى يريبك قالت: بريرة لا والذى بعثك بالحق ان رايت عليها أمراً أغمصه عليها اكثر من انها جارية حديثة السن تنام عن عجين اهلها فتاتى الداجن فتاكله فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستعذر يومئذ من عبدالله بن ابى ابن سلول قالت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وهو على المنبر يا معشر المسلمين! من يعذرنى من رجل قد بلغنى أذاه فى اهل بيتى فوالله ما علمت على أهلى الا خيراً ولقد ذكروا رجلاً ما علمت عليه انا خيراً وما كان يدخل على اهلى الا معى فقام سعد بن معاذ الانصارى فقال: يا رسول الله! انا اعذرك منه ان كان من الاوس ضربت عنقه وان كان من اخواننا من الخزرج امرتنا ففعلنا أمرك قالت: فقام سعد بن عبادة وهو سيّد الخزرج وكان قبل ذلك رجلاً صالحاً ولكن احتملته الحمية فقال لسعد كذبت لعمر الله لا تقتله ولا تقدر على قتله فقام اسيد بن حضير وهو ابن عم سعد بن معاذ فقال لسعد بن عبادة كذبت لعمر الله لنقتلنه فانك منافق تجادل عن المنافقين فثار الحيان الاوس والخزرج حتى هموا ان يقتتلوا ورسول الله صلى الله عليه وسلم قائم على المنبر فلم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يخفضهم حتى سكتوا وسكت قالت فبكيت: يومى ذلك لا يرقا لى دمع ولا اكتحل بنوم قالت: فاصبح ابواى عندى وقد بكيت ليلتين ويوما لا اكتحل بنوم ولا يرقا لى دمع يظنان ان البكاء فالق كبدى قالت فبينما هما جالسان عندى وانا ابكى فاستأذنت على امراة من الانصار فاذنت لها فجلست تبكى معى قالت فبينا نحن على ذلك دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم جلس قالت: ولم يجلس عندى منذ قيل ما قيل قبلها وقد لبث شهراً لا يوحى اليه فى شانى قالت: فتشهد رسول الله صلى الله عليه وسلم حين جلس ثم قال: اما بعد يا عائشة! فانه قد بلغنى عنك كذا وكذا فان كنت بريئة فسيبرئك الله وان كنت ألممت بذنب فاستغفرى الله وتوبى اليه فان العبد اذا اعترف بذنبه ثم تاب الى الله تاب الله عليه قالت: فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم

مقالته قلص دمعی حتی ما أحس منه قطرة فقلت لابی أحب رسول الله صلی الله علیه وسلم فیما قال قال والله ما أدری ما أقول لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت لامی اجیبی رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت: ما ادری ما اقول لرسول الله صلی الله علیه وسلم قالت: فقلت وانا جاریة حدیثة السن لا اقراء کثیراً من القران انی والله لقد علمت لقد سمعتم هذا الحدیث حتی استقر فی انفسکم وصدقتم به فلئن قلت لکم انی بریئة والله یعلم انی بریئة لا تصدقونی بذلک ولئن اعترفت لکم بامر والله یعلم انی منه بریئة لتصدقنی والله ما احدلکم مثلا الا قول ابی یوسف قال ﴿فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون﴾) قالت: ثم تحولت فاضطجعت علی فراشی قالت وانا حینئذ اعلم انی بریئة وان الله مبرئی ببرائتی ولکن والله ما کنت اظن ان الله منزل فی شانی وحیاً یتلی ولشانی فی نفسی کان احقر من أن یتکلم الله فی بامر یتلی ولکن کنت ارجو ان یری رسول الله صلی الله علیه وسلم فی النوم رویا یبرئنی الله بها قالت: فوالله ما رام رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا خرج احد من اهل البیت حتی انزل علیه فاخذه ما کان یاخذه من البرحای حتی انه لیتحدر منه مثل الجمان من العرق وهو فی یوم شات من ثقل القول الذی ینزل علیه قالت: فلما سری عن رسول الله صلی الله علیه وسلم سری عنه وهو یضحک فکانت اول کلمة تکلم بها یا عائشة! اما الله عزوجل فقد براک فقالت: امی قومی الیه قالت: فقلت له والله لا اقوم الیه ولا احمد الا الله عزوجل فانزل الله عزوجل ان الذین جاؤا بالافک عصبة منکم لا تحسبوه العشر الایات کلها فلما انزل الله هذا فی برائتی قال ابوبکر الصدیق رضی الله عنه وکان ینفق علی مسطح بن اثاثة لقرابته منه وفقره والله لا انفق علی مسطح شیئاً ابداً بعد الذی قال لعائشة ما قال فانزل الله ﴿ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل الله ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر الله لکم والله غفور رحیم﴾) قال ابوبکر: بلی! والله انی احب ان یغفر الله لی فرجع الی مسطح النفقه التی کان ینفق علیه وقال: والله لاانزعها منه ابداً قالت عائشة: وکان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسأل زینب ابنة جحش عن امری فقال: یا زینب! ما ذا علمت او رایت فقالت: یا رسول الله! احمی سمعی وبصری ما علمت انا خیراً قالت: وهی التی کانت تسامینی من ازواج رسول الله صلی الله علیه وسلم فعصمها الله بالورع وطفقت اختها

حمنة تحارب لها فهلكت فيمن هلك من اصحاب الافك﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ میں جاتے وقت اپنی بیویوں کے نام کا قرعہ ڈالتے تھے اور جس کا نام نکلتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے تھے چنانچہ غزوۂ بنو مصطلق پر جاتے وقت جب قرعہ ڈالا گیا تو میرا نام نکل آیا اور میں آپؐ کے ساتھ گئی۔ یہ واقعہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ میں ایک ہودج میں سوار رہا کرتی تھی اور اگر اترنے کی ضرورت ہوتی تو ہودج کے سمیت اتاری جاتی تھی۔ غرض ہم اسی طرح سفر کرتے رہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی سے فارغ ہو کر واپس آئے اور جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک رات یہ اتفاق ہوا کہ آپؐ نے روانگی کا حکم دیا۔ میں یہ حکم سن کر اٹھی اور لشکر سے دور رفع حاجت کے لئے چلی گئی۔ فارغ ہو کر لوٹی تو خیال آیا کہ میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا ہے میں اس کو تلاش کرنے لگی۔ مجھے تلاش کرنے میں دیر لگ گئی۔ اس درمیان میں وہ لوگ آ گئے جو میرا ہودج اٹھا کر مجھے اونٹ پر سوار کیا کرتے تھے انہوں نے ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا اور یہ سمجھے کہ میں ہودج میں بیٹھی ہوں کیونکہ اس وقت عورتیں ہلکی اور مختی ہوا کرتی تھیں کیونکہ بہت کم کھاتی تھیں لہٰذا ان کو ہودج کے ہلکے اور بھاری ہونے کا کوئی احساس نہیں ہوا اور ایک بات یہ بھی تھی کہ میں اس وقت بہت چھوٹی تھی۔ غرض وہ ہودج لاد کر چلے گئے مجھے ہار تلاش کرنے میں اتنی دیر لگ گئی کہ جب واپس آئی ہوں تو وہاں لشکر کا نام ونشان بھی نہیں تھا نہ کوئی انسان کہ جس سے بات کی جائے۔ میں اسی جگہ جہاں کہ رات سو رہی تھی اس خیال سے بیٹھ گئی کہ جب آپ مجھے نہیں دیکھیں گے تو اس جگہ ضرور تلاش کرنے آئیں گے۔ مجھے بیٹھے بیٹھے نیند آنے لگی اور میں جھونکے کھانے لگی۔ لشکر کے پیچھے ایک آدمی گری پڑی چیز کی خبر رکھنے والا بھی تھا۔ جس کا نام صفوان بن معطل سلمی تھا۔ وہ پھرتا پھراتا اس جگہ آیا جہاں میں موجود تھی۔ اس نے مجھے پہچان لیا کیونکہ پردے کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے اس نے مجھے دیکھا ہوا تھا تو وہ بلند آواز سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے۔ اس کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً دوپٹہ سے منہ چھپا لیا۔ خدا کی قسم! اس نے مجھ سے بات تک نہیں کی اور اپنی اونٹنی بٹھا دی اور اس کے پاؤں کو پاؤں سے دبائے رکھا۔ میں اونٹنی پر سوار ہو گئی اور وہ غریب پیدل چلا اور اونٹنی کو ہانکتا رہا۔ آخر میں لشکر میں اس وقت پہنچی جب کہ دھوپ بہت تیز ہو چکی تھی اور بہت سخت تھی قافلہ کے بعض لوگوں نے مجھے متہم کیا اور اپنی عاقبت خراب کر لی۔ ان میں پہلا شخص عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ مدینہ میں آ کر میں بیمار ہو گئی اور ایک ماہ تک برابر بیمار پڑی رہی اور لوگ یہ خبر برابر مشہور کرتے رہے اور مجھے اس واقعہ کے متعلق کوئی علم نہ تھا البتہ یہ چیز ضرور تکلیف دہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کی سی محبت مجھ سے نہیں

کرتے تھے۔ صرف اتنا علم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے دیکھنے اور حال معلوم کرنے کے لیے تشریف لاتے اور حال دریافت کر کے فوراً واپس تشریف لے جاتے۔ آپؐ کے اس وطیرہ سے میں نے خیال کیا کہ آپؐ مجھ سے ناراض ہیں۔ ایک ماہ کے بعد جب میں کچھ تندرست ہوگئی تو ایک دن ام مسطح کو اپنے ساتھ لے کر رفع حاجت کے لیے مناصع کی طرف گئی کیونکہ یہ لوگ حاجت رفع کرنے کے لئے جنگل ہی کی طرف جاتے تھے اور رات کے وقت ہی باہر نکلتے تھے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ گھروں میں بیت الخلا نہیں ہوتے تھے اور بدبو کی وجہ سے نہیں بناتے تھے۔ یہ رسم عربوں میں عرصہ سے چلی آ رہی تھی۔ غرض واپس آتے ہوئے راستہ میں ام مسطح کا پاؤں چادر میں الجھ کر رہ گیا اور وہ گرنے کے قریب ہوگئی اور کہنے لگی کہ مسطح مرے۔ میں نے کہا یہ کیا کہتی ہو۔ اس نے کہا: کہ تم بہت سیدھی اور بھولی ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا بتاؤ تو وہ کیا باتیں کہتا ہے؟ اس وقت ام مسطح نے مجھے اس جھوٹ بہتان اور اتہام کی ساری باتیں بتائیں۔ ایک تو میں پہلے ہی سے بیمار تھی پھر جب یہ سنا تو اور بیمار ہوگئی۔ واپس گھر میں آئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے کو آئے تو دور سے ہی سلام کے بعد حال پوچھا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت دیجئے۔ میں ذرا اپنے والدین کے گھر جانا چاہتی ہوں۔ میرا خیال تھا کہ میں ان سے جا کر پوچھوں گی کہ یہ کیا مصیبت ہے؟ اور کیسا طوفان اٹھایا گیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے گھر چلی آئی اور والدہ سے جا کر دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ والدہ نے جواب دیا کہ اے میری بیٹی! تم اتنا غم مت کرو۔ خدا کی قسم! اکثر ایسا معاملہ پیش آیا ہے کہ مرد کے پاس کوئی حسین بیوی ہوتی ہے اور وہ مرد کو محبوب بھی ہوتی ہے تو اس کی دوسری بیویاں اس طرح کی باتیں کیا کرتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا بات ہے۔ لوگوں نے اتنی بڑی بڑی باتیں کی اور آپ ان کو معمولی خیال کرتی ہیں۔ میں اس رات کو برابر روتی رہی نہ نیند آئی اور نہ ہی آنسو تھمے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا تاکہ میرے چھوڑ دینے کا مشورہ کریں۔ اس لئے کہ وحی آنے میں دیر ہو رہی تھی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کہ اہل بیت سے محبت کرتے تھے، کہا کہ اے اللہ کے رسول! عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت نیک ہیں اور ہم نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو بڑی ہو مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیوں فکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی تو نہیں ڈالی ہے بہت سی نیک عورتیں اور موجود ہیں آپ اس معاملہ میں بریرہ لونڈی سے بھی دریافت کیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلوا کر دریافت فرمایا کہ اے بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کی کسی ایسی بات کو جانتی ہو جس سے تمہیں کچھ شبہ گزرا ہو۔ بریرہؓ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم! جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے کوئی بات ایسی نہیں دیکھی جسے چھپاؤں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کم عمر بھولی اور سیدھی سادھی ہیں یہاں تک کہ آٹا گوندھ کر ویسے ہی چھوڑ کر سو رہتی ہیں اور بکری آ کر آٹا کھا لیتی ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ کوئی ہے جو عبداللہ بن ابی بن سلول سے اس بات کا بدلہ لے کہ اس نے تہمت لگا کر مجھے رنج پہنچایا ہے اور میرے اہل بیت کو بھی تکلیف میں ڈالا ہے۔ خدا گواہ ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی اچھائی کے سوا کوئی برائی نہیں جانتا اور تہمت لگانے والوں نے اسے متہم کیا ہے، جس کی برائی کبھی دیکھی نہیں گئی اور وہ شخص ہمیشہ میرے ہمراہ گھر جاتا تھا۔ آخر حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں اس سے بدلہ لوں گا اگر وہ قبیلہ اوس سے بھی تعلق رکھتا ہے تب بھی میں اسے تہہ تیغ کر دوں گا اور اگر ہمارے بھائی قبیلہ خزرج سے ہے تو پھر جو آپؐ سزا تجویز فرمائیں گے وہ دی جائے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے حالانکہ یہ آج سے پہلے نیک اور صالح تھے مگر خزرج کا نام سن کر انہیں حمیت قومی نے ستایا اور سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا ہے۔ اللہ کی قسم ہے کہ تم اس کو نہیں مار سکتے ہو۔ اس کے بعد سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی اسید بن حضیر کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا ہے۔ ہم ضرور اس کو ماریں گے۔ تم منافق معلوم ہوتے ہو اسی لیے تم منافق کی حمایت کرتے ہو۔ غرض کہ دونوں طرف سے سخت کلامی ہونے لگی۔ ممکن تھا کہ جنگ کی نوبت آ جاتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خاموش کرانے لگے آخر سب خاموش ہو گئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس دن بھی روتی رہی اور مجھے نیند نہیں آتی تھی میں دو دن ایک رات برابر روتی رہی تو صبح میرے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے اور اس خیال سے کہ کہیں روتے روتے میرا دل نہ پھٹ جائے وہ میرے پاس ابھی بیٹھے ہی تھے کہ انصاریہ عورت نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اندر بلا لیا وہ آئی اور میرے ساتھ مل کر رونے لگی۔ اس کے بعد فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور میرے قریب بیٹھ گئے حالانکہ تہمت والے دن سے آج تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہیں بیٹھے تھے اور ایک مہینہ گزر چکا تھا کہ کوئی وحی بھی میرے معاملہ کے بارے میں آپ کو نہیں آئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اشھد ان لا الہ الا اللہ (یعنی میں اللہ کے معبود ہونے کی گواہی دیتا ہوں) پھر آپؐ نے ارشاد

فرمایا کہ اے عائشہ تمہاری وجہ سے مجھے بہت رنج اور تکلیف پہنچی ہے اگر تم بے قصور ہو تو تمہاری برات اور صفائی کے لیے اللہ تعالیٰ ضرور کوئی نہ کوئی حکم نازل فرمائے گا اور اگر تم سے واقعی غلطی ہو گئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور اس کی طرف توبہ کرو کیونکہ بندہ جب اپنے قصور پر نادم ہو کر توبہ و استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر عنایت فرماتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خاموش ہوئے اور اپنی بات پوری کر لی تو میں نے اپنے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ کو جواب دیجئے اور میرے آنسو بالکل خشک ہو چکے تھے میری والد نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں- پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجیے- انہوں نے بھی کہا کہ میں نہیں جانتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں- آخر میں خود ہی بولی حالانکہ میں کم عمر تھی اور قرآن بھی اچھی طرح یاد نہیں ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ لوگوں کے کہنے سے آپ کے دلوں میں جو بات بیٹھ گئی ہے آپ نے اسے سچ جان لیا ہے، اب اگر میں یہ کہتی ہوں کہ میں بے قصور ہوں تو آپ کو یقین نہیں آئے گا اور اگر اقرار کر لوں تو اللہ جانتا ہے کہ میں بے قصور ہوں مگر آپ سچا خیال کریں گے۔ خدا کی قسم! مجھے سوائے اس مثال کے کوئی مثال یاد نہیں آئی کہ جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کی مثال ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا (﴿فصبرٌ جميلٌ والله المستعان على ما تصفون﴾) یعنی میں اچھی طرح صبر کروں گا اور اللہ تعالیٰ مددگار ہے۔ جو تم بیان کرتے ہو۔ اس کے بعد میں نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی اور یہ خیال کرنے لگی کہ میں اس تہمت سے پاک ہوں اور اللہ ضرور میری نجات و برات کے لئے حکم ظاہر فرمائے گا۔ ساتھ ہی یہ خیال بھی آتا تھا کہ بھلا میں اس قابل کہاں ہوں کہ میرے لیے وحی نازل کی جائے ہاں یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ کی نجات و برأت دکھا دے گا۔ خدا گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی جانے کا قصد بھی نہیں کیا تھا اور گھر کے دوسرے لوگ بھی سب اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی، پسینہ گرنے لگا اور وحی کی پوری کیفیت طاری ہو گئی اگرچہ سخت سردی کے دن تھے مگر وحی کی وجہ سے موتیوں کی طرح پسینہ کے قطرے آپ کی پیشانی سے گر رہے تھے- جب وحی نازل ہو چکی تو آپ مسکرائے اور سب سے پہلے بات فرمائی کہ اے عائشہ! اللہ نے تم کو اس گناہ کے الزام سے بری کر دیا۔ میری والدہ نے کہا کہ جاؤ جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرو اور ان کا شکریہ ادا کرو- میں نے کہا کہ میں تو صرف اپنے اللہ ہی کا شکریہ ادا کروں گی- اس کے بعد آپؐ نے یہ آیات پڑھیں کہ (﴿ان الذين جاءوا بالافك عصبة منكم الخ سے رؤف رحيم تک﴾) یعنی دس آیات تک۔ پھر میرے والد ابو بکر صدیق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں مسطح بن اثاثہ کی غربت اور قرابت کی وجہ سے اسے نفقہ دیا کرتا تھا مگر اب میں ایسا نہیں کر سکتا اس لئے کہ اس نے عائشہؓ کو بہت بدنام کیا ہے۔اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں کہ (﴿ولا یاتل اولو الفضل سے غفور رحیم تک﴾) یعنی صاحب مال لوگوں کو نہ چاہیے کہ وہ کسی وجہ سے اس بات کی قسم کھالیں وہ غریب رشتہ داروں اور محتاجوں کو کوئی نان ونفقہ نہیں دیں گے بلکہ ان کو چاہیے کہ معاف کردیں اور ان کی خطا سے درگزر کریں کیا ان کو یہ پسند نہیں کہ اللہ انہیں بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم! میں یہی چاہتا ہوں کہ خدا مجھ کو بخش دے۔ میں اب آئندہ نفقہ بند نہیں کروں گا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی پوچھا کرتے کہ عائشہ کیسی ہے؟ مگر وہ یہی کہا کرتی تھیں کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنے کان اور آنکھ کی خوب احتیاط رکھتی ہوں۔ میں نے تو عائشہؓ میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں حضرت زینبؓ ہی میرے برابر کی تھیں اور مجھ سے بڑھ چڑھ کر رہنا چاہتی تھیں مگر اللہ نے انکی پرہیزگاری کی وجہ سے انہیں بچالیا اور انکی بہن حمنہ بن جحش اپنی بہن کے لیے جھگڑا کرنے لگی پھر جس طرح دوسرے بہتان باندھنے والے ہلاک ہوئے یہ بھی ہلاکت میں پڑی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ ولولا اذسمعتموہ قلتم مایکون لنا ...... ھم الکذبون. (حدیث :۴۷۵۰) ص، ۱۰۰۴

بیویوں کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اس بات کا اہتمام فرماتے تھے کہ آپ کی کسی بات یا کسی طرزِ عمل سے کسی بیوی کو دکھ نہ پہنچے۔آپؐ اپنی بیویوں کی بابت بھی یہ التزام فرماتے تھے کہ ان کی زبان اور کلام سے کسی بیوی کی دل شکنی نہ ہو۔

حدثنا موسی بن اسماعیل حدثنا حماد عن ثابت البنانی عن سمیۃ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا انہ اعتل بعیر لصفیۃ بنت حیی وعند زینب فضل ظھر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزینب اعطیھا بعیراً فقالت: انا اعطی تلک الیھودیۃ فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھجرھا ذا الحجۃ والمحرم وبعض صفر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ بنت حیی کا اونٹ بیمار ہو گیا اور حضرت

زینب کے پاس ایک سواری زائد از ضرورت تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ سے فرمایا کہ وہ اونٹ صفیہ کو دے دو۔ انہوں نے کہا کہ میں اس یہودیہ کو دیدوں۔ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو گئے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین ماہ تک ذوالحجہ، محرم اور صفر تک چھوڑے رکھا۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب السنة، باب ترک السلام علی أهل الاهواء (حدیث:۴۶۰۲) ص،۲۵۱، المسند لامام احمد بن حنبل، (حدیث:۲۴۴۸۱)، ۱۹۰/۷

مساوات

معلمِ انسانیت نے قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی کی ہدایت کے لیے مثالی اور زرّیں اصول قائم فرمائے جس کی نظیر پوری تاریخ عالم میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ آپؐ نے مساوات کا وہ معیار قائم کیا۔ جس پر مسلم و غیر مسلم انگشت بدنداں ہیں۔

حدثنا حبان بن موسیٰ اخبرنا عبدالله اخبرنا عاصم الاحول عن معاذة ﴿عن عائشة رضی الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يستاذن في يوم المراة منا بعد أن أنزلت هذه الاية "ترجى من تشاى منهن وتووى اليک من تشای ومن ابتغيت ممن عزلت فلا جناح علیک" فقلت لها ما كنت تقولين؟ قالت: كنت اقول له ان كان ذاک الى فانى لا اريد يا رسول الله ان اوثر علیک احداً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر باری والی بیوی کو چھوڑ کر کسی دوسری بیوی کے یہاں جانا چاہتے تھے تو باری والی سے اجازت لیا کرتے تھے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد یعنی (ترجی من تشای منهن وتووی الیک من تشای الخ) معاذہؒ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ سے اجازت لیتے تھے تو آپ کیا جواب دیتی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو کہتی تھی کہ میں یہی چاہتی ہوں کہ آپ میرے ہی پاس قیام فرمائیں۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب التفسير، باب قوله، تخفى فى نفسک ما الله مبديه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه (حديث:۴۷۸۹) ص، ۱۰۱۹

عدل بین الزوجین

انسانی نفسیات کے مطالعے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ایک سے زائد بیویاں رکھنے والے مرد، ان میں سے کسی ایک کی طرف اس طرح مائل ہو جاتے ہیں کہ دوسری بیویاں معلقہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ عدل بین النساء یعنی متعدد بیویوں میں عدل و انصاف قائم رکھنا اور ان میں سے ہر ایک کی دلجوئی اور ہر ایک کے ساتھ حسنِ سلوک میں ایسا توازن قائم کرنا کہ ہر بیوی اپنے شوہر کو آئیڈیل قرار دے۔ اور شوہر کی دوسری بیوی کو برداشت کرتے ہوئے کسی بھی صورت علیحدگی پسند نہ کرے ایک امرِ محال ہے۔ اسی لیے باری تعالیٰ نے انسان کی اسی سرشت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

(﴿فان خفتم الاتعدلوا فواحدۃً﴾) (۱)

اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک پر ہی اکتفا کرو"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا یہ پہلو بھی حیرت انگیز طور پر مثالی ہے کہ اگر آپؐ نے ایک طرف "عدل بین النساء" کی ایک روشن مثال قائم فرمائی ہے دوسری طرف یہ کہ آپؐ جملہ ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کے لیے آئیڈیل ہیں۔ آپؐ ازواج مطہرات سے حسن معاشرت، حسنِ سلوک، دلجوئی اور عدل بین النساء کے معراج کمال پر نظر آتے ہیں۔ آپؐ نے عملی طور پر تمام ازواج کے ساتھ یکساں رویہ اپنا کر یہ ثابت کر دیا کہ بیویوں میں عدل کیسے کیا جائے۔

حدثنا ابو نعیم حدثنا عبدالواحد بن ایمن قال حدثنی ابن ابی ملیکۃ عن القاسم ﴿عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا خرج اقرع بین نسائہ فطارت القرعۃ لعائشۃ وحفصۃ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ کان باللیل سار مع عائشۃ یتحدث فقالت حفصہ: الا ترکبین اللیلۃ بعیری وارکب بعیرک تنظرین وانظر فقالت: بلی فرکبت فجای النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی جمل عائشۃ وعلیہ حفصہ فسلّم علیھا ثم سار حتی نزلوا وافتقدتہ عائشہ فلما نزلوا جعلت رجلیھا بین الاذخر وتقول: یا رب سلط علیّ عقرباً او حیۃ تلدغنی ولا استطیع ان اقول لہ شیئا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں باہر تشریف لے جاتے تو اپنے ساتھ لے جانے کے لیے اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے۔ ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہؓ کا نام نکل آیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب رات کو چلتے تو عائشہؓ سے باتیں کرتے ہوئے چلتے، حفصہ رضی اللہ عنھا نے عائشہ رضی اللہ عنھا سے کہا: آج کی رات تم میرے اونٹ پر بیٹھو اور میں تمہارے اونٹ پر بیٹھوں، تمہارے اونٹ کو میں دیکھوں اور میرے

۱- الاحزاب، ۳۳:۶

اونٹ کو تم دیکھو، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اچھا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف آئے حالانکہ اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں۔ آپؐ نے حفصہؓ کو سلام کیا، پھر روانہ ہو گئے اور جب منزل پر اترے تو عائشہؓ نے آپ کو نہ پایا، عائشہؓ نے اپنے دونوں پاؤں اذخر (گھاس) میں ڈال دیئے اور کہنے لگیں اے اللہ! تو مجھ پر کوئی سانپ یا بچھو مسلط کر دے تا کہ وہ مجھ کو کاٹ لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایات کرنے کی طاقت اور موقع مجھ کو نہ رہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: القرعة بین النساء اذا اراد سفراً (حدیث:۵۲۱۱) ص، ۱۱۳۱، کتاب الشهادات، باب القرعة فی المشکلات (حدیث:۲۶۸۸) ص، ۴۳۸، الجامع للترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی التسویة بین الضرائر (حدیث:۱۱۴۰) ص، ۲۷۶، السنن لابوداؤد، کتاب النکاح باب فی القسم بین النساء (حدیث:۲۱۳۸) ص، ۳۰۹، مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب فضل عائشه (حدیث:۱۵۲۹۸)، ۹/۲۷۲

آزادیٔ اظہار رائے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ آفاقی اور قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی کے لئے دائمی نمونہ کمال ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے عیش و تنعم کی زندگی کو محض اس لیے اختیار نہ فرمایا کہ کہیں آنے والی نسلیں اسے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تصور نہ کرلیں۔ ایک بار غنائم اور خوشحالی کے موقعہ پر ازواج مطہرات نے آپؐ سے اخراجات میں اضافے کا مطالبہ کیا۔ اس مطالبے پر آپؐ نے ان سے علیحدگی اختیار فرمائی اور ایک ماہ گوشہ نشینی اختیار فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے اس عمل کی تائید میں آیات نازل فرمائیں اور دینوی راحت پر اخروی نعمتوں کو ترجیح دینے کے رویے کو اپنے حبیب ﷺ کے لیے مستحسن قرار دیا۔ اس موقعہ پر آپؐ نے ازواج مطہرات پر اپنی مرضی مسلط نہیں فرمائی۔ بلکہ ان کو آزادی دی کہ وہ چاہیں تو دینوی عیش و تنعم پسند کر لیں اور چاہیں تو اُخروی نعمتیں۔ تمام ازواج مطہرات نے بے ساختہ و بلا تردد فقر و فاقہ کی زندگی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور خوشنودی حاصل ہو۔ اختیار فرمایا اور دینوی لذتوں اور آسائشوں کو ٹھکرا دیا۔

وقال الليث حدثني يونس عن ابن شهاب قال اخبرني ابو سلمة بن عبدالرحمن ﷺ ان عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم بتخير ازواجه بدابي فقال اني ذاكر لك امرا فلاعليك ان لاتعجلي حتى تستامري ابويك قالت: وقد علم ان ابوي لم يكونا يامر اني بفراقه قالت: ثم قال ان الله جل شانه قال: ﴿يايها النبي قل لازواجك ان كنتن تردن الحيوة الدنيا وزينتها الى اجر عظيما﴾ قالت: فقلت في اي هذا استامر ابوي

فانی ارید اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ قالت: ثم فعل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل ما فعلت﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کا یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ نے سب سے اول مجھ سے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں، جواب میں جلدی مت کرنا بلکہ اپنے والدین سے پوچھ کر جواب دینا۔ یہ بات آپؐ نے اس غرض سے فرمائی کہ کہیں میں مال کو پسند نہ کرلوں کیونکہ والدین تو آخرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو پسند کریں گے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا عائشہؓ! اگر تم دنیا کے مال و متاع کو پسند کرتی ہو تو پھر میں تم کو بہت سا مال دے کر خوشی سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ و رسول اور آخرت کو پسند کرتی ہو تو خدا تعالیٰ نے تمہارے لیے بڑا اجر مقرر کیا ہے مگر شرط یہ ہے کہ تم نیکی پر قائم رہو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا: ''میں اس کو والدین سے کیا پوچھوں میں تو اللہ و رسول اور آخرت کو پسند کرتی ہوں'' پھر یہی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری ازواج سے فرمائی اور سب نے بھی یہی جواب دیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ، وانا کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرہ .... (حدیث:۴۷۸۶) ص، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹

بیویوں کے قرابتداروں سے حسنِ سلوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ ساتھ ان کے قرابتداروں سے بھی بے حد محبت فرماتے اور جہاں جہاں ان کو رہنمائی کی ضرورت پیش آتی۔ آپؐ ذاتی دلچسپی لیتے۔

حدثنی اسحق بن ابراھیم اخبرنا عیسیٰ بن یونس و حدثنا ابو کریب حدثنا ابو اسامۃ قالا حدثنا الولید بن کثیر حدثنی محمد بن عمرو بن عطای حدثنی محمد بن عمرو بن عطای ﴿حدثنی زینب بنت ام سلمۃ قالت: کان اسمی برۃ فسمّانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب قالت: ودخلت علیہ زینب بنت جحش واسمھا برۃ فسمّاھا زینب﴾

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ میرا نام برّہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام زینب رکھ دیا۔ آپؐ کے پاس زینب بنت جحش آئیں ان کا نام بھی برہ تھا تو آپؐ نے اس کا نام زینب رکھ دیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الآداب، باب: استحباب تغیر الاسم القبیح الی حسن...... (حدیث:۲۱۳۲) ص، ۹۵۱

بیویوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام

انسانیت کے سب سے بڑے معلم اور محسن رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی خصائص کا جائزہ لیں تو جہاں آپؐ نے فکر ونظر کا عظیم انقلاب برپا کیا اور انسانی زندگی کے ہر گوشے میں رہنما زریں اصول عطا فرمائے وہاں آپؐ کی منفرد خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپؐ نے اپنے فیضان تربیت سے صحابہ کرامؓ، صحابیاتؓ بشمول ازواج مطہرات کی ایک ایسی جماعت تیار فرمائی جو آپؐ کی ہدایت پر روشن ستاروں کی مانند چمکی۔ اس فیضانِ تربیت کا کثیر حصہ ازواج مطہرات کے حصے میں آیا۔ جنہوں نے شبانہ روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت، زہدو عبادت، آپؐ کے معمولات، آپؐ کے شمائل و خصائل اور اخلاق حمیدہ کا قریب سے مشاہدہ کیا اور منزلی زندگی میں آپؐ کے ارشادات کو توجہ سے سنا۔ حالات کے پس منظر میں صحیح طور پر ان کا فہم وادراک کیا، ان پر عمل پیرا ہوئیں اور پھر ان تعلیمات کو صحابہ کرامؓ صحابیات اور بعد میں آنے والی مسلم خواتین تک پہنچایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام کو تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت دیتے تو ازواج مطہرات بھی آپؐ کے علم سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے کی کوشش کرتیں۔

حدثنا عبدالله حدثني ابی ثناء ابو عامر ثنا افلح بن سعيد قال: ثناء عبدالله بن رافع قال: ﴿كانت ام سلمة تحدث: انها سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول على المنبر وهي تمتشط: ايها الناس، فقالت لما شطتها: يعني راسي، قالت: فقالت: مذتيک انما يقول: ايها الناس، قلت: ويحک أولسنا من الناس؟ فلفت راسها وقامت فی حجرتها فسمعته﴾ (۱)

حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آپؐ نے منبر پر (ایھا الناس) سے خطاب کا آغاز کیا۔ وہ اس وقت مشاطہ سے کنگھی کروا رہی تھیں آپؓ نے مشاطہ سے کہا میرے بال جلدی سے سمیٹ دو۔ عورت نے کہا ابھی تو (ایھا الناس) ہی ارشاد فرمایا ہے۔ تو ام سلمہؓ کہنے لگیں کیا ہم انسانوں میں سے نہیں؟ پس مشاطہ نے ان کے بال سمیٹ دیئے وہ اپنے حجرے میں کھڑی ہو کر خطبہ سننے لگیں۔

اس طرح حضرت شفاء بنت عبداللہؓ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کو کتابت سکھانے کے لیے اپنی شاگردی میں لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پسند فرمایا۔

---

۱ المسند لامام احمد بن حنبل، حدیث ام سلمۃؓ (حدیث:۲۶۰۰۶) ص، ۳۲۲/۷

حدثنا عبدالله حدثني ابي ثناء ابراهيم بن مهدی قال ثنا علی بن مسهر عن عبدالعزيز بن عمر بن عبدالعزيز عن صالح بن كسبان عن ابی بكر بن عبدالرحمن بن سليمان بن ابی حثمة ﴿عن الشفاء بنت عبدالله قالت: لا دخل علينا النبی صلی الله عليه وسلم وانا عند حفصه فقال لی: الاتعلمين هذه رقية النملة كما علمتيها الكتابة﴾

حضرت شفا بنت عبداللہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور میں اس وقت حضرت حفصہؓ کے پاس تھی۔ پس آپؐ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم حفصہؓ کو چیونٹے کے کاٹے کا دم نہیں سکھاؤ گی؟ جس طرح تم اسے پہلے کتابت سکھا چکی ہو۔

تخریج:

المسند لامام احمد بن حنبل، حدیث الشفاء بنت عبداللہ (حدیث :۲۶۵۵۵)، ۷/۵۱۶،
السنن لابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الرقی (حدیث :۳۸۸۷) ص، ۵۵۲

شفیق باپ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ کاملہ ایک ''مشفق باپ'' کی حیثیت سے بھی اوجِ کمال پر نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ الکبریٰؓ تھیں اور آپ ﷺ کی تمام اولاد اطہار (سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھی۔

﴿یروی عن نفیسه أخت یعلی بن منیة: تزوج النبی ﷺ خدیجة بنت خویلد مرجعه من الشام وهو ابن خمس و عشرین سنة فولدت القاسم والطاهر و زینب ورقیة و ام کلثوم و فاطمه﴾

حضرت یعلی بن منیہ کی بہن نفیسہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شام سے واپس لوٹنے کے بعد حضرت خدیجہؓ سے شادی کی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر ۲۵ برس تھی اور حضرت خدیجہؓ کے بطن سے قاسمؓ، طاہرؓ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔ (۱)

ان میں سے بیٹے شیر خوارگی میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ (۲) جبکہ آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے ہر ایک نے اسلام کا زمانہ پایا۔ سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کے شرف سے مشرف ہوئیں۔ حضرت فاطمہ الزہرہؓ کے علاوہ باقی سب بیٹیوں نے آپ کی زندگی میں وفات پائی۔ آپ ﷺ نے مرض الموت میں ہی یہ فرما دیا تھا۔

﴿عن فاطمه رضی الله عنها أن رسول الله ﷺ قال لها: انت اول أهلی بی لحوقا﴾ (۳)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میرے گھر والوں میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی۔

چنانچہ حضرت فاطمہؓ کی وفات آپ ﷺ کی رحلت کے چھ ماہ بعد ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اہل وعیال پر بے حد مہربان تھے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے:

﴿مارایت احداً ارحم بالعیال من رسول الله صلی الله علیه وسلم﴾ (۴)

یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اپنے اہل عیال پر کسی کو مہربان نہیں دیکھا۔

جان گلب پاشا آپ ﷺ کی خوشگوار زندگی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:

۱- التاریخ الاوسط، قصة خدیجة بنت خویلد (حدیث: ۳۶) ۱-۲/۱۰، التاریخ الصغیر، ۱/۳۳

۲- جمهرة انساب العرب، ص، ۱۶

۳- الآحادوالمثانی، ص ۵۸۴، الاستیعاب، ۴/۳۵۲

۴- ابن عساکر، تهذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱/۲۹۵

''شادی کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ خاموش اور تنہائی پسند تھے۔ اس کے باوجود ذات اقدس ﷺ کو اپنے بچوں سے بڑا ہی پیار تھا۔ جب بھی وقت ملتا اپنے بچوں کے ساتھ گزارتے۔ ازدواجی زندگی بہت ہی خوشگوار اور کامیاب ترین رہی۔ اپنے بیوی بچوں کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔ ان سے ہمیشہ خوش مزاجی سے پیش آتے تھے۔''(۱)

آپ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب الکبریٰ تھیں۔(۲) آپ ﷺ ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ سیرت نگار لکھتے ہیں۔

﴿وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم محباً فيها﴾ (۳)

ہجرت کی جانگداز مشکلات کا سامنا کرنے اور مصائب برداشت کرنے کے بعد جب وہ دربار رسالت میں پہنچیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

﴿هی افضل بناتی اصيبت فی﴾ (۴)

یعنی یہ میری بیٹیوں میں سب سے اچھی بیٹی ہے جسے میری وجہ سے بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

جب انؓ کا انتقال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لخت جگر کے غسل اور کفن دفن کا بطور خاص اہتمام فرمایا اور غسل دینے والی خواتین کو غسل کا طریقہ بتایا۔

حدثنا محمد حدثنا عبدالوهاب الثقفی عن ایوب عن محمد ﴿عن ام عطية رضی الله

۱- حیات وعہد نبوی ﷺ، مترجم حبیب حیدرآبادی، ص۸۲

۲- **حضرت زینب الکبریٰ:** سرورِ کونین حضرت محمد ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ ان کا نسب: زینب بنت محمد رسول اللہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ---- تھا۔(نسب قریش ۲۱/۱) دس سال کی عمر میں انکی شادی ابوالعاص بن الربیع کے ساتھ ہوئی جو قریش بنی عبدشمس کے چشم و چراغ تھے۔(جمهرة انساب العرب، ص ۱۶) آنحضور ﷺ جب منصب نبوت پر فائز ہوئے تو حضرت زینبؓ نے بھی فوراً اسلام قبول کرلیا۔ مگر ابوالعاص بن الربیع اپنے سابقہ دین پر ثابت قدم رہے۔(الطبقات الکبریٰ، ۲۵۸/۸) قریش مکہ نے کوشش کی کہ حضرت زینبؓ کو طلاق دلوادیں مگر ناکام رہے۔(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۲۶۳/۲)، غزوۂ بدر میں ابوالعاص بن الربیع جب اسیر جنگ ہوئے تو انہوں نے حضرت زینبؓ کو مدینہ بھجوانے کا وعدہ کیا۔ دوران ہجرت حضرت زینبؓ کو زخم لگا۔ جس کا زہر اندر ہی اندر پھیلتا رہا۔ ۷ھ میں ابوالعاص بن الربیع نے بھی اسلام قبول کرلیا۔(الطبقات الکبریٰ، ۲۵۹/۸) حضرت زینب کے دو بچے تھے۔ ایک صاحبزادہ جسکا نام ''علی'' اور ایک صاحبزادی جسکا نام ''امامہؓ بنت ابی العاص'' تھا۔(الاستیعاب ۴۱۰/۴: الروض الانف، ۱۰۳/۳) حضرت زینبؓ الکبریٰ نے ۸ھ میں وفات پائی۔(الطبقات الکبریٰ، ۲۵۹/۸: المستدرک، ۳۶/۴)

۳- الاستیعاب، ۴۱۰/۴، سیر اعلام النبلاء، ۳۳۵/۱

۴- معرفة الصحابة، ۱۳۱/۵، محب الطبری، ذخائر العقبی، ۱۵۷

عنها قالت: دخل علينا رسول الله ﷺ ونحن نغسل ابنته فقال: اغسلنها ثلاثا أو خمساً أو اكثر من ذلك بماء وسدر واجعلن في الآخرة كافوراً فاذا فرغتن فآذنني فلما فرغنا ادناه فالقى الينا حقوه فقال أشعرنها اياه فقال ايوب وحدثتني حفصه بمثل حديث محمد وكان في حديث حفصة اغسلنها وتراً وكان فيه ثلاثا أو خمسا أو سبعًا وكان فيه انه قال ابدئوا بميا منها ومواضع الوضوء منها وكان فيه ان ام عطية قالت: ومشطناها ثلاثة قرون﴾

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم لوگ آپ ﷺ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو، اور آخر میں کافور ملاؤ جب تم لوگ فارغ ہو جاؤ تو ہمیں خبر کر دینا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو آپ کو اطلاع دی آپ ﷺ نے ہم کو اپنا تہبند دیا اور فرمایا کہ اس کا اتا بنا دو اور ایوب نے بیان کیا کہ مجھ سے حفصہ ؓ نے محمد کی حدیث کے مثل روایت کیا اور حفصہ ؓ کی حدیث میں تھا کہ اس کو طاق مرتبہ غسل دو اور اس میں یہ بھی تھا کہ تین یا پانچ یا سات مرتبہ غسل دو اور یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: داہنی طرف سے اور مقاماتِ وضو سے شروع کرو اور حضرت اُمِ عطیہ ؓ نے کہا کہ ہم نے کنگھی کر کے بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔

تخریج:

الموطاء کتاب الجنائز، باب غسل الميت، (حديث:۵۱۸) ص، ۱۳۵، الجامع الصحيح للبخاری، كتاب الجنائز، باب مايستحب ان يغسل وتر (حديث:۱۲۵۴)ص، ۲۰۱، المسند لاسحاق بن راهوية (حديث: ۲۵۲) ص، ۲۷۶، السنن لابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء فی غسل الميت (حديث:۲۰۹) ص، ۲۰۹، الجامع الصحيح للمسلم، كتاب الجنائز، باب فی غسل الميت، ص، ۳۷۸، السنن النسائی (للسيوطی) كتاب الجنائز، باب غسل الميت اكثر من خمس، (حديث: ۱۸۸۵)، باب الكافور فی غسل الميت، (حديث: ۱۸۸۹) ص، ۳۲۹، ۳۳۰، المسند للحميدی، (حديث:۳۶۰)، ۱/ ۱۷۳

حضرت رقیہ ؓ(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منجھلی صاحبزادی تھیں۔ جو حضرت عثمان ؓ کے نکاح میں تھیں۔

۱- **حضرت رقیہ ؓ** حضرت زینب ؓ کی ولادت کے تین سال بعد ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ کے بطن مبارکہ سے پیدا ہوئیں اور انہیں کے پرشفقت دامن میں پرورش پائی- حضرت رقیہ ؓ بچپن ہی سے اپنی خوبصورتی اور ذھانت کی وجہ سے اپنی بیٹیوں اور دوستوں میں ممتاز تھیں- آپ ؓ کا نکاح پہلے عتبہ بن ابی ابولہب سے ہوا مگر رخصتی سے پہلے ہی عتبہ نے عداوت اسلام کی وجہ سے یہ رشتہ ختم کر دیا- پھر آپ ؓ کا نکاح حضرت عثمان بن عفان ؓ سے ہوا اور ان کے ساتھ آپ ؓ نے بے حد اچھی ازدواجی زندگی بسر کی- ۲ ھ میں وفات پائی- (المستدرک، ۴/ ۵۰، ذخائر العقبیٰ، ص، ۱۶۲، نسب قریش، ۱/ ۲۲: الاستیعاب، ۴/ ۲۹۹، اسد الغابة، ۵/ ۴۵۶، الاصابة، ۴/ ۳۰۵)

۲ھ میں غزوۂ بدر سے پہلے حضرت رقیہؓ کو خسرہ کی بیماری لاحق ہو گئی۔ (۱) تو رسول اللہ ﷺ بے حد پریشان ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو انکی تیمارداری کے لیے مدینہ میں مقیم رہنے کا حکم دیا۔ (۲)

حدثنی عبید، ثنا أبو اسامة، عن هشام، عن أبيه، ﴿عن عائشة: خرج النبی صلی الله عليه وسلم الی بدر و خلف عثمان علی ابنة رسول الله ﷺ و كانت مريضة وتخلف معه أسامة بن زيد، فماتت ليلاً فغدوا بها فدفنوها فسمعوا الجة التكبير فارسل عثمان أسامة فاذا هو بأبيه، زيد جاء بشير علی ناقة النبی صلی الله عليه وسلم فما صدقوا حتی رأوهمُ اتی بهم﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر کے لیے (مدینہ منورہ) سے روانہ ہوئے تو اپنے پیچھے حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھ اسامہ بن زیدؓ کو اس لیے چھوڑ گئے۔ کہ آپ ﷺ کی بیٹی (حضرت رقیہؓ) بیمار تھیں۔ پس رات کو وہ انتقال فرما گئیں تو اگلے دن ان کو دفنایا گیا۔ پس اسی دوران انہوں (حضرت عثمانؓ وغیرہ) نے تکبیر کی آواز سنی تو حضرت عثمانؓ نے حضرت اسامہؓ کو بھیجا پس وہ ان کے والد زید بن حارثہؓ تھے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر فتح کی بشارت دینے کے لیے آئے تھے۔ پس کسی نے اس (خبر) کو سچ نہ جانا جب تک کہ حضرت زید بن حارثہ کو اپنی نگاہوں سے نہ دیکھ لیا۔

تخریج:

التاريخ الاوسط للبخاری، ۱/۲.۱۱

حضرت ام کلثومؓ (۳) جو رسول اللہ ﷺ کی تیسری صاحبزادی تھیں۔ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد حضرت عثمانؓ سے ان کا نکاح ہوا۔ آپ ﷺ ان سے بھی بے حد پیار فرماتے تھے۔ غزوۂ تبوک کے بعد شعبان ۹ھ میں یہ بہت زیادہ علیل ہونے کے بعد وفات فرما گئیں۔ نبی کریم ﷺ نے انکی وفات کے بعد ان کے غسل اور کفن کے انتظامات اپنی نگرانی میں کروائے۔

۱- شبة النميری، تاريخ المدينة المنورة، ۱/۷۰، الاستيعاب، ۴/۴۰۰

۲- المستدرک، ۴/۵۱

۳- **حضرت ام کلثومؓ**، آپ ﷺ کی پیاری صاحبزادی تھیں- عہدِ شباب میں ادب، کردار، تربیت اور اخلاق کے اعتبار سے قریش کی بہترین لڑکیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا- (احمد خليل جمعه، نساء اهل البيت، ص ۵۱۲) پہلے ان کا نکاح ابولہب کے چھوٹے بیٹے عتیبہ بن ابولہب سے ہوا- مگر رخصتی سے پہلے ہی ان کو عداوتِ اسلام کی بناء پر طلاق دے دی گئی- (الطبقات الکبری، ۸/۲۶۳، اسد الغابة، ۵/۳۵۶، الاصابة، ۴/۳۰۴) حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد ان کا نکاح ربیع الاول ۳ھ میں حضرت عثمانؓ سے کر دیا گیا- (التاريخ الصغير، ۱/۳۳، نسب قريش، ۴/۱۰۱)، ام کلثومؓ سے حضرت عثمانؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی- (اسد الغابة، ۵/۶۱۲)

حدثنی فضل بن سهل، نا یعقوب بن ابراهیم، نا ابی عن ابن اسحاق، حدثنی نوح بن حكيم الثقفي وكان قارئاً للقرآن عن رجل من ولد عروة بن مسعود يقال له: داود وقد ولدته أم حبيب بنت أبی سفيان ﴿عن ليلى بنت قانف الثقفية رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت: كنت فيمن غسل أم كلثوم بنت رسول الله ﷺ عند وفاتها، فكان أول ما أعطانا رسول الله ﷺ الحقو ثم الدرع ثم الخمار ثم الملحفة ثم أدرجت بعد في الثوب الآخر قالت: ورسول الله ﷺ عند الباب معه كفنها يناولنا ثوباً ثوباً﴾

لیلی بنتِ قانفؓ فرماتی ہیں کہ میں حضرت ام کلثومؓ کی وفات کے وقت ان کو غسل دینے والوں کے ساتھ شریک تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے ایک چادر پھر ایک قمیض اور پھر ایک اوڑھنی اور اس کے بعد ایک چادر دی اور پھر ایک بڑی چادر میں تمام جسم کو لپیٹ دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ مکان کے دروازے پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے پاس کفن کے یہ کپڑے تھے۔ جو آپ ﷺ نے ایک ایک کر کے ہمیں دیئے۔

تخریج:

الآحاد والمثانی، ص، ۶۳۱، المسند لامام احمد بن حنبل، (حدیث: ۲۶۵۹۴)، ۵۲۲/۷، التاریخ الصغیر، ۲۳/۱، تاریخ الخمیس، ۲۷۷/۱، المعجم الکبیر، ۲۹/۲۵

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی تمام بیٹیوں سے بے حد پیار تھا۔ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ(۱) (جو آپ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی صاحبزادی تھیں) ہی آپ کی توجہ کا مرکز بن گئیں۔ وہ تشریف لاتیں تو آپ نہایت محبت سے ان کو خوش آمدید کہتے اور انؓ سے راز و نیاز فرماتے۔

حدثنا ابو نعيم حدثنا زكرياء عن فراس عن عامر الشعبي عن مسروق ﴿عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: اقبلت فاطمة تمشي كان مشيتها مشي النبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم: مرحبا بابنتي ثم اجلسها عن يمينه او عن شماله ثم أسر اليها حديثا فبكت فقلت لها: لم تبكين ثم أسر اليها حديثا فضحكت فقلت: ما رأيت كاليوم فرحا أقرب من حزن فسألتها عما قال فقالت: ما كنت لافشي سر رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى قبض النبي صلى الله عليه وسلم فسألتها فقالت: اسرَّ الى ان جبريل كان يعارضني القرآن كل سنة مرة وانه عارضني العام مرتين ولا اراه الا حضر اجلي وانك اول اهل بيتي لحاقاً بي فبكيت فقال: أما ترضين ان تكوني سيدة نساء اهل الجنة او نساء المومنين فضحكت لذلك﴾

۱— حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنها (دیکھیے صفحہ ۷۸،۷۷)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ (ایک روز) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا آئیں اور انکی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کی طرح تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹی خوش آمدید۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے انکو اپنی داہنی طرف یا اپنی بائیں طرف بٹھا لیا پھر آہستہ آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے پوچھا تم کیوں روتی ہو؟ پھر ایک بات ان سے آپ ﷺ نے آہستہ سے کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے کہا: آج کی طرح میں نے خوشی کو رنج سے اس قدر قریب نہیں دیکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ فاطمہ رضی اللہ عنھا نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشاء کرنا پسند نہیں کرتی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے پوچھا تو انہوں نے مجھ سے کہا: آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے، اس سال انہوں نے مجھ سے دو بار دور کیا ہے، اس سے میرا خیال ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا اور تم میرے تمام گھر والوں میں سب سے پہلے مجھ سے ملوگی تو یہ (سن کر) میں رونے لگی پھر (دوسری مرتبہ) فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمام جنتی عورتوں کی یا ساری مومنوں کی عورتوں کی سردار ہوگی۔ اس وجہ سے مجھے ہنسی آ گئی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب: علامات النبوة فی الاسلام (حدیث:۳۶۲۳)ص، ۷۴۲، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب قول الرجل مرحبا، (ص، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰)، الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمةؓ (حدیث:۳۸۷۲) ص، ۸۷۴

حضور ﷺ کو اپنی اولاد سے بے پناہ محبت تھی۔ نا صرف اولاد بلکہ انکی اولاد سے بھی بے پناہ قلبی لگاؤ تھا۔ اس قلبی لگاؤ کا اکثر آپ ﷺ اظہار تحائف کی صورت میں کرتے۔

حدثنا ابن نفیل حدثنا محمد بن سلمة عن محمد بن اسحق قال حدثنی یحیی بن عباد عن ابیه عباد بن عبدالله ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: قدمت علی النبی صلی الله علیه وسلم حلیة من عند النجاشی اهداها له فیها خاتم من ذهب فیه فص حبشی قالت: فاخذه رسول الله ﷺ بعود معرضا عنه او ببعض اصابعه ثم دعا امامة ابنة ابی العاص ابنة ابنته زینب فقال تحلی بهذا یا بنیة﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس نجاشی کی طرف سے زیورات جو اس نے ہدیہ کیے تھے، آئے۔ ان میں ایک سونے کی انگوٹھی بھی تھی، جس میں حبشی پتھر کا نگینہ تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورﷺ نے اسے ایک لکڑی سے چھوایا اپنی بعض انگلیوں سے چھوا اس سے منہ پھیرتے ہوئے پھر آپﷺ نے امامہ بنت ابو العاصؓ (۱) کو بلایا جو حضورﷺ کی صاحبزادی زینب کی بیٹی تھیں اور فرمایا کہ اے میری بیٹی اس سے زینت اختیار کر۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الخاتم، باب: ماجاء فی الذهب النساء، (حدیث:۴۲۳۵)ص، ۵۹۴، صحیح سنن لابو داؤد، ۷۹۷/۲، الاصابة، ۲۳۲/۴، المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۴۳۵۹)، ۱۷۴/۷

۱- **امامہ بنت ابی العاص**، نسب: ''امامہ بنت ابی العاص بن الربیع بن عبدالعزی بن عبدشمس......'' جبکہ والدہ ''حضرت زینب بنت رسولﷺ'' ہیں۔ انکی ولادت بعثت نبویﷺ کے بعد مکی دور میں ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ سے نکاح ہوا۔ اس کے بعد مغیرہ بن نوفل سے نکاح کیا۔ حضورﷺ کو ان سے انتہائی محبت تھی۔ (الطبقات الکبری، ۲۶۳/۸، الاستیعاب، ۳۶۱/۴، الاصابة، ۱۲۸/۱۱،۲، ۱۲۹، منتخب من کتاب ازواج النبیﷺ، ص، ۲۹، ۳۰)

راویوں کے احوال

☆ ابن نفیل، عبداللہ بن النفیلی، ابو جعفر النفیلی، (م۲۳۴ھ) صاحب الحدیث تھے-''ثقہ مامون'' تھے-(تھذیب، ۴۲۶/۲)

☆ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشی، (م۱۰۴ھ): ان کا نام 'عبداللہ'' یا ''اسماعیل'' بتایا جاتا ہے- والدہ کا نام ''تماضر بنت الاصبغ ابن عمرو بن ثعلبہ'' تھا-''عالم، ثقہ اور کثیر الحدیث'' ہیں- (تھذیب الکمال، ۳۷۰/۳۳-۳۷۶، الکاشف، ۳۰۲/۳)

☆ ابوالاسود، محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل بن الاسود، ابوالاسود المدنی، یتیم عروہ، (م۱۰۳ھ) محدثین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے-(تھذیب الکمال، ۶۴۵/۲۵-۶۴۸، الکاشف، ۶۲/۳)

☆ اسحٰق بن ابراہیم، (م۲۳۸ھ) آپ کی کنیت ''ابو یعقوب'' ہے- مرو کے رہنے والے تھے- پھر نیشاپور میں رہائش پذیر ہوئے-''ابن راہویہ'' کے نام سے مشہور ہیں- خشیتِ الٰہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی- یہ ''ثقہ، مامون اور امام'' تھے-

☆ اسماعیل بن ابی خالد، (م۱۴۵ھ) ان کا اصل نام سعید ابو عبداللہ البجلی تھا-''ثقہ'' ہیں-(رجال صحیح البخاری، ۶۸/۱)

☆ ثابت بن اسلم البنانی، ابو محمد البصری، (م۱۲۳ھ) ''ثقہ'' عابد ہیں-(تقریب، ۱۱۵/۱، رجال صحیح البخاری، ۱۳۰/۱)

☆ حبان بن موسیٰ بن سوار السلمی، (م۲۳۳ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۷۸

☆ حسن بن صباح البزار: بغداد کے رہنے والے عابد اور فاضل ہیں ''صدوق'' ہیں- ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے-(تقریب، ۱۶۸/۱)

☆ حفص بن غیاث نخعی الکوفی ابوعمر، (م۱۹۴ھ) ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے- کوفہ کے رہنے والے نامور حافظ حدیث ہیں- پہلے بغداد اور پھر کوفہ کے قاضی رہے- سخی تھے اور ''ثقہ'' ہیں- (الطبقات الکبری، ۵۴۶/۶)

☆ حماد بن زید بن درھم الامام، ابو اسماعیل الازدی، (م۱۷۹ھ) احادیث کو پانی کی طرح یاد کرتے تھے- حافظہ بہت اچھا تھا- فقہ میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا-(الکاشف، ۱۸۷/۱-۱۸۸، تھذیب الکمال، ۲۳۹/۷-۲۵۲)

☆ خارجہ بن عبداللہ بن سلیمان بن زید بن ثابت، (م۱۶۵ھ) امام احمد بن حنبل نے ان کو ضعیف، جبکہ ابن معین نے ''لیس بہ باس'' کہا ہے-(الکاشف، ۳۱۰/۱)

☆ زید بن وھب، ابوسلیمان الھمدانی، ''ثقہ'' ہیں-(رجال صحیح البخاری، ۲۵۸/۱)

☆ سعید بن ابی مریم حکم بن محمد، (م ۲۲۴ھ) الحافظ ابو محمد الجمحی ''ثقہ'' ہیں-(الکاشف، ۲۸۳/۱)

☆ سعید بن کثیر بن عفیر بن مسلم بن یزید، ابوعثمان المصری، (م ۲۲۶ھ) انساب، تاریخ وایام العرب کے بارے میں علم رکھتے تھے-فصیح اللسان تھے-محدثین نے ان کو ''صدوق'' ''لیس بالثبت'' کہا ہے-(تھذیب الکمال، ۳۶/۱۱-۴۱،۴۱، الکاشف، ۲۹۴/۱)

☆ عاصم بن سلیمان الاحول، (م ۱۴۲ھ) کنیت ''ابوعبدالرحمٰن البصری'' تھی- وہ انسؓ، عبداللہ بن سرجس، عمرو بن ابی سلمہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں-''حافظ حدیث'' اور ''ثقہ'' ہیں- ابی جعفر کے زمانے میں مدائن کے قاضی رہے ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے-(تھذیب، ۴۲/۵، ۴۳)

☆ عامر بن شراحیل، ابوعمرو الشعبی، (م ۱۰۴ھ) بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے- عجلی کا کہنا ہے کہ ''مرسل الشعبی صحیح''-''ثقہ'' ہیں- (تاریخ الثقات، ص، ۲۴۴، الکاشف، ۴۹/۲)

☆ عبداللہ بن سرجس المزنی، بصرہ کے رہنے والے تھے- یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عمر اور ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں- جبکہ ان سے عاصم الاحول، قتادہ، عثمان بن حکیم وغیرہ روایت کرتے ہیں- ابن حبان نے اپنی کتاب ''الثقات'' میں تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے-(تھذیب، ۲۳۲/۵، ۲۳۳)

☆ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن ابی فروۃ القرشی الاموی، ابوعلقمہ الفروی، (م ۱۹۰ھ) آل عثمان بن عفان کے موالی ہیں ''ثقہ اور ''قلیل الحدیث'' ہیں-(تھذیب الکمال، ۶۳/۱۶-۶۵)

☆ عبدالواحد بن ایمن المکی، بنی مخزوم کے مولیٰ ہیں اور ''ثقہ'' ہیں-(الکاشف، ۱۹۱/۲)

☆ عبدالوہاب الثقفی، (م ۱۹۴ھ) ان کا مکمل نام ''عبدالوھاب بن عبدالمجید بن الصلت بن عبید اللہ بن حکم'' تھا-کنیت ''ابومحمد البصری'' تھی- ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے- یہ حمید الطویل، ایوب سختیانی اور داؤد بن ابی مقعد وغیرہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے محمد بن عبداللہ بن شیث، محمد بن یحییٰ روایت کرتے ہیں محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے-(تھذیب، ۴۴۹/۶-۴۵۰)

☆ عبدہ بن سلیمان الکلابی، (م ۱۸۸ھ) انکی کنیت ''ابومحمد'' الکوفی تھی- یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ''عبدالرحمٰن بن سلیمان بن حاجبن زرارۃ بن عبدالرحمٰن'' ہے- یہ اسماعیل بن ابی خالد، یحییٰ بن سعید الانصاری، عاصم الاحول، ھشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے احمد، اسحاق، ابراہیم بن موسیٰ، محمد بن العلاء، محمد بن عبداللہ بن نمیر اور ھناد السری وغیرہ روایت کرتے ہیں- محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے-(الطبقات الکبری، ۵۴۶/۲، تھذیب، ۴۵۸/۶-۴۵۹)

☆ علی بن مسہر، (م ۱۸۹ھ) دیکھیے صفحہ ۱۳۲

☆ عمارہ بنت غزیۃ بن الحارث بن عمرو بن غزیہ، (م۱۴۰ھ) "کثیر الحدیث" اور "ثقہ" تھے- یہ انس بن مالک، اپنے والد غزیہ بن الحارث اور عباس بن سہل اور محمد بن ابراہیم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- (تھذیب ۴۲۲/۲)

☆ عمر بن محمد بن حسن بن الزبیر الاسدی، (م۲۵۰ھ) کنیت "ابوحفص" تھی- وہ اپنے والد وکیع، یحییٰ بن یمان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- جبکہ ان سے امام بخاری اور امام نسائی روایت کرتے ہیں- ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے- (تھذیب، ۴۹۵/۷)

☆ عمرو بن الحارث بن یعقوب، أبو امیہ الانصاری، (م۱۴۸ھ) دیکھیے صفحہ، ۲۳۹

☆ عیسیٰ بن یونس، بن ابی اسحاق، (م۱۸۷ھ) کنیت "ابوعمرو" تھی- آپ کوفہ کے رہنے والے، محدثین کے پیشوا اور نامور حافظ حدیث ہیں- ایک سال حج کرتے اور ایک سال جہاد میں مصروف رہتے تھے- ۴۵ جنگوں میں شرکت کی اور ۴۵ حج کیے- "ثقہ" اور پختہ کار تھے- (تقریب، ۴۲۶/۱، الکاشف، ۳۱۹/۲، ۳۲۰)

☆ فراس بن یحییٰ الھمدانی الخارفی الکوفی، (م۱۲۹ھ) "ثقہ" ہیں- (تاریخ الثقات، ص، ۳۸۲، الکاشف، ۳۲۶/۲)

☆ فروہ بن ابی المغراء، (م۲۲۵ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۳۲

☆ محمد بن ابراہیم بن الحارث بن خالد بن صخر، (م۱۲۰ھ) ان کے دادا "حارث" اولین مہاجرین میں سے تھے- یہ ابی سعید خدریؓ جابر بن عبداللہؓ اور انس بن مالکؓ، ابی سلمہ بن عبدالرحمٰنؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- ابن سعد نے ان کو "ثقہ اور کثیر الحدیث" قرار دیا ہے- (تھذیب، ۶۱۵/۹)

☆ محمد بن حسن بن الزبیر الاسدی، (م۲۰۰ھ) کنیت "ابوعبداللہ" تھی- کوفہ کے رہنے والے ہیں- یہ اپنے والد فطر بن خلیفہ اور سلیمان بن المغیرہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ابن شاہین نے انہیں "ثقات" میں شمار کیا ہے- (تھذیب، ۱۱۷/۹، ۱۱۸)

☆ محمد بن سلمہ بن عبداللہ الباہلی، ابوعبداللہ الحرانی، (م۱۹۲ھ) "ثقہ عالم" تھے- (الکاشف، ۴۳/۳، تھذیب الکمال، ۲۸۹/۲۵-۲۹۱)

☆ محمد بن عبداللہ بن حوشب، پہلے طائف میں رہے- پھر "کوفہ" میں چلے گئے- وہ عبدالوہاب الثقفی، ابراہیم بن سعد اور ابی بکر بن عباس سے روایت کرتے ہیں- ان سے امام بخاری اور محمد بن مسلم نے روایت کی ہے- ابن شاہین نے انہیں "ثقات" میں شمار کیا ہے- (تھذیب، ۲۵۳/۹)

☆ محمد بن عبداللہ بن نمیر، (م۲۳۴ھ) کنیت "ابو عبدالرحمٰن" تھی۔ وہ اپنے والد، سفیان بن عیینہ، مروان بن معاویہ عبدہ بن سلیمان وغیرہ سے جبکہ ان سے امام بخاری، مسلم، ابو داؤد ابن ماجہ، ترمذی اور نسائی روایت کرتے ہیں "کثیر الحدیث اور ثقہ" ہیں۔ (تھذیب ، ۹/ ۲۸۲، ۲۸۳)

☆ محمد بن عمرو بن عطاء بن عیاش بن علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس، کنیت "ابو عبداللہ المدنی" تھی۔ عامر بن لوئی سے نسبت ولا رکھتے تھے۔ ابوزرعہ، ابو حاتم اور نسائی نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ ہشام بن عبدالملک کے عہد میں وفات پائی۔ (تھذیب الکمال، ۱۷/ ۱۱۱، ۱۱۲، التاریخ، ۱/ ۱۹۰)

☆ محمد بن عوف بن سفیان الطائی، ابوجعفر الحمصی، (م۲۷۲ھ) اپنے زمانے کے مشہور حافظ تھے۔ انہوں نے موسیٰ بن ایوب، یعقوب بن کعب، عثمان بن سعید بن ابی مریم وغیرہ سے روایت کی ہے۔ جبکہ ان سے ابوداؤد، نسائی، ابوزرعہ الرازی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تھذیب، ۹/ ۳۸۳۔۳۸۴)

☆ مسدد بن مسرھد بن مسربل البصری الاسدی، (م۲۲۸ھ) کنیت "ابوالحسن" تھی۔ وہ عبداللہ بن یحییٰ، ہشیم، یزید بن زریع، عیسیٰ بن یونس، عبدالواحد بن زیاد، وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے امام بخاری اور امام ابوداؤد نے روایت کی ہے۔ ابن معین نے ان کو "صدوق" جبکہ باقی محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تھذیب، ۱۰/ ۱۰۷، ۱۰۸، الکاشف، ۳/ ۱۱۹، ۱۲۰)

☆ موسیٰ بن اسماعیل، ابوسلمہ التبوذکی، (م۲۲۳ھ) حافظ ہیں۔ "ثقہ ثبت" ہیں۔ (الکاشف، ۳/ ۱۵۹، ۱۶۰)

☆ ولید بن کثیر بن سفان المزنی الکوفی، انکی کنیت "ابوسعید" تھی۔ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ محدثین نے ان کو "مقبول" کہا ہے۔ انہوں نے ضحاک بن عثمان سے سماعت کی اور عبداللہ بن سعید الاشج وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۸/ ۳۲، تقریب، ۲/ ۶۴۹، الکاشف، ۳/ ۲۱۲)

☆ ھشام بن عمار، ابوالولید السلمی الدمشقی، الحافظ، (م۲۴۵ھ) دمشق کے عالم اور خطیب ہیں۔ ابن معین نے ان کو "ثقہ" ابو حاتم نے "صدوق قد تغیر" جبکہ امام نسائی نے ان کو "لا بأس بہ" کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۸/ ۹۰، الکاشف، ۳/ ۲۲۲)

☆ یحییٰ بن ایوب الغافقی، ابوالعباس المصری، (م۱۶۸ھ) نسائی نے ان کو "لیس بالقوی" جبکہ ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۳۱/ ۲۳۳۔۲۳۶)

☆ یزید بن رومان، (م۱۳۰ھ) دیکھیے صفحہ ۳۳۳

فصل دوم:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عوام الناس سے تعلقات

☆ بچوں اور خواتین سے حسنِ سلوک

☆ غلاموں سے برتاؤ

خواتین اور بچوں سے حسن سلوک

اسلام سے قبل دیگر تہذیبوں میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے بہت ابتر اور پریشان کن تصویر سامنے آتی ہے ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ مگر آپ نے تاریخ میں پہلی دفعہ خواتین کو وہ حقوق عطا فرمائے جن سے انکی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا۔

آپؐ نے عورتوں سے نہایت شفقت آمیز سلوک کیا اور ان کو نازک آبگینوں سے تشبیہ دی۔ (۱)

وحدثنا يحيى بن يحيى اخبرنا يزيد بن زريع عن سليمان التيمى عن انس بن مالك و حدثنا ابو كامل حدثنا يزيد حدثنا التيمى ﴿عن انس بن مالك قال كانت ام سليم مع نساء النبى صلى الله عليه وسلم وهن يسوق بهن سواق فقال نبى الله صلى الله عليه وسلم: اى انجشة! رويداً سوقك بالقوارير﴾

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ نبی کی ازواج مطہراتؓ کے ساتھ تھیں اور ایک ہنکانے والا ان کے اونٹوں کو ہنکا رہا تھا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انجشہ آہستہ آہستہ شیشوں کو لے کر چل۔

خواتین کو سلام کرنا

حدثنا الحميدى قال: سفيان قال: ابن ابى حسين عن شهر بن حوشب ﴿عن اسماء بنت يزيد بن سكن انه سمعها تقول: مرّبى رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا فى نسوة فسلم علينا......﴾

حضرت اسماءؓ بنتِ یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اس وقت خواتین میں (بیٹھی) تھی۔ آپؐ نے ہم سب کو سلام کیا۔

تخریج:

المسند للحميدى، احاديث اسماء بنت يزيد بن سكن، (حديث:٣٦٦) ١٧٩/١، سبل الهدى، فى سيرته صلى الله عليه وسلم مع النساء غير زوجاته، ٣٧٠/٩، المسند لامام احمد بن حنبل (حديث:٢٧٠١٣)، ٤٠٦/٧

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریبی رشتہ دار خواتین کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة حدثنا عفان بن مسلم حدثنا وهيب حدثنا ايوب عن ابى قلابة عن انس ﴿عن ام سليم ان النبى صلى الله عليه وسلم كان ياتيها فيقيل عندها فتبسط له

۱- الجامع الصحيح للمسلم، كتاب الفضائل، باب رحمة النبى ﷺ للنساء وامر بالسواق مطايا هن بالرفق بهن (حديث:٢٣٢٣) ص، ١٠١٣

نطعا فيقيل عليه وكان كثير العرق فكانت تجمع عرقه فتجعله فى الطيب والقوارير، فقال النبى صلى الله عليه وسلم: يا ام سليم! ما هذا؟ قالت: عرقك ادوف به طيبى ﴾

حضرت ام سلیمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لاتے تھے اور آرام فرماتے تھے ام سلیمؓ آپؐ کے لیے چمڑے کا ایک ٹکڑا بچھا دیتی تھیں اس پر آپ کا پسینہ مبارک اکٹھا کرتی تھیں اور اسے خوشبو اور شیشوں میں ملا دیتی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم! یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں: یہ آپ کا پسینہ مبارک ہے جس کو میں اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم، كتاب الفضائل باب: طيب عرق النبى ﷺ والتبرك به (حديث:۲۳۳۲) ص، ۱۰۱۵، المسند للامام احمد بن حنبل، (حديث: ۲۹۵۷۲)، ۵۲۱/۷

اپنی قربت اور محبت کا احساس دلاتے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابیاتؓ کی شادیوں میں بھی شرکت فرماتے۔

حدثنا مسدد حدثنا بشر بن المفضل حدثنا خالد بن ذكوان قال: قالت: الربيع بنت معوذ بن عفراى جاى النبى صلى الله عليه وسلم فدخل حين بنى على فجلس على فراشى كمجلسك منى فجعلت جويريات لنا يضربن بالدف ويندبن من قتل من آبائى يوم بدر اذ قالت احدا هن وفينا نبى يعلم ما فى غد فقال: دعى هذه وقولى بالذى كنت تقولين ﴾

ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ کہتی ہیں کہ جب میری رخصتی ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بستر پر آکر اس طرح بیٹھ گئے جیسے تو میرے سامنے بیٹھا ہے اور چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا بجا کر شہدائے بدر کا مرثیہ گانے لگیں، ایک ان میں پڑھنے لگی: "ہم میں ایک نبی ﷺ ہیں جو کل کا حال جانتے ہیں کہ کل کو کیا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا: اس شعر کو چھوڑ دو اور جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جاؤ"۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب النكاح، باب: ضرب الدف فى النكاح والوليمة (حديث:۵۱۴۷) ص، ۱۱۱۷، المسند لامام احمد بن حنبل، (حديث:۲۷۴۸۱)، ۵۰۱/۷

بچوں سے پیار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس بچوں کے لیے محبت وشفقت کا بحرِ بیکراں تھی۔ آپؐ کے پاس جب بچے آتے تو آپؐ ان سے اظہار محبت وشفقت کرنے کے ساتھ ساتھ تحائف دیتے۔ تعریف فرماتے اور بچوں سے ان کی سمجھ

بوجھ کے مطابق بات کرتے۔ جیسے اُمِ خالد بنتِ خالدؓ جب حبشہ(۱) سے آئیں اور آپؐ نے ان کو چادر دے کر اسی کی زبان میں "حسنہ" کی بجائے فرمایا۔ سناہ۔ سناہ۔

حدثنا الحميدى حدثنا سفيان حدثنا اسحاق بن سعيد السعيدى عن ابيه ﴿عن ام خالد بنت خالد قالت: قدمت من ارض الحبشة وانا جويرية فكسانى رسول الله صلى الله عليه وسلم خميصة لها أعلام فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح الأعلام بيده ويقول: "سناه سناه" قال الحميدى يعنى حسن حسن﴾

ام خالد بنت خالد فرماتی ہیں کہ میں چھوٹی بچی تھی جب حبشہ سے آئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک چادر اوڑھنے کے لیے دی جس میں درختوں وغیرہ کی تصویریں تھیں تو آنحضرت ﷺ ان پر ہاتھ پھیر کر فرما رہے تھے: "کیسے اچھے ہیں کیسے اچھے ہیں"؟ حمیدی کہتے ہیں سناہ بمعنی حسن (اچھے) ہیں۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب مناقب الانصار، باب هجرة الحبشه (حديث:۳۸۷۴) ص، ۷۹۲، كتاب الجهاد والسير، باب من تكلم بالفارسية......، المسند لامام احمد بن حنبل (حديث:۲۶۵۱۷)، ۵۰۷/۷، اس میں امام احمد بن حنبل عبداللہ سے اور وہ ابوالنضر سے روایت کرتے ہیں: المسند للحميدى، (حديث:۳۳۸)، ۱۶۴/۱، سبل الهدى، فى سيرته صلى الله عليه وسلم فى الاطفال، ۳۶۹/۹

صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنے بچے لاتے تھے۔ آپؐ ان بچوں سے محبت وشفقت کا اظہار کرتے ہوئے ان کو گود میں لیتے تھے۔

حدثنا يحيى بن يحيى التميمى وابوبكر بن أبى شيبة و عمرو الناقد وزهير بن حرب وابن ابى عمر واللفظ لزهير قال يحيى اخبرنا وقال الآخرون حدثنا سفيان بن عيينه عن الزهرى عن عبيده الله بن عبد الله ﴿عن ام قيس بنت محصنؓ اخت عكاشة بن محصن(۲) قالت: بابن لى على رسول الله ﷺ لم ياكل الطعام، فبال عليه. فدعا بماء فرشه﴾

حضرت ام قیس بنت محصنؓ اخت عکاشہ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن محصن کی بہن سے روایت

۱۔ **حبشہ یمن** کے مغرب میں واقع ہے اور ان کے درمیان سمندر حائل ہے۔ اس کا دارالخلافہ "ادیس بابا" ہے۔ یہاں زیادہ تر عیسائی لوگ آباد ہیں۔ مسلمانوں نے پہلی ہجرت حبشہ کی طرف کی۔ (عاتق بن غيث، معجم المعالم الجغرافيه فى السيرة النبوية، ص، ۹۱، ۹۲)

۲۔ **عکاشہ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرۃ بن کثیر** ــ کنیت "ابومحصن" تھی۔ مدینہ ہجرت کی اور تمام غزوات میں حصہ لیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی۔ (اسد الغابة، ۶۵/۴)

ہے کہ میں اپنا بیٹا لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ کھانا نہ کھاتا تھا- اس نے آپ ؐ پر پیشاب کر دیا آپ ؐ نے پانی منگوا کر اس پیشاب والی جگہ پر بہا دیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب السلام، باب التداوی بالعود الہندی..... (حدیث:۲۸۷) ۱۷۳۳/۴: المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۶۴۵۶) ۷/۴۹۲: الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الوضو، باب، بول الصبیان، (حدیث:۲۲۳) ص، ۵۱

گود میں لینے کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بچوں کے لیے دعا فرماتے اور اگر کوئی بچہ آپ ؐ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیتا تو آپ کبیدہ خاطر نہ ہوتے بلکہ پانی منگوا کر کپڑے صاف فرما لیتے تھے۔

حدثنا عبدان اخبرنا عبداللہ اخبرنا ھشام بن عروۃ ﴿عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یؤتی بالصبیان فیدعولھم فاتی بصبی فبال علی ثوبہ فدعا بمای فاتبعہ ایاہ ولم یغسلہ﴾

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تھے اور آپ ان کے لیے دعا کرتے تھے، چنانچہ ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ ؐ پر پیشاب کر دیا، آپ ؐ نے پانی منگوا کر اس پر بہا دیا، اور اس کو دھویا نہیں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعوات، باب الدعا للصبیان بالبرکۃ ومسح رؤسھم (حدیث:۶۳۵۵) ص، ۱۳۴۴

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اطہر میں نومولود بچوں کے لیے گوشۂ خاص تھا۔ لوگ جب نومولود بچے آپ ؐ کے پاس گھٹی دینے کے لیے لائے جاتے تو آپ ؐ ان کو اٹھاتے پیار کرتے۔ خیر و برکت کی دعا فرماتے اور کھجور وغیرہ چبا کر ان کے منہ میں ڈالتے۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا عبداللہ بن نمیر حدثنا ھشام یعنی ابن عروۃ عن ابیہ ﴿عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتی بالصبیان فیبرک علیھم ویحنکھم﴾

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بچے لائے جاتے تھے آپ ؐ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور انہیں گھٹی دیتے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الآداب، باب: استجاب تحنیک المولود عند ولادتہ..... (حدیث:۲۱۴۷)ص، ۹۵۳، سبل الھدی، فی سیرۃ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاسماء، والکنی، ۳۶۱/۹

حضرت عبداللہ بن زبیر پہلے بچے تھے جو ہجرت مدینہ کے بعد مسلمان کے ہاں پیدا ہوئے آپؐ ان کی پیدائش پر بہت خوش ہوئے۔

﴿حدثنا ابو کریب محمد بن العلای حدثنا ابو اسامۃ عن ھشام عن ابیہ ﴿عن اسمای انھا حملت بعبد اللہ بن الزبیر بمکۃ قالت: فخرجت وانا متم فأتیت المدینۃ فنزلت بقبای فولدتہ بقبای ثم اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعہ فی حجرہ ثم دعا بتمرۃ فمضغھا ثم تفل فی فمہ فکان اول شی دخل جوفہ ریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم حنکہ بالتمرۃ ثم دعا لہ وبرک علیہ وکان اول مولود ولد فی الاسلام﴾

حضرت اسماء سے روایت ہے کہ وہ مکہ میں عبداللہ بن زبیر سے حاملہ تھیں: جب میں مکہ سے نکلی تو میں نے اسے قباء میں جنم دیا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؐ نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا۔ پھر کھجوریں منگوائیں اور ان کو چبا کر بچہ کے منہ میں لعاب ڈالا اور سب سے پہلی چیز جو اس کے پیٹ میں گئی وہ رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک تھا پھر آپؐ نے انہیں کھجور کی گھٹی دی پھر اس کے لیے برکت کی دعا کی اور یہ سب سے پہلے بچے تھے جو مسلمانوں کے ہاں پیدا ہوئے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الآداب، باب: استجاب تحنیک المولود عند ولادتہ..... (حدیث:۲۱۴۶)، ۱۶۹۱/۳: الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، باب الھجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ (حدیث:۳۹۰۹)، (زکریا بن یحییٰ سے مروی ہے اور اس میں "بمکۃ" کا لفظ نہیں ہے)۔

حضرت زید بن حارثہؓ کے بیٹے اسامہ بن زیدؓ سے حضور ﷺ کو خصوصی لگاؤ تھا۔ اس کا اندازہ اس روایت سے لگایا جا سکتا ہے۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ: حدثنا شریک عن العباس بن ذریح، عن البھی ﴿عن عائشۃ قالت: عثر أسامۃ بعتبۃ الباب، فشبح فی وجھہ فقال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "امیطی عنہ الاذی" فتقذرتہ. فجعل یمص عنہ الدم ویمجہ عن وجھہ ثم قال: لو کان اسامۃ جاریۃ لحلیۃ وکسوتہ حتی انفقہ﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اُسامہ بن زیدؓ دروازے کی چوکھٹ پر گر پڑے ان کے سر میں زخم لگا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''زخم پر سے گرد و غبار دُور کر دو''۔ میں نے زخم صاف کر دیا۔ آپ ان کا خون زخم سے نچوڑنے لگے اور ان کے منہ سے خون صاف کرنے لگے پھر آپ ؐ نے فرمایا: ''اگر اسامہ ؓ لڑکی ہوتا تو میں اس کو زیور پہناتا اور کپڑے پہناتا یہاں تک کہ اس کا نکاح کر دیتا''۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب النكاح، باب الشفاعة فى التزويج (حديث:١٩٧٦)ص،٢٨٣،
المسند لابن اسحاق بن راهويه (حديث:٢٣٢) ص، ٢٦٠

غلاموں سے برتاؤ

اسلام سے قبل عرب معاشرہ میں غلامی کا عام رواج تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے احکامات و ہدایات جاری فرمائیں کہ جن سے ان کو معاشرہ میں باوقار مقام ملا- آپؐ نے غلاموں کو ان کے جائز اور فطری حقوق عطا کیے جانے کی تبلیغ فرمائی۔اور اپنے اسوۂ حسنہ سے اسکو ثابت بھی کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات کے لیے کبھی کسی خادم سے انتقام نہیں لیتے تھے اور نہ ہی کبھی کسی سے ناراض ہوتے تھے۔

حدثنا ابو کریب حدثنا ابو اسامة عن هشام عن ابيه ﴿عن عائشة قالت: ما ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قط بيده ولا امراة ولا خادماً الا أن يجاهد فى سبيل الله وما نيل منه شئى قط فينتقم من صاحبه الا أن ينتهك شئى من محارم الله فينتقم لله عزوجل﴾

سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو مارا سوائے اس کے کہ اللہ کے راستے میں جو جہاد کیا جاتا ہے اور جس نے بھی آپ کو کوئی تکلیف پہنچائی تو آپؐ نے اس سے بدلہ نہیں لیا سوائے اس کے کہ جس نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو آپؐ نے اللہ ہی کے لیے اس سے انتقام لیا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم كتاب الفضائل، باب: مباعدته صلى الله عله وسلم لاثام...... (حديث:۲۳۲۸) ص، ۱۰۱۴، المسند لامام احمد بن حنبل (حديث:۲۵۳۹۲)، ۳۲۷/۷

منتقم مزاج نہ ہونے کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہو جاتی ہے۔

حدثنا قتيبه بن سعيد عن مالك بن انس فيما قرى عليه وحدثنا يحيى قال قرات على مالك عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير ﴿عن عائشة زوج النبى صلى الله عليه وسلم انها قالت: ما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أمرين الا أخذ أيسر هما ما لم يكن انما فان كان الماً كان أبعد الناس منه وما انتقم رسول الله صلى الله عليه وسلم لنفسه الا ان تنتهك حرمه الله عزوجل﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو کاموں میں سے ایک کام کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپؐ ان میں سے آسان کام کو اختیار فرماتے تھے۔شرط یہ ہے کہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا ہو اور اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپؐ سب لوگوں سے

بڑھ کر اس کام سے دور رہتے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی سے اپنی ذات کی وجہ سے انتقام نہیں لیا لیکن اگر کوئی آدمی اللہ کے حکم کے خلاف کرتا تو آپؐ اسے سزا دیتے۔

تخریج:

الموطاء، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی حسن الخلق (حدیث:۱۶۷۱)، الجامع الصحیح للمسلم کتاب الفضائل، باب: مباعدته صلی الله علیه وسلم لآثام..... (حدیث:۶۰۴۷) ص، ۱۰۱۴

غلاموں کے حق میں دعا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلاموں سے بے حد ہمدردی تھی۔ آپؐ ان سے شفقت کا برتاؤ فرماتے۔ ان کے جائز اور فطری حقوق کا خیال رکھتے اور ان کے لیے دعائیں فرماتے۔

حدثنی محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبة قال سمعت قتادة عن انس ﴿عن ام سلیم انها قالت: یا رسول الله انس خادمک ادع الله له قال: اللهم اکثر ماله وولده وبارک له فیما أعطیته﴾

حضرت ام سلیمؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا خادم ہے آپ اللہ سے اس کے حق میں دعا فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا، یا اللہ اس کے مال اور اولاد میں زیادتی عطا کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا اس میں برکت عطا فرما۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعاء، باب الدعا بکثرة المال ..... (حدیث:۶۳۷۹) ص، ۱۳۴۹، الاحاد و المثانی، ۹، ۲۴۹، (اس میں محمد بن المثنی، محمد بن جعفر، اور شعبہ سے روایت ہے)

خواتین وغلاموں پر ہاتھ نہ اٹھانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے اس اعلیٰ درجہ پر فائز تھے کہ آپؐ نے معاشرے کے کمزور طبقے یعنی خواتین اور غلام دونوں پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ اور اپنے حسن سلوک سے یہ واضح کر دیا کہ ان محکوموں پر ہاتھ اٹھانا کم ظرفی ہے۔

حدثنا مسدد حدثنا یزید بن زریع حدثنا معمر عن الزهری عن عروة ﴿عن عائشة قالت: ما ضرب رسول الله صلی الله علیه وسلم خادماً ولا امراة قط﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہ خادم کو مارا اور نہ ہی عورت کو مارا۔ (کیونکہ خادم اور عورت دونوں محکوم ہوتے ہیں اور محکوم پر ہاتھ اٹھانا بڑی ہی کم ظرفی کی

بات ہے)۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: فی التجاوز فی الأمر (حدیث:۴۷۸۶) ص، ۷۶۸، سبل الهدی، ۹/۴۰۰، السنن لابن ماجه، کتاب النکاح، باب: ضرب النساء، (حدیث:۱۹۸۴) ص، ۲۸۴، (اس میں "ولا ضرب بیده شیا" کا اضافہ ہے۔ اس میں ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع سے اور وہ ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں)۔

غیر مسلموں سے سلوک

عرب کے ساتھ یہود کے تعلقات حضرت سلیمانؑ کے زمانے سے تھے۔ مختصر تعداد میں یہ لوگ تیما، خیبر، مدینہ، طائف، یمن اور عمان وغیرہ میں آباد تھے۔ مدینہ منورہ میں انکی نصف آبادی تھی اور یہ تین قبائل بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ میں منقسم تھے۔ یہاں علمی اور معاشی اعتبار سے ان کی جڑیں خاصی مضبوط تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی آمد سے انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اس سچے مذہب کی وجہ سے ہمارا سارا اثر و رسوخ ختم ہو جائے گا چنانچہ انکی ناراضگی بڑھ گئی اور اس ناراضگی کا اظہار وہ کئی طریقے سے کرتے مگر نبیِ رحمت ﷺ پھر بھی نرمی کو ہی پسند فرماتے تھے۔

وحدثنی عمرو الناقد و زهیر بن حرب واللفظ لزهیر قالا حدثنا سفیان بن عیینه عن الزهری عن عروة ﴿عن عائشة قالتْ: استاذن رهط من الیهود علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا: السام علیکم فقالت: عائشة بل علیکم السام و اللعنة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا عائشة! ان الله یحب الرفق فی الأمر کله قالت: الم تسمع ما قالوا قال قدقلت "وعلیکم"﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے "السام علیکم" کہا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے کہا بلکہ تم پر موت اور لعنت ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہؓ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتے ہیں۔ عائشہؓ نے عرض کیا، کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہیں سنا انہوں نے کیا کہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں "وعلیکم" کہہ چکا ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب السّلام، باب النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام وکیف یردعلیهم (حدیث:۵۶۵۵) ص، ۹۶۳، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاستیذان، باب: کیف الردعلی اهل الذمة بالسلام، (حدیث:۶۲۵۶) ص، ۱۳۲۵: المسند للامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۳۵۷۰)، ۷/۵۷

راویوں کے احوال

☆ ابن ابی حسین، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، ابن حجر نے ان کو "ثقہ، عالم یا بالمناسک" کہا ہے- (الکاشف، ۱۲۰/۲)

☆ ابی قلابہ (م۱۰۴ھ) دیکھیے صفحہ،۲۲۹

☆ اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص، (م۱۷۶ھ) بنوامیہ سے ان کا تعلق تھا- یہ اپنے والد عکرمہ بن خالد، ابوداؤد الطیالسی وکیع وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- امام نسائی نے ان کو "ثقہ" جبکہ بعض محدثین نے ان کے بارے میں "لیس بہ باس" کے الفاظ استعمال کیے ہیں- (تھذیب، ۲۳۳/۱۰، ۲۳۴)

☆ البھی، عبداللہ بن یسار مولی مصعب بن زبیر، "ابو محمد"، کوفہ میں رہے اور ان سے بہت سے کوفیوں نے روایت کی- (الطبقات الکبری، ۱۴۹/۵، کتاب الثقات، ۴۶/۱)

☆ الحمیدی، عبداللہ بن زبیر بن عیسٰی، (م۲۱۹ھ) دیکھیے صفحہ،۲۳۱

☆ بشر بن الفضل بصری، (م۱۸۶ھ) آپ کی کنیت "ابو اسماعیل" ہے- بصرہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث قابل اعتماد اور عبادت گزار ہیں- ہر روز ۴۰۰ رکعت نماز پڑھتے- محدثین نے "ثقہ" کہا ہے- (رجال صحیح البخاری، ۱۱۲/۱، ذکر اسماء التابعین، ۷۹/۱)

☆ خالد بن ذکوان، ابو الحسن المدنی "ثقہ" ہیں- ابو حاتم نے ان کو "قلیل الحدیث" اور "صالح الحدیث" کہا ہے- (ذکر اسماء التابعین، ۱۲۶/۱، الکاشف، ۲۰۳/۱، رجال الصحیح البخاری، ۲۲۴/۱، ۲۲۵)

☆ زحیر بن حرب ابوخیثمۃ نسائی، (م۲۳۴ھ) بغداد کے رہنے والے ہیں "ثقہ" ثبت ہیں- (الکاشف، ۲۵۵/۱ : کتاب الجمع بین رجال الصحیحین، ۱۵۴/۱، رجال صحیح البخاری، ۲۷۳/۱)

☆ سعید السعیدی، ان کا نام سعید بن عمرو بن سعید بن العاص بن سعید بن العاص تھا- ابوعنبسہ الاموی کے نام سے پکارے جاتے تھے- یہ اپنے والد، "ابی ھریرہؓ، عائشہؓ اور ام خالد بنت خالد" وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ابو زرعہ اور نسائی نے ان کو "ثقہ" جبکہ ابو حاتم نے ان کو "صدوق" کہا ہے- یہ کوفہ کے علماء قریش میں شمار کیے جاتے تھے- (تھذیب، ۶۸/۴)

☆ سلیمان التیمی ابوکامل، (م۱۴۳ھ) آپ کی کنیت "ابوالمعتمر" ہے- اور نام "سلیمان بن طرخان" ہے- بصرہ کے رہنے والے جلیل القدر "حافظِ حدیث" ہیں- بنوتیم میں رہنے کی وجہ سے "تیمی" مشہور ہو گئے- انتہائی عبادت گزار اور سخی تھے- تقریباً ۲۰۰ احادیث آپ سے مروی ہیں- (ذکر اسماء التابعین، ۱۵۸/۱)

☆ شریک بن عبداللہ، ابوعبداللہ النخعی القاضی، (م۱۷۷ھ) ابن معین نے ان کو "ثقہ" نسائی نے "لیس بہ باس" جبکہ ابن حجر نے ان کو "صدوق یخطی کثیرا" کہا ہے- (التاریخ الکبیر، ۱۹۹/۴، الکاشف، ۱۴/۲)

☆ شھر بن حوشب الشامی، (م ۱۱۱ھ) امام نسائی نے ان کو "لیس بقوی" جبکہ ابن معین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (الکاشف، ۲/۲۱)

☆ عباس بن ذریح الکلبی، "صدوق" ہیں- ابن حجر نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (التاریخ الکبیر، ۶/۳۱۹، تقریب، ۱/۳۷۷)

☆ عبداللہ بن مبارک مروزی، (م ۱۸۱ھ) آپ کی کنیت "ابو عبدالرحمٰن" ہے- مرو کے رہنے والے علم کے سمندر اور نامور حافظ حدیث ہیں- والد "ترک" اور والدہ "خوارزمیہ" تھیں- ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے- "ثقہ اور ثبت" ہیں حدیث، فقہ، لغتِ عرب، جنگی امور کی معرفت، شجاعت اور سخاوت جیسی عظیم الشان صفات کے حامل تھے- (تھذیب، ۵/۳۸۲-۳۸۷)

☆ عبدان، (م ۲۲۱ھ) کنیت "ابو عبدالرحمٰن" نام عبداللہ بن عثمان ہے- عبدان اس کا لقب ہے- ۱۴۰ھ میں پیدا ہوئے- بلند پایہ حافظِ حدیث اور ممتاز عالم اور "ثقہ" ہیں- (تھذیب، ۵/۳۱۳-۳۱۴)

☆ عفان بن مسلم بن عبداللہ، (م ۲۲۰ھ) آپ کی کنیت "ابو عثمان" ہے- انصار سے نسبت ولا کی وجہ سے انصاری کہلاتے ہیں- بلند پایہ حافظِ حدیث، پختہ کار عالم اور بغداد کے مشہور محدث ہیں- ۱۳۰ھ کے بعد پیدا ہوئے- (الطبقات الکبری، ۷/۱۶۳)

☆ عمرو الناقد بغدادی، (م ۲۳۲ھ) آپ کی کنیت "ابو عثمان" ہے- سلسلہ نسب، "ابو عثمان عمرو بن محمد بن بکیر بن شاپور البغدادی" - آپ بغداد کے رہنے والے ہیں- "ثقہ اور امین" ہیں- حافظِ حدیث ہیں- (الطبقات الکبری، ۷/۱۷۳، الکاشف، ۲/۲۹۴)

☆ محمد بن العلاء، ابو کریب، ھمدانی الکوفی، (م ۲۴۸ھ) ان کو ابو حاتم نے "صدوق" نسائی نے "لاباس بہ" اور بہت سے لوگوں نے "ثقہ" قرار دیا ہے- (رجال صحیح البخاری، ۲/۶۷۲، ۶۷۳)

☆ محمد بن بشار، بن عثمان، ابوبکر العبدی، (م ۲۵۲ھ) ابو حاتم اور العجلی نے ان کو "ثقہ" نسائی نے صالح جبکہ بعض نے ان کو "ضعیف" کہا ہے- (الکاشف، ۳/۲۱)

☆ محمد بن جعفر غندر ہذلی، (م ۱۹۳ھ) کنیت "ابو عبداللہ" ہے- بصرہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث ہیں- فن تجوید میں کمال رکھتے تھے- ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے تھے- (الکاشف، ۳/۲۶)

☆ مسدد بن مسرھد بن مسربل الأسدی البصری، ابوالحسن، (م ۲۲۸ھ) ابن معین اور ابو حاتم نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (الکاشف، ۳/۱۲۰)

☆ وھیب بن خالد بن عجلان البصری، (م ۱۶۵ھ) دیکھیے صفحہ، ۳۴۳

☆ یحییٰ بن یحییٰ، (م ۲۲۶ھ) آپ کی کنیت "ابو زکریا" ہے- نامور حافظِ حدیث اور شیخ خراسان ہیں- ۱۴۲ھ میں پیدا ہوئے- محدثین نے انہیں صداقت و امانت میں "محدثین کا سردار" قرار دیا ہے- امام شافعی سے آٹھ

سال بڑے تھے- (رجال، صحیح البخاری، ۲/ ۸۰۲)

☆ یزید بن زریع، الحافظ، ابومعاویہ البصری، (م۱۸۲ھ) بنی عبس سے ان کا تعلق تھا- ان کو "ریحانۃ البصرہ" کہا جاتا تھا- "ثقہ امام" ہیں- (الکاشف، ۳/ ۲۴۳، تهذيب الكمال، ۳۲/ ۱۲۴-۱۳۰)

خلاصہ بحث

خلاصۂ بحث

اللہ ربّ العزت نے اپنے جلیل القدر انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا (﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ﴾) (البقرہ،۲:۱۲۹) کو قبول فرماتے ہوئے امتِ مسلمہ کو رسول اللہ ﷺ کی صورت میں ایسی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز کیا جو انکی دعا کی عملی تصویر تھا وہ رسولِ رحمت ﷺ معلمِ کتاب بھی تھا اور معلمِ حکمت بھی، قوم کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک بھی کرتا تھا اور شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں گھری سسکتی انسانیت کو توحید کے نور سے منور بھی کرتا تھا- یہ روحانیت کا ایسا آفتاب تھا جس کی روشنی نے کفر کی تاریکیاں مٹا کر آسمانِ ہدایت کے لاکھوں ستاروں کو ماند کر دیا-

آپ ﷺ کی روشنی سے منور مزین صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ بھی سیرت و کردار کے اعتبار سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں- انہوں نے آپؐ کے کردار و جمالِ آراء سے اپنا وجود روشن کیا اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کا شعار بنا کر اپنی زندگیاں اسی سانچے میں ڈھالیں جس میں ڈھلنے کا ان کے پیارے رسول ﷺ نے حکم دیا تھا- اس عمل میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ صحابیاتؓ بھی شامل تھیں انہوں نے خوشنودیٔ باری تعالیٰ اور اطاعت و اتباع اور عشقِ رسولؐ کی خاطر اپنے والدین اور اہل و عیال کی جدائی برداشت کی- وطن چھوڑا اور دینِ حق کی سربلندی کی خاطر ہر طرح کے مصائب و آلام برداشت کیے- انہیں ہستیوں سے باری تعالیٰ راضی ہوا اور انہیں جنت اور مغفرت کی خوشخبری دنیا میں ہی سنا دی-

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيماً﴾) (الاحزاب،۳۳:۳۵)

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والیاں، خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں- اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے-

انہیں صحابیاتؓ مکرمات کی اہمیت ''معلماتِ امّت'' کے حوالے سے اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ آپؐ کی ذاتِ بابرکات کے بے شمار پہلو امتِ مسلمہ کے سامنے صحابیاتؓ کے بیان سے مستنیر ہوئے- انؓ کے بیان سے ہم بخوبی اندازہ لگا

سکتے ہیں۔ آپ کی پیدائش سے قبل اہل عرب کا تقریباً ہر گھر اور ہر دل بتوں کا مسکن تھا حتیٰ کہ خانہ کعبہ میں بھی "۳۶۰" بت موجود تھے۔ اس شرک سے آلودہ معاشرے میں آپؐ نے ایک ایسے خاندان میں آنکھ کھولی جس کا ہر فرد عزت وحشمت اور عفت وعصمت میں اپنی مثال آپ تھا۔ بچپن اور اہل شباب میں یتیمی کے باوجود آپؐ شرک کی پرچھائیوں سے بھی دور رہے اور جب معاشی جدوجہد کی تو ایک صادق اور امین تاجر کی حیثیت سے عرب میں مشہور ہوئے۔ پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے شادی کے بعد اپنے بچوں کے ہمراہ ایک بھرپور ازدواجی زندگی بسر کی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ آہستہ آہستہ خلوت کی طرف مائل ہوتے گئے اور غار حرا میں تحنث فرماتے۔ غار حرا کی انہی تنہائیوں میں جب باری تعالیٰ نے آپ کو تحفۂ نبوت سے سرفراز کیا تو ساتھ ہی قوم کی ہدایت و رہنمائی کا اہم فریضہ بھی آپ کو سونپ دیا گیا۔ جیسے جیسے آپؐ اپنی قوم کو راہ ہدایت کی طرف بلاتے گئے ویسے ویسے قوم آپ کی دشمن بنتی چلی گئی۔ اپنے بیگانے ہو گئے۔ بالآخر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ کو اذنِ ربی اپنا عزیز از جان وطن "مکہ" چھوڑ کر "مدینہ منورہ" کو اپنا وطن بنانا پڑا۔ اس دور میں بے شمار مشکلات و مصائب، غزوات وسرایا پیش آئے مگر اسلام کی خاطر آپؐ کے پایۂ استقلال میں لغزش تک نہ آئی حتیٰ کہ ۶۳ سال کی عمر میں آپؐ وصال فرما گئے۔ اس مکی و مدنی دور میں آپؐ رضائے الٰہی کی خاطر صبر، مستقل مزاجی، حوصلے اور برداشت کا ایک ایسا مینارۂ نور نظر آتے ہیں جس کی روشنی سے آئندہ آنے والے اپنی منزل کا تعین کر سکتے ہیں۔

زندگی کے ان دونوں ادوار (مکی و مدنی) میں آپؐ ایک طرف تو بہترین مبلغ اور سپہ سالار کی حیثیت سے تبلیغ و دفاعِ اسلام کرتے نظر آتے ہیں جبکہ دوسری طرف آپؐ کی زندگی کا لحہ لحہ ذکرِ الٰہی میں بسر ہو رہا ہے۔ فرضی ونفلی نمازوں کی سفر وحضر میں بروقت ادائیگی ہو رہی ہے۔ تلاوتِ قرآن پاک، فرضی ونفلی روزے، عمرہ، حج، قربانی ان سب کا اہتمام بھی ساتھ ساتھ جاری ہے اور ہر موقعہ پر تقرب باری تعالیٰ کی خاطر کی جانے والی دعائیں امتِ مسلمہ کو یہ سبق دے رہی ہیں کہ ایک مسلمان اپنی زندگی کا ہر لحہ ذکرِ الٰہی میں گزارے تاکہ اس دنیا میں آنے کا اصل مقصد پورا ہو سکے۔ اس دنیائے رنگ و بو میں آپ کا سادہ لباس، سادہ طعام اور بسترِ استراحت وغیرہ امتِ مسلمہ کے لیے ایک مثال ہیں کہ محبوبِ رب العالمینؐ ہونے کے باوجود کس طرح آپؐ نے زہد وتقویٰ کی زندگی بسر کی۔

جہاں تک اخلاق کا تعلق ہے تو ایک طرف قرآن آپ کو خلقِ عظیم (﴿ن والقلم، ۶۸: ۴﴾) کے مرتبے پر فائز کرتا ہے تو دوسری طرف حضرت عائشہؓ آپ کو مجسم قرآن قرار دیتی ہیں۔

اسی طرح ہم مثالی شخصیت میں آپ کا "بحیثیت سربراہ خاندان" (مثالی شوہر، مشفق باپ) ہونا فرزندان توحید کے لیے خصوصاً اور نوعِ انسانی کے لیے عموماً بے شمار دینی، روحانی، اخلاقی، معاشرتی وتمدنی اور قومی وملی اسباق کی طرف ہمیں دعوتِ فکر وعمل دے رہا ہے۔ حضورﷺ نے ازواجِ مطہرات کے ساتھ حسنِ سلوک کا اہتمام فرمایا۔ ان کے لیے مثالی دینی ماحول مہیا کیا، ان کو فیضانِ تربیت سے مستنیر کیا۔ ان کی ضروریاتِ زندگی کی کفالت کے ساتھ ساتھ ان کی دلجوئی اور دلنوازی فرمائی اور عدل بین النساء کا وہ مثالی نمونہ پیش فرمایا کہ پوری تاریخِ عالم میں اسکی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔

رحمت دو عالم کی سیرت طیبہ صرف مومنین کے لیے ہی مخصوص نہیں بلکہ دیگر اقوامِ عالم کے لیے بھی کامل نمونہ ہے موجودہ دور جو مسلسل تنزل کی طرف بڑھ رہا ہے۔

اس دورِ پُرفتن میں اخلاقی وفکری انحطاط کی بدولت دینی، روحانی اقدار پامال ہو چکی ہیں- زندگی کے تمام شعبے معاشی، معاشرتی، سیاسی بگاڑ کا شکار ہیں- ہر شعبے میں ظلم واستبداد کا راج ہے- زندگی کے مختلف پہلو توازن کھو چکے ہیں-تبلیغی جماعتیں حصول نتائج میں مایوس ہوگئی ہیں- عالمِ اسلام زوال پذیر ہے- مستشرقین آپؐ کے متعلق زہر افشانی کر رہے ہیں- اس دورِ تنزل میں صاحب قرآن کی سیرت وحیات مقدس کا مطالعہ ہی تمام بنی نوع انسان کے تمام امراضِ قلوب اور عللِ ارواح کا علاج ہوسکتا ہے- کیونکہ قرآن متن ہے اور سیرۃ اسکی تشریح- قرآن علم ہے اور سیرۃ اسکا عمل- الغرض آج کی غیر اسلامی زندگی میں ہمارا فرض ہے کہ ہم ارشاداتِ الہیہ، ہدایت کا نسخہ اور مغفرت کا وسیلہ ڈھونڈنے کے لیے شریعت مطہرہ کو فروغ دیں اور آپ ؐ کی سیرت وکردار کو مشعل راہ بنا کر اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھالیں جس پر زمین وآسمان رہتی دنیا تک فخر کرتے رہیں-

فهارس

اشاریہ آیات

اشاریہ آیات

اشاریہ احادیث

اشاریہ احادیث

اشاریہ اعلام

اشاریہ اعلام

اشاریہ اماکن

اشاریه اماکن

اشاریہ قبائل

اشاریہ قبائل

مصادر و مراجع

مصادر و مراجع

القرآن الحکیم

آلوسی، آفندی، ابی الفضل، شهاب الدین (م ۱۲۷۰ھ)، **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**، دارالفکر، بیروت ۱۹۹۷ء، داراحیاء التراث العربی بیروت، س ن-

ابن ابی حاتم الرازی، **کتاب الجرح والتعدیل**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۵۳ء، ۱۳۷۲ھ

ابن ابی عاصم (م۲۸۷ھ)، **الآحاد و المثانی**، دارالرایۃ، السعودیۃ، الریاض، ۱۹۹۱ء

ابن الیر، عز الدین، ابی الحسن، علی ابی المکرم (م ۶۳۰ھ) **اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء

ابن الیر، **الکامل فی التاریخ**، دارالکتاب العربی، ۱۹۹۹ء

ابن اسحق، (محمد بن اسحاق) بن یسار (م ۱۵۱ھ) **السیرۃ النبویۃ**، دارالکتب الاسلامیۃ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۴ء

ابن الجوزی، **المنتظم فی التواریخ الملوک والامم**، دارالفکر، بیروت، لبنان ۱۹۹۵ء

ابن الجوزی، **الوفا باحوال المصطفیٰ**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء

ابن الجوزی، **تلقیح فہوم الاثر فی عیون التاریخ والسیر**، ادارۃ احیاء السنۃ گرجاکھ

ابن الجوزی، **صفۃ الصفوۃ**، مطبعۃ دارالمعارف، مدینۃ منورۃ ۱۳۵۵ھ

ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن (م۶۴۲ھ) **المقدمۃ فی علوم الحدیث دارالکتب العلمیۃ**، بیروت لبنان، ۱۹۷۸ء، ۱۹۹۹ء

ابن العماد الحنبلی ابی الفلاح، عبدالحی، (م۱۰۸۹ھ) **شذرات الذھب فی اخبار من ذھب**، دارالمسیر، بیروت، ۱۹۷۹ء، دارابن کثیر دمشق بیروت، ۱۹۸۶ء

ابن الفارس بن زکریا، ابی الحسین (م۳۹۵ھ) **معجم مقاییس اللغۃ**، داراحیاء التراث العربی، ۲۰۰۱ء، ۱۴۲۲ھ

ابن الوردی، علی بن مظفر، (م۷۴۹ھ) **تاریخ ابن الوردی**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۶ء

ابن حبان البستی، **کتاب المجروحین من المحدثین**، دار الصمیمی، ۲۰۰۷ء، ۱۴۲۸ھ

ابن حبان البستی، (م۳۵۴ھ) **تاریخ الصحابة الذین روی عنهم الاخبار**، دارالکتب العلمیة بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء

ابن حبان البستی، (م۳۸۴ھ) **کتاب الثقات**، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۸ء، ۱۴۱۹ھ

ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد، شهاب الدین (م۸۵۲ھ)، **الاصابة فی تمییز الصحابة**، مکتبة الکلیات الازهریة، الازهر ۱۹۲۸ء، مکتبة المثنی، بغداد ۱۳۲۸ھ دارالکتب العلمیة ۱۹۹۵ء

ابن حجر العسقلانی، **تقریب التهذیب**، دارالمعرفة، بیروت، لبنان ۲۰۰۱ء، ۱۴۲۲ھ

ابن حجر العسقلانی، **تهذیب التهذیب**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء

ابن حجر العسقلانی، **فتح الباری شرح صحیح البخاری**، دارالفکر، ۱۹۹۲ء، دارالکتب العلمیة بیروت، لبنان، ۲۰۰۰ء

ابن حجر العسقلانی، **لسان المیزان**، مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت لبنان، ۱۹۷۱

ابن حزم، ابی محمد، علی بن احمد بن سعید (م۴۵٦ھ) **الاحکام فی اصول الاحکام**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، س ن،

ابن حزم، **الفصل فی الملل والاهواء النحل**، دارالکتب العلمیة، بیروت لبنان، ۱۹۹۹ء

ابن حزم، **جمهرة انساب العرب**، دارالکتب العلمیة، بیروت لبنان، ۱۹۹۸ء

ابن سعد، محمد منیع الزهری (م۲۳۰ھ) **الطبقات الکبریٰ**، دارالحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ، ۱۹۵۸ء، ۱۹۹٦ء

ابن سیّد الناس، فتح الدین ابو الفتح محمد، (م۷۳۲ھ) **عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر**، داراحیا التراث العربی، ۱۹۸۲ء، ۱۴۰۲ھ، دارالقلم، بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء

ابن عبد ربه الاندلسی، **العقد الفرید**، دارمکتبة الهلال، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹ء

ابن عبدالبر، ابو عمر یوسف بن عبدالله (م٤٦۳ھ) **الدرر فی اختصار المغازی والسیر**، احیاء التراث الاسلامی، القاهرة، ۱۹۹۳ء

ابن عبدالبر، **الاستیعاب فی معرفة الاصحاب**، دارالجیل بیروت، ۱۹۹۲ء، دارالکتب

العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۵ف۹۹ ۱ء

ابن عدی الجرجانی، ابی احمد، **الکامل فی ضعفا الرجال**، دارالفکر، بیروت، س ن

ابن عساکر، علی بن الحسن (م۵۷۳ھ)، **تھذیب تاریخ دمشق الکبیر**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، س ن

ابن قتیبہ الدینوری، عبداللہ بن مسلم (م۲۷۶ھ) **الشعر والشعراء أو طبقات الشعراء**، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۰۰ء، ۱۴۲۱ھ

ابن قدامہ، **الاستبصار فی نسب الصحابۃ من الانصار**، دارالفکر بیروت، ۱۹۷۱ء، ۱۳۹۱ھ

ابن قدامہ، المقدسی، موفق الدین ابی محمد عبداللہ بن احمد (م۶۲۰ھ)، **التبیین فی انساب القرشیین**، عالم الکتب، مکتبۃ النھضۃ العربیۃ، بیروت، ۱۹۸۸ء

ابن کثیر، **السیرۃ النبویۃ**، دارالکتب العربی، ۱۹۹۹ء

ابن کثیر، **الفصول فی سیرۃ الرسول**، دار ابن کثیر، دمشق، دارالتراث، المدینۃ المنورۃ، ۱۹۸۵ء

ابن کثیر، محمد بن اسماعیل (م۷۷۴ھ) **شمائل الرسول ودلائل النبوۃ وفضائلہ و خصائلہ**، دارالمعرفۃ، بیروت، س ن

ابن کثیر، **البدایۃ والنھایۃ**، المطبعۃ العربیۃ، ۱۹۸۳ء، دارالفکر، ۱۹۹۸ء، دارالمعرفۃ، ۱۹۹۷

ابن ماجہ، ابو عبداللہ، محمد بن یزید (م۲۷۳ھ)، **السنن**، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

ابن ملقن، عمر بن علی (م۸۰۴ھ) **مختصر استدراک الحافظ الذھبی علی مستدرک ان عبداللہ الحاکم دارالعاصمۃ**، الریاض، ۱۴۱۱ھ

ابن ھمام، کمال الدین، محمد بن عبدالواحد (م۸۶۱ھ) **شرح فتح القدیر**، درالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۰۳ء

ابن ھشام، عبدالملک (م۲۱۸ھ)، **السیرۃ النبویۃ**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۳۶ء، ۱۹۹۵ء

ابن خلکان، احمد بن محمد (م۶۸۱ھ) **وفیات الاعیان وانباء الزمان**، دارصادر، بیروت، ۱۹۷۸ء، ۱۳۹۸ھ

ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، **لسان العرب**، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان،

١٩٨٨ء، ١٩٩٥ء

ابو داؤد، سليمان بن الاشعث بن اسحاق الأزدى (م٢٧٥ھ)، **السنن**، دارالسلام للنشر والتوزيع، الرياض، ١٩٩٩ء

ابو زيد البلخى (م٣٢٢ھ)، **كتاب البدء والتاريخ**، دارالكتب العلمية، بيروت لبنان، ١٩٩٧ء

ابو نعيم، الاصبهانى، **دلائل النبوة**، عالم الكتب، س ن

ابو نعيم، الاصبهانى، **كتاب تاريخ اصبهان**، دارالكتب العلمية بيروت لبنان، ١٩٩٠ء

ابو نعيم، الاصبهانى، **معرفة الصحابة**، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، ٢٠٠٢ء

ابو نعيم، الاصبهانى، احمد بن عبدالله بن احمد (م٤٣٠ھ) **حلية الاولياء وطبقات الاصفياء**، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، ١٩٩٧ء

ابو نعيم، الاصبهانى، **كتاب الضعفاء**، دارالثقافة، ١٩٨٤ء، ١٤٠٥ھ

ابى البقاء، محمد بن احمد (م٨٥٤ھ) **تاريخ مكة المشرفة والمسجد الحرام والمدينة الشريفة**، دارالكتب العلمية بيروت، ٢٠٠٣ء

ابى عوانة، يعقوب بن اسحاق الاسفرائينى (م٣١٦ھ) **المسند**، دارالمعرفة، بيروت، لبنان، ١٩٩٨ء

ابى يعلى موصلى (م٣٠٧ھ)، **المسند**، دارالكتب العلمية، بيروت لبنان، ١٩٩٨ء

الاجرى، محمد بن الحسين (م٣٦٠ھ)، **الشريعة**، مؤسسة قرطبة، ١٩٩٦ء

احمد بن حنبل، ابى عبدالله، (م٢٤١ھ) **فضائل الصحابه**، مؤسسة الرسالة، مركز البحث العلمى واحياء التراث الاسلامى، ١٩٨٣ء

احمد بن حنبل، **العلل والمعرفة الرجال**، المكتب الاسلامى، بيروت، لبنان، ١٩٨٨ء، ١٤٠٨ھ

احمد بن حنبل، **المسند**، داراحياء التراث العربى، بيروت، لبنان ١٩٩٣ء اور دارالحديث، قاهرة، ٢٠٠٥ء

احمد خليل جمعه، **نساء اهل البيت فى ضوء القرآن والسنة**، اليمامة، دمشق، بيروت، ١٩٩٤ء

احمد خليل جمعه، **نساء من عصر النبوة**، دارابن كثير، دمشق، بيروت ٢٠٠٠ء

ادريس كاندهلوى، محمد، **سيرتِ المصطفیٰ**، مكتبه عثمانيه، ١٩٩٢ء، ١٤١٢ھ

اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۸۰

الازرقی، ابی الولید، محمد بن عبداللہ بن احمد، (م ۲۴۰ھ) **اخبار مکہ**، مکتبۃ الثقافیۃ، مکۃ المکرمۃ، ۲۰۰۲ء، دارالاندلس، ۱۹۶۹ء

اسحق بن راھویہ، (م۲۳۸ھ) **المسند**، دارالکتاب العربی، ۲۰۰۰ء

اطہر مبارکپوری، **تدوین سیرو مغازی**، قدیمیہ اسلامک پریس لاہور، ۲۰۰۵ء

النووی، یحییٰ بن شرف، **شرح صحیح مسلم**، مترجم نعمانی کتب خانہ، ۱۹۸۱ء

بائبل ۔ کلام مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی، ۲۰۰۷ء

الباجی، سلیمان بن خلف، ابو الولید (م ۴۷۴ھ)، **التعدیل والجرح**، دار اللواء للنشر والتوزیع ۱۹۸۶ء

الالبانی، **صحیح سنن ابی داؤد**، مکتبۃ التربیۃ العربی، ۱۹۸۹ء، ۱۴۰۹ھ

الالبانی، محمد ناصر الدین، **صحیح سنن النسائی**، مکتب التربیۃ العربی، المکتب الاسلامی، ۱۹۹۸ء، ۱۴۰۹ھ

البخاری، **الادب المفرد**، مکتبہ ابوھریرہ، تخریج احادیث (محمد فواد عبدالباقی) س ن

البخاری، **التاریخ الاوسط**، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۰۳ء، ۱۴۲۴ھ

البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، (م۲۵۶ھ) **الجامع الصحیح**، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

البخاری، **التاریخ الصغیر**، دارالمعرفۃ بیروت، لبنان، ۱۹۸۶ء، ۱۴۰۶ھ

البخاری، **التاریخ الکبیر**، المکتبۃ الاسلامیہ، س ن

البلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر (م۲۷۹ھ)، **انساب الاشراف**، دارالفکر، ۱۹۹۶ء، دارالمعارف، س ن

البیھقی، ابی بکر، احمد بن الحسین، (م۴۵۸ھ) **دلائل النبوۃ**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۵ء

الترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، الامام (م۲۷۹ھ) **الجامع**، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۹ء

الترمذی، **الشمائل النبویۃ والخصائل المصطفویۃ**، المکتبۃ التجاریہ، مکۃ المکرمۃ، ۱۹۹۳ء، ۱۴۱۳ھ

التهانوی، محمد علی، **کشاف اصطلاحات الفنون**، سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۳ء

جان گلب پاشا، جنرل، **حیات وعہد النبی ﷺ**، پرنٹنگ پریس، لاہور ۲۰۰۳ء

جواد علی، الدکتور، **المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام**، دار العلم، بیروت، ۱۹۸۰ء

الجوزجانی، ابی اسحاق، ابراهیم بن یعقوب (م۲۵۹ھ) **احوال الرجال**، المکتبة سانگله هل، شیخوپوره، س ن

الجوهری، ابی الفراء، اسماعیل بن حماد، (م۳۹۶ھ) **الصحاح**، داراحیاء التراث العربی، ۱۹۹۹ء

حاکم النیشابوری، ابی عبدالله محمد بن عبدالله، (م۴۰۵ھ) **المستدرک علی الصحیحین**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۰ء، ۱۹۹۶؛ دارالفکر، ۲۰۰۲ء، ۱۴۲۲ھ

حسین عبدالله بالسلامة، **حیلة سید العرب و تاریخ النهضة الاسلامیة مع العلم و المدینة**، مؤسسة علوم القران، ۱۹۹۲ء

حماد بن الانصاری، **فتح الوهاب فیمن اشتهر من المحدثین بالألقاب**، مؤسسة الرسالة، ۱۹۸۵ء

الحمیدی، ابی بکر عبدالله بن زبیر، **المسند**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء

الخازن، عبدالله بن محمد (م۷۲۵ھ) **لباب التاویل فی معانی التنزیل**، دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۹۹۵ء

الخرکوشی نیشاپوری، عبدالملک بن ابی عثمان، (م۴۰۶ھ) **مناحل الشفاء و مناهل الصفا بتحقیق کتاب شرف المصطفیٰ**، دارایشائر الاسلامیة، ۲۰۰۳ء، ۱۴۲۴ھ

الخطابی، حمد بن محمد (م۳۸۸ھ) **اعلام الحدیث فی شرح صحیح البخاری**، مرکز احیاء التراث الاسلامی، ۱۹۸۸ء، ۱۴۰۹ھ

الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی (۴۶۳ھ) **الکفایة فی علم الروایة دارالکتب العلمیة**، بیروت لبنان، ۲۰۰۶ء

خلیفه بن خیاط (م۲۴۰ھ)، **کتاب التاریخ**، دارالقلم، دمشق بیروت، ۱۹۷۷ء، دارالکتب العلمیة، ۱۹۹۵ء

خواجہ عبدالمجید، **جامع اللغات**، اردو سائنس بورڈ، اپر مال لاہور، س ن

الدار القطنی، علی بن عمر، (م۳۸۵ھ) **کتاب الضعفاء والمتروکین**، المکتبة الاثریة، سانگلہ ہل، شیخوپورہ پاکستان، رمضان، ۱۴۰۲ھ

الدارالقطنی، عمر بن احمد (م۳۸۵ھ) **ذکر اسماء التابعین ومن بعدھم**، مؤسسة الکتاب الثقافة، ۱۹۸۵ء

الدارمی، ابو محمد، عبدالله بن عبدالرحمن (م۲۵۵ھ)، **السنن**، داراحیاء السنة النبویة، س ن

الدیار بکری، حسین بن محمد بن الحسن (م۹۶۰ھ) **تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس**، مؤسسة شعبان، بیروت، س ن

ڈاکٹر شوقی عبدالخلیل، **اطلس سیرت نبوی ﷺ** (ترجمہ حافظ محمد امین) دارالفکر دمشق - س ن

الذهبی، ابو عبدالله شمس الدین (م۷۴۸ھ) **تذکرة الحفاظ**، داراحیاء التراث العربی، ۱۳۷۳ھ، دارالفکر العربی، س ن

الذهبی، **العبر فی خبر من غبر**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۸۵ء

الذهبی، **الکاشف**، دارالکتاب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۸۳، ۱۴۰۳ء، دارالحدیث، قاهره، ۲۰۰۸ء

الذهبی، **المستدرک مع التلخیص**، مکتبة المعارف، الریاض، س ن

الذهبی، **تاریخ اسلام ووفیات المشاهیر والاسلام**، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۹۹۹ء، دارالکتاب اللبنانی، بیروت، ۱۹۹۰ء

الذهبی، **میزان الاعتدال فی نقد الرجال**، المکتبة الاثریة، سانگلہ ہل، پاکستان، س ن

الذهبی،، **سیر اعلام النبلاء**، مؤسسة الرسالة، بیروت دارالکتب العلمیة، ۱۹۹۵ء، ۱۹۸۶ء، ۱۹۹۰ء، ۱۹۹۹ء

الرازی، فخر الدین محمد بن ضیاء (م۶۰۶ھ) **تفسیر الکبیر**، الکتب العلمیة طهران، س ن

زبیر بن بکار (م۲۵۶ھ) **منتخب من کتاب ازواج النبی ﷺ لمحمد الحسن بن زبالہ** (م۱۹۹ھ) مطبعة الجامعة الاسلامیة، مدینہ منورہ، ۱۹۸۱ء

الزرقانی، محمد بن عبدالباقی (۱۱۲۲ھ) **شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیة**، دارالمعرفة، ۱۹۹۶ء

الزمخشری، محمود بن عمر بن احمد (م۵۳۸ھ) **اساس البلاغة**، دارالکتب العلمیة بیروت،

لبنان، ١٩٩٨ء، ١٤١٩ه

الزيات، احمد حسن واحبابه، **المعجم الوسيط**، دارالدعوة - القاهره، ١٩٧٢ء، ١٩٨٩ء

السخاوى، محمد عبدالرحمن (م٩٠٢ه) **التحفة اللطيفة فى تاريخ المدينة الشريفة**، دارالكتب العلمية بيروت، لبنان، ١٩٩٣، ١٤١٤ه

السعود بن عبدالله، الدكتور، **مرويات ام المومنين فى التفسير**، مكتبة التوبة، الرياض ١٩٩٢ء

السمعانى، ابى سعد، عبدالكريم بن محمد ابن منصور التميمى، (م٥٦٢ه) **الانساب**، دارالجنان، ١٩٨٨ء

السمهودى، نور الدين (م٩١١ه)، **وفاء الوفاء**، داراحياء، التراث العربى، بيروت، لبنان، ١٩٩٧ء

سميع عباس، **اوصاف النبى ﷺ لامام الترمذى**، مكتبة دارالجيل القاهره، ١٩٨٧ء، ١٤٠٧ه

السهيلى، ابى القاسم عبدالرحمن بن عبدالله بن احمد (م٥٨١ه) **الروض الانف**، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، ١٩٩٧ء

السيوطى، **تدريب الراوى فى شرح تقريب النواوى**، مطبعة حسان- س ن

السيوطى، **طبقات الحفاظ، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، ١٩٨٣ء**

السيوطى، **الدر المنثور فى التفسير المأثور**، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، ١٩٩٠ء، س ن

السيوطى، **السنن للنسائى**، داراحياء التراث العربى، ٢٠٠١ء

السيوطى، جلال الدين عبدالرحمن ابى بكر (م٩١١ه)، **الخصائص الكبرى**، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، ١٩٩٣ء

شبلى نعمانى، سيد سليمان ندوى، (م١٣٣٢ه)، **سيرة النبى ﷺ**، دارالاشاعت، لاهور ١٩٨٥ء

شبة النميرى البصرى ابوزيد، (م٢٦٢ه) **تاريخ المدينة المنورة**، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، ١٩٩٦ء

الشوكانى، **فتح القدير**، دارالمعرفة، بيروت، لبنان ١٩٩٧ء

الشوكانى، محمد بن على (١٢٥٠ه) **درالسحابة فى مناقب القرآبة والصحابة**، دارالفكر،

دمشق، ۱۹۸۳

الصالحی الشامی، محمد بن یوسف، (م۹۴۲ھ) **سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد**، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء

الصنعانی، حسن بن محمد، **العباب الزاخر واللباب الفاخر**، مطبعة نثار آرٹ پریش، ۱۹۹۳ء

طاہر القادری، **شمائل مصطفیٰ ﷺ**، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۹ء

طاہر القادری، محمد، **حسن سراپائے رسول ﷺ**، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ستمبر ۲۰۰۶ء

الطبرانی، ابی القاسم، سلیمان بن احمد (م۳۶۰ھ)، **المعجم الکبیر**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۲۰۰۲ء

الطبری، **جامع البیان علی تاویل آی القرآن**، دار الفکر ۱۹۸۸ء، داراحیاء التراث العربی، س ن

الطبری، محمد بن جریر (م۳۱۰ھ) **تاریخ الامم والملوک**، مؤسسة العلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء

الطحاوی، احمد بن محمد بن سلامه، **المسند**، مکتبة الحرمین ۲۰۰۵ء، ۱۴۲۶ھ

عاتق بن غیث البلادی، **معجم المعالم الجغرافیة فی السیرة النبویة**، دار مکه، ۱۹۸۲ء، ۱۴۰۲ھ

عبدالباقی بن نافع البغدادی، **معجم الصحابة**، دار الفکر، ۲۰۰۴ء

عبدالحق محدث دہلوی، **مدارج النبوة**، مکتب نوریه رضویه پریس فالکن، ۱۹۷۷ء

عبدالحکیم محمود، الدکتور، **القرآن والنبی ﷺ**، دار المعارف قاهره، س ن

عبدالرزاق بن همام الصنعانی، (م۲۱۱ھ) **المصنف**، منشورات المجلس العلمی، س ن

العجلی، احمد بن عبدالله (م۲۶۱ھ) **تاریخ الثقات**، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۸۴ء، ۱۴۰۵ھ

العراقی، **التقیید والایضاح**، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۹ء

العراقی، عبدالرحیم بن الحسین، (م۸۰۶ھ) **فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث**، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء

علامہ اقبال، **بال جبریل**، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۸۹ء

علی بن بلبان الفارسی، (م۷۳۰ھ) **الاحسان صحیح ابن حبان**، المکتبة التجاریه دار الفکر،

مكة المكرمة، ۱۹۹۶ء

علی محمد البجاوی، محمد ابو الفضل، **ایام العرب فی الاسلام**، دار الفکر، ۱۹۷۳ء، ۱۳۹۳ھ

عمر بن احمد بن عثمان (م۳۸۵ھ) **تاریخ اسماء الثقات ممن نقل عنهم العلم**، دار الباز مكة المكرمة، ۱۹۸۶ء

عمر رضا کحالہ، **اعلام النساء**، مؤسسة الرسالة بیروت، ۱۹۷۷ء

عمر رضا کحالہ، **معجم قبائل العرب القديمة والحديثة**، الطبعة الهاشمية دمشق، ۱۹۴۹ء، ۱۳۶۸ھ

العینی، بدر الدین، احمد علی بن احمد، (م۸۵۵ھ) **عمدة القاری شرح صحيح البخاری**، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بلوچستان، س ن

الفاسی المکی، تقی الدین، محمد بن احمد الحسنی (م۸۳۲ھ) **العقد الثمين فی تاريخ البلد الامين**، دار الکتب العلمية، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۱۹۸۶ء

فیروز الدین، مولوی، **فیروز اللغات**، فیروز سنز لاہور، س ن

القاضی عیاض بن موسیٰ، الاندلسی، (م۵۴۴ھ) **الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ**، دار الکتب العلمية، س . ن

القزوینی، احمد بن خلیل الخلیلی، (م۴۴۶ھ) **الارشاد فی معرفة علماء الحديث**، مکتبة الرشد، الریاض، ۱۹۸۹ء، ۱۴۰۹ھ

القسطلانی، احمد بن محمد (م۹۲۳ھ)، **المواهب اللدنية بالمنح المحمدية**، المکتب الاسلامی، ۱۹۹۱ء

الکرمانی، محمد ابن یوسف، **شرح البخاری**، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ۱۹۸۵ء

الکلاباذی، ابی نصر، احمد بن محمد، (م۳۹۸ھ) **رجال صحيح البخاری**، دار المعرفة بیروت لبنان، ۱۹۸۷ء، ۱۴۰۷ھ

الکلاعی الاندلسی، ابن الربیع سفیان بن موسیٰ، (م۶۳۴ھ) **الاكتفاء بما تضمنه من مغازی رسول اللهؐ**، عالم الکتب ۱۹۹۷ء

مالک بن انس، (م۱۷۹ھ) الموطاء، **دارالفکر**، ۱۹۸۹ء، ۱۴۰۹ھ

المتقی الهندی، (۹۷۵ھ) **کنز العمال**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء

محب الطبری، **السمط الثمین فی مناقب امہات المؤمنین**، المکتبة النهضیة القاهره، س ن

محب الطبری، احمد بن عبدالله، (م۶۹۴ھ) **ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ**، دارالمعرفة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۲ء

محدث دهلوی، شاه عبدالعزیز، **عجالة نافعه اصول حدیث**، در مطبع مجتبائی، ۱۳۴۸ھ

محمد احمد جاد، علی محمد البجاوی، **ایام العرب فی الجاهلیة**، دارالفکر، ۱۹۴۲ء، ۱۹۶۱ء

محمد الامین بن محمد، **السیرة النبویة فی فتح الباری**، مکتبة دارالبیان، کویت، ۲۰۰۱ء

محمد الغزالی، **فقه السیرة**، عالم المعرفة، س ن

محمد الیاس، عبدالغنی، **بیوت الصحابة رضی الله عنهم حول المسجد النبوی الشریف**، حرکة طیبة للطبعة فی المدینة النبویة، ۱۹۹۸ء

محمد بن جعفر بن حیان (م۳۶۹ھ) **طبقات المحدثین باصبهان والوردین علیها**، مؤسسة الرسالة بیروت، ۱۹۹۲ء، دارالکتب العلمیة بیروت، ۱۹۸۹ء

محمد بن حبیب (م۲۴۵ھ) **کتاب المحبر**، دارالنشر الکتب الاسلامیة، س ن

محمد راجی حسن کناس، **صحابیاتؓ حول الرسول**، دارالمعرفة، ۲۰۰۵ء، ۱۴۲۶ھ

محمد سعید رمضان البوطی، **فقه السیرة النبویة**، المطبعة التعاونیة، دمشق، ۱۹۹۱ء

محمد صادق سیالکوٹی، **جمالِ مصطفیٰ**، نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار، لاہور، س ن

محمد طفیل (مدیر)، **نقوش رسولؐ نمبر**، اداره فروغ اسلام لاہور

محمد عبدالحکیم شرف قادری، مقالاتِ سیرتِ طیبہ ﷺ، امیر ملت پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۰۰ء

محمد علی قطب، **زوجات النبی ﷺ**، دارالدعوة الاسکندریة، ۲۰۰۶ء

محمود احمد غازی، **محاضراتِ سیرت**، الفیصل ناشران، ۲۰۰۷ء

محمود طعمة حلبی، **المائة الاوائل من صحابیات الرسول**، دارالمعرفة بیروت، لبنان ۲۰۰۴ء، ۱۴۲۵ھ

محمود مغراوی، **منهج النقد عند الحافظ ابی نعیم الاصبهانی**، دار ابن حزم ۲۰۰۷ء، ۱۴۲۸ھ

المزی، جمال الدین، یوسف بن عبدالرحمن (م۷۴۲ھ) **تھذیب الکمال**، دار الفکر، ۱۹۹۴ء،
مؤسسة الرسالة، ۱۹۹۲ء، ۱۴۱۳ھ

المزی، عبدالرحمن بن یوسف، **تحفة الاشراف**، المکتب الاسلامی بیروت، لبنان، ۱۹۸۳ء،
۱۴۰۳ھ

مسلم بن حجاج القشیری (م۲۶۱ھ) **الجامع الصحیح**، دارالسلام، الریاض، ۲۰۰۰ء

مصطفیٰ محمد الطحان، **امھات المومنینؓ فی مدرسة النبوة**، دارالوفاء، ۲۰۰۶ء

مصعب الزبیری، ابی عبدالله المصعب بن عبدالله (م۲۳۶ھ)، **نسب قریش**، دارالمعارف،
القاهرة، س ن

المقدسی، ابن القیسرانی، (م۵۰۷ھ) **کتاب الجمع بین رجال الصحیحین**، دارالکتب
العلمیة، بیروت لبنان، ۱۴۰۵ھ

المقریزی، تقی الدین احمد بن علی، (م۸۴۵ھ) **امتاع الاسماع**، دارالکتب العلمیة، بیروت،
لبنان، ۱۹۹۹ء

النسائی، ابی عبدالرحمن بن احمد بن شعیب (م۳۰۳ھ) **السنن**، دارالسلام، الریاض،
۱۹۹۹ء

النووی، یحییٰ الدین شرف النووی، (م۶۷۶ھ) **تھذیب الاسماء واللغات**، دار الفکر، ۱۹۹۶ء

وارث سرہندی، **علمی اردو لغات**، علمی کتاب خانہ، ۲۰۰۳ء

الھندی، محمد طاهر بن علی، (م۹۸۶ھ) **المغنی فی ضبط اسماء الرجال**، دارالکتاب العربی،
بیروت، ۱۹۸۲ء، ۱۴۰۲ھ

الهیثمی، نور الدین، علی بن ابی بکر (م۸۰۷ھ)، **مجمع الزوائد و منبع الفوائد**، دارالفکر،
بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء، دارالکتب، بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء، ۱۴۲۲ھ

الیافعی الیمنی، ابی محمد عبدالله بن اسعد بن علی بن سلیمان (م۷۶۸ھ) **مرآة الجنان
وعبرة الیقظان**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۷ء

یاقوت الحموی، شهاب الدین ابی عبدالله (م۶۲۹ھ)، **معجم البلدان**، دارالکتب العلمیة،
بیروت لبنان، ۱۹۵۷ء، ۱۳۷۶ء، ۱۹۹۰ء، ۱۴۱۰ھ

عبدالغفار سليمان البغدادی، **موسوعة رجال الكتب الستة** ، دارالكتبّ العلمية، بيروت لبنان، ١٩٩٣ء، ١٣١٣ھ

محمد سعيد بيض، **موسوعة حياة الصحابياتؓ**، مكتبة الغزالی، ١٩٩٠ء،

English Book

Edward William Lane,مـد الـقـامـوس **An Arabic English Loxicon.** Beirute. 1968.